

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ

جلد اول

www.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

مرتبہ

محمد نعیم اللہ خاں قادیانی

بی ایس سی۔ بی ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ اکامو کے

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب _____ قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ

مرتبہ _____ محمد نعیم اللہ خاں قادری

_____ بی ایس سی۔ بی ایڈ

_____ ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

صفحات _____ ۵۱۲

بار اول _____ اکتوبر ۲۰۰۳ء

180/- روپے

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کا موٹو

WWW.NAFSEISLAM.COM
THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT

ملنے کے پتے:

❁ سنی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور ❁ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور

❁ شبیر برادر زار دو بازار لاہور ❁ اسلام بک ڈپولاہور ❁ مکتبہ نبویہ لاہور

❁ رضاورائی لاہور ❁ مسلم کتابوی لاہور ❁ فرید بک شال لاہور

❁ مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ ❁ مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

❁ مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ ❁ غوثیہ کتب خانہ گوجرانوالہ

فہرست رسائل

- (1) قادیانی دھرم صفحہ ۵
(تصنیف : علامہ مفتی عبدالواجد قادری صاحب)
- (2) مسئلہ ختم نبوت صفحہ ۱۳۳
(از قلم : علامہ مولانا سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ)
- (3) حیات عیسیٰ علیہ السلام صفحہ ۲۵۳
(مرتبہ : محمد نعیم اللہ خاں قادری)
- (4) النظر الرحمانی فی کشف القادیانی صفحہ ۲۷۳

رونداد مناظرہ مابین

حضرت علامہ مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی مناظر



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

WWW.NATSEISLAM.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAH"

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلى أهلك وأصحابك يا حبيب الله

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قادیانی دھرم

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"



مصنف : مفتی عبدالواجد قادری صاحب

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
	تیسری ملاقات		پہلی ملاقات
۲۷	قادیانی مذہب کا اصل نام	۱۲	خدائے تعالیٰ، فرشتوں، اور آسمانی کتابوں پر ایمان لانا
۲۸	قادیانی دھرم کے عقائد و نظریات	۱۳	صفت نبوت و رسالت میں کوئی فرق نہیں
۲۹	حضرت آدم علیہ السلام کی گستاخی	۱۴	انبیاء و مرسلین علیہم السلام درجائیں برابر نہیں
۳۰	حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ	۱۵	پیغمبروں کی تعداد
۳۱	مرزا قادیانی کے اقوال کا حکم عا قادیانیوں پر کیوں؟	۱۶	قادیانیوں نے رام کرشن، بودھ اور مانک کو نبی مانا ہے
۳۲	مرزا قادیانی پر اسلامی شرعی حکم	۱۷	پیغمبر کی کیونکر ملتی ہے؟
۳۳	باجہ عیسائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی حیثیت	۱۸	نبیوں کی تعظیم جس قدر ایمان سے ہے
۳۴	حضرت آدم کے متعلق قادیانیوں کے عقیدے	۱۹	روز قیامت اور تقدیر پر ایمان لانا
۳۵	قادیانیوں کا آدم ثانی		دوسری ملاقات
۳۶	قادیانی دھرم میں حضرات ملائکہ اور شیاطین	۱۸	بعض کلمہ گو اسلامی بنیادی تعلیمات سے کتنے میں
۳۷	حضرت آدم پر مرزا قادیانی کی فوقیت	۱۹	مسلمانوں کے اہل کتاب کی نفرت کا ایک سبب
۳۸	حضرت آدم علیہ السلام کی توہین و تذلیل	۲۰	گستاخوں کیلئے شریعت اسلامی کی دور رعایت نہیں
۳۹	چوتھی ملاقات	۲۱	قادیانیت عیسائی ملکوں میں کیوں پھیل رہی ہے؟
۴۰	حضرت نوح علیہ السلام کی شان میں گستاخی	۲۲	عیسائی ملکوں میں بسنے والے اکثر مسلمان قادیانیت سے بے خبر ہیں
۴۱	مرزا قادیانی کے نشانات اور معجزات نوحی	۲۳	قادیانی نحوست گبر صغیر کے مسلمانوں کو بہت
۴۲	حضرت نوح علیہ السلام پر مرزا قادیانی کی برتریت	۲۴	پہلے آگاہ کر دیا گیا ہے۔
۴۳	حضرت یوسف علیہ السلام کی جنت میں گستاخی	۲۵	عیسائیوں نے قادیانی کو گلے کیوں لگایا
۴۴	حضرت یوسف علیہ السلام اور مرزا قادیانی		
۴۵	مرزا قادیانی معرفت الہیہ میں تمام نبیوں سے بڑھ کر		
۴۶	مرزا قادیانی کی نبوت		
۴۷	مرزا قادیانی صفات انبیاء کا جامع؟		
۴۸	ظلی اور برورزی نبی		
۴۹	مشیل اور برورزی نرق		
۵۰	پانچویں ملاقات		

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۵۰	انبیاء علیہم السلام کی نام بنام گستاخیاں	۹۰	سلف تا خلف عام مسلمانوں کو گالی گلوچ
۵۲	حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام مرزا قادیانی کے تابع		آٹھویں ملاقات
۵۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام برساتی ٹکڑا (معاذ اللہ)	۹۶	قادیانی بنیادی عقائد اکثر قادیانی بے خبر ہیں
۵۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام بر لعنت (معاذ اللہ)	۹۶	قرآن پاک کی توہین
۵۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شدید ترین توہین	۹۷	احادیث گریہ کی توہین
	قادیانی نشانات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۹۹	بیت اللہ شریف کی توہین
	چھٹی ملاقات	۱۰۰	حرم پاک کی توہین
۶۱	پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور مرزا قادیانی	۱۰۳	مسجد اقصیٰ کی توہین
۶۲	ظلی اور بروزی کی منطق	۱۰۷	جہاد اسلامی کا انکار
۶۳	تنازع کا عقیدہ		نویں ملاقات
۶۵	کیا مرزا قادیانی درحقیقت عین محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱۰	قادیانی دھرم میں مسلمانوں کی حیثیت
۶۶	صحابہ کرام کا مقابلہ قادیانی و بقیائوں سے	۱۱۳	جو مرزا قادیانی کو نہ مانے وہ پکا کافر
۶۹	قادیانیوں کی کلمہ گوئی	۱۱۶	جو مسلمان مرزا قادیانی کی بیعت میں نہیں وہ بھی کافر
۷۱	پیغمبر اسلام کی حیثیت قادیانیوں کے نزدیک	۱۱۶	جو عجمی کا اولاد وہ مرزا قادیانی کو نہیں مانتا
۷۳	عقیدہ ختم نبوت اور اعلان قادیانی	۱۱۷	مسلمانوں کی اقتدار میں قادیانیوں کی نا اہل و ناموز
۷۳	ابھی ہزاروں نبی پیدا ہوں گے ؟	۱۱۹	جنازہ مسلم میں قادیانیوں کی شرکت
۷۴	مرزا قادیانی کی حیثیت قادیانیوں کے نزدیک	۱۲۳	کوئی قادیانی کسی مسلمان کو اپنی لڑکی نہ دے
	دسواں ملاقات		دسویں ملاقات
۷۷	حضرت پیر مہر علی شاہ کی جناب میں گستاخی	۱۳۳	مسلمان اور قادیانیوں کے درمیان تعلقات و معاملات
۷۸	حضرت مجدد الف ثانی کی جناب میں توہین	۱۳۸	مرزا قادیانی اور اس کی علت غائی
۸۰	حضرت غوث اعظم کی جناب میں گستاخی	۱۳۹	مرزا قادیانی اپنے اقوال کی روشنی میں
۸۱	امام الشہداء حضرت امام حسین کی جناب میں شدید توہین		
۸۳	باب العلم سیدنا موسیٰ علی کی جناب میں گستاخی		
۸۴	حضرت سیدۃ النساء فاطمہ کی تذلیل		
۸۵	پنجتن پاک کی مجموعی توہین		
۸۷	صحابہ کرام کی مجموعی توہین		

لمعات و تسمیہ

مفکر اسلام حضرت علامہ محمد ترمذی صاحب زید مجدہ اعظمی خطیب اعظم یورپ، سکریٹری جنرل
ورلڈ اسلامک مشن

باسمہ تعالیٰ ۱۸۵۶ء کی جنگ آزادی میں علماء ملت اسلامیہ نے انگریزوں
کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔ اور ملت مسلمہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ غاصب اور ظالم
انگریزوں کو ہندوستان سے نکال باہر کریں اور ان سے اقتدار چھین لیں، اگرچہ جہاد آزادی
اس وقت کے مخصوص سیاسی حالات کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکا۔ مگر سفید ساراج نے
یہ یقین کر لیا کہ اگر قوم مسلم دوبارہ علماء کی قیادت میں جہاد پر آمادہ ہو گئی تو ان کا اقتدار برساتی
ختم کر دے گی اور ان کے سلطنت کا سورج ہمیشہ کیلئے غروب ہو جائیگا۔

چنانچہ انہوں نے ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں میں التراق و انتشار کا بیج بویا
مختلف باطل فرقوں کو جنم دیا اور انکی سرپرستی کی۔ ان تمام فرقہ ہائے باطلہ میں قادیانیت سب سے
خطرناک فرقہ ہے۔ اس فرقہ کے بانی مسیلمہ قادیانی غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کے اجماعی
عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کیا اور نہ صرف یہ کہ اس نے نئے نبی کے امکان کو تسلیم کیا بلکہ
خود دعوائے نبوت کر بیٹھا۔ اس نے انبیاء سابقین بالخصوص سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی
مقدس ماں کی شان میں انتہائی نازیبا کلمات استعمال کئے۔ انکی نبوت کا انکار کیا اور خود کو مسیح
موعود بنا کر پیش کیا۔ اس جعلی نبی نے ان تمام منصوبہ جات قرآنیہ کا انکار کیا جس پر ۱۳ سو سال سے
علماء ملت اسلامیہ کا اجماع ہے۔

دعوائے نبوت کے ساتھ ساتھ اس نے قرآن کے تصور جہاد سے انحراف کیا اور انگریزوں کی
حکومت کو اللہ کا سایہ قرار دیا۔ اور ان سے جہاد کو غیر اسلامی عمل قرار دیا ان سے وفاداری کو لپٹے
باعث افتخار قرار دیا۔ مغربی اقوام بالخصوص برطانیہ نے اس فرقہ کی بھرپور سرپرستی کی۔ اور اپنے
اس خود کاشتہ پودے کو تناور درخت بنانے کیلئے جملہ وسائل اختیار کیا۔

آزادی ہند سے پہلے قادیانی بن جانے والوں میں سرکاری مناصب تقسیم کئے گئے۔ آزادی ہند کے بعد پاکستان میں ان کو تمام کلیدی عہدوں پر فائز کیا گیا۔ انہیں وزارت خارجہ کا قلمدان دیا گیا۔ تاکہ دنیا بھر میں قادیانیت کی تبلیغ کیلئے رٹیں ہموار کی جاسکیں۔ ڈین ہاگ (ہالینڈ) کی عالمی عدالت انصاف کی مسند پر بیٹھایا گیا تاکہ وہ اپنے تمام وسائل اور ذرائع اختیار کر کے اپنے باطل عقیدے کی اشاعت کر سکیں۔

علماء اسلام بالخصوص مجدد امت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اپنی کتابوں میں اس فرقے کی کفریات اور ان کے ارتداد کو واضح کیا۔ اپنے شاگردوں اور خلفاء کی ایک ایسی عظیم جماعت تیار کی جو فرق باطلہ کی بیخ کنی کرے اور تمام فرق باطلہ بالخصوص قادیانیوں کے فریب کا پردہ چاک کرے۔

بھگوان جہاں جہاں علماء اہلسنت پہنچ سکے وہاں قادیانیت قدم نہ جما سکی، مگر ہندو پاک کے کچھ ایسے علاقے اور افریقہ نیز جنوبی امریکہ کے کچھ دور افتادہ علاقے ان کے دام فریب میں آ گئے اور اس طرح قادیانیت نے خود کو ایک عالمی تحریک کی حیثیت سے متعارف کرانے کی کوشش کی۔ مرتد قادیان غلام احمد کی زندگی ہی میں امام احمد رضا فاضل بریلوی و مولانا عبد العليم صدیقی میرٹھی اور ان کے شاگردوں کے علاوہ شہنشاہ ولایت حضرت پیر سید مہر علی حسا گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محمد علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کا بھرپور رد فرمایا۔ مسیلمہ قادیان کو مناظرے کی دعوت دی، مباہلے کے اجلاس میں بلایا، مگر وہ سامنا نہ کر سکا اور اپنے منطقی انجام کو پہنچ کر ایک لرزہ خیز موت سے دوچار ہوا فَلَ عَفْوَ اللہُ عَلَیْہِ

پاکستان قومی اسمبلی میں علماء اسلام بالخصوص قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی حضرت مجاہد ملت مولانا عبد السار خان نیازی، حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری (ابن حضور صدیق الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ) پروفیسر شاہ فرید الحق اور ان کے دوسرے رفقاء کی کوششوں سے انہیں ۱۹۷۲ء میں کافر قرار دیا گیا۔ مگر اسمبلی کے اس فیصلے کی مناسب تشہیر نہ ہو سکی، اور نہ ہی

حکومت نے اس فیصلے کو دنیا کے تمام افراد تک پہنچانے کیلئے کوئی مناسب انتظام کیا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ قومی اسمبلی کے اس فیصلے کے مناسب تشہیر ہو چنانچہ ۱۹۵۵ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام عالمی دورے ترتیب دئے گئے، اور قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی، مجاہد ملت علامہ عبدالستار خاں نیازگی، رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد التقادری اور پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب نے افریقہ، امریکہ اور یورپ کے تمام ملکوں کا دورہ کیا۔ اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے سامنے قادیانیوں کے فریب کا پردہ چاک کیا۔ ادھر قادیانیوں نے پاکستان سے مایوس ہو کر اپنے حقیقی آقاؤں کی آغوش میں پناہ لینے کیلئے یورپ کا رخ کیا۔ جرمنی، فرانس، بلیجیم، ہالینڈ اور اینگلینڈ میں اپنے مراکز قائم کئے۔ A.M.T.V کے نام سے ایک یورپی ٹی وی چینل قادیانیت کے فروغ کے لئے وقف کر دیا۔ اس چینل سے ۲۴ گھنٹے قادیانیوں کی تبلیغ و تشہیر ہو رہی ہے۔

یہ صورت حال انتہائی خطرناک ہے، اب قادیانیت کا فتنہ مسلمانوں کے دروازے ہی پر دستک نہیں دے رہا ہے بلکہ ٹی وی کے ذریعہ ان کے گھروں اور نشستگاہوں میں داخل ہو کر نئی نسل کے ایمان و عقیدے کو غارت کرنے پر تلا ہو رہا ہے۔

حضرت علامہ مفتی عبدالواحد صاحب قادری زیدہ مجاہد نے میڈیا کے ذریعے قادیانیت کی اشاعت کا بروقت نوٹس لیا اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اگر میڈیا کے ذریعے پھیلنے والے قادیانیت کے اثرات کو زائل نہ کیا گیا تو یورپ کے مسلمانوں کی نئی نسل جو عقیدہ ختم نبوت سے شعوری اور فکری طور پر آگاہ نہیں ہے قادیانیت کے فریب کا شکار ہو جائیگی

علماء اسلام اگرچہ جلسوں میں اور مساجد میں قادیانیت کی تردید کرتے رہتے ہیں مگر انکی آواز ہر فرد تک نہیں پہنچ سکتی اس لئے لٹریچر کے ذریعہ ہر مسلمان کو قادیانی فتنے سے آگاہ کیا جائے زیر مطالعہ قادیانی دھرم "اسی سلسلے کی اہم کڑی ہے حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اس کتاب میں قادیانیوں کے افکار و خیالات، ان کے عقائد باطلہ اور ان کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کیا ہے، ان کا انداز تحریر اس قدر عام فہم، سلیس اور سادہ ہے کہ

ہر سطح فکر کا حامل باسانی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب کا انگلش، ڈچ اور دوسری یورپین زبانوں میں ترجمہ کر کے ہر مسلمان تک پہنچایا جائے۔ خدائے قدیر علامہ موصوف کی اس سعی بلیغ کو قبولیتِ عامہ سے نوازے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وسلم الصلوٰۃ والسلام۔

محرم الزماں اعظمی

نریل ایسٹریڈام ہالینڈ۔

www.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

کلمات نورانی

قائد اہلسنت فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ مبلغ عالم اسلام صدر
ورلڈ اسلامک مشن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ
وَالرُّسُلِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِیْنَ

حضرت محترم۔ فاضل جلیل مولانا علامہ مفتی عبدالواجد صاحب قادیانی زید مجدہم کی دینی
تبلیغی و اصلاحی خدمات، عوام و خواص اہلسنت سے تحقیقی نہیں ہیں۔

حضرت موصوف کی تصانیف قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہیں، جزا ہم اللہ خیر الجزاء اب
تازہ تصنیف "قادیانی دھرم" مرزا غلام اکذاب قادیانی کے ہجرات اور خود ساختہ دھرم کے
متعلق مفصل معلومات بشکل سوال و جواب مختلف نشستوں پر پھیلی ہوئی تحریر انتہائی آسان
عالم فہم اور مدلل ہے۔ حضرت مفتی صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ اس موضوع پر حالات کے
تناظر میں خصوصی توجہ فرمائی۔ مرزا قادیانی کذاب کے پیروکار مختلف مقامات پر مختلف طریقے
واردات اختیار کرتے ہیں۔ اور عامۃ المسلمین کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت
موصوف نے ان کا ردِ بلیغ فرمایا ہے۔ اور عصری ضرورت کو پورا فرمایا ہے۔ فَجَزَاهُمُ اللہُ
اَلْحَسَنَ الْجَزَاءِ۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

فقیر شاہ احمد نورانی الصدیقی غفرلہ

نزہیل ہائینڈ

تقدیم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تیرہویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے شروع میں کسی نام نہاد اسلامی تحریکوں نے متحدہ ہندوستان میں جنم لیا۔ مثلاً وہابی ازم، چکرالوی ازم (اہل قرآن) دیوبندی ازم، اور قادیانی ازم وغیرہ نے، اور ان سب تحریکوں کے پیچھے اسلام دشمن طاقتوں کا ہاتھ تھا جس سے کوئی بھی باخبر مسلمان بے خبر نہیں ہے۔ ان تحریکوں کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی ساتھ برصغیر ہندوپاک کے علماء کرام، مفتیان اسلام، مشائخ عظام اور ممتاز دانشوروں نے بھرپور ان کا قلمی اور علمی تعاقب کرنا شروع کیا۔ اور ان سازشی گروہوں کے خلاف قلمی میدان جہاد میں ڈٹے رہے۔ تاہم ان کے چہروں پر پڑے اسلامی نقاب کے اندر تار و پود کو بکھیر دیا اور ان کے مگر وہ چہروں سے عامہ مسلمین کو روشناس کرا دیا۔ فَجَزَا اللَّهُ تَعَالَى عَنِّي وَعَنْ جَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ۔

جب علماء اسلام کے قلمی جہاد کے نتیجے میں وہ سب اپنے اصلی چہروں کے ساتھ عام مسلمانوں کے سامنے آنے کے قابل نہ رہے تو انھوں نے تقلید ائمہ یعنی حنفیت و حنبلیت اور قادریت و نقشبذیت کا حسین و جمیل نقاب اپنے چہروں چڑھایا۔ لیکن علماء فضل رسول بدایونی، علامہ فضل حق خیر آبادی مفتی صدر الدین آزاد دہلوی، علامہ شاہ منصور دہلوی، مولانا منور الدین دہلوی، مولانا شاہ احمد سعید مجددی دہلوی، مولانا خیر الدین دہلوی (والد ابوالکلام آزاد) مولانا شاہ عبدالرحمن فاروقی سلہٹی، رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان سب کے اخیر میں مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی، علامہ شاہ مہر علی نے انہیں مسلمانوں کے بیچ چور ہے پر ننگا اور بے نقاب کر دیا جسکی وجہ سے وہ تمام تحریکیں منافقانہ چوڑے بدلنے پر اتر آئیں مصلحت میں وکار آساں کن پر عمل پیرا ہو گئیں۔

میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ وہ تمام نئی تحریکیں دفن ہو گئیں اور انکے مضرات سے برصغیر

کے مسلمان محفوظ ہو گئے۔ نہیں بلکہ وہ تحریکیں آج بھی کسی نہ کسی طرح زندہ ہیں اور مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش کر رہی ہیں..... مذکورہ تحریکوں میں سب سے زیادہ شاطر، دہشت پسند اور اپنے مشن میں فعال و منظم قادیانی ازم ہے۔ کیونکہ اسے اسلام دشمن قوتوں کی پشت پناہی بلکہ بھرپور تعاون حاصل ہے چنانچہ برصغیر ہند و پاک، بنگلہ دیش، وینپال وغیرہ میں اپنی چتا کو جلتا ہوا دیکھ کر اکثر قادیانیوں نے یورپ، امریکہ، اور افریقہ کے ان ملکوں کی طرف کوچ کیا جہاں اپنے پشت پناہوں کے ذریعہ ملکی تحفظ، مالی تعاون اور قادیانیت کی نشر و اشاعت کا کھلے عام موقع مل سکے جو مسلمان ترکی و مراکو، انڈونیشیا اور سورینام نیز برصغیر سے آکر یورپ، امریکہ میں پہلے ہی سے آباد ہو چکے تھے ان میں سے اکثر مغربی تہذیب کی اندھیوں میں کھوکھراپنے دین کے تقاضوں سے بے خبر ہو چکے تھے آپسی انتشار اور اپنی برتری کی ہوس نے انہیں ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا۔

دریں اثنا، قادیانیوں نے ان ملکوں کی اگر اپنی ہزاروں منظم جماعتیں بنام "احمدیہ جماعت" اور سیکڑوں قادیانی مشن قائم کر لئے۔ اور قادیانی بد مذہبیت کی جو بلا برصغیر پر منڈلا رہی تھی وہ یورپ و امریکہ میں اکبر برسنے لگی۔ اور صحیح اسلامی تعلیمات کا چہرہ مسخ ہونے لگا۔ اسی طرح یورپ و امریکہ اور افریقہ میں آکر بس جانے والے مسلمانوں کی نئی نسل جس کی نشوونما غیر اسلامی معاشرہ میں ہوئی تھی تذبذب کا شکار ہونے لگی اور وہ اسلام و قادیانیت کا فرق سمجھنے سے قاصر نظر آنے لگی۔

علاوہ ازیں یورپ و امریکہ اور افریقہ کے غیر مسلم اقوام جنہیں بین المذاہب کتابوں کے مطالعہ کا شوق ہے انہیں قادیانی کتابچوں کے مطالعہ نے اسلام سے بدظن کرنا شروع کر دیا۔ اور وہ مسلمانوں کو تنگ نظر جھگڑالو اور انتہا پسند اور نہ معلوم کیا کیا سمجھنے لگے ہیں۔ لہذا نوجوان مسلمان نسل کی حفاظت، اور غیر مسلموں کی اسلام سے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنا یورپ و امریکہ اور افریقہ میں مقیم علمائے اسلام اور اسلامی دانشور کی عظیم ذمہ داری ہے۔

بحمدہ تعالیٰ مذکورہ برائے عظموں میں مسلمانوں کی اب بہت تنظیمیں اس نہج پر کام کر رہی ہیں اور وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں بایں معنی کامیاب بھی ہیں کہ مختلف ملکوں میں علاقائی زبان پر مشتمل کتابچے، رسالے، کیسٹ، اور پوسٹرز وغیرہ لٹکتے رہتے ہیں جن سے ہماری نئی نسل خاطر خواہ فائدہ اٹھا رہی ہے اور قادیانیت سے محترز ہے لیکن غیر مسلموں میں قادیانیوں کی مظلومیت کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے اور انسانی ہمدردی کے ناطے غیر مسلم، قادیانیوں کو ہر قسم کا تعاون دے رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ضرورت اس بات کی ہے کہ قادیانیوں کی اصلیت سے غیر مسلموں کو بھی آگاہ کیا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ قادیانی اپنی تخریب کاریوں اور مکاریوں کے سبب انسانی ہمدردی کے مستحق نہیں اور یہ کہ دراصل نہ وہ مسلمان ہیں نہ ان کے کتابچے اور رسالے اسلامی معتقدات و نظریات کے حامل ہیں۔

زیر مطالعہ کتاب "قادیانی دھرم" کو سوال و جواب کی شکل میں میں نے آسان سے آسان ترین بنانے کی کوشش کی ہے تاکہ ہماری نوجوان نسل اس کے مطالعہ سے یہ سمجھ سکے کہ قادیانی ازم، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک ہولناک سازش ہے جو اسلامی معتقدات و نظریات کو بری طرح مجروح اور غیر مسلموں کی نظر میں بدنام کرنا چاہتی ہے دعا ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ اس حقیر کاوش کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے قادیانیت سے انجان و بے خبر بھائیوں کے لئے اسے نافع اور حق و باطل کے پرکھنے کا ذریعہ بنائے آمین آمین یا رب العالمین وَصَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ خَاتَمِ الانبیاء سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَجَزِیْہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

عبد الواحد قادری غفرلہ

۱۱ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ

القرآن ادارہ اسلامیات، نیدرلینڈ (یورپ)

پہلی ملاقات

سوال :- السلام علیکم۔ جواب :- وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال :- خدا کے بارے میں اسلام کیا سکھاتا ہے؟

جواب :- یہ کہ خداوند کریم ایک ہے اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ تمام خوبیوں کا جامع اور ہر ایک برائی سے پاک ہے اسی نے سب کو پیدا کیا اور وہی سب کا حقیقی مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی زندگی کے لائق نہیں

سوال :- فرشتوں کے متعلق اسلام کیا کہتا ہے؟

جواب :- فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا۔ وہ نہ مرد ہیں نہ عورت۔ انھیں کھانے

پینے کی حاجت نہیں وہ سب خطاؤں سے معصوم ہیں۔ جن کاموں کیلئے پیدا

کئے گئے ہیں ان کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ کبھی خدا سے پاک کے حکموں کی نافرمانی

نہیں کرتے۔ چار مشہور فرشتے ہیں۔ حضرت جبریل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل

اور حضرت عزرائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جو دوسرے فرشتوں کے سردار اور

رسول ہیں۔ فرشتے بے شمار ہیں جنکی تعداد ہمیں معلوم نہیں۔

سوال :- آسمانی کتابوں کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے؟

جواب :- اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ جن بڑی کتابوں کو رسولوں پر نازل

فرمائی انہیں کتب آسمانی، اور جن چھوٹی کتابوں کو نبیوں اور رسولوں پر نازل کی

انہیں صحائف آسمانی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں اپنے نبیوں اور رسولوں

پر اتاری وہ سب حق اور صحیح ہیں۔ آسمانی صحائف بہت ہیں جنکی گنتی معلوم نہیں

البتہ بڑی کتابیں چار ہیں جو چار مشہور رسولوں پر نازل ہوئیں۔ توریت حضرت موسیٰ،

زبور حضرت داؤد، انجیل حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو دی گئیں اور قرآن مجید نبی آخر

الزماں سید الانبیاء والمرسلین حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل

فرمایا گیا

سوال :- کیا تمام آسمانی کتابیں اب تک محفوظ اور انسانی ملاوٹ سے پاک ہیں؟

جواب :- آج روئے زمین پر توراۃ و زبور و انجیل جیسی مقدس کتابوں کا ان زبانوں میں وجود ہی نہیں جن زبانوں میں وہ نازل ہوئی تھیں ہاں ان میں سے بعض کے ترجمے جزوی طور پر پائے جاتے ہیں جن میں کثرت بیونت اور تحریف کر دی گئی ہیں۔ ان مقدس کتابوں کے جو مضامین قرآن مجید کے مضامین و احکام سے ہم آہنگ ہیں وہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تضاد محال ہے

سوال :- کیا قرآن مجید اور اس کے ترجموں میں بھی تحریف اور کاٹ چھانٹ ہوئی ہے؟

جواب :- نہیں قرآنی الفاظ و جمل میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکی اور نہ ہو سکے گی کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کرم پر لے لکھا ہے۔ ہاں قادیانی و بہائی اور دیگر بدعتیان اسلام نے اپنے باطل و دعویٰ کو ثابت کرنے کیلئے قرآنی ترجموں اور تفاسیر میں موثر گمراہیاں کیں۔ لیکن ائمہ اسلام اور علمائے علوم قرآنی نے قرآنی تراجم و تفاسیر کیلئے ایسے بنیادی اصول بنادیئے ہیں جن کی روشنی میں کوئی غلط ترجمہ اور غلط تفسیر درجہ قبول نہیں پاسکتا۔

سوال :- پیغمبروں کے بارے میں اسلام اپنے ماننے والوں کو کیا عقیدہ دیتا ہے؟

جواب :- وہ انسانی ہدایت و رہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتے ہیں۔ لہذا انہیں دل سے مان کر انکی نبوت و رسالت کا اقرار کیا جائے، مَا جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ رَحْمَةً مِنِّي لِيُذَكِّرَ بِهِ لِقَاءَ رَبِّهِمْ ۚ لَئِيْلَ مَا يَصِفُوْنَ (پراپکان لایا جائے اور ان کے لئے ہوئے احکام و ہدایات کی پیروی کی جائے۔

سوال :- کیا رسولوں کے درمیان صفت رسالت میں کوئی فرق ہے؟

جواب :- نہیں صفت نبوت و رسالت میں سب نبی و رسول علیہم السلام برابر ہیں قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ كُلُّ اٰمَنٍ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكِتٰبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا تَفَرَّقُ

جواب :- انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد متعین کر لینا چاہئے نہیں کیوں کہ احادیث اخبار صحیحہ اس سلسلہ میں مختلف ہیں۔ انہی طرف سے نبیوں کی کوئی تعداد مقرر کر لینے میں بعض نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا بعض غیر نبی کو نبی ماننے کا احتمال ہے اور اسلامی شریعت کے نزدیک یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اس لئے ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ اجمالا ہر نبی و رسول پر ایمان ہو تو وہ انکا ذکر قرآن و حدیث میں آیا ہو یا نہ آیا ہو۔

جن لوگوں کی نبوت و رسالت کا ذکر قرآن و حدیث اور اخبار صحیحہ میں نہیں ان کے کارناموں اور اچھائیوں کو دیکھ کر انہیں انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس و معصوم جماعت میں لاکر کھڑا کرنا دعوتی بلا دلیل حرکت ذلیل اور عند الشریعہ کفر ہے۔ جیسا کہ قادیانیوں نے راہم، کمرشن، ابو دھ، نانک وغیرہم کو نبیوں کی جماعت میں شامل کیا۔

سوال :- کیا اچھے لوگوں کو ان کے اچھے کارناموں اور اچھے کاموں کی وجہ سے سفیری ملا کر قہر ہے؟
جواب :- نہیں منصب نبوت اور رسالت کا تحت و تاج کسی عظیم سے عظیم تر کارنامے اور ریاضت و مجاہدہ کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ نبوت و رسالت صرف عطاۃ الہی اور وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ شرافت نبوت اور عظمت رسالت سے کس کو سرفراز کیا جائے اور اس کا اہل کون ہے۔ علم الہی میں جو اس کا اہل ہوتا ہے نبوت و رسالت اسی کو ملتی ہے۔ قرآن مجید کا اعلان ہے
اللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ . (الانعام آیت ۱۲۵) اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ جہاں وہ اپنی رسالت رکھے

سوال :- نبیوں کی مشترکہ خصوصیت کیا ہے؟ جسکی وجہ سے وہ عالم انسانوں سے ممتاز ہوتے ہیں؟
جواب :- وہ مامورین اللہ ہوتے ہیں خدا کا حکم اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں وہ اپنے فطرت و شریعت اور اعلیٰ قدروں کے باعث نیز تائید الہی کے سبب تمام طبقات

انسانی میں ممتاز و منتخب ہوتے ہیں۔ انسانی شرافت و کرامت کی ہر بلندی زیر پاہوتی ہے اور وہ ایسے مناصبِ جلیلہ و رفیعہ پر فائز المرام ہوتے ہیں جہاں خطار و عصیان بلکہ سہو و نسیان کا گزر ممکن نہیں کیونکہ عصمت و حفاظتِ الہی کی قدسی چادر انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ لہذا احکامِ تبلیغیہ میں سہو و نسیان اور عام حالتوں میں صدور و عصیان ان سے ناممکن و محال ہے تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے مناصبِ جلیلہ نبوت و رسالت کی وجہ سے جنات و انسان اور ملائکہ کے تمام خصوصی اور ممتاز افراد سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہیں۔

سوال: کیا پیغمبروں کی نبوت و رسالت کا زبانی اقرار کر لینا کافی ہے یا انکی عزت و تعظیم بھی لازم ہے؟

جواب: صرف زبانی اقرار کافی نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے اسکی تصدیق بھی ضروری ہے۔ نیز انکی عزت و تعظیم، ادب و تکریم لازم و ضروری اور جزوِ ایمان ہے۔ یعنی ہر اہل ایمان پر فرض عین ہے کہ ان کی عزت و تعظیم کرے۔ قرآن مجید کا ارشاد گرامی ہے: لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَتَعَزَّوْا وَتُوقِرُوْا وَتُسَبِّحُوْهُ بِكُحْرٍ وَّاَصِيْلًا۔ (الفجہ آیت ۵) تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور خدا کی تسبیح و شام بیان کرو۔ اس آیتِ مقدسہ سے معلوم ہوا کہ نبی کی عزت و تعظیم تمام فرائض و تسبیحات پر مقدم اور ان سب کی اساس و بنیاد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کا حکم دیکر اپنی عبادتوں اور تسبیحات پر رسول کی تعظیم و توقیر کو مقدم فرمایا۔ یہی سے یہ بھی روشن ہوا کہ اگر ایمان لانے کے بعد نبی کی تعظیم و توقیر دلوں میں پیوست ہو چکی ہے تو ایمان اور اعمالِ صالحہ دونوں مفید اور فلاح دارین کی ضمانت ہیں ورنہ دونوں بے سود و بے معنی۔

پھر خدا نہ خواستہ اگر نبیوں کی تعظیم و توقیر کی بجائے کسی کلمہ گو کے دل میں انکی طرف سے سورظنی پیدا ہو جائے یا ان کی توہین کا شائبہ بھی آجائے یا کسی طرح کی فحش و بے حیائی کی نسبت انکی ذات ستودہ صفات کے ساتھ کر دی جائے تو نہ صرف یہ کہ وہ ایمان و اعمال صالحہ سے دور ہو کر دائرہ اسلام سے نکل جائے گا بلکہ کفر و ارتداد کے ایسے دلدل میں جا پھنسے گا جہاں سے اسکی بازیابی مشکل ہو جائیگی۔ "العیاذ باللہ"

سوال :- یہ بھی بتانے کی زحمت کیجئے کہ قیامت، تقدیر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کے متعلق اسلام اپنے ماننے والوں کو کیا عقیدہ دیتا ہے ؟

جواب :- ان تینوں باتوں پر بھی ایمان لانا ضروریات دین سے ہے۔ یعنی یہ ماننا کہ قیامت کا آنا حتمی ہے جس دن تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی صرف ایک اللہ کی ذات گرامی باقی رہے گی۔ **كُلُّ مَنْ هَلِيْهَا فَاِنْ وَيَبْقَىٰ وَجْهٌ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ**۔ احادیث و اخبار صحیحہ میں قیامت کے برپا ہونے کی جن جن نشانیوں کا ذکر ہے ان میں سے بعض نشانیاں ظاہر ہو چکیں اور بعض نشانیاں آئندہ ظاہر ہونے والی ہیں۔

تقدیر پر بھی عقیدہ رکھنا ضروریات دین سے ہے کہ ہر خیر و شر کا خالق، اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر وہ خیر سے راضی اور شر سے ناراض ہوتا ہے۔ اس نے اپنے علم ازلی وابدی کے مطابق جس جس مخلوق کیلئے جو جو اندازہ مقرر فرمایا ہے اس کو ویسا ہی ہونا ہے۔

اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اپنی زندگی بھر کے کارناموں کا خدا کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ اور حساب و کتاب کے بعد ہر مکلف کو اسکی اچھائی و برائی کا بدلہ ملے گا۔ کسی مکلف کو اس کی سزا و جزا کے لئے بار بار زندگی نہیں دی جاتی بلکہ مرنے کے بعد ایک ہی بار زندہ کیا جائے گا جہاں اسے سزا یا جزا دی جائے گی۔ اسی لئے

متناسخ (آواگون) اسلام کے نزدیک باطل اور ایک فاسد عقیدہ کا نام ہے۔ مزا قادیانی نے اسی فاسد عقیدہ کا سہارا لیکر اپنے فاسد دعووں کو پیش کیا ہے جو اسلام یا کسی مسلمان کے نزدیک لائق توجہ نہیں۔

سوال :- اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج کی ملاقات میں ایمان مفصل کے تعلق سے معلومات فراہم ہوئیں لیکن آپ نے دو تین جگہ قادیانیوں کے عقیدہ کا ذکر فرمایا۔ کیا وہ اسلام کے بنیادی عقیدوں کے خلاف ہیں؟

جواب :- جی ہاں قادیانی جو دہویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی کا ایک نیا دھرم ہے جس نے اسلامی عقائد و تعلیمات کو مسخ کرنے اور عظمت انبیاء علیہم السلام کو گھٹانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ اس کے بنیادی عقیدے اور اعمال اسلامی عقائد و اعمال سے بالکل مختلف ہیں قادیانی دھرم دین اسلام کے خلاف ایک خطرناک سازش اور مہلک تحریک ہے جس نے مسلمانان عالم کے دینی جذبات اور دلوں کو مجروح کیا۔ مسلمانوں کے درمیان افتراق اور انتشار کی بیج بویا۔ اور عیسائی و یہودی کے مذہبی جذبات و احساس کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا۔

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ : وَعَلِیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ بَرکاتُ
سوال :- کیا کوئی کلمہ پڑھنے والا اسلام کی بنیادی

تعلیمات کو مسخ کرنے اور پیغمبروں کی شان گھٹانے کی جرأت کر سکتا ہے؟
جواب :- واقعی یہ حیرت کی بات ہے کہ جو جس کا کلمہ پڑھے گا وہ اس کی گستاخی کیونکر کر سکتا ہے لیکن تاریخ اسلام پڑھنے کے بعد یہ امر واقعہ سامنے آتا ہے کہ ابتداء سے لیکر اب تک کسی کلمہ گو اشخاص و جماعت نے اسلامی عقائد و تعلیمات کی صورت بگاڑنے اور معظم شخصیتوں خصوصاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و شان گھٹانے کی ناکام کوششیں کیں جس سے نہ صرف دنیا بھر کے مسلمان کے دل اور دینی جذبات مجروح ہوئے بلکہ ان قوموں کے احساسات و

جذبات بھی مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز حد تک ابھر گئے جو کسی نہ کسی طرح بعض نبیوں کو اپنے طور پر مانتے اور اپنے آپ کو ان کی امت گردانتے ہیں سوال: دوسری قومیں (مثلاً عیسائی یہودی) گستاخی کرنے والوں کی بجائے عام مسلمانوں سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟

جواب: ان کے مذہبی جذبات کا مسلمانوں کے خلاف برا نیگیتہ ہونا بایں معنی حق بجانب ہے کہ ان کے نبی و مقتدا کی شان میں گستاخی و بدتمیزی کرنی والا اپنے آپ کو کلمہ گو اور مسلمان ظاہر کرتا ہے۔

ان قوموں کو کیا خبر کہ ایسا بد بخت اسلامی شرع کے نزدیک کلمہ گوئی اور دعویٰ اسلام کے باوجود دائرۃ اسلام سے خارج ہو چکا ہے اور مسلمانوں سے اس کا رشتہ اخوت ٹوٹ چکا ہے۔ اسلام کی پاک شریعت نے ایسے بے باک گستاخوں کو مرتد قرار دیکر مہرِ حق مسلمانوں کی برادری سے پرے ڈھکیل دیا بلکہ دنیا کے تمام مدعیانِ مذہب و ملت سے ایسے مرتد کے رشتہ و فاطہ میل طلب، نشست و برخاست کو حرام قرار دیکر اسے عند القضاۃ لائقِ گردن زدنی بتایا۔

سوال: کیا اسلامی شریعت اور مسلمانوں کے معاشرہ میں ایسے گستاخوں کیلئے کوئی رو رعایت نہیں؟

جواب: نہیں۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بلند و بالا شان میں کسی طرح کی گستاخی کرنی والا اور دینِ حق سے مرتد ہو جانے والا شرعی یا معاشرتی رو رعایت کا اہل نہیں رہا۔ اس کیلئے اسلامی شریعت میں دو ہی راستے ہیں یا تو سچی توبہ (توبہ نصوح) کے بعد پھر سے اسلام میں داخل ہو جائے اور از سر نو تمام اعمال بجا لائے۔ یا حاکم اسلام اس کے وجود سے روئے زمین کو پاک کر دے۔ ایسی سختی و شدت اسوائے ان مرتدوں گستاخوں کے کسی مسلم و غیر مسلم، جاندار و غیر جاندار مخلوق کے ساتھ روا نہیں اور وہ اسلئے ہے کہ کسی عزت و عظمت ملے کی عزت و عظمت سے کوئی کھلواڑ نہ کر سکے۔

سوال :- کیا اسلامی شریعت کے حکم مذکور پر مسلمانوں نے عمل کیا؟

جواب :- جی ہاں تمام مسلمان نبیوں اور رسولوں کی تعظیم و توقیر کو متعارف ایمان اور حریمہ

اعمال صالحہ جانتے ہیں اسی لئے وہ کسی نبی و رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کے

خلاف کوئی کلمہ کسی حال میں سننے کو تیار نہیں۔ چنانچہ مذہبیان اسلام میں جس

فرد یا جماعت نے کسی نبی کی شان اقدس میں ادنیٰ گستاخی یا اسلام کی کسی بنیادی

حکم کا مذاق اڑایا اسے دودھ کی مکھی کی طرح دائرۃ اسلام سے نکال کر دور پھینک

دیا۔ اور اس سے ایسا تنکا توڑ لیا کہ دنیاوی معاملات میں بھی اس سے دو کار وسط

نہیں رکھا۔ اور یقیناً یہی اہل ایمان کے ایمانی قدروں کی شان اور ان کے اہل

حق ہونے کی پہچان ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہی حکم ہے۔ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ

الدِّعْوَةِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ (یاد کرنے کے بعد ظالموں کے ساتھ

مت بیٹھو)

مسیح کذاب کے وقت سے لیکر قادیانی مسیح کذاب تک ہمیشہ مسلمانوں اور

مسلم رہنماؤں کا یہی قاعدہ رہا کہ ان کذابوں گستاخوں کو کیفرِ دار تک پہنچا ہی

کر دم لیا اور ان سے تمام اسلامی رشتے ناطے توڑ لئے۔

سوال :- لیکن قادیانی ازم تو غیر مسلم ملکوں میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہے اس

کی کیا وجہ ہے؟

جواب :- براہِ تو عصب و عناد کا کہ جن قوموں کے پیشواؤں، رہنماؤں اور نبیوں کو منہ بھر بھر

کر گالیاں دی گئیں انہیں قوموں کے اسلامی تعصب رکھنے والے تاجروں نے

ان دشمنانِ انبیاء و اولیاء کو اپنے دامنوں میں پناہ دی اور پھلنے پھولنے کا موقع

دیا تاکہ ان بدزبانوں کی وجہ سے مسلمانوں کے دل زیادہ سے زیادہ پھلنی ہوں

حالانکہ ان تاجروں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ان گستاخوں کی زبان و قلم سے نہ

صرف مسلمانوں کو تکلیف پہنچ رہی ہے بلکہ ان سیغبروں کا دامن عصمت و شرافت

بھی تار تار ہو رہا ہے جنہیں وہ اپنا نبی مانتے ہیں۔

یہ سوال صحیح نہیں ہے کہ غیر مسلم ملکوں میں قادیانی گروہ پنپ رہا ہے۔ کیونکہ بہت سے غیر مسلم ممالک جہاں مسلمان رہتے ہیں قادیانی دھرم اور اس کے رہنماؤں کو کوئی حق جانتا تک نہیں پہنچنے کا کیا سوال ہے۔ ہاں عیسائی یہودی قومی تاجروں سے قادیانی ملی تاجروں کا شروع سے ساز باز ہے اس لئے ہندو پاک میں اپنی چتاؤں کو جلتا ہوا چھوڑ کر قادیانی گروہوں نے عیسائی و یہودی ملکوں کی طرف رخ کیا۔ جہاں انہیں سیاسی و ملکی رعایتیں حاصل ہو گئیں اور مسلمانوں کی بے خبری کی وجہ سے انہیں ہاتھ پاؤں مارنے کا موقع مل گیا۔

سوال: نفرانی و یہودی عوام اس گستاخ فرقہ کے خلاف آواز کیوں نہیں بلند کرتی ہے؟
جواب: ان قوموں کے یہاں مذہبی گرفت ڈھیلی پڑ چکی ہے کلیسا میں فروخت ہو رہیں انکی مذہبی احتجاجی آوازیں دہریت کے نقار خانہ میں تحلیل ہو چکی ہیں اور ان کی عوام اپنے تاجروں کی چالبازیوں سے غموں میں خسر رہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ نفرانی و یہودی عوام کا ایک طبقہ اپنے مذہبی رہنماؤں کے گورکھ دھندھوں اور گرد و پیش کے ماحول سے بدظن و عاجز ہو کر جب امن و امان اور انسانی تہذیب کی تلاش میں نکلتا ہے تو وہی گستاخ فرقہ اسلام کا لیبل ماتھے پر لگائے ہوئے اسلام کا داعی و نقیب نظر آتا ہے جس کو اسی طبقہ کے تاجروں نے دنیاوی مفاد کے خاطر اپنے آغوش میں پال رکھا ہے۔ لہذا عوامی طبقہ محض امن و امان کے حصول اور اپنے ماحول کی بے راہ روی سے چھٹکارا پانے کیلئے اس گندم نما جو فروش فرقہ سے منسلک ہو جاتی ہے۔

یہ دوسری بات ہے کہ چند دنوں کے بعد جب اس گستاخ فرقہ کی جامہ تلاشی لی جاتی ہے اور اس کے راز ہائے سر بستہ کی اصلیت سامنے آتی ہے تو پھر وہی لوگ جو امن و سکون کی تلاش میں اس جتنے سے اٹے تھے اب اسلام اور مسلمانوں کے

خلاف وہاں سے آگ بن کر بھاگتے اور دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزیاں کرتے اور طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں۔ پھر بھی مجھے اس طبقہ سے اسلئے شکایت نہیں کہ جس مذہبی تخریب کاری کے ماحول میں جا کر انہوں نے پناہ لی اور جس نئے سائے میں انہیں ڈھاننے کی کوشش کی گئی وہاں سوائے اس کے اور ملتا ہی کیا۔

سوال :- پھر قادیانی گروہ کے گمراہ کن عقائد و نظریات سے بچنے بچانے کی صورت کیا ہے؟
جواب :- قادیانی دھرم کی اصلیت سے یہاں یورپ و امریکہ میں بسنے والے اکثر مسلمان اور عام نصرانی و یہودی بے خبر ہیں کیونکہ قادیانی دھرم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی برصغیر کے جو مسلمان بالخصوص بھارتی ترک و طن کر کے یورپ و امریکہ اور افریقہ میں آگئے اور آباد ہو گئے۔ انہیں کیا خبر کہ پنجاب کے قادیانیوں نے نئے دھرم نے جنم لیا ہے جنکے عقائد و نظریات اسلام کے خلاف ہیں۔ اور جن دوسرے ملکوں سے مسلمانوں کو یورپ و امریکہ میں لایا گیا اور بالآخر وہ بھی یہیں کے ہو کر رہ گئے وہ بھی قادیانی سازشوں سے یکسر بے خبر ہے اور نصرانی و یہودی عوام کا تو قادیانیوں سے بے خبر ہونا ظاہر ہے کہ نہ وہ قادیانی دجال کو جانتے ہیں نہ اس کے دجل قریب کو۔

اصل شکایت اُن اسلامی تعصب رکھنے والے نصرانی و یہودی تاجروں سے ہے جنہوں نے خود اپنے نبیوں کی شان میں گستاخی کرنے والوں اور مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار پھیلانے والوں کو پناہ دے رکھی ہے اور سیاسی و حکومتی سطح پر انہیں مراعات فراہم کی جا رہی ہیں۔ اے کاش انہیں حقیقت کا علم ہوتا اور وہ یہ سمجھتے کہ صرف دنیاوی شہرت و جاہت کی خاطر قادیانیوں نے ایک نئے دھرم کی بنیاد ڈالی۔ مسلمانوں میں نفاق و افتراق پیدا کیا۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اسلام کی بارگاہوں میں گستاخیاں کیں۔ مسلمان اور نصرانی و یہودی

کے درمیان نفرت و حقارت کی آگ لگا دی۔ اور جو مدعی اسلام ہونے کے باوجود مسلمانوں کا نہیں ہو سکا وہ ان کا کب ہوگا جب وہ چند مادی مفاد کی خاطر ایمان جیسی دولت بے بہا کو نیلام کر سکتے ہیں تو دنیاوی عظیم مقاصد کے لئے وہ کیا کچھ منافقت نہیں کر سکتے۔

ان غیر اسلامی ملکوں میں قادیانی دھرم اور دیگر بد مذہبوں کی گمراہی و بد مذہبیت سے اسلامی نوجوان نسلوں اور بے خبر لوگوں کو بچانے کی یہی صورت ہے کہ یہاں مقیم اور دوسرے ملکوں سے آنے والے اسلامی مبلغین، قادیانیوں اور دیگر بد مذہبوں کے مکروہ چہروں سے نقاب اٹھائیں اور ان کی اصلیت سے مسلم و غیر مسلم عوام کو باخبر کریں خواہ اس کے لئے تقریر و تحریر کا سہارا لینا پڑے یا مثنوی افراد و جماعت کا سوال۔ کیا قادیانیوں کے علاوہ کچھ دوسرے مکروہ بھی ہیں جو یہاں گمراہیت پھیلا رہے

ہیں؟

جواب: جی ہاں۔ آج کل یورپ و امریکہ اور افریقہ میں اسلام کے ناپسندیدہ ایسی تنظیمیں اور افراد بہت ہی راز دارانہ مگر منظم طریقہ سے اپنے مشن کو لیکر چل رہے ہیں جن کا مقصد اسلام کی اشاعت نہیں بلکہ اپنی اپنی بد مذہبیت کو پھیلانا اور یہاں کے باشندوں میں مذہبی اختلاف و انتشار پیدا کر کے آپس میں خانہ جنگی کو برپا کرنا ہے۔

قادیانی دھرم ماننے والوں کے علاوہ کئی جماعتیں اور اشخاص اس پردہ زنگاری میں چھپے ہوئے ہیں جنکی نقاب کشائی مناسب وقت پر ہوگی۔ اس وقت صرف قادیانی دھرم کے مکروہ چہرے سے نقاب اٹھانا اور اس کے بنیادی عقیدوں سے اسلامی نوجوان نسل اور بے خبروں کو آگاہ و خبردار کرنا ہے۔ نیز قادیانی دھرم کے ان راز ہائے مہرستہ کو کھولنا ہے جو نہایت ہولناک ایمان سوز اور اسلام شکن ہیں جن کے ہوشربا تقفن نے برصغیر ہندوپاک کے امن و سلامتی کو پرگندہ کر دیا اور آپس میں تفسیق و تکفیر، تذلیل و توہین اور قتل و خون کا بازار گرم ہو گیا۔

سوال: کیا قادیانی دھرم کے معتقدات سے برصغیر کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو آگاہ نہیں کیا گیا تھا؟

جواب: الحمد للہ کہ قادیانی دھرم کے پیدا ہوتے ہی عالم اسلام کے عظیم ترین اسکالروں، رہنماؤں خاص کر مفتیان اسلام اور مشائخ عظام نے انیسویں صدی عیسوی کی اخیر دہائیوں سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے نوایجاد قادیانی دھرم کا تعاقب شروع فرمادیا۔ اسے ہر چند راہ راست پر لانے کی کوشش کی گئی مگر تمام کوششیں بیکار ہو گئیں پھر مباحثے، مناظرے اور مبالغے ہوتے رہے لیکن سب بے سود، بالآخر ۱۹۰۶ء میں حج کے مبارک موقع پر جبکہ حرمین طیبین میں دنیا بھر کے علماء، صلحاء، مشائخ، مفتی، قاضی اور اسلامی دانشوروں کا اجتماع ہوا تو شیخ الاسلام والمسلمین مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی نے مرزا غلام احمد قادیانی سمیت چند ائمہ کفر و ضلال کے کلمات شنیعہ و اقوال کفریہ پر کے گئے بحث (مندرجہ المعتمد المستند) کو لکھا فرمایا اور ان پر شرعی حکم نافذ فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر و مرتد، اسلام سے خارج اور جہنمی ہے اور جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ پھر اس حکم شرعی کی تصدیق حج کیلئے آئے ہوئے عالم اسلام کے علماء و مشائخ اور حرمین شریفین کے تمام معتد علماء کرام و مفتیان عظام نے کی۔ آج بھی وہ تصدیقی فتویٰ بنام "حسام الحرمین" مل سکتا ہے صرف اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ پشاور سے بنگال تک دو سو اڑسٹھ مشہور و معروف علماء اسلام، مفتیان اعلام اور مشائخ کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر و ارتداد پر فتویٰ دیا اور قاضیوں کے ساتھ شادی، بیاہ، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، شادی وغنی میں اس کے ساتھ شریک ہونا۔ اسکی بیمار پرسی و عیادت کرنا، سب حرام قرار دیا یہ فتویٰ الصلواتم الہندیہ کے نام سے شائع ہوا جو آج بھی دستیاب ہو سکتا ہے، اس کے بعد فتاویٰ علماء دنیا کے نام سے مشائخ بنارس مولانا شاہ عبد الحمید پانی پتی

اور مولانا شاہ عبدالرشید رحمہما اللہ نے ایک ضخیم کتاب مرتب فرمائی جس میں مرزا غلام قادیانی اور اس کے ماننے والوں کا اسلامی بایںکٹ کیا گیا اسکے ساتھ اسلامی معاشرت کو حرام قرار دیا گیا اور اس حکم پر دنیا بھر کے علماء ہمشائخ، مفتی اور دانشوروں کے دستخط و مہر لئے گئے۔

اس کا اثر متحدہ ہندوستان میں یہ ہوا کہ پیشاور سے مشرقی بنگال اور آسام تک مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کا اسلامی شرعی بایںکٹ (مقاطعہ) کرنا شروع کیا تاہم پاکستانی حکومت نے آئینی طور پر قادیانی دھرم ماننے والوں کو وہاں کی اقلیت (غیر مسلم) قرار دیا جسکی تائید تمام مسلم ملکوں نے کی۔ مگر ان حالات میں عموماً ان پڑھ عوام یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ مولویوں کے جیب اور پیٹ کا جھگڑا ہے اور اسی وجہ سے عوامی ہمدردیاں اس سے قریب ہو جاتی ہیں جسے وہ مظلوم سمجھتی ہے حالانکہ وہ مظلوم اور ہمدردی کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ اصل میں جارح و مفسد ہوتا ہے اور اس کا انکشاف اسوقت ہوتا ہے جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے

سوال: جب قادیانی دھرم کا شر و فساد اور اسکا باطل ہونا ظاہر ہو گیا تو نصرائی تاجروں نے اسکے پرچار کوں کو گلے کیوں لگایا؟

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۴۲ء میں پیدا ہوا جبکہ متحدہ ہندوستان میں مسلمان ابتلا و آزمائش کے شکنجوں میں کسے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کا سورج غروب ہو رہا تھا اور ہندوستان کے افق پر برطانوی صیہونی طاقت چھا رہی تھی۔ اسوقت تاجر پیشہ ذہنیت رکھنے والے انگریزوں نے اپنی حکمت عملی سے کام لے تے ہوئے کسی مؤثر شخصیتوں کو خرید لیا انہیں میں سے مرزا غلام احمد قادیانی کا باپ مرزا غلام مرتضیٰ بھی تھا جس نے ہندوستان کو ہندوستانیوں اور خاص کر مسلمانوں سے غداری کرتے ہوئے انگریزوں سے ملت فروشی کا معذہ حاصل کیا۔ مرزا غلام احمد

قادیانی بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انگریز بہادروں کا حق نمک ادا کرتا رہا یہاں تک کہ سیالکوٹ کچہری کا ملازم ہو گیا اور اپنی ملازمت ہی کے درمیان انگریزی آفیسروں اور حکمرانوں سے مل کر قوم فروشوں میں لگ گیا پھر ملکہ برطانیہ کے سپہم نواز شہنشاہ نے مرزا کو کچہری کے کلرک سے اٹھا کر مولوی مولوی سے مصنف، مصنف سے محدث، محدث سے مجدد، مجدد سے مہدی موعود مہدی موعود سے مسیح موعود، مسیح موعود سے آدم، آدم سے تمام نبیوں کی اصل اور تمام نبیوں کی اصل سے ظل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ظل سے اوتار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر اوتار محمد کے بعد رجولیت خداوندی سے فیضیاب ہونے والا لبرٹا دیا (معاد اللہ رب العالمین من عندہ البقوات النخبیہ)

جب مرزا قادیانی ان شیطانی باطل دعویٰ کے ذریعہ مسلمانوں کے اندر افتراق و انتشار پیدا کرنے میں پوری طرح کامیاب ہو گیا اور انگریزوں کو متہد ہندوستان میں قدم جمائے گا پوری طرح موقع مل گیا تو انگریزی تاجروں نے قادیانی مرزا اور اس کے لیجا کردہ قادیانی دھرم کو پروان چڑھانے کا بیڑا اٹھایا اور اس کے ہر طرح مدد کی تاکہ مسلمانوں کا ایسی انتشار کسی طرح ختم نہ ہو۔ اور وہ باسانی بر صغیر پر حکومت کر سکے۔ انگریزوں نے قادیانی دھرم کو صرف بر صغیر ہی میں ہوا نہیں دی بلکہ اسے اسلام کے خلاف ایک زہر لانا سورا اور تھکنڈہ سمجھ کر اپنے زیر سایہ پھیلنے پھولنے کا زمین موقع فراہم کیا۔ جس کے نتیجہ میں موجودہ اسرائیلی حکومت کے دارالسلطنت تل ابیب کے قریب حیفہ اور عیسائی حکومتوں کے عظیم مرکز لندن میں قادیانیوں نے اپنی تبلیغ و اشاعت کے مراکز قائم کر لئے اور وہیں سے اپنے فاسد افکار و عقائد کی اشاعت کرنے لگے۔

سوال ۱۔ اگر قادیانی اپنے عقائد و نظریات کی اشاعت عیسائی و یہودی کے درمیان کرتے ہیں تو اس سے ہم مسلمانوں کا کیا نقصان ہے؟

جواب :- نقصان یہ ہے کہ عام نصرانی و یہودی اسے اسلامی عقائد و نظریہ سمجھتے ہیں اور اسلامی تعلیمات ہی سمجھ کر اس سے قریب ہوتے ہیں اور جب انہیں اصل مفاسد کا علم ہوتا ہے تو بجائے قادیانیوں سے نفرت کرنے کے وہ اسلام اور مسلمانوں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ پھر یہ کہ یورپ و امریکہ اور افریقہ میں قادیانیوں کا حلقہ تبلیغ اگرچہ یہودی و نصرانی کی اکثریت کا علاقہ ہے مگر ان کا نشانہ یہاں کے بسنے والے وہ مسلمان ہیں جو دوسرے ملکوں سے آکر آباد ہو گئے ہیں اور ان کی نئی نسلیں آزاد فضا میں پروان چڑھ رہی ہیں۔

تیسری ملاقات

السلام علیکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سوال :- قادیانی مذہب کا اصل نام کیا ہے؟

جواب :- چونکہ اس نئے مذہب کا بانی "مرزا غلام احمد قادیانی" ہے اسلئے بانی کے نام کے چاروں حصوں کے ساتھ یہ مذہب موسوم ہے۔ بعض لوگ اس دھرم کو "مرزائی" کہتے ہیں بعض "غلامیہ" کہتے ہیں بعض "احمدیہ جماعت" بھی کہتے ہیں اور زیادہ لوگ اسے "قادیانی" کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے تبلیغ کے طور پر اپنے ماننے والوں کا نا "احمدیہ جماعت" رکھا مگر انصاف یہ ہے کہ جس نسبت وطن کو مرزا غلام احمد قادیانی نے ہمیشہ اپنے نام کا جزو لاینفک سمجھا اسی نام سے اس کا گروہ جانا پہچانا جائے اور گروہ کا نام "قادیانی دھرم" ہو۔

سوال :- قادیانی دھرم کے وہ عقائد و نظریات کیا ہیں جن سے مسلمانوں کو اختلاف ہے؟

جواب :- مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خلفاء نیز قریبی متبعین نے اپنے دھرم کی بنیاد جن انیٹوں پر ڈالی ہے وہ ساری کی ساری انیٹیں ٹیڑھی ہیں یعنی قادیانی دھرم کی

پوری عمارت اول سے آخر تک ٹیڑھی ہے لہذا یہ سوال ہی صحیح نہیں کہ وہ عقائد و نظریات کیا ہیں؟ جن سے مسلمانوں کو اختلاف ہے۔ مسلمانوں کی قادیانی دھرم کے ہر عقیدہ و نظریہ سے اختلاف ہے۔ خاص کر ان عقائد و نظریات سچو اسلامی بنیادوں سے براہ راست متضاد ہیں۔ مثلاً انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ و السلام کی شان اقدس میں گستاخیاں، نماز روزے اور حج وغیرہ۔ ارکان اسلام کی توہین نبوت و رسالت کی حقیقی و ظلی اور بروزی تقسیم عام مسلمانوں کی تکفیر اور مرزا کے دعوے،

سوال :- قادیانیوں نے کسی نبی کی شان میں گستاخی کی ہے؟ وضاحت کیجئے

جواب :- پہلے اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ تمام نبیوں، رسولوں علیہم السلام کی نبوت و رسالت پر ان کی خداداد عظمت و عزت کے ساتھ ایمان لانا ضروریات دین ہے۔ اور مسلمانوں کا یہ ایسا متفقہ عقیدہ ہے جس میں کسی اسلامی فرقہ کو اختلاف نہیں لیکن قادیانیوں نے ان کی بارگاہوں میں شدید ترین گستاخیاں کیں ان کی شان اقدس کو گھٹایا، بلکہ انہیں گالیاں دیں، قادیانیوں نے ایک دو نبی محترم کی عظمتوں کو مجروح کیا ہو تو اسکی وضاحت کی جائے انہوں نے تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے نبی آخر الزماں سید المرسلین خاتم النبیین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام تک تمام قدسی بارگاہوں میں گستاخیاں اور بد تمیزیاں کی ہیں

سوال :- دلیل کے ساتھ بتائیے کہ قادیانیوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے کیا گستاخی کی ہے؟

جواب :- قادیانی دھرم کے بانی مبانی مرزا غلام احمد قادیانی آنجنہانی نے اپنی مشہور کتاب "خطبہ الہامیہ" میں سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق پوری وضاحت کرتے ہوئے لکھا۔

اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کر کے انہیں تمام ذی روح انس و جن پر سراجا حکم

بنایا جیسا کہ آیت، اسجدوا لآدم سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر شیطان نے انہیں بہرکایا اور جنتوں سے نکلوا یا۔ اور حکومت اس اژدھے کی طرف لوٹائی گئی اس جنگ و جدل میں آدم کو ذلت و رسوائی نصیب ہوئی۔ اور جنگ کبھی اس رخ کبھی اس رخ ہوتی ہے۔ اور رحمن کے یہاں پر ہمیز گاروں کیلئے نیک انجام ہے اس لئے اللہ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تاکہ آخر زمان میں شیطان کو شکست دے (خطبہ الہامیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی اس مطبوعہ تحریر میں پہلے تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی سرداری و حاکمیت اور امارت کو تسلیم کیا پھر ساتھ ہی ساتھ آپ کی سرداری و حاکمیت اور امارت کی کلاہ افتخار کو شیطان لعین کے سر پر ڈال دیا۔ اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے نصیب میں معاذ اللہ ذلت و رسوائی لکھ مارا۔ اور تحریر مذکور کے اخیر میں اپنے متعلق یہ ڈینگ لالکا کہ میں ہی آدم کے مقابلہ میں ہمیز گار اور نیک انجام ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو شکست دینے کیلئے پیدا کیا ہے۔

واضح ہو کہ مرزا نے اپنی تحریر میں اژدھے سے مراد شیطان اور مسیح موعود سے مراد اپنی ذات کو لیا ہے کیونکہ اس کے نزدیک مسیح موعود اس کے سوا کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔ اس اہانت آمیز نفرت انگیز تحریر نے ہر اس مذہبی آدمی کے دل کو چکنا چور کر دیا جو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ نبی برحق اور ابو البشر جانتا اور مانتا ہے

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: تمام اہل ایمان حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ تمام انسانی آبادی کے باپ یعنی ابو البشر ہیں اور ساری نسل انسانی کی دنیوی و اخروی سعادت و فلاح کے ہادی رہنا، خلیفۃ اللہ اور برحق نبی ہیں، تمام نبیوں میں سب سے پہلے نبی ہیں جو دنیا میں بھیجے گئے۔ تمام فرشتوں کے نزدیک آپ معظم و مکرم ہیں کہ تمام مقربین فرشتوں نے آپ کو سجدہ تعظیمی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام موجودات کا نمونہ

اور عالم جسمانی و روحانی کا مجموعہ بنایا اور کائنات کی ہر ایک مخلوق جو وجود میں آنے والی تھی اسکی جملہ جزئیات و تفصیلات کا علم دیا۔

سوال :- لیکن تعجب ہے کہ اس قدر عظیم و جلیل مقدس نبی کے بارے میں مرزا نے ذلیل و رسوا وغیرہ گالی کے الفاظ کو استعمال کیا آخر کیوں؟

جواب :- اگر آپ سوال پر سوال کرتے جائیں گے اور بال کی کھال نکالتے رہیں گے تو قادیانی دھرم کے عقائد باطلہ سے آگاہ نہیں ہو سکیں گے۔ اسلئے ضروری سوالات ہی پر اکتفا کیجئے۔ مرزا قادیانی کی نگاہ عداوت میں حضرت آدم علیہ السلام جیسا صلی اللہ علیہ وسلم ذلیل و رسوا اور شیطان کے مقابلہ میں شکست خوردہ نظر آتے ہیں کہ ”کُلْ اِمَّا یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ“ جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی اس سے باہر ٹپکتا ہے۔ کے مصداق تو خود اس کی صفت و خصوصیت ہے وہ دوسروں کے سر تھوپنے کی کوشش کرتا ہے۔

سوال :- حضرت آدم سے متعلق مرزا قادیانی کا قول بدتر از بول خود اس کیسے ذلت اور رسوائی کا سبب ہونا چاہئے اور اس بیباکی کے خلاف اسلامی حکم اسی پر نافذ ہونا چاہئے اس میں قادیانی دھرم ماننے والوں کا کیا قصور؟

جواب :- یقیناً اگر مرزا قادیانی اپنے ان ناپاک خیالات اور قلبی رجحانات کو اپنے تک محدود رکھتا تو خدا کے نزدیک اسی کی گرفت ہوتی اور وہ تنہا اسکا جوابدہ ہوتا لیکن اس نے اپنے اس بیہودہ قول کو ضابطہ تحریر میں لا کر پریس کے حوالہ کر دیا اور اس پر خطبہ الہامی کا لیبیل لگا دیا جس کو اس کے خلفاء اور متبعین نے نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس کی حاشیہ آرائی اور تشریح کی۔ لہذا قادیانی دھرم کے تمام افراد خواہ مرزا کے اس فاسد عقیدہ سے آگاہ ہوں یا نہ ہوں۔ عند اللہ اور عند الشرع قابل مواخذہ ہیں۔ کیونکہ وہ سب مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان سمجھ رہے ہیں اور اس کے نئے دھرم کو حق جان رہے ہیں۔ اور پھر انہیں عقائد باطلہ، نظریات کا رسہ کا نام توہ قادیانی دھرم ہے اگر

اسلام کے خلاف مرزا قادیانی کے عقائد نہیں ہوتے تو اسے علیحدہ گروہ قائم کرنے اور نیا نام رکھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

سوال: مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق اپنے جس عقیدہ کا اظہار کیا اس پر شریعت اسلامیہ کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟

جواب: جب آپ نے یہ سمجھ لیا کہ تمام نبیوں علیہم السلام کی نبوت اور انکی خداداد عظمت و کرامت کو ماننا ضروریات دین سے ہے تو اسکا منکر شریعت کے نزدیک کافرو جہنمی ہے مرزا قادیانی نے نہ صرف حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا بلکہ انہیں شیطان بہکاوے میں آئینا اجنت سے خارج کیا جانے والا سرداری و حکومت سے محروم ہو جانے والا شیطان کے مقابلہ میں شکست کھانے والا۔ ذلیل و رسوا اور بدکار و بد انجام قرار دیا۔ اور یہ تمام باتیں کسی نبی کیلئے ثابت کرنا الحاد و بے دینی ہے لہذا مرزا غلام احمد قادیانی حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں شدید ترین گستاخی و بدتمیزی کی وجہ سے شریعت اسلامیہ کے نزدیک کافر و مرتد اور بدی جہنمی ہے۔ جس کے اس کفریہ عقائد سے آگاہ ہونے کے باوجود اس کے کفر و عذاب میں شک و شبہ کر لے وہ شریعت کے نزدیک کافر و جہنمی ہے۔

اب نام نہاد احمدی کہلانے والے ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا رہنما اور مسلمان مان کر خود کیا ہو گئے۔

سوال: حضرت آدم کو مسلمانوں کے علاوہ دوسری قومیں بھی مانتی ہیں ان کے نزدیک مرزا قادیانی کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: بیشک انسانی آبادی کا ہر ایک فرد کسی نہ کسی نام سے حضرت آدم علیہ السلام کو جانتا اور مانتا ہے۔ یہودی و نصرانی تو انہیں نبی بھی تسلیم کرتے اور انکی عزت کرتے ہیں لیکن مرزا قادیانی نے بیک جنبش قلم ساری اولاد آدم کے دلوں کو زخمی کر دیا خاص کر جو لوگ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی نبوت و کرامت کو مانتے اور انکی تعظیم و تکریم کرتے ہیں

ان کے ایمانی تقاضوں کو بری طرح مجروح کیا ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی اسی کتاب خطبہ الہامیہ کے ضمیمہ میں یہ بھی دعویٰ کیا کہ آدم اختلاف و عداوت کی آگ بھڑکانے کیلئے دنیا میں آیا اور میں اختلاف و مخالفت کی پرگندگی کو دور کرنے کیلئے آیا ہوں (ضمیمہ خطبہ الہامیہ بنام ما الفرق فی آدم والمسیح الموعود) عیسائی و یہودی کے نزدیک جب مرزا کی مذکورہ عبارتیں پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ بالآخر وہ بھی تو مسلمانوں ہی کی جماعت کا ہے کیونکہ وہ کلمہ و نماز پڑھتا اور اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔ ان بیچاروں کو کیا خبر کہ اسلام کے نزدیک مرزا قادیانی اور اس کے دھرم کی کیا حیثیت ہے ؟

سوال : ذرا یہ بھی بتا دیا جائے کہ مرزا قادیانی کی تحریر مذکورہ کا قادیانیوں پر کیا اثر ہوا ؟
جواب : بہت عمدہ سوال آپ نے کیا۔ اگر واقعی قادیانیوں نے مرزا کے ہفتوات مذکورہ کو کسی افیونی و مجتلی کی بگواس سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہوتا تو ان کے متعلق یہ سوچا جاسکتا تھا کہ وہ اس عقیدہ باطلہ سے بے خبر ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد قادیانیوں نے اسی کے مطابق اپنا عقیدہ بھی گڑھ لیا۔

ویسے تو مرزا قادیانی کی مذکورہ تحریروں کی درجنوں قادیانی تشریحات ہیں مگر میں اس تشریح کو پیش کرتا ہوں جو تمام قادیانیوں کے نزدیک مسلم ہے کیونکہ یہ تشریح مرزا قادیانی کے اس نور نظر کی ہے جو اسکے عقیدے کے مطابق زمین پر خدا کا ظہور اور ساری روئے زمین کا نور ہے۔ سینے اور سر دھنیے۔

”میرا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی) اس دور کے خاتم ہیں اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہی ہیں۔ کیونکہ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا۔ اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا۔ اسی لئے آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”مَا جَرَى اللّٰهُمَّ فِی حَلْلِ الْاٰنْبِیَآءِ“ اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلقوں میں آئے ہیں جس طرح

پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم علیہ السلام تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانہ کے آدم ہیں۔ آئندہ آئیو لے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں۔ (الفصل قادیان مجریہ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۲۸ء جلد ۱۵)

اخبار الفضل میں شائع شدہ یہ مضمون مرزا محمود احمد قادیانی خلیفہ ثانی مرزا قادیانی اُن جہانی کا ہے۔ جو مرزا قادیانی کا بیٹا اور تمام قادیانیوں کا آدم تھا۔

سوال: یہ تو مرزا محمود کی صرف مضمون آرائی نہیں بلکہ اس کے عقیدہ کا اظہار ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس کے عقیدے میں مرزا قادیانی خاتم آدمیت بھی ہے۔ اور آدم النسائیت بھی جس کی نسل سے ان گنت نبی و رسول پیدا ہونے والے ہیں۔ خدا کی پناہ یہ نیا عقیدہ تو آج ہی سننے کو ملا۔ میرے خیال میں دنیا کی کسی قوم و ملت کا یہ عقیدہ نہیں ہے اور نہ کسی عقل صحیح کے مطابق ہے۔ پھر آج کل کے قادیانیوں نے اس عقیدہ کو تسلیم کیسے کر لیا؟

جواب: جی ہاں آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ ابھی تو قادیانیوں کے خلیفہ ثانی کی لاثانی تحریر سے یہ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی قادیانیوں کا آدم اول بھی ہے اور آدم ثانی بھی اور وہی مرزا قادیانی اپنے تمام آئیو لے نبیوں رسولوں کا ابتدائی نقطہ بھی۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قیامت تک ابھی کئی کذاب و دجال آئیو لے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کریں گے اور وہ سب کے سب مرزائی، قادیانی کے نسل سے ہوں گے جن کا ناپاک حلقہ پہلے ہی مرزا قادیانی کو پہنچا کر اسے ان کا بابا آدم قرار دیا گیا خلیفہ ثانی مرزا محمود انجہانی کے عقیدہ فاسد سے یہ بات بھی واضح ہو کر سامنے آگئی کہ اب قادیانیوں میں آدمیت و النسائیت نام کی کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل آدمی و آدمیت کا دوران کے نزدیک مرزا قادیانی پر ختم ہو گیا کہ وہ اس دور کا خاتم تھا۔ اب قادیانی دھرم میں روئے زمین پر صرف قادیانیت باقی رہ گئی ہے جس کا بابا آدم اور ابتدائی نقطہ مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔

عام قادیانیوں یعنی احمدی کہلانے والوں نے عقیدہ مذکورہ کو تسلیم کیا یا نہیں اس کا جوابہ میں نہیں ہوں لیکن جب اس گروہ کے بانی اور خلیفہ ثانی نے اپنے اس عقیدہ کا پرزور شہرہ کیا تو قادیانی ہونے کے باوجود اسے نہ ماننے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی قادیانی ازراہ منافقت اس عقیدہ کو مسلمانوں کے سامنے بیان کرنے سے گریز کرے اور انجان مسلمانوں کو دھوکہ دے۔ لہذا مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہئے۔

سوال :- کیا اس عقیدہ کی وضاحت قادیانی سرغنوں نے کہیں اور بھی کی ہے؟

جواب :- مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک پوری کتاب اس عقیدہ کی وضاحت میں لکھی جس کا نام ”مَا الْفَرْقُ بَيْنَ آدَمَ وَالْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ“ رکھا۔ پھر اس کے خلیفہ اول حکیم نور الدین اور خلیفہ ثانی کے علاوہ قادیانی مفتیوں اور اماموں نے اس عقیدہ کی تشریح و توضیح کر کے قادیانی اخبارات البدر الفضل اور رسالوں میں شائع کیا ایک نمونہ اور ملاحظہ کیجئے۔

— ”فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ“ کے بھی یہی معنی ہیں کہ آدم اول کے

متعلق فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کے فرماں بردار اور غلام ہو جائیں جب آدم اول

کے متعلق فرشتوں کو یہ حکم ہوا۔ تو آدم ثانی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی)

جو آدم اول سے شان میں بڑھا ہوا تھا اس کیلئے کیوں یہ نہ کہا جاتا کہ آگ

تمہاری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ (ملاکہ اللہ ص ۶۵ تقریر میاں محمود قادیانی)

جی۔ میاں محمود نامسعود نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار گھر میں بیٹھ کر قلم سے نہیں بلکہ

میدان تقریر میں اپنی زبان سے کیا اور جوابات باپ کے زمانہ سے اسکے دل میں پروا

چڑھ رہی تھی بر ملا اسے زبان پر لے آیا اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے مقابلہ

میں اپنے باپ کی عظمت و شان کا خطبہ پڑھنے لگا۔

محمود نامسعود کی اس تقریر سے قادیانیوں کے ایک اور عقیدہ کا پتہ چلا کہ ان کے

نزدیک عام فرشتوں ہی نہیں بلکہ مقرب فرشتوں کے مقابلہ میں عام اجنہ ہی نہیں بلکہ شیاطین بھی افضل و اعلیٰ ہیں۔

آتش مخلوق یعنی جنات کو مرزا قادیانی کا زر خرید غلام قرار دیا گیا تاکہ مرزا قادیانی کا تفوق اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی توہین واضح ہو جائے۔ مرزا محمود نام مسعود انجیل کے خلیفہ ثانی کی اردو روانی دیکھئے کہ غلام کو مکرر موت استعمال کیا اور تقریر کے ناقل نے اسے موت ہی برقرار رکھا کیونکہ اس کے نزدیک یہ مظہر خدا اور خلیفہ ثانی کی بولی تھی بیچارے ناقل کو کیا خبر کہ مرزا محمود نے اپنے باپ غلام کو عالم کشف میں دیکھا ہوگا اور اس کے نام کی رعایت کرتے ہوئے غلام کو موت استعمال کر لیا کیونکہ مرزا غلام کو حیض کی حالتوں سے بھی گزینا پڑتا تھا اور رجولیت خداوندی سے استمتاع کا موقع بھی ملتا تھا (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور ان رازوں کا انکشاف خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مشہور الہامی کتاب اور اس کے علاوہ دوسری تصانیف میں بھی کیا ہے۔

سوال :- تعجب ہے کہ قادیانیوں کے سرغنوں کی تحریر و تقریر سے سننے سے عقیدوں اور نظریوں کا اظہار ہوتا جا رہا ہے۔ خدائے پاک ایسی باتوں کے سننے سے بھی مسلمانوں کو محفوظ رکھے جن باتوں کے سننے سے نہ صرف مسلمانوں کے دل زخمی ہوتے ہیں بلکہ تمام اولاد آدم دکھی ہوتی ہے۔

جواب :- بس ایک بات اور سن لیجئے جس سے آپ اور آپ جیسے انصاف پسند حضرات کو یقین ہو جائے گا کہ قادیانی دھرم کے بانی مرزا غلام قادیانی نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی کس کس طرح توہین و تذلیل کی ہے اور اپنی عظمت و بڑائی کا خطبہ پڑھا ہے

لکھتا ہے — یہ زمانہ جو آخر الزماں ہے اس میں خدائے تعالیٰ نے ایک شخص کو حضرت آدم کے قدم پر پیدا کیا جو یہی راقم ہے اور اس کا نام بھی آدم رکھا۔۔۔ خدائے خود دروہانی

باپ بن کر اس آدم کو پیدا کیا اور ظاہری پیدائش کی رو سے اسی طرح نر اور مادہ پیدا کیا جس طرح کہ پہلا آدم پیدا کیا گیا تھا۔ یعنی اس نے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا۔ (تریاق لقلوب ص ۱۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی) یہ ہے مرزا قادیانی کا بنیادی عقیدہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خدا نے اربعہ عناصر سے پیدا کیا مگر مرزا کو روحانی باپ بن کر خود پیدا کیا۔ اور جس طرح حضرت آدم و حوا کو جوڑا پیدا کیا اسی طرح مجھے اور میری بہن جنت کو جوڑا بنا کر پیدا کیا، لیکن یہ دوسری بات ہے کہ میرے جوڑے سے میری نسل نہیں چلی کیونکہ کم عمری میں وہ مر گئی۔ گویا مرزا نے اپنی اس تحریر میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں مثل آدم ظل آدم اور بروز آدم ہوں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

چوتھی ملاقات

السلام علیکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال: کیا قادیانیوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے نبی کی بھی توہین و تذلیل کی ہے؟

جواب:۔ قادیانی دھرم کے بانیوں نے ایک دو نبی نہیں بلکہ بہت سارے اہل العزم انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خداداد ارفع و اعلیٰ شان میں گستاخیاں کی ہیں اور انہیں مرزا غلام قادیانی سے کم تر سمجھا ہے اگر آپ چاہیں گے تو قادیانیوں کی وہ تمام ناپاک عبارتیں سنائی جائیں گی جو ایمانی دل و دماغ کو پرانگندہ کر دیں گی۔

سوال: کیا آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کی شان عالی میں بھی گستاخی کی گئی ہے؟

جواب:۔ جی ہاں پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ مسلمان حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آدم ثانی اس نظریہ سے نہیں کہتے جس نظریہ سے مرزا قادیانی کو قادیانی دھرم والے کہتے ہیں، مسلمان حضرت نوح علیہ السلام کو اس لئے آدم ثانی کہتے ہیں کہ طوفان نوحی کے وقت

حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں اور بعض دیگر فرما برداروں کے علاوہ پوری نسل آدم غرقاب ہو چکی تھی۔ روئے زمین پر دوبارہ نسل آدم کا وجود اور آبادی حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعہ ہے۔ لہذا حضرت نوح علیہ السلام آدم ثانی ہیں۔

لیکن قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام قادیانی خلقت، فطرت، اور شان و عظمت کے اعتبار سے آدم ثانی ہے جو شرعاً عقلاً باطل محض ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ پہلے رسول معظم ہیں جو نسل آدم میں جدید شریعت کے ساتھ کفار و مشرکین کے درمیان بھیجے گئے جو ساگرِ نوسو برس تک سرکش کفار و مشرکین کو راہِ راست پر لانے کی کوشش فرماتے رہے لیکن کفر و عناد کی سیاہی و سختی کی وجہ سے وہ اپنے کفریہ مشاغل سے باز نہ آئے اس درمیان حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اعجازِ نبوت کا بھی اظہار فرمایا جس کا کوئی اثر و ثمنات دین پر نہیں ہوا۔ بالآخر سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدائے جبار و تبارک کی بارگاہ میں عرض کیا۔ سَابِّ لَاتَزِمُنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دِيَارَهُ۔ اے پروردگار کافروں کی کسی آبادی کو زمین پر سلامت نہ چھوڑ، کیونکہ ہر طرح سے میں نے کفار و مشرکین کو صراطِ مستقیم سے قریب کرنے کی کوشش کی پر وہ اپنی سرکشی و ہٹ دھرمی پر جمے ہوئے ہیں اب میں ان سے ناامید ہو چکا ہوں۔

پھر خداوند قدوس نے اپنے نبی کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے ایک اولوالعزم رسول سے سرکشی و نافرمانی کے بدلے سزائے اعمال کے طور پر اس دور کے تمام کفار و مشرکین کیلئے پانی کا عذاب بھیجا جس میں وہ غرقاب و ہلاک ہو کر نیست و نابود ہو گئے۔

دین اسلام نے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تعلق سے مسلمانوں کو یہ عقیدہ دیا ہے کہ ہر نبی و رسول مطاع و مقتدا اور مخدوم ہونے کی حیثیت سے لائقِ تکریم و تعظیم ہیں۔ لہذا عام مسلمانوں پر ان کی تعظیم و تکریم فرض عین ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام میں سے جن کو اللہ تعالیٰ ایک دوسرے پر فضیلت دی، ان کے فضائل و درجات کو تقابلی

انداز میں مسلمانوں کو اس طرح بیان کرنے کی اجازت نہیں کہ کسی بھی نبی کی تحقیر توہین لازم آئے۔

مگر مرزا غلام قادیانی اور قادیانی دھرم کے ماننے والے تقابلی انداز میں اپنے قادیانی نبی کی اور قادیانی خلفاء کی ایسی شان و عظمت بیان کرتے ہیں جس سے عالم نبیورے کے علاوہ اول العزم انیسار و مرسلین علیہم السلام کی بھی توہین لازم آتی ہے۔ جو شریعت اسلامیہ کے نزدیک بلاشبہ بدترین کفر ہے۔ لیکن کیا کیجئے کہ مرزا غلام قادیانی اور قادیانی دھرم کے ماننے والوں کو اسلام و اسلامیات سے کوئی تعلق نہیں ہاں مسلمانوں کے درمیان انتشار پیدا کرنا، بغض و عناد کی فضا تیار کرنا اور اہل کتاب کو آپس میں لڑانا ایک دوسرے سے نفرت کرنا ہے

لیجئے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی ذات گرامی پر مرزا غلام احمد قادیانی کے لگائے ہوئے الزام کو سنئے اور اسکے کفریہ جذبات کی داد دیجئے

— خدائے تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے

(تمتہ حقیقۃ النوحی ص ۱۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اس ناپاک تحریر میں مرزا قادیانی نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی توہین اور اپنے شیطانی الہامات و نشان (معجزات) کی کثرت کو اس طرح بیان کیا گویا معجزہ نوحی کی وجہ ہی سے کفار و مشرکین گمراہ ہوئے اور اپنی گمراہی کے سبب غرقاب ہوئے۔

سوال :- مرزا قادیانی کے وہ کیا نشانات ہیں جو معجزات نوحی کے مقابلہ میں کثرت سے دکھلائے گئے؟

جواب :- مرزا آنجنہانی کے نشانات (معجزات) قادیانیوں سے پوچھنا چاہئے مرزا قادیانی نے تو اپنے تین لاکھ نشانات کا دعویٰ کیا ہے۔ جو سب کے سب دجل و فریب اور

دروغ بیانی پر مشتمل ہیں اور انہیں نشانات نے قادیانیوں کو آج تک سرگرمیاں کر رکھا ہے مثلاً ۱۹۰۸ء سے پہلے اس نے ایک پیش گوئی کی کہ ہمارا بدخواہ فلاں مولوی ہیسٹھ کے عذاب میں مبتلا ہو کر اسے دنوں میں فی نارِ جہنم ہو جائے گا اور اگر وہ ہیسٹھ میں گرفتار نہ ہو نہیں مرا تو مجھے کذاب سمجھنا مگر اس کے اس نشان کا الٹا اثر ہو گیا ۱۹۰۸ء کے ہیسٹھ میں خود گرفتار ہو گیا اور دونوں سوراخوں سے غلیظ پانی کا پرنالہ جاری ہو گیا جس کے نتیجے میں بجائے اپنے دشمن کے وہ خود ہی فی نارِ جہنم ہو گیا اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ اپنی زبان سے بھی واقعی کذاب تھا۔

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی سچائی کا یہ نشان بھی بیان کیا کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئی ہوئی ہے۔ اور یہ خدائی فیصلہ ہے۔ پھر مرزا نے زندگی بھر محمدی بیگم کو حاصل کرنے کی کوشش کی اس کے ماں باپ کو دھمکی دی، فریب آمیز خطوط لکھے، لیکن محمدی بیگم کے سرپرستوں نے اسکی کم سنی کے پیش نظر اس کا نکاح مرزا مذکور کی بجائے مرزا سلطان محمد سے کر دیا۔ پھر بھی مرزا قادیانی کی کوشش جاری رہی کہ کسی حیلہ و تدبیر سے محمدی بیگم ہاتھ آجائے مگر وہ مرتے دم تک مرزا قادیانی کے ہاتھ نہیں آئی۔

اسی طرح مرزا کا نشان بھی طشتِ اذہام ہو گیا اور اب تک اسکی جگہ ہنسائی ہو رہی ہے اسی قبیل سے مرزا قادیانی کے اور بھی نشانات ہیں جن کا شرعاً مسلمانوں کے سامنے ہے سوال :- کیا قادیانی دھرم ولے مرزا غلام قادیانی کو حضرت نوح علیہ السلام سے بڑھا ہوا مانتے ہیں؟

جواب :- مرزا قادیانی نے اپنی برتری و بڑائی کا اظہار خود کیا ہے جس کو حقیقتہً الوحی کے تسمے کے حوالہ سے بیٹے نے سنایا۔ اور قادیانی مرزا کے ماننے والوں نے اس کے خیالات و نظریات کو بنیاد بنا کر اسی پر مرزا قادیانی کی عظمت و فوقیت کی عمارت تیار کی ہے۔ اور بے باک دہل اس بات کا اعلان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام

مرزا قادیانی کے مقابلہ میں معاذ اللہ تعالیٰ کم تر اور گھٹیا ہیں چنانچہ قادیانی خلیفہ ثانی مرزا محمود کا بیگانہ اخبار الفضل نے جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی لعنتہ اللہ علیہ) کا نام اللہ

تعالیٰ نے نوح رکھا ہے پھر آپ ایسا سلوک ہو گا جو پہلے نوح سے بڑھ کر ہو

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام

نوح رکھا تو دوسری طرف آپ کے بیٹے کو ہدایت سے محروم کر دیا تاکہ بتائے کہ یہ نوح

کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے مگر پھر اس بیٹے کو ہدایت نصیب کی تا ظاہر

کر دے کہ پہلا نوح آیا اور اس کا بیٹا ہدایت سے محروم رہا۔ مگر یہ دوسرا نوح آیا تو

اس کا بیٹا بھی اگرچہ ایک عرصہ تک ہدایت سے محروم رہا مگر خدا نے اسے ہدایت میں داخل

کر کے ظاہر کر دیا کہ پہلے نوح کے ساتھ ہوا اللہ تعالیٰ کا سلوک تھا اس سے بڑھ کر اس کا

سلوک دوسرے نوح کے ساتھ ہے۔“ (الفضل جلد ۱۹ شماره ۱۱ جولائی ۱۹۳۷ء)

قادیانی ذریعات نے اللہ تعالیٰ پر یہ بہتان باندھا کہ قادیانی دجال کا نام اللہ تعالیٰ ہی

نے نوح رکھا ہے اور قادیانی کے بیٹے کو گمراہ فرما کر دونوں کے اندر مشابہت پیدا

کی پھر اس بیٹے کو ہدایت دیکر مرزا قادیانی کو حضرت نوح سے بڑھادیا اور نوح علیہ

السلام کو اس کے مقابلہ میں گھٹا دیا۔

یہ ہیں قادیانی دھرم کے وہ کفریہ کلمات اور باطل منہ عومات جس کے سامنے انسانیت کا

سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ کہ ”نبی“ تمام انسان و جنات اور

فرشتوں سے یہاں تک کہ فرشتوں کے رسولوں سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہوتا ہے

اگر وہ انس و جن میں کوئی ولی خواہ وہ غوث و قطب، ابرار و تافہی کیوں نہ ہو کسی نبی

کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور اہل ایمان ہو کر جو کسی غیر نبی کو نبی کے برابر یا اس سے بڑھ کر

جانے وہ دائرۃ اسلام سے خارج اور حد کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ مگر مرزا محمود کی

بے باکی و جرأت دیکھئے کہ وہ مضمون مذکور کو خطبہ جمعہ میں بیان کر رہا ہے اور بذریعہ

اجبار اس کی اشاعت کر رہا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے عقیدہ صحیحہ کو مجروح کیا جائے اور اس جراحت پر نمک پاشی کی جائے۔

سوال :- واقعی مرزا قادیانی اور اسکی امت کے گرو گھنٹالوں نے نبیوں رسولوں علیہم السلام کی شدید توہین کی اور نہ صرف نبیوں کی توہین کی بلکہ خداوند قدوس کی جناب میں بھی الزام تراشی و بہتان کاری کا رڈ قائم کر دیا میرے خیال میں کسی دہریہ کی بھی ایسی ہمت نہیں ہوگی جیسی ہمت و جرأت کا اظہار قادیانی نبی اور قادیانی امت نے کی ہے۔ جب قادیانیوں نے حضرت آدم و نوح علیہما الصلوٰۃ والسلام کی با عظمت بارگاہوں میں گستاخیاں کی ہیں تو دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں بھی توہین کی ہوں گی، کیا ان برگزیدہ شخصیتوں کے علاوہ نام لیکر کسی اور نبی علیہ السلام کی بھی گستاخی کی ہے؟

جواب :- جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا اور آپ نے کچھ سمجھ بھی لیا کہ قادیانی دھرم میں اللہ تبارک و تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام نیز صلحائے امت محمدیہ کی عظمت و عزت اور تعظیم و تکریم کا کوئی معنی نہیں ہے انہوں نے بیشمار نبیوں رسولوں علیہم السلام کا نام لے لے کر انکی خدا داد عظمتوں، عزتوں سے کھلواڑ کیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمان آپس میں کٹ مرے اور وہ قومیں مسلمانوں سے الجھ جائیں جو کسی نہ کسی طور پر کسی نہ کسی نبی و رسول کو جانتی مانتی اور اپنے آپ کو ان کی امت گردانتی ہیں۔ کیونکہ غیر قومیں مرزا قادیانی اور اس کی امت کو مسلمانوں ہی کی ایک جماعت سمجھتی اور احمدیہ کا نام دیتی ہیں۔ اسی وجہ سے اسکی تحریروں کو مسلمانوں کی جانب سے اپنے خلاف اشتعال انگیزی، فتنہ پروری اور تنگ نظری و تعصب وغیرہ جانتی ہیں۔

ایسی صورت میں خواہی بخواہی مرزا قادیانی اور اسکی امت کی تحریریں مسلم و غیر مسلم قوموں خصوصاً اہل کتاب کے درمیان نفرت و حقارت پھیلانے اور بغض و

عداوت کو بڑھاوا دینے کا سبب بن رہی ہیں۔ مثلاً حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی نبوت مسلمان اور دیگر اہل کتاب کے نزدیک مسلم ہے یہود و نصاریٰ بھی انہیں صدیق، نبی ابن نبی علیہ السلام مانتے اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ اور مسلمان تو انکی خداداد عظمتوں، شوکتوں اور کرامتوں پر قربان ہے کیونکہ انکی عظمتوں کا خطبہ آیات ربانیہ نے پڑھا ہے اور ان کے حالات کو احسن القصص قرار دیا اور ان کی ذات گرامی کو امام المرسلین خاتم النبیین حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُختری یوسف (اپنا بھائی) فرمایا۔ ان کی بلند و بالا شان میں گستاخی و بدتمیزی کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مشہور و معروف کتاب براہین احمدیہ میں لکھا ہے۔۔۔۔۔

اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔ اور اس امت کے یوسف کی بریت کیلئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ کو ابھی دیدی۔ اور نشان دکھائے۔ مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کیلئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۶)

مرزا قادیانی کے قلم کا تیور دیکھئے جب اس کیلئے اٹھتا ہے تو بھول برتا ہے اور جیسا یوسف علیہ السلام کی جانب رخ کرتا تو ان کا لے اگلتا ہے۔ عبارت مذکورہ نہایت مختصر ہے مگر آپ خود موازنہ کر کے دیکھ لیجئے کہ مرزا قادیانی نے اپنے مقابلہ میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی کس قدر توہین و تذلیل کی ہے۔

سوال: خدا کی پناہ، استغفر اللہ، توبہ، ہزار بار توبہ، یہ تو میں خواب و خیال میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ کوئی دہریہ یا مرتد کسی با عظمت نبی کی بارگاہ میں ایسی دریدہ دہنی اور گستاخی کریگا جس سے شرافت انسانی کا سر بھی شرم سے جھک جائے گا۔

اور انسانیت کہیں منہ چھپانے کے قابل نہ رہے گی۔ مگر مرزا قادیانی آنجنہانی کے ذہن ارتداد نے تو کہاں ہی کر دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیسے با عظمت نبی کے مقابلہ میں مرزا قادیانی جیسا عاجز بڑھ گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے اوپر لگائے گئے الزام سے بری ہونے کیلئے انسانی گواہی کے محتاج ہوئے (معاذ اللہ) مگر مرزا قادیانی اور محمدی بیگم کے معاشقہ کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے انسانی کچھری میں بار بار گواہیاں دیں اور دیگر نشانات دکھلائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں ڈال کر اللہ تعالیٰ نے برسرعام رسوا کر دیا (معاذ اللہ) لیکن مرزا قادیانی کو اس کی دعا کے باوجود قید ہونے سے بچایا۔۔۔ میرے خیال میں یہ تمام کی تمام باتیں اسلام کے نزدیک شدید ترین کفر ہیں کیونکہ یہ ایک مشہور و معروف نبی جن کا ذکر شرح و بسط کے ساتھ قرآن مجید میں موجود ہے ان کے ساتھ کھلی ہوئی گستاخی اور توہین ہے۔؟

جواب: جی ہاں آپ صحیح کہہ رہے ہیں مگر کیا کچھ بھی قادیانی دھرم والوں کا ایمان عقیدہ ہے کہ ایک نبی برحق کے مقابلہ میں مرزا مسیح کذاب معاذ اللہ بڑھ چڑھ کر ہے۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قید میں ڈالا جانا اس کے نزدیک کسی بہت بڑے گناہ کے سبب سے تھا جب ہی تو اسے توہین و تذلیل مان رہا ہے اور قید سے اپنی برأت کا بے انگ دہل اعلان کر رہا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کی عقل دانی پر مرزائی دھرم والے جس قدر ماتم کریں کم ہے کہ غیبی مارنے بیک جنبش قلم خود مرزا قادیانی کو ذلت و رسوائی کے اس گہرے غاری میں ڈھکیل دیا جہاں اس کی برأت ناممکن ہے۔ کہ اس نے دنیا والوں کے سامنے اپنی رسوائی سے بچنے اور روسیاہی کو چھپانے کیلئے بار بار قید خانہ میں جا کر منہ چھپانے کی کوشش کی اور اس کیلئے دعائیں کرتا رہا لیکن قید خانہ کی دیواروں نے اس کی ذلت و رسوائی کو پناہ دینے سے انکار کر دیا اور اسے معاشقہ محمدی بیگم نیز دیگر نشانات کے ساتھ دنیا کے بھرے بازار میں

ڈھکیل دیا تاکہ اس کی ذلت و رسوائی کا تماشا عام ہو جائے۔ اور ایک نئی برحق کی توہین کرنے کا نتیجہ اس کی آنکھوں کے سامنے آجائے۔

مرزا قادیانی وہ بے لگام و بد زبان امام المرتدین ہے جس نے گھنٹے گناہ کا اہتمام سیدنا یوسف علیہ السلام کے معصوم و پاکیزہ سر باندھا اور انہیں اس سے بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ٹھہرایا جبکہ قرآنی ارشادات کے مطابق خدائے کارساز نے اپنے صدیق نبی کی بے گناہی و عصمت کا خود اہتمام فرمایا اور انہیں عزت و کرامت کا تاج پہنا کر نبوت و حکومت کے تخت پر بیٹھایا۔ مگر مرزا قادیانی اور اسکی امت کی نگاہوں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں انہیں تو ہر جگہ مرزا قادیانی کی عزت و عظمت ہی نظر آتی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی اس مختصر عبادت میں اپنی بڑائی اور نبی برحق کی بڑائی کے علاوہ خود خداوند قدوس کو بھی اپنے شکنجے میں کس رکھا ہے کہ جب بھی اسکی پیش گوئی غلط ہوئی یا اسے محمدی بیگم کی خواہش ہوئی تو خدائی گواہیاں اس کے حق میں سداونہ بھجواد کی برسات کی طرح شروع ہو گئیں اور مرزا نے جب چاہا عوام کی کچھری میں خدائے گواہی دلوادی۔ یعنی اس کا خدا ہانی گورٹ کے باہر کرائے کے گواہوں کی ٹولی کا ایک فرد ہے جسے کرایہ بھی نہیں دینا پڑتا ہے بلکہ جب مرزا چاہتا ہے گواہی کیلئے لاکھڑا کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ رب العالمین)

سوال :- کیا حضرت آدم حضرت نوح حضرت یوسف علیہم السلام کے علاوہ بھی کسی نبی کا نام لیکر قادیانی دھرم کے نبی مرزا غلام قادیانی نے توہین و تذلیل کی ہے؟

جواب :- میں نے بار بار عرض کیا کہ مرزا قادیانی اور قادیانی دھرم کے گورو گھنٹالوں نے تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں شدید توہین کی ہے اور ان کے مقابلہ میں اپنی عظمتوں کا خطبہ پڑھا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

انبىاء گرچہ بودہ اندلبے : من بعرفاں نہ کمتر زکے
آنچہ دادست ہرنی راجام : داداں جام را مرابہ تمام
کم نیم زان ہمہ برو یقین : ہر کہ گوید دروغ ہست لغیں

(در نمین ۲۸۸۰، ۲۸۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

یعنی انبیاء علیہم السلام دنیا میں بہت آئے مگر میں معرفت میں کسی بھی نبی سے کم نہیں ہوں ہرنی کو جو خصوصیتیں الگ الگ ملیں وہ تمام کی تمام خصوصیتیں یکجا طور پر مجھے مل گئیں اس لئے یقیناً میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں اور جو اس بات کو غلط سمجھے وہ مردود ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کا وہ عقیدہ ایمان جو اس نے اپنی امت کو دیا ہے۔ اور اس کی امت کے سرغنوں نے خوب خوب اس عقیدہ کی تشہیر و اشاعت کی ہے چنانچہ مرزا غلام قادیانی کا بیٹا مرزا احمد قادیانی اس عقیدہ کی تشریح و توضیح اس طرح کرتا ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جائیں جو نبی کریم صلیع میں رکھے گئے ہیں بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوئے تھے کسی کو بہت کسی کو کم مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا۔ اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو پہ پہلو لا کھڑا کیا۔ الخ (کلمۃ الفصل)

پھر یہی صاحب زادہ مرزا بشیر احمد اپنی اسی کتاب میں آگے لکھتا ہے
”مسیح موعود کی ظلی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں بلکہ خدا کی قسم
اس نبوت نے جہاں آقا کے درجہ کو بلند کیا وہاں غلام کو بھی اس مقام

پر کھڑا کر دیا جن تک انبیاء بنی اسرائیل کی پہونچ نہیں مبارک وہ جو اس
نکتہ کو سمجھے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپ کو بچائے۔
(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

باپ نے اپنے آپ کو تمام نبیوں سے افضل بتایا مگر بیٹے کی پرواز دیکھنے کے اپنے
باپ کو تمام تر کمالات نبوت کا جامع اسی وقت سے قرار دے رہا ہے جب کہ
اس نے ظلی نبوت کا دعویٰ بھی نہیں کیا تھا۔ اور جب اس کے عقیدہ میں اسکا باپ
مرزا قادیانی ظلی نبی ہو گیا اور نبوت محمدؐ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا تو فخر الاولین
والآخرین حبیب رب العالمین خاتم الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا (اعاذ باللہ تعالیٰ من اقوال الخبیثہ)

یہ ہے تمام نبیوں، رسولوں کی مقدس بارگاہوں کی توہین و تذلیل کہ ایک ایسا
کذاب نبی جو اپنی امت کو طہارت و آبدست کا طریقہ نہیں بتا سکا اسے گروہ مصہوبین
کی طیب و طاہر جماعت میں لا کر تمام نبیوں، رسولوں کے سردار و عالم کے تاجدار
احمد مختار علیہم السلام کے شانہ یہ شانہ کھڑا کر دیا۔ اور اگر نام بنام ہی آپ نبیوں
کی توہین مرزا قادیانی کی زبان سے سننا چاہتے ہیں تو سنئے

کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب کے

سب حضرت رسول کریمؐ میں ان سب سے بڑھ کر موجود تھے۔ اور اب
وہ سارے کمالات حضرت رسولؐ کے کم سے ظلی طور پر ہم
کو عطا کئے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد

یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ ہے۔ (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۲ مرتبہ منظور علی قادیانی)

یہاں اس نابکار نے نبیوں، رسولوں کی تمام فضیلتوں، کرامتوں کو حضورؐ پر خاتم
الانبیاء امام المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اپنے لئے منتقل کر ا
لیا سبھوں کو عظمت و کرامت سے علیحدہ کر کے اپنی سفاکی کا ثبوت دیتے ہوئے

ان کے مبارک ناموں کو بھی اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ پھر اس نے اپنی دوسری تصانیف میں اپنے آپ کو شیش، اسحاق، اسمعیل، یعقوب، محمد و احمد علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی لکھا ہے۔

سوال :- اچھا یہ ظلی، مثلی اور بروزی نبی کیا ہوتا ہے؟

جواب :- یک بیک آپ نے سوال کا رخ موٹو یا آخر کیوں؟ ابھی تو مرزا قادیانی اور اسکے خلفاء کی وہ تمام عبارتیں سنائی باقی ہیں جن میں نام بنام ان لوگوں نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو گالیاں دی ہیں اور ان کی شان اقدس کو گھٹایا ہے۔

سوال :- دراصل مرزا قادیانی اور قادیانی دھرم کے سرغنوں کی عبارتوں میں کئی بار ظلی نبوت اور ظلی کمالات سننے کو ملا اور میں اس اصطلاح سے ناواقف ہوں اس لئے سوچتا رہا کہ اسکو سمجھتا چلوں۔

جواب :- جی بہت خوب! دراصل یہ سب قادیانی دھرم ہی کے اصطلاحات ہیں اور وہی اس کے موجب ہیں۔ اور اسکی ضرورت یوں پیش آئی کہ مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کا اعلان یک بیک نہیں کیا بلکہ نہایت چالاکی و عیاری کے ساتھ نبوت کی منزل تک پہنچا اور پھر خدا اور خدا کی الوہیت کا دعویٰ کر دیا۔ جیسا کہ اسکی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً اس کی تدریجی اڑان کو دیکھئے کہ پہلے اس نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا پھر مجدد، پھر امام الزماں، پھر مثل مسیح، پھر مسیح موعود، پھر مہدی، پھر ملہم، پھر حامل وحی، پھر خاتم الاولیاء، پھر خاتم الخلفاء، پھر یسوع کا الیچی، پھر مسیح ابن مریم، پھر مثل انبیاء، پھر ظل محمد و احمد، پھر خاتم الانبیاء، پھر نطفہ خدا، پھر مظہر خدا پھر خدا کا بیٹا، پھر خدا کا باپ اور اس کے بعد نہ معلوم کیا کیا۔

مرزا قادیانی کے دعووں کی تشریح کرنا یقیناً طوالت کا باعث ہے مگر مثل وظل اور بروزی وغیرہ کا مفہوم سمجھ لیجئے

ظلی، کا معنی سایہ اور چھاؤں کے ہے جس میں اصل کی صورت و شکل صاف نظر

نہیں آتی بلکہ مبہم ہوتی ہے اور اگر ابہام دور ہو جائے اور اس کی صفات یا کوئی ایک صفت اس میں منعکس ہو جائے تو اسے مثل کہتے ہیں پھر اگر ظل اپنی اصل کی پوری تصویر بن جائے اور اس کی خصوصیات ظل میں منتقل ہو جائے یا بالفاظ دیگر ایک جسم کی روح منتقل ہو کر دوسرے جسم میں آجائے تو وہی بروز کہلاتا ہے جسے ہندی میں آواگون اور عربی میں تناسخ کہتے ہیں۔

اس اجمال کی اگر تفصیل دیکھنی ہو تو قادیانی دھرم کی کتابوں میں ملاحظہ کیجئے کیونکہ انہوں نے جس نظریہ کے ماتحت ان اصطلاحات کو جنم دیا ہے اسکی توشیح ان کی کتابوں ہی سے ہو سکتی ہے۔ ویسے قادیانیوں کا اخبار الفضل قادیان

مجرہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء نے ان اصطلاحات پر تفصیلی بحث کی ہے۔ لکھتا ہے
 ”آئینہ نظیت میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا انعکاس ہو تو اس

وقت وہ (ظل نہیں) حالت بروز کہلاتی ہے۔ الخ

پھر لکھتا ہے۔ ”مثیل اور بروز میں بھی فرق ہے۔ بروز میں وجود

بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتا ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہوتا

ہے۔ لیکن مثیل میں نام کا ایک ہونا شرط نہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل تھے مگر بروز نہ تھے کیونکہ خدا

نے آپ کا نام موسیٰ نہیں رکھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام (مرزا قادیانی) کو تمام انبیاء کے نام دیئے گئے اور آپ انکے

بروز ہو کر نبوت کے مقام پر پہنچے۔ پس فنا فی الرسول اور مثیل ہونا بروز

سے علیحدہ چیزیں ہیں۔ البتہ بروز اور اتار نام معنی ہیں“ (الفضل قادیان جلد ۱۹ شمارہ ۴۸)

پانچویں ملاقات

سوال :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب :- وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

سوال :- گذشتہ ملاقات میں یہ معلوم کر کے میں حیرت و استعجاب کے سمندر میں غرق ہو گیا

کہ مرزا قادیانی اور قادیانی دھرم کے سرغنوں نے منتخب مشہور انبیاء و مرسلین

علیہم السلام میں سے کس کس نہیں چھوڑا سب کی توہین و تذلیل کی اور ان کی مقدس

شخصیتوں کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کے ناپاک وجود کو سراہا بڑھایا ساتھ ہی ساتھ

یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی خاد ساز نبوت کے لئے ظلی، مشلی اور بروزی

کے اصطلاحات کیوں ایجاد کئے، یہ کھلا ہوا مشرکانہ عقیدہ ہے پھر وہ کس منہ

سے مسلمانیت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ و

التسلیم کے طفیل ہر مسلمان کو قادیانی دھرم کے مزخومات و عقائد فاسدہ سے محفوظ

رکھے اور اپنے بزرگوں کے نقص قدم پر چلائے۔ آمین

اب یہ بتایا جائے کہ دنیا میں مسلمانوں کے علاوہ دو بڑی دیگر قومیں آباد ہیں جنہیں

یہودی و نصرانی کہتے ہیں، اور انہیں موسوی عیسوی یا موسائی عیسائی بھی کہہ سکتے

ہیں کیوں کہ وہ دونوں بڑی قومیں علی الترتیب حضرت سیدنا موسیٰ اور حضرت

سیدنا عیسیٰ علیہما السلام کے ماننے اور ان کا امتی ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ کیا

ان دونوں برگزیدہ مقبولان بارگاہِ احدیت کی شانِ اقدس میں بھی قادیانیوں

نے گستاخیاں کی ہیں؟ یوں تو پہلی ملاقات میں مجھے یہ معلوم ہی ہو چکا ہے کہ

قادیانی لیڈروں نے مجموعی طور پر تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی شان و

عظمت سے کھلواڑ کیا ہے اور ان کی بارگاہوں میں گستاخیاں کی ہیں۔ مگر میں یہ معلوم

کرنا چاہتا ہوں کہ صراحت کے ساتھ ان دونوں مقدس شخصیتوں کی ارفع و اعلیٰ

شان کو مجروح کیا ہے یا نہیں؟

جواب: جب آپ کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ قادیانی ازم ایک گستاخ و بے ادب اور مطلق

العنان ازم ہے جس کے یہاں سوائے مرزا قادیانی آنجنہانی کے کسی باعظمت

شخصیت کی کوئی وقعت و عزت نہیں تو پھر بار بار نام بنام نبیوں کی توہین

و تذلیل کے سننے کا مطالبہ کیوں ہے۔ یہ اچھی طرح یاد رکھئے کہ قادیانیوں

نے انبیاء، اولیاء، صلحاء اور متقین و صدیقین کی بارگاہوں میں جس بازاری زبان

کا استعمال کیا ہے۔ اسکے تصور سے شرافت و آدمیت کی روح کانپ اٹھتی ہے

اور انسانیت لڑنے پر اندام ہو جاتی ہے۔

قادیانی دھرم والوں نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت سیدنا عیسیٰ

روح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی خداداد عظمتوں، عزتوں اور ان کے مناصب

نبوت کو نہ صرف مجروح کیا ہے بلکہ ٹکا بوٹی کر کے رکھ دیا ہے۔ اگرچہ اصلاح

امت اور خیر خواہی کیلئے ان کفریہ اور خبیث عبارتوں کو نقل کرنا کفر نہیں ہے مگر

سچ پوچھئے تو ان ناپاک عبارتوں کے تصور سے سینہ شق ہو رہا ہے اور قلم کے

ماتھے پر پسینہ آ رہا ہے، مگر کیا کیجئے کہ آپ کو نام بنام کچھ سننے کی خواہش ہے۔

سوال: واللہ باللہ مجھے اب کچھ سننے کی خواہش نہیں خدا مجھے مسلمانوں کے سیدھے سچے

راستہ پر گامزن رکھے اور قادیانیت کے مسموم و زہریلے عقیدوں سے بچائے

میں تو اب ان خبیث عبارتوں کے سننے کی بھی تاب نہیں لاسکتا، ہاں ان ناواقف

اور بھولے بھالے مسلمانوں کو سنوانا چاہتا ہوں جو کسی نہ کسی طرح قادیانیوں کی چالاک

و عیاری میں پھنس جاتے ہیں اور پھر اسکی مظلومیت کا دم بھرنے لگتے ہیں، اے

کاش! ان سبھائیوں کی آنکھیں کھلتیں اور وہ اس حقیقت سے آگاہ ہوتے کہ ان

ظالموں نے مقدس نبیوں کی جماعت خاص کر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام

کو کیسی کیسی بازاری گالی دے دی ہیں، اور ان گستاخیوں کے سبب کس برتاؤ کے مستحق ہیں؟

جواب۔ اللہم ھدایۃ الحق والصواب اللہ تعالیٰ اپنے منعم علیہم بندوں کے طفیل ہمیں صراط مستقیم پر چلائے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین
الحمد للہ آپ کا دل مطمئن ہے۔ اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کیلئے ان کفریہ عبارتوں کو سنایا سنوانا چاہتے ہیں تو لیجئے سینے پر پتھر رکھ کر سنئے اور حمیت دینی کا بہتا ہوا خون دیکھئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں نبیوں کے بالمقابل اپنی عظمت و بڑائی کا مسلسل خطبہ اس طرح پڑھا ہے جس سے ان نبیوں علیہم السلام کی توہین و گستاخی لازم آتی ہے۔ اور یہ بات صرف اسی کی زبان و قلم تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کے خلفاء اور ماننے والوں نے اپنی اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ ان بد عقیدگیوں کی خوب خوب تشہیر و تبلیغ کی جو مرزا قادیانی سے وراثتاً انہیں ملے ہیں۔ چنانچہ قادیانی دھرم کا ایک ممتاز مولوی محمد احسن امرہوی مرزا قادیانی کے متعلق اس طرح ڈنیک بانگتا ہے۔

”پہلے انبیاء العزم میں بھی اس عظمت و شان کا کوئی آدمی نہیں گزرا“ حدیث میں تو ہے کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو آنحضرت کے اتباع کے بغیر ان کو چارہ نہ ہوتا، مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں بھی موسیٰ و عیسیٰ ہوتے تو مسیح موعود کی ضرورت باقی نہ رہتی

(الفضل قادیان، ۱۸ مارچ ۱۹۱۶ء جلد ۳ شماره ۹۸)

اس مختصر سی ناپاک تحریر کے ذریعہ مرزائی و قادیانی مولوی نے تمام اولیاء العزم انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس جماعت پر کچھڑا چھال دی سب و شتم کیا اور ان کی خدا داد عظمت و شان کی کھلی ہوئی توہین و تذلیل کی اور ان کے بالمقابل مرزا قادیانی ملہم شیطانی کی عظمت و شان کا خطبہ پڑھا جو شریعت اسلامیہ کے نزدیک بدترین کفر و گمراہی اور جہنمی ہونے کا سبب ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قادیانی بد نصیب

نے نبی آخر الزماں خاتم النبیین امام المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم کی رسالت عامہ کی توہین و تضحیک کرتے ہوئے عمومی فضیلت والی حدیث کے مفہوم کو اپنے قول بدتراز بول کے ذریعہ قادیانی کنویں کے مینڈک کے مرتھوپ دیا، جس سے سید الانبیاء والمرسلین علیہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی حدیث مبارک کی توہین و تذلیل لازم آتی ہے اور حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ و حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ایک نابکار کے سامنے مفضول و تابع ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ تمام باتیں عند الشرع کفر ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے یوں تو تمام انبیاء و مرسلین، صلی علیہم وعلیہم وبارک وسلم کی ارفع و اعلیٰ جناب میں گستاخی و توہین کو اپنا محبوب مشغلہ بنا رکھا ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ روح اللہ کلیم اللہ، مؤید روح القدس حضرت سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات، مرزا قادیانی، اور قادیانی دھرم کے دیگر سرغنوں کے خنجر خونخوار قلم نابکار کے عین نشانہ پر ہے جہاں مرزا قادیانی اور اس کے متبعین نے اپنی اصلیت کو ظاہر کرتے ہوئے رذالت و کمینگی کی حد کر دی ہے۔ اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کی رگوں میں کوئی قطرہ خون ایسا نہیں ہے جس کو اسلامی حیثیت کی حرارت سے درکار بھی واسطہ ہو لیجئے! حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق سے مرزا قادیانی غلام احمد انجمنی کے ہفوات و بکواس کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیے

- (۱) خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے ازل ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ

۲ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھا سکتا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۸ مصنفہ مرزا قادیانی)
برسات کے دنوں میں ہزار ہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم بھی بغیر مال باپ کے پیدا ہوئے۔ تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(چشمہ مسیحی ص ۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۳ "حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک

نجاری (برصی) کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ (ازالہ ابہام ص ۳۳ مصنفہ مرزا قادیانی)

۴ "ابتدا بھی ان کی لعنت سے ہے اور انتہا بھی لعنت سے

اگر بنظر غور دیکھا جائے تو ان کا مصداق کوئی بھی نظر نہیں آتا یہودی

لوگ تو خیر لعنت کرتے ہی تھے لیکن خود ان کے حواری بھی لعنت کرنے

سے باز نہ رہ سکے حواریوں میں سے ایک نے تین بار ان پر لعنت کی

(ملفوظات احمدیہ جلد ہفتم ص ۴۶۱ مرتبہ منظور الہی قادیانی لاہوری)

۵ "عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق

بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا جس دن سے

آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور

حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ مصنفہ مرزا قادیانی)

۶ "ہاں آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی

کی کثرت عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس

کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کسی

حرکت بجائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور

یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے، یہ بات بھی یاد رہے آپ کو کسی

قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۷۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے (طنزاً) تین داریاں

اور نیاں آپ کی زنا کار اور کئی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا جہود

ظہور پر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ

سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک

جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا

دے اور زنا کاری کی کائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو

اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی

ہو سکتا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۸ مرزا قادیانی)

۸۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہت غلام احمد ہے

(ازالہ الادب، مصنفہ مرزا قادیانی غلام احمد انجہانی)

۹۔ ایک منم کہ حسب بشارات آمدن عیسیٰ کجاست تا بہ ہند پابہ منبرم

(ازالہ الادب، ص ۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۰۔ پھر خدائے تعالیٰ نے آپ کا نام عیسیٰ رکھا ہے تاکہ پہلے عیسیٰ (علیہ

السلام) کو یہودیوں نے سولی پر لٹکا دیا تھا مگر آپ (مرزا قادیانی)

اس زمانے کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں۔

(تقدیر الہی ص ۲۹ مصنفہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی دھرم کے لیڈروں کی ایمان سوز قادیانیت

افروز ناپاک تحریروں میں سے یہ صرف دس نمونے ہیں جنہیں آپ نے ملاحظہ

فرمایا، انہیں چند عبارتوں سے آپ قادیانی دھرم کے ایمان و عقیدے کا اندازہ

لگالیں گے کہ وہ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے متعلق کیسے گندے

گندے عقیدے رکھتے ہیں۔ اگر مذکورہ بالا عبارتوں کی توضیح و تشریح بیان کی جائے تو اس سے ہزاروں ہزار کفریات آفتاب نیمرود کی طرح روشن ہو کر سامنے آجائیں گے۔ اور انہیں کفریات کو قادیانیوں نے گلے لگا رکھا ہے۔ بنا بریں وہ سب کے سب دین اسلام سے اس طرح باہر نکل چکے ہیں جس طرح دودھ میں پڑی ہوئی مکھی نکال باہر کی جاتی ہے۔

مگر افسوس اس کا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھنے والی قوم عیسائیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی امتیوں کو اب تک مسلمان ہی سمجھ رکھا ہے۔ اور اس کی ناپاک تحریروں کو مسلمانوں کی تحریر سمجھ کر عام مسلمانوں کو جارج، تنگ نظر، دشت پسند، قدامت پسند اور منافرت انگیز وغیرہ قرار دے رکھا ہے۔ اور قادیانی امتیوں کو مظلوم و بیس جان کر اپنے ملکوں میں سیاسی پناہ اور مالی تعاون دے رہے ہیں۔

لے کاش عیسائی قوم کی آنکھ کھل جاتی اور وہ اس حقیقت کو سمجھ پاتی کہ قادیانی دھرم کے ماننے والے اپنے گندے عقیدوں کی وجہ سے نہ مسلمان ہیں اور نہ دین اسلام سے ان کا کوئی تعلق ہے بلکہ قادیانی امت مختلف قوموں اور مذہبوں کے درمیان نفاق و عداوت، بغض و عناد ڈالنے کیلئے وجود میں آئی جس کا کام ہی مسلمانوں میں فرقہ بندیوں کو بھودینا، ایک قوم کو دوسری قوم سے لڑانا اور آپس میں نفرت و حقارت کی بیج بونا ہے۔

آپ ہی کہئے! کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے عظمت و شان میں مرزا غلام احمد قادیانی بڑھا ہوا ہے؟ کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایسے کمزور و مجبور تھے کہ مرزا قادیانی کے کاموں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے؟ کیا حضرت سیدنا مسیح ابن مریم علیہ السلام سے وہ معجزات بہرگز ظاہر نہ ہوتے جو مرزا قادیانی سے ظاہر ہوتے تھے؟ کیا حضرت سیدنا مسیح ابن مریم علیہ السلام برساقی کیڑے مکوڑوں

کی طرح پیدا ہو گئے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی پیدائش میں جسمانی اعتبار سے ناممکن و ناتمام تھے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے اور غیر سب ہی لعنت بھیجتے تھے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملعون تھے؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی معجزہ ہی ظاہر نہیں ہوا؟ کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بد زبان اور گالیاں بکنے والے تھے؟ کیا وہ گالی دینے اور جھوٹ بولنے کے عادی تھے؟ کیا آپ کی دادیاں بھی تھیں؟ اور کیا آپ کی دادیاں نانیہ زناکارہ تھیں؟ کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا وجود مبارک زناؤں کے خون کا مجموعہ و مرقع تھا؟ کیا آپ کی مصاحبت رنڈیوں، کنجریوں کے ساتھ تھی؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عام شریف انسان کہلانے کے بھی مستحق نہیں تھے؟ کیا طوائف اپنی کمائی کے پیسے سے عطر خرید کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سر اقدس پر ملا کرتی تھیں؟ کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے گیسوئے مبارک سے زناکار عورتوں کے پاؤں صاف کیا کرتے تھے؟ کیا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نہایت بدچلن تھے؟ کیا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرنا بھی عیب و گناہ ہے؟ کیا مرزا غلام قادیانی ایسے مقام پر براجمان ہے جس مقام کی پہلی سیڑھی تک حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی رسائی نہیں ہو سکتی؟ (وغیرہا بن ہفتوات القادیانیہ)

اے عیسائیو! اے نصرانیو!! اے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والو!!!

اگر حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہی تھے جیسا کہ مرزا قادیانی اور قادیانی دھرم والے مانتے ہیں تو تم لوگوں کو بھی قادیانی امت ہو جانا چاہئے۔ اور اگر ایسے نہیں تھے اور یقیناً نہیں تھے بلکہ خدائے پاک کے برگزیدہ اور پاک بندہ تھے خدا کے بھیجے ہوئے نبی و رسول تھے خدا کے محبوب

و مقرب اور پسندیدہ تھے قرآن کریم نے ان کی بے شمار خوبیوں اور معجزات کو بیان فرمایا انہیں روح اللہ، کلمۃ اللہ اور مؤید روح القدس بتایا خلقت کے اعتبار سے مثل آدم قرار دیا۔ انہیں معصوم اور حفظ النسانی سے پاک ہونے کا عقیدہ دیا۔ تو پھر قادیانیوں کے ساتھ ساز باز کرنے اس کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرنے اور اپنے ملکوں میں سیاسی پناہ مالی امداد دینے کا کیا مطلب ہے؟ اب بھی وقت ہے کہ ہوش میں آؤ قادیانی ازم کی حقیقت کو پہچانو ورنہ تمہاری نسلیں تمہیں معاف نہیں کریں گی۔

اہل اسلام خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ عیسائی تاجروں نے مرزا قادیانی اور اس کی امت کو اسلام کی تباہی و بربادی کے لئے استعمال کیا ہے لیکن اس سے صرف اسلام ہی کا نقصان نہیں بلکہ اس کی وجہ سے عیسائیت کی بنیادیں بھی کھوکھلی ہوتی جا رہی ہیں اور عام عیسائیوں کو نقصان پہنچ رہا ہے سب سے بڑا نقصان تو یہی دیکھنے میں آ رہا ہے کہ عیسائی نوجوان نسل غیر عیسائیوں کے اپنے ملکوں میں نبرد آزما ہے اور ان ملکوں سے امن وامان، محبت و بھائی چارگی رخصت ہو رہی ہے۔

سوال :- آپ نے مرزا قادیانی کی ملعون عبارتوں کے تعلق سے جو آئینہ دکھلایا میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی وضاحت اور کریں تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا و عظمت آشکارا ہو جائے اور مرزا قادیانی کی شیطانی عظمت و شان بھی ظاہر ہو جائے؟

جواب :- مرزا غلام احمد قادیانی اپنی عادت و خصلت اور سرشت کے اعتبار سے جیسا تھا ہمارے بزرگوں، دینی رہنماؤں یہاں تک کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھی ویسا ہی سمجھتا تھا کہ اِنَّا بِنَاؤُکُمْ شَحْ بِمَا فِیْہِ (ہر برتن سے وہی ٹیکتا ہے جو کچھ اس میں ہوتا ہے۔)

لیکن خوب یاد رکھئے کہ مرزا قادیانی جس شیطانی شان کا مالک تھا حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ویسے نہیں۔ مرزا قادیانی نے جو جو شیطانی کرتب و کرشمہ دکھلایا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہرگز وہ نہیں دکھلا سکتے۔ مرزا قادیانی کے دعوؤں کی تصدیق میں جن جن جھوٹے نشانوں کا ظہور ہوا اس قسم کے نشانات حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جیسے صادق نبی کے ذریعہ نہیں ہو سکتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی پیدائش میں سیدنا آدم علیہ السلام کے مثل اور عظیم نشان قدرت ہیں البتہ مرزا قادیانی اپنی تحریروں کے مطابق جنون و مایہ خو لیا کا شکار اور نامرد تھا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نہ تو یوسف بنجار کے لطفہ سے پیدا ہوئے اور نہ ہی کسی دوسرے مرد کے لطفہ سے لہذا کوئی اس کا باپ نہیں جیسے حضرت آدم کا کوئی باپ نہیں (مثل عیسیٰ کہ مثل آدم) ہاں مرزا قادیانی جن مختلف نسلوں سے پیدا ہوا تھا ان تمام نسلوں کے مرد اور دیگر کٹے مکوڑے اس کے باپ تھے جن لطفوں کی آمیزش سے مرزا انجہانی کا وجود بنا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے دامن تقدس تک تو کسی لعنت و ملامت کے گذر کا سوال ہی نہیں ہے کہ ہر نبی معصوم عن الخطا ہوتا ہے البتہ مرزا قادیانی تمام انسانوں سے جانتوں، ملائکہ ہر مخلوق یہاں تک کہ خالق کائنات جل مجدہ کی لعنتوں و ملامتوں کا صحیح مستحق تھا اور ہے جس پر دعویٰ نبوت کے بعد سے ایک مسلسل لعنتوں کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے بیشمار معجزات کا ظہور ہوا جسکی شہادت قرآن پاک دے رہا ہے مگر مرزا قادیانی کی بیشمار پیشین گوئیوں کا الٹا نشان اسکی زندگی ہی میں ظاہر ہو چکا جس کی گواہی خود قادیانی امت دے رہی ہے۔ ہر نبی گناہوں اور عیبوں سے پاک ہوتا ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

بھی ایک عظیم الشان اور العزم نبی و رسول ہیں لہذا ان کے دامن عصمت تک گالی گلوچ، جھوٹ و بدزبانی صحبت طوائف و غیرہ اخصائل و ذلیلہ جیشہ کا گذر نہیں ہو سکتا ہاں مرزا قادیانی مذکورہ بالا صفات ذمہ سے ضرور متصف تھا جس کی وجہ سے اپنے آپ پر ایک با عظمت نبی کو گمان کیا۔

حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے تو کسی کنجری طوائف سے واسطہ نہیں رکھا ہاں مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے لئے تن، من سب کچھ لٹا دیا یہاں تک کہ اس کو ہتھیا نے کیلئے وحی الہی کا سہارا لیا، منکھڑت خوابوں کو گڑھا محمدی بیگم کے رشتہ داروں اور دیگر با اثر متعلقین کے پاس خطوط روانہ کئے مگر ہائے رے قادیانی امت کے نبی کی قسمت کہ محمدی بیگم کا نکاح بجائے مرزا غلام احمد قادیانی کے مرزا سلطان محمد کے ساتھ ہو گیا۔ مرزا قادیانی زندگی بھر ہاتھ ملتا رہا۔ اور اس کی یاد کو بھلا نے کیلئے دوائیں، الکویں، اور فیون وغیرہ منشیات کا استعمال کرتا رہا۔

جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دایاں تھیں ہی نہیں تو ان کے بدکار و زنا کار ہونے کا کیا سوال ہے؟ بلکہ یہی بات مرزا کی طرف سے عائد کئے گئے تمام الزامات کی تردید و بطلان کے لئے کافی ہے۔ مگر کیا کیجئے کہ مرزا قادیانی نے انہیں اپنے اوپر گمان کیا اور اپنے آپ کو مثیل عیسیٰ لکھا لہذا اپنے آبائی دامہاتی خاندان کی طرح حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے اہل ہاتی خاندان کو سمجھ لیا اور اپنے آبائی خاندان کا الزام ان پر رکھ دیا۔ تاکہ اپنے دونوں نسبوں کے عیوب و نقائص کا اظہار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر کر سکے

مرزا غلام احمد قادیانی کی رذالت و ضلالت چونکہ مسلم اور زبان زد عام ہے اس لئے اس کے ذہن و فکر اور زبان و قلم میں جو کچھ ہے وہی ظاہر ہو رہا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو قادیانی امت کی مندرجہ بالا عبارت کی کچھ اور وضاحت کر دوں

تاکہ قادیانی سرغنوں کے مکروہ چہروں سے کچھ اور پردے سرک جائیں۔

سوال :- بس بہت ہو چکا۔ حق و ہدایت کے سچے طلب گاروں کیلئے تو اشارہ بھی کافی ہو تا ہے آپ نے تو محمد تعالیٰ مختصر مگر ایسی وضاحت کی کہ مردہ دل بھی جھپٹے اور غفلت و گمراہی کا پردہ چاک ہو جائے۔ ہاں اگر کوئی نہ ملنے کی قسم اٹھائے تو بات دوسری سے۔۔

چند ملاقاتوں میں مرزا غلام قادیانی کی بدزبانی اسکی کُن تراخی اور انبیاء علیہم السلام کی مقدس بارگاہوں میں مرزا قادیانی کی گستاخیوں نیز قادیانیوں کے ناپاک عقیدوں سے واقف ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل ہر مسلمان کو قادیانیوں کے سایہ سے دور و نفور رکھے آمین

ایک نہایت ضروری سوال آئندہ ملاقات میں عرض کروں گا۔ اب اجازت دیجئے

جواب :- اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، قادیانی گروہ شیطانی کے تعلق سے کچھ باتیں آپ کی سمجھ میں آدہی

ہیں یہ ایک ایسا گروہ یا دھرم ہے جسکا بابا آدم ہی جد ہے اگر اس کی حقیقت

واضح ہو جائے تو ہر آدمی اسکے سایہ سے پناہ مانگے گا اور جو اسکے دام تزدیر میں

اپنی لاعلمی کی وجہ سے پھنس چکے ہیں اس سے بیزاری کا اعلان کریں گے۔۔۔

اے کاش یہ مختصر سی محنت گم گشتگان راہ کیلئے نور ہدایت بن جائے اور اہل

ایمان کیلئے استقامت علی الدین کا ذریعہ آمین۔ خدا کرے کہ قادیانیوں

تعلق سے آپ زیادہ سے زیادہ ضروری سوالات کرسکیں اور مجھ ان

کے جوابات صحیحہ کی توفیق ملے۔

چھٹی ملاقات

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَاحْمَةُ اللّٰهِ

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

سوال آج ہم اس پیغمبر اعظم رحمت عالم نور مجسم حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بات چیت کریں گے جو ساری مخلوقات الہیہ میں سب سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا سید الکونین رسول الثقلین رحمۃ للعالمین محبوب رب کائنات وجہ تخلیق شش جہات ہیں جو اپنی ذات و صفات میں ساری مخلوق کے اندر بے نظیر و بے مثل ہیں۔ انسان و جنات اور ملائکہ میں سے کوئی فرد بھی آپ کے ہم پلہ ہم رتبہ اور ہم سرو ہم نظیر نہیں، اگر ان عظیم مخلوق میں کوئی بھی سید المرسلین امام النبیین خاتم پیغمبر ال محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہم سہری و برابر یا مثیل و نظیر ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ گمراہ اور گمراہ گمراہ ہے یہی میرا اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ و ایمان ہے، مگر میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا قادیانی دھرم والوں نے دیگر انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی طرح حضور پر نور ختمی مرتبت سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں بھی بدتمیزی و گستاخی کی ہے؟

جواب :- خداوند کریم آپ کے جذباتِ محبت رسول علیہ السلام کو ہمیشہ سلامت رکھے اور آپ کی طرح ہر مسلمان کو محبتِ سرمدی کے جہانِ لبالب سے سیراب و شاد کام فرماتا ہے آمین۔ یقیناً ہم مسلمانوں کے اقبا و مولیٰ سید العالمین محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات والا صفات اور خصائص کبریٰ میں ماسووی اللہ سب سے عظیم اور برتر و بالا ہیں کسی عالم میں کوئی بھی مخلوق آپ کا مثیل و نظیر نہیں بیشک آپ بے مثل و بے نظیر ہیں۔

مگر انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے غلام احمد نام رکھنے کے باوجود ڈنکے کے چوٹ نی آخر الزماں سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہم سہری و برابر یا مثیل و نظیر ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اپنے آپ کو نہ صرف ان کا مثیل و نظیر لکھا بلکہ عین محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہونے کا دعویٰ باطل بھی کیا

اور قادیانی دھرم والوں نے اس کے بکواس کی تصدیق کی اور اسی کے مطابق اپنا ایمان و عقیدہ بھی گڑھ لیا، اپنی درجنوں تصانیف میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ "میں پیغمبر اسلام خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز یعنی اوتار اور ظل (سایہ) ہوں اور ظل اپنی اصل سے الگ کوئی شے نہیں اس لئے میں بھی گویا محمد ہی ہوں، اور جو فضائل و مناقب، محاسن کمالات ان کے ہیں سو میرے ہیں۔ پس جو شخص بھی مجھ میں اور محمد رسول میں فرق کرتا ہے وہ میرے نزدیک مسلمان ہی نہیں ہے" یہ سب دعاوے اس کی مختلف کتابوں میں موجود ہیں سروسرست اس کی دو ایک تحریریں ملاحظہ کیجئے اور اسکی حرماں نصیبی کو دیکھئے۔

لکھتا ہے۔ "مجھے بروز ہی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اس بنا پر خدا نے بابا میر نام نبی اللہ اور رسول اللہ لکھا، مگر بروز ہی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا قادیانی)

پھر اپنی اسی کتاب میں لکھتا ہے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت "خاتم النبیین" تھے رسول اور نبی کے لفظ آپکا لے جانے کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیوں کہ میں بارہا بتلایا ہوں کہ میں بموجب آیتہ "وَأَخَذْنَاهُمْ مِّنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ" بروز ہی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے "براہین احمدیہ" میں میرا نام محمد اور احمد

رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔
پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم
الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزل وزل نہیں آیا کیونکہ
خل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

(ایک غلطی کا ازالہ۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ان دونوں تحریروں کو بار بار پڑھئے اور مرزا قادیانی کی خجاست قلبی کا اندازہ
لگا سکیں تو اندازہ لگائیے کہ اس حرام نصیب نے پہلے بروز یعنی اتار ہو
نے کا دعویٰ کیا پھر اتاری شکل و صورت کو خدائی قدرت و طاقت دیدی
کہ وہ جس کو چاہے نبی و رسول بنائے۔ اور اس کے بعد خداوند قدوس
کو اپنا خانہ ساز محمدؐ و منشی بنا دیا اور یہ الزام رکھا کہ مجھے نبی اللہ رسول اللہ
خدا ہی نے لکھا ہے۔ پھر اس کے بعد اپنی شیطنیت کی انتہا کر دی کہ اتار
کی صورت میں جو نفس کام کر رہا ہے وہ میرا نہیں بلکہ نبی آخر الزماں محمدؐ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس ہے، اور نبوت و رسالت کا دعویٰ اسی
نفس کا ہے لہذا میں اس سے بری الذمہ ہوں ہاں خدا نے چونکہ میرا نام محمدؐ
احمد رکھا اور لکھا ہے اس لئے میں نبی اور رسول ہوں۔

دوسری تحریر میں اس خبیث الخبتار نے ازہ مکرو فریب سید الانبیاء و
المسلمین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین تسلیم کیا مگر ساتھ ہی
ساتھ اپنے دعویٰ نبوت و رسالت کو باقی رکھنے کیلئے یہ بھی لکھ مارا کہ اس سے
نہ تو مہر ختمیت ٹوٹتی ہے اور نہ ہی یہ کوئی اعتراضی دعویٰ ہے۔ پھر جیسا کہ
مبارکہ کو اس نے اپنے بروزی خاتم الانبیاء ہونے کی دلیل ٹھہرائی وہ خود
اسکے باطل و کاذب ہونے کی دلیل ہے کیونکہ سورہ جمعہ کی مذکورہ آیت
مقدسہ نبی مکرم رسول معظم حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ والہ وسلم کے اس فیضان عام کا اعلان ہے جس سے تابعین رحمہم اللہ تا قرب قیامت ہر خاص و عام مسلمان بے واسطہ یا بالواسطہ فیض ہوتا ہے گا اور آپ کا چشمہ فیض جاری رہے گا تو پھر مرزا قادیانی جیسے برسائی کیڑے مکوڑوں کی کیا ضرورت ہے کہ وہ شیطان نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے اور مسلمانوں کے صحیح و سالم عقیدوں میں دراڑیں پیدا کرے

اپنی دوسری ناپاک تحریر میں مرزا کذاب نے پھر خداوند قدوس کی بے عیب ذات پر یہ الزام وعیب لگایا کہ بیس سال پہلے میرا نام محمد و احمد خدا ہی رکھا لعنہ اللہ علی الکاذبین، اور اخیر میں اپنے مختلف النسب ناپاک وجود کو محبوب رب العالمین سید کائنات علیہ افضل الصلوات کا وجود مسعود قرار دیکر آپ کی بارگاہ گرامی قاری میں شدید ترین گستاخی و جرم ارتکاب کیا اور کفر و لعنت کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال کر جہنم کی طرف چل دیا۔

یوں تو مدعیان اسلام میں کئی فرقہ ہائے باطلہ نے جہنم لیا جنہوں نے اپنے متبعین کو نت نئے عقائد بدعیہ باطلہ سے سرنگوں کیا مگر تناسخ (آواگون) کا عقیدہ مدعیان اسلام مرزا غلام احمد قادیانی ہی نے اپنے ماننے والوں (قادیانی دھرم) کو دیا ہے جس کے سہارے کبھی اس نے اپنے آپ کو رام و کرشن کہا، کبھی گویا و نانک کہا کبھی آدم و نوح کہا کبھی موسیٰ و عیسیٰ کہا اور کبھی خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا۔

اب یہ دیکھئے کہ اس تناسخ (آواگون) کے عقیدہ سے قادیانی دھرم والوں نے کیا سبق حاصل کیا۔ مرزا قادیانی کا بیٹا قادیانی دھرم کا لیڈر رشید احمد قادیانی اپنی کتاب "کلمۃ الفضل" میں عقیدہ تناسخ سے متاثر ہو کر یوں لکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا آیتہ "وَالْخَرِیْنِ مِنْهُمْ" سے ظاہر ہے پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔

پھر اسی کتاب میں دوسری جگہ وضاحت کرتا ہے۔
"کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔"

(کلمۃ الفضل مصنفہ ص ۱۷۰ زادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریلو یو آف ریلیجیون)
اس سے معلوم ہوا کہ تناسخ کا عقیدہ قادیانی دھرم میں راسخ اور عام ہے جس کی تائید میں قادیانیوں کی کتابیں اور اخبار و جرائد مثلاً الفضل، فاروق البدر وغیرہا بھرے پڑے ہیں جن میں ان کے قلم کاروں نے ایڑمی چوٹی کا زور لگا دیا ہے تاکہ تناسخ کے طریقہ پر یہ ثابت ہو جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی انجمنی، حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے معاذ اللہ تعالیٰ اوتار ہیں۔

سوال :- بھیجی تناسخ کا عقیدہ باطلہ بھی عجیب و غریب عقیدہ ہے کہ ایک انسان سزا و جزا کے طور پر مختلف انسانوں، چوپاؤں، درندوں، پرندوں اور کیڑے مکوڑوں میں جنم لیتا رہے گویا خالق کائنات اجسام مختلفہ کے لئے ارواح مختلفہ کو پیدا کرنے سے عاجز و مجبور ہے اسلئے ایک روح کو مختلف جسموں میں گردش دیتا رہتا ہے۔ العیاذ باللہ، اور پھر انسان کو جب اس کے اعمال کے عوض دوسرے جسموں میں یہیں منتقل کر دیا جاتا ہے جہاں وہ اپنی گذشتہ زندگی کا پھل پاتا ہے، تو قیامت، حساب و کتاب حشر، اور جنت و دوزخ کا، اسلامی عقیدہ ہی سرے سے بیکار ویے فائدہ

ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ قادیانی دھرم کے ماننے والوں نے عقیدہ تناسخ کو مان کر بہت سے اسلامی عقیدوں سے منہ پھیر لیا عقیدہ تناسخ کو مان کر قادیانی دھرم والوں کو اب تلاش کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء اس وقت کس جالور کے روپے میں اپنی اپنی زندگی بتا رہے ہیں؟

حضرت! کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہندوانہ عقیدہ کو تمام قادیانیوں نے تسلیم نہیں کیا ہو؟ کیونکہ قادیانیوں کے عقائد سے متعلق ناواقف ہونے کی وجہ میں بھی بہت سارے قادیانیوں سے ملا ہوں مگر کسی نے اپنے اس عقیدہ کا اظہار نہیں کیا۔ ویسے قادیانی دھرم کا یہ عقیدہ خاصا دلچسپ ہے اسلئے میں چاہتا ہوں کہ دو ایک حوالہ نجات اور پیش کر دیئے جائیں تاکہ طالبانِ حق کیلئے مزید دلچسپی کا سبب ہو۔

جواب۔ جناب! قادیانیوں کا یہ عقیدہ خبیثہ کوئی ڈھکا چھپا عقیدہ نہیں ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اسکی تائید میں اس کی درجنوں کتابیں اور رسائل و جرائد موجود ہیں اگر واقعی قادیانی دھرم میں پھنس جانے والے عام لوگ اس عقیدہ سے باخبر نہیں ہیں تو خبر ہو جانے کے بعد قادیانی دھرم پر لعنت بھیجتے ہوئے اس سے علیحدہ ہو کر اہل سنت و جماعت میں شامل ہو جائیں اور قادیانی دھرم والوں کو کافر و مرتد اور جہنمی یقین کریں ان سے دینی، مذہبی، معاشرتی، تمام تعلقات و معاملات کو ترک کر دیں۔

میرے سچائی! جہاں تک حوالہ نجات کا تعلق ہے تو میں انکی درجنوں کتابوں سے حوالے پیش کر سکتا ہوں مگر میرے خیال میں یہ تفسیح اوقات ہو گا اسلئے آپ کی منشاء کے مطابق صرف دو حوالہ نجات پیش کر رہا ہوں۔

(۱) قادیانی دھرم کے قاضی ظہور الدین اکمل نے نہایت خوش و خروش کے

ساتھ عقیدہ تنازع کی نہ صرف تائید و اشاعت کی بلکہ اسی ہندوانہ عقیدہ کے
سہارے اپنے نبی غلام قاویائی کو نبی کائنات علیہ اکمل التسلیمات کے
بالمقابل عظمت و شان میں بڑھایا اور اپنی خباثت کا اظہار اشعار کی
زبان میں کیا جسے قاویائی اخباروں اور کتابچوں نے شائع کیا۔
”محمد پھر اتر آئے ہیں ہسم میں پڑ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شال میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل پڑ غلام احمد کو دیکھے قاویاں میں
حضرت مسیح موعود (مرزا قاویائی) کی جماعت و حقیقت آنحضرت
اور قاویائی دھرم کا علمبردار اخبار الفضل پورے شرح و لبط کے ساتھ عقیدہ
تنازع کی نشر و اشاعت اس طرح کرتا ہے

”حضرت مسیح موعود (مرزا قاویائی) کی جماعت و حقیقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی صحابہ میں کی ایک جماعت ہے اور
جیسا کہ آنحضرت صلعم کا فیض صحابہ میر جاری ہوا ایسا ہی بغیر فرق
ایک ذرہ کے مسیح موعود کی جماعت پر بھی آنحضرت صلعم کا فیض جاری
ہوا۔ پس یہ امر وزیر روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود
کی جماعت کا عین صحابہ میں کی ایک جماعت ہونا۔ اور آپ کے
جماعت پر عین بعین وہی آنحضرت صلعم کا فیض جاری ہونا جو صحابہ
پر ہوا تھا۔ اس امر کی پختہ دلیل ہے کہ مسیح موعود و حقیقت محمد
اور عین محمد ہیں۔ اور آپ میں اور آں حضرت صلعم میں باعتبار نام کام
اور مقام کے کوئی دولی یا مغائرت نہیں۔“

(الفضل مجریہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء جلد ۲۸ شمارہ ۱۹)

یہ ہیں قاویائی دھرم کے قاضی و بانی کے قلبی تاثرات جو نظم و نشر میں شائع
ہوئے ہیں جس میں اس نے دعویٰ کیا کہ جس کو کامل و مکمل محمد دیکھنا ہو

وہ قادیانی غلام احمد کو دیکھے کیونکہ مکتی مدنی محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شان و عظمت میں بڑھا ہوا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قادیانی نا، بخار گروہ کو اس خبیث نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک خاص جماعت قرار دیا اور مرزا قادیانی نے اپنے تین سو تیرہ متبعین خبیثانہ کی فہرست شائع کرائی ان سب کو اصحاب بدر کے بالمقابل لاکھ ٹھیکہ کیا۔

مضمون بالا کے اخیر میں قادیانی امام نے مرزا قادیانی کو تناسخ کے تناظر میں حقیقتاً محمد بلکہ عین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ثابت کیا ہے۔ پھر نام، کام اور عظمت و برتری میں فخر الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مرزا غلام قادیانی کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں جانا۔

یہ بے عقیدہ تناسخ کا دین جو قادیانی دھرم والوں کو آبائی وراثت میں ملتا ہے۔ اگر بعض قادیانی عقیدہ تناسخ سے اپنی لاعلمی کا اظہار کریں، تو یہ ان کی نادانی ہے، انہیں چاہئے کہ اپنی دھارمک کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

یوں تو غلام احمد قادیانی بے شمار عقائد خبیثہ باطلہ کا موجد و ناشر ہے اور قادیانی دھرم عقائد بدعیہ خبیثہ کا معجون مرکب ہے۔ لیکن تناسخ (آواگون) کا عقیدہ فاسد وہ عقیدہ ہے جس نے قادیانیوں کا رشتہ عقیدت مشرکوں سے جوڑ دیا ہے۔ اور اب کسی قادیانی کو اس سے انکار بھی نہیں کر سکتا ہے کیونکہ غلام احمد قادیانی نے اپنے و جالی مفاد کے پیش نظر اس کی بنیاد ڈالی اور قادیانی دھرم کے گرو گھنٹالوں نے اسکی پر زور تائید کی۔

تناسخ وہ مشرکانہ عقیدہ ہے جسکی پھر پور تر وید حکما را اسلام اور اسمہ اعلام نے فرمائی۔ اور تناسخ کا عقیدہ رکھنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج کیا۔ مگر چودہویں صدی ہجری میں اسی عقیدہ باطلہ فاسد کا سد کور پڑا چڑھانے کیلئے مرزا غلام قادیانی میں جنم لیا۔ اور اب اپنے عقیدہ کے مطابق

نہ معلوم کس آبادی و سیلابان میں جہنم پر جہنم لے رہا ہے۔۔۔ قادیانیوں کو چاہئے کہ عقیدہ تناسخ کے تناظر میں اپنے رہنا اور بنا سکتی نبی مرزا غلام قادیانی کی طرح اپنی پہلی پیدا نشوں کی نشان دہی کریں کہ وہ ذمی روح کے کس کس جنس میں پیدا ہوئے اور آئندہ کس کس جنس و نوع میں پیدا ہوں گے۔

مذکورہ بالا قادیانی خواجرات اور اس کے دعووں سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ قادیانی دھرم کے الف سے لیکر ی تک ماننے والوں نے اپنے برساتی نبی مرزا غلام قادیانی کو حضور پر نور سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسر و ہم رتبہ جانا بلکہ شان و عظمت میں بڑھ کر مانا اور شریعت اسلامیہ میں یہ دونوں باتیں کفر اور خروج عن الاسلام کی بین دلیلیں ہیں۔

سوال :- سرزا قادیانی اور اس کی امت کے سرغنوں کی تحریروں سے ناموس رسالت کی توہین و تذلیل بالکل واضح اور روشن ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تناسخ (اؤگن) کا عقیدہ ان کے یہاں عام ہے۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ بالآخر وہ بھی نبی آخر الزماں خاتم پیغمبر ال فخر کون و مکال سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا کلمہ پڑھتے ہیں اور انہیں کی امت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں پھر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اقرار واقعی بحیثیت قادیانی کیا ہے؟ کیا وہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کو تسلیم نہیں کرتے یا انہیں خاتم النبیین نہیں مانتے؟

جواب :- سبھائی! کلمہ طیبہ پڑھ لینا اور پیاسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رسالت کا زبانی اقرار کر لینا کچھ اور ہے اور کلمہ اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنا کچھ اور ہے۔ اگر کلمہ طیبہ کے اقرار کے ساتھ ساتھ تصدیق و یقین قلبی

بھی حاصل تو کلمہ کے تقاضوں کو پورا کرنا آسان ہوتا ہے اور اگر یقین و تصدیق کی دولت حاصل نہیں تو صرف زبانی اقرار سے نہیں ہوتا، قرآن عظیم نے صاف صاف فرمادیا اِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ قَالُوا لَوْ شَاءَ اِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ الْمُنْفِقَيْنِ لَكَذِبُونَ (المنفقون آیہ) کہ جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اللہ کے رسول ہو۔ اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں)

اگر اقرار رسالت کے ساتھ ساتھ تصدیق قلبی بھی حاصل ہو تو رسول کی صفات فاضلہ اور خصائص کبریٰ نیز اسکے احکام و فرائین کو مان لینا آسان ہوتا ہے اور اگر تصدیق قلبی ہی حاصل نہ ہو تو پھر زبانی اقرار ایمان کا مدار نہیں ہے۔ یوں تو کہنے کو قادیانیوں کے یہاں کلمہ طیبہ کا اقرار ہے، امتی ہونے کا اقرار ہے، رسالت و نبوت کا اقرار ہے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا بھی اقرار ہے۔ اسی طرح بعض دیگر عقائد اسلامیہ کا بھی اقرار ہے۔ لیکن یہ سب کے سب اقرار ہی اقرار ہیں تصدیق قلبی انہیں حاصل نہیں یعنی اقراراً باللسان ہے مگر تصدیق بالجنان نہیں۔ اگر تصدیق بالقلب ہوتی تو اقرار رسالت کے ساتھ تو بین رسالت نہ ہوتی اقرار خاتم النبیین کے ساتھ ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہزاروں نبیوں کے انیکا عقیدہ نہ ہوتا۔ اقرار نبوت کے ساتھ نبوی صفات فاضلہ اور خصائص مصطفویہ سے انکار نہ ہوتا۔ اقرار رسالت کے ساتھ احکام رسالت سے سرطانی و بغاوت کی جرات نہ ہوتی۔

لیکن کیا کیجئے کہ قادیانی، رسول اکرم رحمت عالم کی رسالت کا اقرار بھی کرتے ہیں اور آپ کی توہین و تذلیل اور شدید ترین گستاخی بھی، کلمہ اسلام کا بھی اقرار کرتے ہیں اور اسلام کی بنیادوں کو کھودتے بھی ہیں۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں اور مرزا غلام کو آپ کے برابر، اور عظمت و شان میں بڑھا ہوا بھی ملتے ہیں آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں اور آپ کے بعد جدید نبیوں کے آنے کو خاتمیت کے خلاف بھی نہیں سمجھتے۔

اب یہ سن لیجئے کہ سرور کائنات فخر موجودات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیثیت قادیانی دھرم میں کیا ہے۔

اس کا خلاصہ جواب یہ ہے کہ قادیانیوں کے دھرم میں مرزا غلام قادیانی کے بالمقابل نہایت کم تر یا برابر یا زیادہ سے زیادہ استاد کی حیثیت حاصل ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) اس سلسلہ میں چند توالہجات ملاحظہ کیجئے اور خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ قادیانی دھرم میں پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا حیثیت ہے۔

۱۔۔۔ مرزا قادیانی اپنی فضیلت و بڑائی اس طرح الاپتا ہے۔

”لَمْ يَخْشَفَ الْقَبْرَ الْمُنِيرُ وَأَنْ لِّيْ بِغَسَا الْقَمَرَانِ الْمَشْرُكَانِ
اَتُنْكِرُوْا؟“ یعنی پیغمبر اسلام کیلئے صرف چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔ اور
میرے چاند و سورج دونوں کیلئے مشترکہ گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔ اے
سننے والو! کیا تم ابھی بھی نبوت و عظمت کا انکار کرتے ہو؟

(اعجاز احمدی ص ۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

۲۔۔۔ مرزا محمودنا مسعود خلیفہ ثانی مرزا قادیانی، سرکار کائنات علیہ
اکمل التحیات کی حیثیت متعین کرتے ہوئے اس طرح وضاحت کرتا ہے

”پس میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہو گئے۔ لیکن کیا استاد اور شاگرد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر ہو جائے لیکن استاد کے سامنے زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھے گا۔ یہی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود میں ہے۔“ (ذکر الہی ص ۱۸)

۳۔۔۔ اور امام قادیان حکیم محمد حسین لاہوری قادیانی۔ سید عالم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت کا تعین یوں کرتا ہے۔
”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود ایک شاگرد، شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر ہو جائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے مگر استاد بہر حال استاد ہی رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی۔“

(المہدی ص ۴۹ مصنفہ حکیم محمد حسین لاہوری قادیانی)

۴۔۔۔ قادیانیوں نے امام المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور حیثیت کو واضح کیا ہے کہ روز ازل اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں رسولوں یہاں تک کہ سید الانبیاء محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میثاق و عہد لیا کہ مرزا غلام قادیانی پر ایمان لانا اور اسکی نصرت و حمایت کرنا لہذا تمام انبیاء علیہم السلام قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کذاب کے (معاذ اللہ) مبشر و حامی اور اس پر ایمان لانے والے ہیں۔
اس سلسلہ میں قادیانی تعلیمات کا آرگن اور پرچارک۔ الفضل جلد ۱
شمارہ ۲۶ ملاحظہ کیجئے لکھتا ہے۔

خدا نے لیا عہد سب انبیاء سے کہ جب تم کو دوزخ میں کتاب و حکمت

پھر آئے تمہارا مصدق پیغمبرؐ تو ایمان لاؤ کرو اسکی نصرت
 لیا تھا جو میثاق سب انبیاء سے بڑی وہی عہد حق نے لیا مصطفیٰ سے
 مبارک وہ امت کا موعود آیا : وہ میثاق ملت کا مقصود آیا
 (الفضل مجریہ ۲۶، فروری ۱۹۲۳ء)

۵۔۔۔ خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خاتمیت کا انکار قادیانیوں نے
 اس طرح کیا

”خاتم النبیین، آنے والے نبیوں کیلئے روک نہیں۔ انبیاء
 عظام حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خادموں میں پیدا ہونگے۔
 (الفضل خاتم النبیین نمبر ۱۵، ۱۲ جون ۱۹۲۳ء)

۶۔۔۔ مرزا محمود خلیفہ قادیان اپنے عقیدہ ختم نبوت کا اعلان ان جملوں میں کرتا ہے
 ”اہمہوں (اہلسنت و جماعت) نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم
 ہو گئے، ان کلمہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے
 ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہت ہوں ہزاروں نبی ہونگے۔“
 (انوار خلافت ص ۶۲ مصنفہ مرزا محمود احمد قادیانی)

قادیانیوں کی یہ سب عبارتیں اور عقیدے عیاں ہیں مزید بیان کی ضرورت
 نہیں یہ دوچار قادیانی عبارتیں میں نے اسلئے پیش کر دیں کہ اس کتاب کے
 مطالعہ کرنے والے حضرات اچھی طرح آگاہ ہو جائیں کہ قادیانی دھرم میں محبوب
 پروردگار شفیع روز شمار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی حیثیت
 کیا ہے اور آپ کو قادیانی لوگ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں

سوال :- آج کی نشست برخواست ہونے سے پہلے میں چاہوں گا کہ قادیانی
 دھرم میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کیا حیثیت ہے اسکی مختصر سی وضاحت
 کر دیں تاکہ مسلمانوں کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ انبیاء و مرسلین علیہم

الصلوة والسلام کے مقابلہ میں قادیانی اپنے بناسیتی نبی کو کیا سمجھتے اور اس پر کس طرح ایمان رکھتے ہیں۔

جواب :- مرزا غلام احمد قادیانی کی نہایت عجیب و غریب اور مختلف حیثیتیں ہیں مثلاً خداوند کریم کے مقابلہ میں خود اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مظہر خدا، خالق، نطفہ خدا، خدا کا بیٹا، خدا کا باپ وغیرہ ہے، ہندوؤں کے دیوتاؤں کے مقابلہ میں بقول خود وہ رام و کرشن اور درگوپال، کلنکی اوتار، برہن اوتار وغیرہ ہے اور جانور کے مقابلہ میں اپنی شعری زبان میں وہ ننگ انسانیت اور سنڈاس میں رینگنے والا خاکی کپڑا ہے۔ شعر

۵۔ کرم خاکی ہوں میرے پیارے زاد مزاروں

بلو بشر کی جائے نفرت اور انسان کی عمار

لیکن آپ جس مقصد سے اس کی حیثیت دریافت کی ہے وہ سنئے اور اگر قوت برداشت ہو تو برداشت کیجئے۔

مرزا حیثیت کا تعین میرے خیال میں مرزا سے بہتر اور کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی امت کے لیڈروں اور اس کے خلفائے نے اسی کی تحریروں تقریر ہی کو اپنے عقائد و نظریات کا متن قرار دیا ہے دوسرے قادیانیوں کا کام تو اسی کی تشریح و حاشیہ آرانی ہے یہ دوسری بات ہے کہ قادیانی شارجین و محشی نے خوب خوب بے پرکی اڑائی اور کرم خاکی کے جسم ناتواں پر شاہین کے پر جما دیئے ہیں۔ تو لیجئے پہلے مرزا قادیانی ہی کی زبانی اس کی حیثیت کا اندازہ لگائیے

۱۔۔۔۔۔ ”دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ“

براہین احمدیہ ”میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں

میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل

ہوں، میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں،
میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یعنی بروزی طور پر کہ ہر ایک نبی کی شان
مجھ میں پائی جائے۔ (تمہ حقیقت الوحی مصنفہ مرزا قادیانی)
۲۔۔۔ "خدا نے چاہا کہ جس قدر راستباز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں
ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں۔ سو وہ
میں ہوں" (براہین احمدیہ ص ۹۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)
۳۔۔۔ زندہ شدہ ہر نبی بہ آمدنم ہر رسوے نہاں بہ پیرا ہنم
میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں

نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بشمار
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا پد منم محمد و احمد کہ محبتی باشد
(کلام مرزا منقول از الفضل مجریہ ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء قادیان)
۴۔۔۔ "اے عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں
نے دی ہے اور اس شخص کو تم نے دیکھ لیا ہے جس کے دیکھنے
کے لئے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی تھی اسلئے اب اپنے
ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو"

(اربعین ص ۲ مصنفہ مرزا قادیانی)
مرزا کی ناپاک تحریروں اور دعوؤں کے بعد اسکے نور نظر خلیفہ ثانی مرزا محمود
احمد قادیانی کا ایک دعویٰ دیکھئے اور اسی سے مرزا قادیانی کی حیثیتوں کو سمجھ
جائیے۔

۵۔۔۔ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا، قرآن کریم زندہ
ہوا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام زندہ ہوا، خدا کی توحید زندہ ہوئی، ہر
نیکی زندہ ہوئی، ہر نبی زندہ ہوا، ہر راستباز نے دوبارہ حیات

پائی، پس حضرت مسیح موعود کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ آپ نے رسولوں اور ان کی تعلیموں کو زندہ کیا ہے۔ (منقول از الفضل ۶ مئی ۱۹۲۲ء)

مرزا قادیانی اور اس کے نور نظر خلیفہ ثانی کی تحریروں کو اسکی حیثیت واضح کرنے کیلئے اس طرح سمیٹا جاسکتا ہے کہ۔

مرزا قادیانی، تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے نام، کام اور مقام کا مجموعہ ہے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

مرزا قادیانی، ہر راستباز اور گروہ انبیاء علیہم السلام کے اعمال و کردار کا نمونہ اور مظاہر ہے۔ (معاذ اللہ)

ہر نبی و رسول علیہم السلام مرے ہوئے تھے مرزا قادیانی نے اگر انہیں زندگی دی۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

ہر رسول علیہم السلام مرزا قادیانی کے پیروں (لباس) میں منہ چھپاے ہوئے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

مرزا قادیانی بیشمار رسولوں کا معجون مرکب ہے۔

مرزا قادیانی ہی مسیح زمانہ، کلیم خدا، محمد و احمد اور مصطفیٰ مجتبیٰ ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

مرزا قادیانی ہی وہ ہے جس کے آنے کی بشارت تمام نبیوں نے دی تھی (لعنة الله على الكاذبين)

مرزا قادیانی ہی وہ ہے جس کے دیکھنے کی تمنا بہت سے پیغمبروں کو تھی (لعنة الله على الكاذبين)

مرزا قادیانی کے آنے سے پہلے خدا کی توحید، دین اسلام، قرآن کریم، پیغمبر اسلام کا نام، تمام نبی، اور نبی و راستبازی مردہ ہو چکی تھی مرزا قادیانی نے ان سب کو زندہ کیا۔ (العیاذ باللہ رب العالمین من ہذہ الہفوات الشیطانی)

۱۰ مرزا قادیانی کوئی معمولی انسان نہ تھا کیونکہ اس نے رسولوں کو اور انکی تعلیمات کو زندہ کیا۔ (خدا کی پناہ قادیانی ہفوات و بکواس اور اسکے شیطانی عقائد سے) تو مرزا قادیانی کی "قادیانی دھرم" میں یہ سب حیثیت ہے جس کو کوئی بھی صاحب ایمان سن کر برداشت نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر اسکا ضمیر ہی بد مذہبیت کے ہاتھوں بک چکا ہو تو بات دوسری ہے۔ اسی لئے قادیانی کی یہودہ باتوں کو میں درمیان میں لانا نہیں چاہتا تھا مگر آپ کی اصرار کی وجہ سے مجبوراً مجھے بیان کرنا پڑا اور وہ بھی اس نیت سے کہ "نقل کفر کفر نہ باشد" اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض نا عاقبت اندیش لوگ جو قادیانیوں کے بہکاوے میں اگر نام نہاد "جماعت احمدیہ" میں شامل ہو چکے ہیں انہیں تو بیک توفیق مل جائے اور وہ سچے مذہبِ راست و جماعت کی طرف لوٹ آئیں۔

وَهُوَ الْهَادِي إِلَى الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

تاجدار گولڑہ کی جناب میں گستاخی | قطب الاقطاب شیخ العلماء حضرت

سیدنا میر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی جن کی رگوں میں سیادت و بزرگی کا پاکیزہ خون رواں تھا۔ جو علوم شرعیہ اور معارف روحانی کا سنگم تھے۔ حق گوئی و بے باکی جن کی فطرت تھی۔ جو علماء و صوفیاء کے مقدس گروہوں کے پیشوا و رہنما تھے۔ جن کی بے لوث خدمات دینیہ نے کفر و ارتداد کو جہنم رسید کیا جن کی شوکت و عظمت کے سامنے مرزا غلام قادیانی اور اس کے تمام چیلے لرزہ بر اندام تھے۔ جنکی تربت انوار کے ذرات آج بھی طالبانِ حق کے دلوں کو طمانیت و جلا بخشتے ہیں۔ ان کی بارگاہِ فلک و قار میں مرزا غلام احمد قادیانی کی دریدہ دہنی ملاحظہ کیجئے اور شرافتِ زبان کی داد دیجئے۔

"کذاب، خبیث، مزور (جھوٹا بد معاش) بچھو کی طرح نیش زن

اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر خدا کی لعنت ہو، تو ملعون کے سبب
ملعون ہو گئی" (نزول المسیح ص ۷۵)

سالتویں ملاقات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ———— وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: گذشتہ ملاقات میں مرزا قادیانی وغیرہ کی زہریلی اور ناپاک عبارتوں
اور ان کے عقائد و نظریات کو سن کر ذہن پر لگندہ اور دماغ ماؤف
ہونے لگا تھا۔ مولیٰ تبارک تعالیٰ ہر مسلمان کو قادیانی عقائد و افکار کی
مسمومیت اور غلامتوں سے بچائے۔ آمین

کیا قادیانی دھرم کے بانیوں اور اماموں نے اعظم علمائے کرام صلیحائے
امت اور بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی بھی توہین و تذلیل کی ہے؟
اگر ہاں تو نمونے کے طور پر صرف دو چار شخصیتوں کے بارے میں کچھ
بتانے کی رحمت گوارہ کریں۔

جواب: جب ان ظالموں نے خداوند قدوس، انبیاء و مرسلین اور سید الانبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کا مذاق اڑایا۔ انکی بارگاہوں میں گستاخیاں
کیں انہیں سٹری سٹری کا لیا دیں۔ تو علماء، صلحاء، اور بزرگان دین کی ان
دریدہ دہن ظالموں کے یہاں بھلا کیا وقعت و منزلت ہوگی؟ پھر بھی آپکی
فہمائش کے مطابق چند نمونے پیش کر رہا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی سیدنا احمد سرہندی کی توہین۔ امام ربانی مجدد
الف ثانی حضرت سیدنا احمد سرہندی فاروقی نقشبندی علیہ الرحمۃ والرضوان
کی ارفع واعلیٰ ذات گرامی اور خدمات سے کون مسلمان واقف نہیں ہے
جنہوں نے اکبری طاغوت (نام نہاد دین الہی) میں آخری کیل ٹھونک کر

ہندوستان میں اسلام کو سر بلند فرمایا اور اپنے مکتوبات گرامی کے ذریعہ سالکان راہ شریعت و طریقت کی پیاس بجھائی۔ اور سلسلہ نقشبندیہ کی دور و دراز ملکوں تک اشاعت کی۔ مگر مرزا قادیانی نے آپ کی ذات اقدس کو بھی ہدف ملامت بنایا اور اپنی نام نہاد فضیلت کو آپ سے بدرجہا بہتر بتایا۔ یعقوب علی قادیانی کی مرتبہ "حیات احمدیہ" سے ایک ناپاک عبارت سماعت کیجئے۔ لکھتا ہے۔

”حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب میں آپ ہی تحریر فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے بعد آنے والے ہیں جن پر حضرت احدیت کی خاص خاص عنایات ہیں ان سے افضل نہیں ہوں اور نہ وہ میرے ہیں۔ سو یہ عاجزی بیان کرتا ہے نہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر شکراً نعیم اللہ کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان بہتوں پر افضلیت بخشی کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں اور مراتب اولیاء سے بڑھ کر نبیوں سے مشابہت دی ہے الخ“

(حیات احمدیہ جلد دوم ص ۷۹ ارشاد مرزا)

مرزا قادیانی نے اپنے اس قول سے تمام مسلمانوں خاص کر نقشبندیوں، مجددیوں کی سخت دل آزاری کی ہے۔ کیونکہ امام ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوب گرامی میں جن نفوس قدسیہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہاں تک مرزا قادیانی کے مرغ تصور کی پرواز ممکن نہ تھی۔ اور پھر امام ربانی کی یہ کسر نفسی اور عجز و انکساری کا اظہار ہے جو ان کے شایان شان ہے اور درحقیقت یہی ان کے علو مرتبت کی دلیل ہے مگر مرزا قادیانی نے اپنی بساطِ علم کے مطابق اس سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی برتری کی ڈینگ ہانکنا شروع کر دیا۔ اور جن مخصوص حضرات

پر حضرت احدیت جل مجدہ کی خاص خاص عنایات ہیں ان مقدس حضرات سے بھی اپنے آپ کو بہتر کر دینے لگا۔

مرزا قادیانی کے بعد اسکے خلیفہ ثانی میاں محمود نام مسعود کی کئی ترانیاں سماعت کیجئے جس کو اس نے بطور خطبہ جمعہ عام مجمع میں بیان کیا۔ اور اس فرقہ کے مشہور اخباروں نے شہ سرخیوں کے ساتھ اسے شائع کیا۔

حضور غوث اعظم علیہ السلام کی توبہ

”سید عبدالقادر جیلانی نے اپنے آپ کو اپنے حال کی کیفیات بیان کرنے تک رکھا۔ کیونکہ وہ مامور نہیں تھے مجدد تھے۔ اور مجدد کے مقام پر کھڑے تھے اسلئے انہوں نے اپنے اندر کی کیفیت بیان کر دی کہ جو کچھ میرے اندر گزر رہا ہے اور جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ وہ مجدد تھے مخاطبہ مکالمہ الہیہ سے مشرف تھے اور اپنے زمانہ میں لوگوں کیلئے رحمت تھے۔ مگر توحید کو اصول طور پر بیان کرنا ان کیلئے نہ تھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے رکھا گیا تھا، جو مامور کر کے بھیجے گئے۔ اسلئے آپ سے پہلے لوگ ایسا نہ کر سکتے تھے ورنہ توحید کے اصول بھی بیان کرتے۔ توحید کا حال اور خاص کر وہ حال جو ان کے ساتھ گزر رہا تھا وہی بیان کر سکتے تھے، اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا کام تھا کہ توحید کی اصل اور اس کے اصول اور اس کی غرض بیان فرماتے۔ پس یہ فرق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور گذشتہ صوفیاء حضرت سید عبدالقادر جیلانی وغیرہ کے درمیان توحید بیان کرنے کے متعلق ہے“ (الفضل موزہ ۲، اکتوبر ۱۹۲۵ء)

قادیانی خلیفہ ثانی نے اپنے اس ناپاک بیان میں حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توحید کے اصول و مقاصد سے بے خبر اور اس کی اصل سے انجان بتایا۔ اور آپ کے بالمقابل قادیانی مسیح کذاب کو مامور من اللہ۔ توحید کی اصل و اصول کا مبلغ اور اس غرض و غایت کا عالم و ناشر بتایا۔ اور یہ یقیناً حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں کھلی ہوئی گستاخی اور توہین ہے۔ اس کے بعد خلیفہ قادیانی نے مرزا قادیانی کی برتری و عظمت کو صرف غوث اعظم شہشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ گذشتہ تمام بزرگان دین صوفیاء کرام پر مسلم مانا، جو میاں محمود کی جہالت اور اساطین امت کے احوال و کوائف سے بے خبری کی کھلی دلیل ہے۔

۴۔ امام الشہداء و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی توہین امام عالی مقام شہید کربلاؑ کو اسے رسول جگر گوشہ بتوال حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مراتب احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں جو عام مسلمانوں کی زبان زد ہے۔ مگر مرزا غلام قادیانی ان تمام احادیث مبارکہ متواترہ کی تردید کرتے ہوئے رقم طراز ہے۔

”ہاں یہ سچ ہے کہ وہ (امام حسین) بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے۔ لیکن ایسے بندے تو کروڑ ہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے پس بلا وجہ انکو تمام انبیاء کا سردار بنا دینا خدا کے پاک رسولوں کی سخت ہتک کرنا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول پاک نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کا ملہ

کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے؟

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کے شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے اور جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پھر اگر درحقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہیے۔ اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے خدا ہا نشان کیوں دکھائے اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے۔

(نزول المسیح ص ۵۰-۴۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۹۹ پر اپنا ایک شعر لکھا۔ سنئے

کبریا سیدت میر ہر انعم بن خدا حسین است در گریبانم
یعنی کبریا تو میرے ہر لمحہ کی تفریح گاہ ہے جہاں سیکڑوں حسین میری پوشاک کے چاک میں پڑے ہوئے ہیں۔ مرزا کا یہ شعر اسکی کتاب در تہمین ص ۲۸ پر بھی ہے۔ پھر اسی مرزا قادیانی نے اپنی دوسری کتاب میں امام الشہداء سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا۔

”میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ تھا۔ پس فرق کھلا اور ظاہر ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۸۱ مصنفہ مرزا قادیانی)

مذکورہ بالا مرد و عباتوں میں مرزا قادیانی نے حضور امام الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں صریح گستاخی و توہین کی کہ ان کو عام کر وڑیاں بند گاہن خدا کی صف میں لاکھڑ کیا اور ان کے بالمقابل خود ایسی بلند و بالا کرسی پر مبرا جہان ہو گیا کہ ”خاکم بدین“ امام الشہداء کی پستی و ذلت کی اسکی

بلندی و عظمت سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ ساتھ ہی ساتھ خداوند کریم کے مقدس نبیوں رسولوں پر یہ تہمت بھی لگائی کہ انہوں نے مجھے تمام نبیوں کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا۔ خدا کی اور خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں کی لعنت ہو ایسے مفتری و کذاب پر جس نے تمام نبیوں رسولوں اور قرآن و حدیث یہاں تک کہ خداوند قدوس کی ذات پاک پر افترا کیا اور اپنی نام نہاد شان و عظمت کو مقبول و محبوب ترین بندوں سے بڑھایا۔

مرزا کے شعر مذکور کا ترجمہ جو میں نے کیا اس سے زیادہ اہم مفہوم اس کے خلیفہ ثانی نے بیان کیا ہے جسے میں بدیہ ناظرین کو کرنا چاہتا ہوں۔ سنئے ”لوگ اس کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”میں حسین کے برابر ہوں“ لیکن میں کہتا ہوں، اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ نسلو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے“ (اخبار و رسائل قادیانیہ)

یہ ہے قادیانی تعلیمات کا نتیجہ کہ مرزا قادیانی کو امام الشہداء نواسہ رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کہنا قادیانی دھرم میں مرزا قادیانی کی توہین ہے کیونکہ مرزا قادیانی مرد و کا ایک ایک لمحہ قادیانیوں کے نزدیک نسلو حسین کی قربانیوں کے برابر ہے۔

(۵) باب العلم سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنا میں گستاخی اشیر خدا، فاتح

خیبر باب العلم سراج سیدہ فاطمہ، پروردہ رسول حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الشریف کے فضائل و مناقب آیات ربانیہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں بلکہ کتب احادیث میں مناقب سیدنا علی کا مستقل باب موجود ہے۔ پھر آپ کا عبد الرحمان ابن ملجم جیسے ظالم و سفاک کے

ہاتھوں رمضان شریف کے مقدس مہینہ، کوفہ کی جامع مسجد ربوہ بوقت بارش
نور نکھرت، بحالت صوم، درجہ شہادت پر فائز المرام ہونا آپ کی حیاست
سردی اور شہیدی زندگی کھلی دلیل ہے۔ مگر شیعہ قادیانی خلیفہ شیطانی
مرزا غلام کی لگا ہوں میں آپ کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ وہ آپ کی جناب
میں اس طرح زبان طعن دراز کرتا ہے

”پرائی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ
علی تم میں موجود ہے اسکو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔“

(ملفوظات احمدیہ جلد اول ص ۲۱)

مرزا قادیانی نے خلافت راشدہ کو جھگڑا و قرار دیکر اور اس کو چھوڑنے کی تاکید
کری کے اپنی دنیا و آخرت خراب کی کیونکہ یہ حکم رسول علیہ السلام (علیکم
بسننی و سنتی الخلفاء الراشدين المہدیین (الحديث) یعنی تم
پر میرا اور خلفاء راشدین کا طریقہ لازم ہے) کی خلاف ورزی اور بغاوت
ہے۔ ساتھ ہی ساتھ حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توہین آمیز
طور پر مردہ قرار دینا قرآنی ارشاد (بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ) کے
خلاف ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کو قرآن و حدیث سے کیا لینا دینا ہے۔ اسے
تو صرف بزرگوں کی بارگاہوں میں گستاخیاں کرنی اور مہینہ بھر بھڑک کر گالی دینی
بے سووہ دے رہا ہے۔

حضرت سیدۃ النساء کی بارگاہ میں گستاخی | پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی پیاری چہیتی بیٹی۔ جگر گوشہ رسول مقبول حضرت سیدتنا بتول فاطمہ
الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کی عفت و پاکیزگی پر جو ان بہشتی بھی قربان
جنکی عظمت و برتری پر کثیر احادیث صحیحہ متواترہ منقول، جن کا وجود مبارک
جسم مصطفیٰ علیہ التحیۃ و النسار کا حصہ۔ ان کی بارگاہ اقدس میں مرزا قادیانی

نے جس بد زبانی و ریدہ دہنی اور جاسوز حرکت کا ثبوت دیا ہے اس سے
النسانی شرافت اور شریفوں کی غیرت پانی پانی ہو جاتی ہے۔ لیکن کیا کیجئے
گامرزا غلام احمد قادیانی اس زبان کو اپنی سرشت کے اعتبار سے استعمال
کرنے کیلئے مجبور ہے۔۔۔۔۔ لکھتا ہے

”حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کشفی حالت میں اپنی
ران پر میرا سر رکھا۔ اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔

(ایک غلطی کا ازالہ ”جاشیہ“ ص ۱۱ مصنفہ مرزا قادیانی)

پنجتن پاک کی مجموعی توہین | اہل ایمان کے نزدیک پنجتن سے مراد

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت سیدنا مولیٰ علی، حضرت
سیدتنا فاطمہ الزہراء، حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں جنہوں نے شجر اسلام کی آبپاری فرمائی اس
حیثیت سے انہیں بنائے اسلام بھی کہہ سکتے ہیں لیکن مرزا قادیانی نے
اپنی نامراد اولاد کو بنائے اسلام اور پنجتن قرار دیا ہے جس سے پنجتن پاک کی
شدید ترین توہین ہوتی ہے۔۔۔۔۔ لکھتا ہے

میری اولاد سب تیری عطا ہے بذریعہ تیری بشارت سے ہوا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں بذریعہ ہیں پنجتن جن پر بنا ہے

(در خمین ص ۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی گستاخیاں | محبوبان نبوت و زیران

رسالت حضرات شیخین امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی
اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و درجات و کمالات کے واضح بیان میں
قرآن مجید کی درجنوں آیات مقدسہ موجود ہیں کتب احادیث میں ان کے فضائل
و مناقب کے علیحدہ علیحدہ ابواب ہیں جن سے انکی فضیلت و عظمت آشکارا ہے

ائمہ اسلام اور علماء اعلام نے ان کی افضلیت و برتری اور خلافت و سرور کے
سے متعلق سینکڑوں تصانیف امت مسلمہ کو عطا فرمائی ہیں۔
مگر مرزا غلام احمد قادیانی جس پر اپنی برتری کا بھوت سوار ہے۔ اور جس کو
اپنے سوا کوئی نظر ہی نہیں آتا ہے وہ پوری دیدہ دلیری کے ساتھ اس طرح
تبلیغ کرتا ہے۔۔۔۔۔

”میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے پوچھا گیا کہ
کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر
تو کیا وہ بعض انبیاء سے بہتر ہیں؟“ (تبلیغ رسالت جلد ۹ ص ۳)
یہ تو مرزا غلام کی بولی تھی کہ اس نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
توہین و تذلیل کی بنیاد رکھ دی اب یہ دیکھئے کہ اس کی تعلیم کا اثر اسکے اہل
خانہ پر کیا ہوا اس سلسلہ میں قادیانی حکیم الامتہ میاں محمد حسین کی ایک ایمان
سوز تحریر حاضر خدمت ہے۔

”مجھے اہل بیت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) سے خاص محبت
اور عاشقانہ تعلق تھا۔ مجھے اس وقت بھی تمام خاندان مسیح موعود علیہ
السلام کے ساتھ دلی ارادت ہے۔ اور میں ان سب کی کفش برداری
اپنا فخر سمجھتا ہوں۔ مجھے اس خاندان کے طفیل سے بڑے بڑے نفع
ہوئے ہیں۔ میں ان کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ میرے
ایک محبوب تھے جو اس وقت مولوی فاضل بھی ہیں اور اہل بیت مسیح
موعود کے خاص رکن رکن ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ فرمایا کہ مسیح
تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اتنی پیشین گوئی نہیں
جتنی کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ہیں۔ پھر انہوں نے ایک اور بھی
ایسا ہی دیکھ دینے والا فقرہ بولا کہ ابوبکر عمر کیا تھے وہ تو حضرت

غلام احمد کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے لائق نہ تھے۔

(المہدی ص ۵۵ حکیم محمد حسین قادیانی)

یہ مرزا قادیانی کی تعلیم و تربیت کا اس کے اہل بیت پر اثر کہ اسکے سب سے بڑے فاضل رکن کی نظر میں افضل البشر بعد الانبیاء حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اتنی بھی قدر و منزلت نہیں کہ بقول اس کے یہ مقدس حضرات۔ مرزا قادیانی کی جوتیوں کا فیتہ کھولنے کے لائق ہوں (العیاذ باللہ رب العالمین) اور اس توہین و تذلیل، حقارت و نفرت کے بعد بھی مرزائی حکیم الامتہ کی دلی ارادت مرزائی اہل بیت کے ساتھ برقرار ہے اور ان کے کفش بر واری کو فخر سمجھتا ہے۔

اے قادیانیو! اگر تمہارے اندر ذرا بھی غیرت و حمیت کا شائبہ ہے تو سوچو اور غور کرو کہ یہ زہریلی اور ایمان سوز بولی گوئی سیاہ دل کافر بھی اپنی زبان پر لا سکتا ہے؟ اور کیا دعویٰ کلمہ گوئی کے بعد مذکورہ نظریہ کا کوئی تصور بھی کر سکتا ہے؟ عجب تفور بر تولے چرخ گردوں تفو۔۔۔۔۔

اب بھی وقت ہے کہ قادیانیت سے توبہ کرو۔ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں پر لعنت بھیجو اور مذہب مہذب اہلسنت و جماعت سے منسلک ہو جاؤ۔ کیونکہ۔ ع

کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجموعی توہین و تذلیل | قادیانیوں نے

حضرت تاجدار گولڑہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، جلالتہ العلم حضرت محی الدین ابن العربی، حضرت سیدنا غوث اعظم، حضرت سیدنا امام اعظم، حضرت سیدنا شہید اعظم، حضرت سیدنا مولیٰ علی، حضرت سیدنا فاروق اعظم، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بارگاہوں کا نام لے لے کر گالیاں

وہیں ماوراء ہانت و گستاخی کی۔ لیکن قادیانی بد مذہبوں کا جی نہیں بھرا تو تمہارا کرم
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی توہین و تذلیل پر اتر آیا پہلے قادیانی نے
کلنگی اوتار کی بولی سننے اور دیکھنے کہ اس مرد و دازلی نے جمیع صحابہ کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کی توہین و تذلیل کی شروعات کس طرح کی۔۔۔۔۔
جو شخص میری جماعت (قادیانیت) میں داخل ہوا اور حقیقت سردار
خیر المسلمین کے صحابہ میں داخل ہوا۔

(خطبہ الہامیہ ص ۲۵۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

پھر اسی نہج پر مرزا غلام کی امت۔ اور امت کے رہنما لکھنؤ موہن کرچل پڑے
نوع بہ نوع مضامین کی اشاعت قادیانی اخباروں میں ہونے لگی، اعلیٰ صداقت
جیسی گمراہ کن کتابیں لکھی گئیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخیاں
کی گئیں۔

صحابہ کرام کی مبارک جماعت وہ فائز المرام جماعت ہے جس کے بارے
میں ”رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ (اللہ ان سب راضی اور وہ سب اللہ سے راضی)
قرآنی ارشاد ناطق ہے اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (کافروں پر
زیادہ سخت اور آپس میں رحم دل ہیں) یہ وہ تغیر قرآنی ہے جو براہ راست
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حاصل ہے اسی طرح سیکڑوں آیات قرآنیہ و
احادیث نبویہ سے صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان و عظمت ظاہر و
باہر ہے۔ لیکن قادیانی دھرم میں صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مسلم عظیمیں
مرزا قادیانی کے نوکروں چاکروں کو حاصل ہیں۔ قادیانی کتب و رسائل سے
صرف دو تین اقتباسات مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ صحابہ رسول علیہ و علیہم
السلام کی کیسی کیسی توہینیں کی گئی ہیں۔

① ایک نبی ہم (قادیانیوں) میں بھی خدا کی طرف سے آیا۔ اگر اسکا اتباع

کریں گے تو وہی پھل پائیگی جو صحابہ کرام کیلئے مقرر ہو چکے ہیں (آئینہ صداقت ص ۵۳)
 ۵) جو اصحاب مسیح موعود (مرزا قادیانی کے حیلے) کی عیب چنیاں کرتے
 ہیں کہ ان کی اصحاب اہل حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت
 ہے یا ان سے گھٹیا درجہ کے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان اصحاب
 نے آنحضرت صلعم سے تربیت پائی۔ اور ان لوگوں نے مسیح موعود
 سے۔ دونوں میں فرق بین ہے۔ حالانکہ حوالہ جات مافوق الذکر
 سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کو وہی خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ
 فرمایا اور مسیح موعود و مصطفیٰ میں تفریق کرنے سے منع کیا کیونکہ
 مسیح موعود بھی جامع جمیع کمالات محمدیہ ہیں پھر صحابہ مسیح موعود کو
 اہل حضرت صلعم کے ہاتھ کے تربیت یافتہ اور آنحضرت کے صحابہ
 قرار دیا۔ پس ان دونوں گروہوں میں تفریق کرنا یا ایک کو دوسرے
 سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں۔ یہ دونوں فرقے
 درحقیقت ایک ہی جماعت میں ہیں۔ صرف زمانہ کافرق ہے وہ
 بعثت اولیٰ کے تربیت یافتہ ہیں یہ بعثت ثانی کے۔

(الفضل قادیان مجریہ ۲۸ مئی ۱۹۱۸ء جلد ۵ شماره ۹۲)

۶) سب بڑا فضل اور انعام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی سے کلام کرے
 لیکن اس سے دوسرے درجہ پر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے کلام کرنے
 والے انسان کے ساتھ تعلق ہو۔ کیونکہ نبیوں کو خدا تعالیٰ سے بلا واسطہ
 تعلق ہوتا ہے۔ لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے بعض
 آدمیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ بلا واسطہ کلام کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان منقول از الفضل جلد ۵ شماره ۱۸ جولائی ۱۹۱۸ء)

ان امتیازات پر اگر طائرانہ نگاہ ڈالے تو مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں

(الف) مرزا قادیانی کی چاکری میں وہی فضائل و درجات حاصل ہوتے ہیں جو صحابہ کرام کو ہوئے۔

(ب) مرزا قادیانی کے حیلوں کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے گھٹیا سمجھنا یہ مرزائی صحابہ کی توہین و تذلیل ہے۔

(ج) خاتم الانبیاء سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔ اور قادیانی گویاں مرزا غلام کے درمیان تفریق کرنا ممنوع ہے۔

(د) مرزا قادیانی کے حلقہ بگوشوں اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان کوئی فرق کرنا اور صحابہ کرام کو افضل جاننا ٹھیک نہیں ہے۔

(ه) خداوند کریم سے بلا واسطہ تعلق نبیوں کو ہوتا ہے اور انہی سے اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے مگر قادیانی جماعت کے بعض افراد کو خدا سے وہ تعلق ہے کہ خدا پاک ان سے بلا واسطہ گفتگو فرماتا رہتا ہے (العیاذ باللہ، سب الغایین)

یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق مرزا قادیانی، اس کے خلفاء اور اسکی امت کا عقیدہ و نظریہ جس کے ہر ایک ٹوک و پیک سے صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین و تضحیک اور تذلیل کے دھارے بہہ رہے ہیں۔

سوال :- کیا قادیانی دھرم والوں اور اس کے بانیوں نے عام مسلمانوں کو بھی گالی گلوچ دی ہے اور انکی توہین و تذلیل کی ہے ؟

جواب :- کیا خوب سوال ہے جب قادیانیوں نے اسلام کے اعظم علماء کرام صوفیاء عظام، اسلاف والا مقام اور صحابہ ذوالاحترام کی قرار واقعی عظمتوں سے کھلواڑ کیا انہیں بازاری گالی دی، اہانت گستاخی کی انتہا کر دی۔ تو اب کون مسلمان بچتا ہے جو انکی دشنام طرازیوں، چیرہ دستیوں اور بے لگام زبان سے محفوظ رہ جاتا ہے۔ قادیانی دھرم کے بنی اور اس کے رہنماؤں نے صحابہ کرام رضی اللہ

تعالیٰ عنہم سے بیکراجمک کے تمام مسلمانوں کو اب سے قیامت تک جس قدر اہل ایمان ہونگے سب کو منہ بھر بھر کر گالی دے دی ہیں اور ان پر سب دشتہم کیا ہے۔ مرزا قادیانی اپنی مشہور کتاب میں لکھتا ہے۔

”اسلام میں اگرچہ ہزار ہا ولی اور اہل اللہ گزرے ہیں مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا۔ لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا وہ موعود تھا۔ (تذکرۃ الشہادتیں ص ۲۹ مصنفہ مرزا غلام قادیانی)

پھر لکھتا ہے۔ یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ اور مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر علوم غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اور اگر کوئی منکر ہو تو بار شہوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثرت وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اویہ بھی مرزا قادیانی ہی کا دعویٰ ہے۔

”میں خاتم الانبیاء ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کے اس نظریہ و عقیدہ کو سنا منے رکھتے ہوئے قادیانی خلیفہ نے اپنے مذہب کا اظہار اس طرح کیا۔

بلکہ میرا یہاں تک مذہب ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو اس
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا فدائی اور مطیع اور ایسا فرما بردار ہو جیسا
کہ حضرت مسیح موعود تھے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص ۵ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ ثانی قادیانی)

قادیانی نبی اور اسکی امت کے خلیفہ ثانی کی مذکور تحریروں کو سامنے رکھتے ہوئے
آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ زمانہ خیروں سے لیکر اب تک کون ایسا مسلمان،
اور کون ایسا ولی و بزرگ ہے جس کے خون ناحق سے قادیانیوں کے
آسقین رنگین نہیں ہیں۔ سرسری طور پر بھی اگر مذکورہ تحریروں کو پڑھئے
تو نتیجتاً یہ باتیں سامنے آجاتی ہیں۔

(۱) کسی ولی یا اہل اللہ کی پیدائش سے پہلے ان کے آنے کی بشارت
کسی نبی یا ولی نے نہیں دی مگر مرزا غلام احمد کذاب کے نام سے آنوالا سچا
اسکی بشارت پہلے ہی سے نبیوں، رسولوں اور ولیوں نے دیدی تھی۔

(۲) مرزا قادیانی کو پروردگار عالم نے اپنے مکالمہ و مخاطبہ کیلئے چن لیا تھا اور
بیشمار امور غیبیہ پر مطلع فرماتا رہتا تھا مگر صحابہ کے زمانہ سے لیکر آج تک امت
محمدیہ میں کوئی ایسا نہیں ہوا۔

(۳) مرزا قادیانی کی آل اولاد اور دوسرے بچے قادیانیوں کے سوا کوئی مسلمان
قیامت تک ولی نہیں ہو سکتا۔

(۴) تیرہ سو سال کے اندر امت مسلمہ میں کوئی ایسا فرد نہیں گزرا جو مرزا غلام
انجہانی کی طرح مطیع و فرما بردار اور سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کا فدائی
ہو۔ وغیرہ۔۔۔۔۔

قادیانیوں کی طرف سے یہ ساری امت مسلمہ کیلئے سب و شتم ہے کہ نہیں
اور ان سب کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کذاب و دجال کی برتری کا اعلان

امتِ مصطفویٰ کو توہین و تذلیل ہے کہ نہیں؟ ہاں اگر تمام مسلمانوں کے لئے بازار سی اور بھوہرگالی مرزا قادیانی کی زبان کجبری ترجمان سے سنا چاہتے ہیں تو لیجئے سنئے اور اسکی سرشت کی داود بھجنے۔

(الف) کجبریوں (رنڈیوں) کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے باقی سب میری نبوت پر ایمان لا چکے ہیں۔

(آئینہ کمالات احمدیہ صفحہ ۵۴)

(ب) دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیتوں بڑھ گئیں۔ (نجم الہدیٰ ص ۱۰۰)

(ج) ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں، اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۲۴، مرزا قادیانی) مرزا قادیانی نے اپنی مذکورہ تحریر میں ان تمام مسلمانوں کو رنڈی کے اولاد کہا جنہوں نے اسکی دجالی نبوت کو قبول نہیں کیا۔ پھر انہیں مسلمانوں کو تنگی بیابانی سوراوڑی بیویوں کو کتیتوں سے زیادہ ذلیل و خوار کہا جو اس کذاب پر ایمان نہیں لائے۔۔۔

اور اپنی آخری مذکورہ تحریر میں ان مسلمانوں، مجاہدوں کو چور، ڈاکو اور حرامی کہا جس نے اسکی محسن گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت و فرمانبرداری کو قبول نہیں کیا اور اس کے خلاف جدوجہد شروع کی۔

آپ ہی اندازہ لگائیے کیا یہ کسی پڑھے لکھے انسان کی زبان ہے یا کسی جاہل و بہودہ اور کجبری دلال کی۔ یہ تو صرف اسکی گویہر نشانیوں کے چند نمونے تھے۔ ویسے اس نے اپنے جس مخالف کیلئے زبان کھولی رذالت و کمینگی کی حد کر دی ہے۔ مثلاً جب مولوی عبدالحق غزنوی، مولوی شہار اللہ امر تسری وغیرہ کی تنقید و تردید کیلئے بیٹھا تو اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا اور دیوانہ

کتے کی طرح یوں بھونکنے لگا۔

رَمِيسَ الدَّجَالِينَ عَبْدَ الْحَقِّ عَزَّوَجَلَّ۔۔۔ اور اسکا تمام گروہ علیہم فعال

لَعَنَ اللّٰهُ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّةٍ اِن پرخدا کی لعنت کے دس لاکھ بجتے برس،

اے پلید و بھال! تعصب نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ (ضمیمہ انجیل آتم ص ۴ مرزا غلام قادیانی)

یہ ہے لعنت و ملامت اور گالیوں کی بوجھاز کی کوئی مثال کسی اہل قلم کے یہاں نہیں مل سکتی ہے لیکن قادیانیوں کو فخر کرنا چاہیے کہ یہ اس کے نبی اور مامور من اللہ کی بولی ہے جس کی ہر بولی اس کے یہاں قانون کی حیثیت رکھتی ہے جس کے خلاف کسی قادیانی کو اختلاف کی جرأت نہیں۔

اگر بنا سیتی نبی کی زبان پر ہدیان ایسی نہیں ہو تو شریفوں و رزلیوں میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا۔ اسلئے مرزا قادیانی کی زبان سے جو کچھ نکلا وہ لائق تعجب نہیں اسکو اپنی خاندانی زبان استعمال کرنی ہی چاہیے۔ تعجب تو ان لوگوں پر ہے جنہوں نے اسکی بولی کو وحی الہی کا درجہ دیا اور اپنا دینی رہنما، مجدد و وقت، مجدد زمانہ اور نبی و رسول مان لیا۔

آٹھویں ملاقات

السلام علیکم؛ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: اب تک قادیانیوں کے جس قدر عقائد و نظریات اور مرزا قادیانی کے دعوے سننے کو ملے سچ پوچھئے تو میرے قدموں تلے سے زمین نکل گئی اور میں حیرت و استعجاب میں پڑ گیا کہ کیا کوئی مسلمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود ایسی ایسی ناپاک اور شیطانی بکواس سے کتہوں کو سیاہ کر دے گا۔ اور اپنے کو جہنم کا ایندھن بنا لے گا۔

حضرات! میرے خیال میں مرزا قادیانی کے ان گندے

عقیدوں سے خود تمام قادیانی بھی آگاہ نہیں ہونگے انہیں تو اسلام ہی کا سبز باغ دکھلا کر قادیانیت میں پھنسا لیا گیا ہوگا، ورنہ ان پڑھ سے ان پڑھ اور دین سے بیگانہ آدمی بھی ان خبیث عقیدوں کو برداشت نہیں کر سکتا چہ جائے کہ اس جماعت میں شامل ہو جائے (العیاذ باللہ) آج کی ملاقات میں میں تجھنا چاہوں گا کہ کیا قادیانیوں کے نزدیک شعار الہیہ مثلاً قرآن و حدیث، بیت اللہ و بیت المقدس، مکہ و مدینہ وغیرہا کی کوئی عزت و عظمت ہے یا نہیں؟ کیونکہ شعار الہیہ کی عزت و عظمت کرنا اہل ایمان کی صداقت و سچائی کی نشانی ہے۔

جواب :- جی ہاں آپ کا خیال درست ہے کہ اکثر قادیانی عقائد قادیانیت کے بے خبر ہیں۔ صرف اسلئے قادیانی ہو گئے کہ ان کے باپ دادا قادیانی تھے۔ یا اکثر رشتہ دار قادیانی تھے۔ یا پھر قادیانی مبلغوں نے اصل اسلام کا سبز باغ دکھلا کر انہیں قادیانیت میں پھانس لیا اور اب وہ اپنے نام نہاد جماعت احمدیہ سے الگ ہونا اپنے لئے شرم و عار محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت والے ہمارے باپ دادا کو گمراہ سمجھنے لگیں گے اور ہماری گذشتہ زندگی پر لعنت و ملامت کریں گے۔ لیکن میرے بھائی! یہ سمجھنا بالکل ہی غلط اور بے معنی ہے کہ جب حق و باطل ظاہر ہو جائے تو باطل پر تھوک دینا چاہیے اور حق کے دامن سے وابستہ ہو جانا چاہیے۔ کہ اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی اور اللہ جل جلالہ اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خوشنودی ہے۔ بالفرض اگر وہ شرم و عار کرتے رہیں گے تو ان کی آئندہ نسلیں بھی خراب ہو سکتی ہیں اور انکی جوابدہی کے لئے یہ بھی ذمہ دار ہوں گے۔ جیسے انکی گمراہی و ضلالت کیلئے ان کے ساتھ ساتھ ان کے باپ دادا بھی عند اللہ گرفتار ہوں گے۔

ہوں گے۔ شعائر الہیہ کی عزت و تکریم یقیناً واجب اور اخلاص و یقین کی علامت ہے جس کلمہ گو کے اندر اس کی تکریم و تعظیم نہیں اسکی کلمہ گوئی صرف زبانی اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ يُعْظِمْ شَعَائِدَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ

(جو شعائر الہیہ کی تعظیم کرتا ہے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے) قادیانیوں نے تمام شعائر الہیہ کی توہین و تذلیل کی ہے نہ قرآن و حدیث ان کی زبان طعن سے محفوظ ہے نہ مکہ مدنیہ اور بیت المقدس یہاں تک کہ نماز روزے اور حج وغیرہ کی توہین کرنا بھی اسکے مذہب خبیث میں داخل ہے۔ قادیانیوں کے ذخیرہ اہانت میں سے چند نمونے پیش

کر رہا ہوں ملاحظہ کیجئے اسکی کلمہ گوئی زبانی ہے یا قلبی؟
(الف) قرآن پاک کی توہین | مرزا غلام احمد قادیانی کا خلیفہ ضلالت مرزا محمود نامہ مسعود اپنے خطبہ جمعہ میں اعلان کرتا ہے۔

”یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو داسی ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئیگا ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اسکے لئے يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَالْاَقْرَانُ نَهْوَكَ۔ بلکہ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَالْاَقْرَانُ هُوَكَ۔ (منقول الفضل مجریہ قادیان جلد ۱۲ شمارہ ۱۲)

یہ مرزا قادیانی کی خلافت کا اثر کہ اسکی روشنی میں سوائے "براہین احمدیہ" کے کوئی قرآن نہیں سوائے "ملفوظات احمدیہ" کے کوئی حدیث نہیں۔ اور سوائے رام و کرشن اور گوپال و نانک کے کوئی دوسرا نبی نہیں، یہاں تک کہ رسول اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وجود سراپا مسعود بھی کوئی معنی نہیں رکھتا ہے اگر قادیانیت کی عینک لگا کر نہ دیکھا جائے۔ اپنی اس ناپاک تقریر میں خلیفہ قادیانی نے پوری دنیا کے قرآن پاک کو ضلالت و گمراہی کا پولنڈ اور ہدایت و نور سے دور و مہجور بتایا۔ صرف مرزائی قرآن کو صحیح مانا اور یہ قرآن پاک کی بدترین اہانت و تذلیل ہے۔ شاید یہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ خلیفہ قادیانی کی تقریر ہے جس میں جوش و جذبہ کی کار فرمائی ہے لہذا اسکی شرعی گرفت نہیں ہونی چاہیے۔

لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ کلمہ کفر خواہ جوش و جذبہ میں زبان سے نکلے یا ہوش و حواس میں، ہر طرح کفر ہی ہے۔ پھر تقریر کو تقریر ہی رہنے دیا جاتا تو صرف مقرر و سامع ہی عند الشرع ماخوذ ہوتے مگر قادیانیوں نے اس تقریر کو مضابطہ تحریر میں لا کر اخبارات و رسائل کے ذریعہ اسکی اشاعت کر کے قادیانی دھرم والوں کو جہنم رسید کر دیا۔ کیونکہ کسی قادیانی نے اس کی تردید نہیں کی بلکہ اسی کے مطابق اپنا ایمان و عقیدہ گڑھ لیا۔

اب کوئی بھی قادیانی یہ کہہ کر اپنا دامن نہیں بچا سکتا ہے کہ "ہم بھی قرآن کو مانتے ہیں" ہاں اس کو یہ کہنا چاہیے "ہم قادیانی قرآن کو مانتے ہیں" اسلئے کہ قادیانی خلیفہ نے قرآن کو تقسیم کر دیا اور بانٹ دیا اعلان کیا کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جسے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے پیش کیا۔

احادیث کریمہ کی توہین قرآن کریم کی طرح سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بھی اسلام کی اساس و بنیاد ہے جس کے بارے میں ارشاد

ربانی ہے۔ مَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ رسول جو کچھ تمہیں دیں انہیں لے لو اور جن سے منع کریں ان سے رک جاؤ۔ اور جس کے بارے میں ارشاد رسول علیہ السلام ہے "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي تَمَاهُكُم" اور میری سنت لازم ہے۔ مگر قادیانیوں نے سنت نبویہ اور احادیث مبارکہ کے متعلق بھی زبان درازیاں کی ہیں۔ ان کے یہاں احادیث کریمہ کے پرکھنے کا معیار، رواۃ و اسناد اور اصول حدیث نہیں بلکہ مرزا قادیانی کی زبان بے لگام ہے۔ یعنی قادیانیوں کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ کس متن حدیث کے راوی کون ہیں اور اصولی اعتبار سے ان کی کیا حیثیت ہے؟ بلکہ وہ صرف مرزا قادیانی کی زبان کو احادیث کی صحت و عدم صحت کا معیار جانتے مانتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ ثانی کی جرات و بے باکی دیکھئے اور اس کی نظر میں احادیث مبارکہ کی اہمیت کا اندازہ لگائیے۔ اگر حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے۔ تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی فرمایا کرتے تھے۔ حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے۔ جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے اسی طرح ان سے جو چاہا ہوں نکال لو۔

(بچہ کہتا ہے) چنانچہ حضرت مسیح موعود (مرزا انجہانی) بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں۔ مولوی لوگ حدیث لئے پھرتے ہیں مگر حدیثوں کا یہ کام نہیں کہ میرے متعلق فیصلہ کریں۔ بلکہ میرا کام ہے کہ میں بتاؤ فلاں حدیث درست ہے اور فلاں غلط۔

(خطبہ جمعہ منقول از الفضل قادیان ۱۵ جولائی ۱۹۲۲ء)

مرزا غلام احمد قادیانی نے احادیث مبارکہ کے ذخیرے (بخاری، مسلم، ترمذی

ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، نسائی، موطا امام مالک، موطا امام محمد وغیرہم کو مدارسی کا پیٹارہ قرار دیا۔ اور اس کے خلیفہ نے اسی کو اپنا ایمان قرار دیا۔ بناسیتی قادیانی بنی کے قول مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احادیث کریمہ کی روشنی میں قادیانی کذاب کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ احادیث کریمہ کی روشنی میں اسکی دجالی نبوت کا پول کھل جائے گا۔ لہذا اس نے احادیث مبارکہ کے تمام ذخائر کو مداری کا پیٹارہ کہہ کر قابل اعتناء ہی نہیں سمجھا، صرف وہ حدیثیں جو اسکی نگاہ میں اسکی مؤید ہیں اس کے نزدیک قابل اعتبار ہیں۔ اور پتیلے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی کی شدید ترین توہین ہے۔ جو وحی خفی کی توہین ہونے کی وجہ سے ضلالت و گمراہی اور بددینی ہے۔

بیت اللہ شریف کی توہین | پہلے یہ سن لیجئے کہ قادیانی دھرم دو مشہور فرقوں میں بٹا ہوا ہے ایک کو لاہوری گروپ اور دوسرے کو قادیانی گروپ کہتے ہیں۔ قادیانی گروپ لاہوری کو غیر مبایعین کہتے ہیں اور قادیانی گروپ کو مبایعین۔۔۔۔۔ ان دونوں گروپ کے بنیادی عقائد تقریباً یکساں ہیں یعنی دونوں گروپ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا مقتدار درخما مانتے ہیں۔ نبی و رسول اور تشریفی نبی ہونے میں ان کا آپسی اختلاف ہے اسی طرح بعض مسائل میں بھی اختلاف ہے جو اہلسنت و جماعت کے نزدیک قابل توجہ نہیں۔ قادیانیوں کے لاہوری گروپ کے امام و مقتدی مولوی محمد علی لاہوری نے خانہ کعبہ (بیت اللہ شریف) کی عظمت و شان کو بیان کرتے ہوئے اپنی مشہور کتاب ”نکات القرآن حصہ سوم ص ۲۶“ پر لکھا

”یہ بھی خصوصیت ساری دنیا میں صرف خانہ کعبہ کو ہی حاصل ہے

کہ وہ امن کا مقام ہے۔ ”مَنْ دَخَلَہٗ كَانَ اٰمِنًا (القرآن)۔ (نکات القرآن)

لیکن مولوی محمد علی لاہوری کے پیرو مرشد اور نبی اعظم مرزا غلام احمد قادیانی آں
جہانی نے یہ خصوصیت و صفت اپنی قادیانی مسجد کو قرار دیکر کعبہ مکرمہ
(بیت اللہ شریف) کی شدید ترین توہین و تذلیل کی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے
قرآن (براہین احمدیہ) خاشیہ درخاشیہ میں لکھتا ہے۔

”بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز
کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور بیت
الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے
اور آخری فقرہ مذکور بالا (مَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا) اسی مسجد کی
صفت میں بیان فرمایا ہے۔ (براہین احمدیہ ص ۵۵۶)

قرآن پاک نے جس آیت کریمہ میں بیت اللہ شریف اور حرم محترم کے تقدس
و احترام کو بیان فرمایا اسی آیت کریمہ کو مرزا قادیانی اپنی نام نہاد مسجد اور چوبارہ
پر چسپاں کر رہا ہے اور ظاہر ہے کہ بیت اللہ شریف کی عظمت و بزرگی کسی
ناپاک و جوو کی بیٹھک کو دنیا بیت اللہ شریف کی اہانت و تذلیل ہے۔

حرم پاک کی توہین | کعبۃ اللہ شریف کے ارد گرد مسجد حرام شریف

ہے اور اس کے گرد اگر میلوں میل میں پھیلا ہوا علاقہ ارض حرم ہے جو حرم
الہی کہلاتا ہے جسکی عزت و احترام کا قانون۔ آفاقی قوانین سے جدا گانہ ہے۔ اسی
طرح آرام گاہ نبوی (روضہ منورہ) کے گرد اگر مسجد نبوی شریف ہے اور مسجد
نبوی کے ارد گرد میلوں میل میں پھیلا ہوا ”حرم نبوی“ ہے جسکا مقام و مرتبہ
حرم الہی کے بعد ساری روئے زمین سے بلند و بالا ہے اور عاشقوں کی نگاہ
میں تو حرم نبوی کا مقام ہی کچھ اور ہے۔ لیکن قادیانیوں نے حرم الہی اور حرم
نبوی شریفین کے مقابلہ میں مرزا قادیانی انجہانی کے مقابلہ میں قادیان
کو مقام محترم اور ارض حرم قرار دیکر حرمین شریفین کی توہین و تذلیل کی اور

اپنی قلبی کدورتوں اور اسلام دشمنی کا اظہار کیا۔
مرزا غلام احمد قادیانی حرمین شریفین کی اہانت و تذلیل کی بنیاد اس طرح ڈالتا ہے۔

”زمین قادیان اب محترم ہے، ہجوم خلع سے ارض حرم ہے
(در شمیم ص ۵۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے تو قادیان کو ارض حرم قرار دیا اور اسکے خلفاء نیز ائمہوں نے
قادیان میں منعقدہ جلسوں میں شرکت کرنے کو حج قرار دیا اس طرح حرمین
طیبین دونوں کی توہین کر کے اسلام سے بغاوت کا اعلان کیا۔ ایک جلسہ
کی رپورٹ سنئے۔

”جو احباب واقعی مجبوروں کے سبب اس موقع (سالانہ جلسہ) پر
قادیان نہیں آ سکے۔ وہ تو خیر معذور ہیں۔ لیکن جنہوں نے دین کو دنیا
پر مقدم رکھنے کے عہد واثق کا پاس کیا۔ اور ارض حرم (قادیان)
کے انوارِ برکات سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اب محترم (مرزا قادیانی)
کی زیارت کرنے کے شوق میں دارالامان مہدی ٹھیک وقت
پر آن پہنچے انکی للہیت انکا اخلاص فی الواقعہ لائق تحسین ہے۔
(پھر لکھتا ہے) اقامت نماز کے وقت جب ہجوم خلائق مسجد مبارک میں
نہیں سما سکتا۔

تو گلیوں، دوکانوں، اور رستوں میں نمازی ہی نمازی نظر آتے
ہیں، اور ارض حرم کے چار مصلوں کی حقیقت ظاہر کرنے والا یہ
نظارہ بھی ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔

(الفصل قادیان ۲۶، دسمبر ۱۹۱۵ء جلد ۲ شمارہ ۲۴)

غور کیجئے کہ مسلمانوں کے نزدیک تو حرمین شریفین دارالامان ہے مگر قادیانی

خلیفہ اور قادیانی امت کے نزدیک حرمین طہین دارالامان نہیں بلکہ قادیانی دارالامان ہے جس کے انوار و برکات سے قادیانی کے پجاری لوگ بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔
 مکہ مکرمہ اور مدینہ طہینہ کی توہین اجب قادیانیوں نے بیت اللہ
 شریف اور حرم محترم کی توہین و تذلیل کو اپنا ایمان و دھرم بنا لیا ہے تو مکہ
 معظمہ اور مدینہ منورہ کی تعظیم و تکریم کا ان کے یہاں کوئی سوال ہی نہیں ہے
 اور جب گنبد خضراء و ضہ منورہ ان بدبختوں کے نزدیک کیڑے مکوڑے اور
 تعفن سے بھر پور ہے تو اس کی عزت کا کیا سوال ہے پھر بھی ان کے نفاق
 قلبی اور شوریدہ سری کو دیکھئے کہ ان کے جغرافیہ میں مکہ و مدینہ کہاں ہے
 ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کا یہ جواب الہام ہے کہ
 ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں اس متعلق ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں
 نام قادیان کے ہیں۔ مگر غیر مبایعین (لاہوری) قادیانی گروپ (مدینہ
 لاہور کو اور مکہ قادیان کو قرار دیتے ہیں اور اسی بات پر وہ قائم ہیں“
 (الفضل قادیان ۵ جنوری ۱۹۲۲ء)

یہ میاں محمود خلیفہ ثانی قادیانی کے سالانہ جلسہ میں تقریر کی رپورٹ ہے کہ اسکے
 نزدیک مکہ و مدینہ سے مراد قادیان ہے مگر یہ بھی اس کی پاگل پنی ہے کیونکہ مرزا
 غلام احمد قادیانی اپنے وطن قادیان میں نہیں مرا بلکہ لاہور کے ایک سٹڈنٹ اسمیں
 جا کر مرا۔ پھر معلوم نہیں کیوں اس نے مکہ و مدینہ سے مراد قادیان ہی لیا ہے
 حالانکہ یہ مراد مرزا قادیانی کی نامراد پیشنگوی سراسر خلاف ہے۔

جب مرزا محمود نامسعود کو اپنے باپ کی پیش گوئی یا د آئی تو فوراً اس نے پیٹیرا
 بدلا اور لاہوری قادیانی گروپ کا عقیدہ پیش کیا کہ اس کے نزدیک مدینہ سے
 مراد لاہور اور مکہ سے مراد قادیان ہے۔ لہذا لاہور میں مرنا گویا مدینہ ہی میں
 مرنا ہے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

مسجد اقصیٰ کی توہین

مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلہ اولیٰ ہے اور اس سے پہلے بہت سارے انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیوں کا قبلہ رہا ہے۔ قبلہ تبدیل ہو جانے کے بعد بھی اس کی تعظیم و تکریم اپنی جگہ مستم ہے کہ وہاں کی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ مگر قادیانی دھرم والوں نے اس کی عزت و تکریم کو بھی مجروح کیا تاکہ مسلمانوں کا دل زخمی ہو۔ لیکن کیا کیجئے جو بیت اللہ شریف، ارض حرم اور مکہ و مدینہ کی اہانت و تذلیل برسر عام کر سکتا ہے اسکی نگاہوں میں مسلمانوں کے قبلہ اولیٰ کی بھلا کیا عزت ہوگی۔ قادیانیوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے اپنی کتاب ”تبلیغ رسالت جلد نہم“ کے کئی صفحات سیاہ کر ڈالے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد یروشلم کی مسجد اقصیٰ نہیں بلکہ قادیان میں بجانب مشرق واقع مسجد ہے اس سلسلہ میں ان کے اخبار ”الفضل“ کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

”سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ“ کی آیت کریمہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے۔ اس معراج میں آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے۔ اور وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے۔ جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے۔ (الفضل ۲۱ اگست ۱۹۳۲ء جلد ۲۲ شماره ۲۲)

یہ بے قادیانی مفسرین قرآن کی قساوت قلبی اور شعائر الہیہ سے انحراف کی روشن دلیل کہ نزول قرآن کے وقت سے لیکر آج تک تمام مسلمانوں

کے نزدیک مسجد اقصیٰ سے مراد یروشلم کی مسجد اقصیٰ ہے جو حضرت سیدنا
سیمان علیہ السلام کے زمانہ میں تعمیر ہوئی ہاں بعض بزرگوں نے مسجد اقصیٰ
سے وہ دور والی مسجد (بیت المعمور) مراد لیا ہے جو آسمانوں کے بیچوں بیچ نورانی
سجدہ گاہ ہے۔ لیکن ماتم کیجئے قادیانی مفسر قرآن کی تفسیر دانی پر کہ ان کے
نزدیک قرآن پاک کی تمام تفسیریں نظر انداز کر دینے کے قابل ہیں اور صرف
وہی تفسیر قابل اعتبار ہے جو قادیانی مفسرین نے کی اور ان کے نزدیک
آئینہ مذکورہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے اتباع میں قادیانی مفسر قرآن کو بھی
انیوں و یحسنگ اور یوین کی عادت رہی ہوگی جسکے نشہ میں بدست ہو
کر قرآنی آیت مقدسہ کی یہ تفسیر کر گیا۔ کیونکہ تاریخ میں اس وقت
قادیان کے اندر کوئی مسجد ہی نہیں تھی جس وقت سیر اقصیٰ کا واقف
پیش آیا تھا اور نہ اس وقت مرزا قادیانی کا وجود نہ مستور تھا جس کے حکم سے
قادیان میں نام نہاد مسجد بنی، پھر آپ ہی غور کیجئے کہ معراج نبوی کے وقت
قادیان بیابان میں مسجد اقصیٰ کہاں سے آگئی؟

لیکن قادیانیوں کو ضد ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ
نہیں بلکہ مسجد اقصیٰ وہی ہے جو قادیان میں مرزا قادیانی کے حکم سے بنائی گئی
(تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۲۵)

جب قادیانی دھرم کے رہنماؤں اور قرآنی علوم کے جاننے والوں کا یہ حال ہے
تو معلوم نہیں قادیانی عام امت کا کیا حال ہوگا
گر ہمیں است مکتب دلائے کار طفلان تمام انولہ شد

مرزا غلام احمد قادیانی آنجنہانی نے قادیان میں ایک سالانہ
جج کی توہین جلسہ کی بنیاد ڈالی اور اس میں شرکت کی تاکید کرتے ہوئے

حج کا مقام اب مکہ نہیں بلکہ قادیان ہے۔ جو بحکم الہی حج کے لئے مقرر کیا گیا ہے جہاں حج کے اغراض و مقاصد اور برکات و منافع حاصل ہوتے ہیں اور مکہ کا حج تو اب خشک اور بے فیض ہو گیا (معاذ اللہ) چنانچہ ”پیغام صلح“ (جو قادیانیوں کا مشہور اخبار تھا) میں ایک قادیانی بزرگ کا شائع شدہ انوکھا فیصلہ سنئے۔ حضرت مرزا کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔

یوں تو قانونی طور پر اسے عامہ سے مجبور ہو کر سعودی گورنمنٹ نے بھی حرمین شریفین میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع قرار دیدیا ہے۔ مگر مختلف ملکوں میں مقیم سعودی سفراء کو دھوکہ دیکر قادیانی دھرم والے بھی نام نہاد حج و عمرہ کا ویزا حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن جب مکہ کے حج و عمرہ سے ان کے لئے کوئی فائدہ اور قومی ترقی و البسطہ نہیں بلکہ الشا جان و مال کا خطرہ ہے تو انکو وہیں حج کرنا چاہئے جہاں ان کیلئے حج کے مقامات مقرر کئے گئے ہیں۔ اور پھر جب مکہ والا اسلامی حج ان کیلئے خشک حج کا درجہ رکھتا ہے تو انہیں تخرج کی طرف ہی رجوع کرنا چاہئے، کیونکہ حج سے زیادہ ثواب تو انکو جلسہ و جلوس کی چلت بھرت میں مل جاتا ہے تو ترضیع مال، دھوکہ دہی اور اپنے آپ کو سنی مسلمان ظاہر کرنے سے کیا فائدہ؟

ان باتوں کے پیش نظر یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھ لینے اور اپنے آپکو قادیانی یا احمدی شمار کر لینے کے بعد بھی اکثر قادیانیوں کا دل اپنے دھرم پر مطمئن نہیں ہے ورنہ وہ کئی حج کیلئے جھوٹی قسمیں نہ کھاتے اپنی قادیانیت نہ چھپاتے اور اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت ظاہر نہ کرتے۔ لیکن حق وہی ہے جو سر چڑھ کر بولتا ہے۔ ہزار جتن کے باوجود بھی قادیانی کے

حلق سے بات نیچے اترتی نہیں کہ حج کیلئے قادیان کو مقام مقرر کیا گیا ہے۔
جہاد اسلامی کا انکار اور اسکی توہین جہاد۔ اسلامی فرائض میں سے ایک اہم فرض ہے کہ

جب ضرورت داعی ہو اور اسباب مہیا ہوں تو مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے، تاکہ مسلمان باغیان اسلام سے بحکم خداوندی "وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ" نبرد آزما ہو سکے اور اسلامی تقاضوں کو پورا کرے مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے برٹش کی غلامی اور کافرانہ مزاج رکھنے کی وجہ سے جہاد اسلامی کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے اسکی کھلی توہین کی ہے جو کسی کلمہ گو سے متصور نہیں ہو سکتا۔ مرزا قادیانی نے جہاد کرنے والے مسلمانوں کو دشمن خدا اور منکر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی مشہور کتاب "اربعین" میں لکھتا ہے۔
 آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور پانا آغازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سواب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔ (اربعین ص ۲۷)

مرزا قادیانی نے اپنی امت کو ترک جہاد کا جو حکم دیا ہے دراصل اپنی محسنہ برطانیہ گورنمنٹ کا حق نمک ادا کیا ہے، کیونکہ اسی اہم تحریر کیلئے اس پر لاکھوں پونڈ خرچ کئے گئے تھے اور مسلمانوں کے خلاف اسے برٹش شیشہ میں ڈھالا گیا تھا۔
 جہاد اسلامی سے متعلق اس کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ

کیجئے اور دیکھئے کہ اس کو باطن نے اسلامی فرائض کا جنازہ کس قدر بے دردی کے ساتھ نکالا ہے۔ اور جہاد اسلامی کو حرام قرار دیا ہے۔ لکھتا ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اسے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ ارقال

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ نفل ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
شکر نبی کہ ہے جو رکھتا ہے اعتقاد

(اعلان مرزا قادیانی۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۴۹)

عیاں راجہ بیاں، آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کیسی کلمہ گو کی بولی ہے یا کسی دشمن اسلام کی۔

سوال ۱۔ العیاذ باللہ۔ قادیانی دھرم کے بانی اور اسکے اماموں کی کافرانہ گفتگو سنتے سنتے میں پریشان ہو گیا ہوں میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ کلمہ گوئی کے باوجود کوئی مذہبی اسلام، شعائر الہیہ مقامات مقبرہ سرسہاں تک کہ فرائض اسلام حج و جہاد کی ایسی توہین و تذلیل کرے گا۔ جس سے ہر کلمہ گو کا سر شرم و ندامت سے جھک جائے گا۔

اللہ پاک اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہر مسلمان کو قادیانی عقائد و نظریات سے اور ناپاک خیالات و تحریرات سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

جواب :- خدا کرے کہ آپ کی طرح ہر مسلمان، قادیانی دھرم کے گندے عقائد و خیالات

اور اسلام کش نظریات سے باخبر ہو جائے اور اسکی اصلیت کو جان جائے تاکہ اس کے مکر و فریب کے جال میں پھنسنے سے بچے اور اپنے ایمان و اسلام کی حفاظت کر سکے۔ قادیانی دھرم چودہویں صدی ہجری کے ربیع اول کی وہ ہولناک تحریک اور ناپاک سازش ہے جس کے کئی پڑھے لکھے لوگ بھی شکار ہو گئے اور ایمان و اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اے کاش انہیں قادیانیت کی اصلیت معلوم ہوتی اور قادیانیوں کا صحیح روپ ان کے سامنے ہوتا تو وہ ہرگز قادیانی دام ترور میں نہیں پھنستے۔

خدا کرے اب بھی ان کی آنکھوں سے پردے اٹھ جائیں اور حقیقت میں نگاہیں انہیں مل جائیں تاکہ وہ سچ اور جھوٹ، حق و باطل اور نور و تاریکی میں فرق امتیاز پیدا کر سکیں۔ وَهُوَ الْمَوْفِقُ إِلَى الْهُدَى وَالْقَوْلِ

نویں ملاقات

السلام علیکم ؟ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال :- الحمد للہ قادیانی دھرم کے منافقانہ چہرہ سے آپ نے نقاب اٹھا دیا اور اس کا اصل چہرہ میرے سامنے آگیا۔ لیکن کیا ان حقائق کو جان لینے کے بعد کوئی عقل و شعور والا آدمی مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی دھرم سے وابستہ لوگوں کے ساتھ کسی طرح کا دینی یا دنیوی تعلق کو بحال رکھ سکے گا؟ میرے خیال میں اگر کسی کے اندر اسلامی غیرت و حمیت ہو اور اسلام سے ذرا بھی محبت ہو تو ایسے اسلامی غداروں اور دین کے بیوپاروں سے نہ تو کوئی دینی رشتہ باقی رکھے گا اور نہ ہی دنیاوی تعلقات استوار کرے گا۔ کیونکہ ان لوگوں نے خود ہی اپنے آپ کو دین اسلام سے الگ تھلگ کر رکھا ہے اور ضروریات دینی و ایمانی کی بیخ کنی پر کمر بستہ و آمادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صدقے ہر مسلمان کو قادیانی جراثیم سے محفوظ رکھے۔
 آج کی ملاقات میں میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ قادیانی دھرم کے بانی اور امانوں
 نے تو مسلمانوں کو فحش گالیوں سے نوازا ہے جسکو میں نے ساتویں ملاقات میں سن
 لیا تھا۔ لیکن کیا ان کے دھرم کے مطابق مسلمان ان کی نظر میں مسلمان جنت میں
 جانے کے لائق ہے؟ یا نہیں؟ یعنی قادیانی دھرم میں مسلمانوں کی شرعی حیثیت
 کیا ہے؟

جواب: خدا کا شکر ہے کہ تھوڑی سی توجہ کے بعد آپ نے قادیانی کی اصلیت و حقیقت
 کو جان لیا اور اس کے تئیں آپ نے اپنے قلبی تنفر کا اظہار کیا، مولیٰ کریم صراط
 مستقیم پر استقامت عطا فرمائے اور ہر طالب حق کو حق پہنچانے اور باطل
 سے تنکا توڑ لینے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔

جی ہاں مسلمانوں کو کوٹھے دار گالیوں سے نوازا اور برا کہتا قادیانیوں کا آبائی
 پیشہ ہے جس سے مسلمانوں کو تنگ دل نہیں ہونا چاہئے۔ کہ گالی دینا انکی
 عادت ہے اور برداشت کرنا مسلمانوں کا طریقہ۔

مسلمانوں کی شرعی حیثیت قادیانیوں کے نزدیک یہ ہے کہ وہ ایمان
 و اعمال صالحہ سے آراستہ و پیراستہ ہونے کے باوجود کافر و جہنمی ہے کیونکہ
 وہ مرزا غلام قادیانی کا غلام نہیں۔ اور جو مرزا غلام قادیانی کا غلام نہیں وہ ہزار
 مسلمان ہونے کے بعد بھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مرزا غلام قادیانی نے
 اس بات کا اعلان بذریعہ اشتہار کیا اور اسکی امت کے دیگر رہنماؤں نے
 اس بات کا پروگنڈہ اپنی کتابوں میں اسی اشتہار کے حوالہ سے کیا۔

غلام قادیانی نے اس اشتہار کے مضمون کو الہامی قرار دیتے ہوئے اشتہار
 کی سرخی ”عیسایہ الاخیار“ قائم کی اور اس میں جگہ بہ جگہ لکھا۔

”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل

نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔“ ان

قیامت تو یہ ہے کہ قادیانی بے رحموں نے صرف مسلمانوں ہی کو کافر و گمراہ اور جہنمی نہیں ٹھہرایا بلکہ ان لوگوں کو بھی کافر و جہنمی گردانا ہے جو لوگ مرزا قادیانی کو سچا ماننے اس کی نبوت و رسالت کا اقرار و یقین کرنے کے باوجود اس کے حلقہ بیعت میں داخل نہیں ہوئے ہیں۔

گویا اس کے یہاں مسلمان ہونے کیلئے مرزا غلام کا مرید ہونا اور اس کے حلقہ بیعت میں داخل ہونا ضروریات دین میں سب سے اہم و اکد اور ضروری ہے چنانچہ قادیانیوں نے نہایت جرات جمیہا کی کے ساتھ اس کی تشیع و ترویج کرتے ہوئے اپنے ”عقائد احمدیہ“ میں لکھا۔

”آپ (مرزا غلام) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مرید اطمینان کیلئے اسکی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر ٹھہرایا ہے۔“

(عقائد احمدیہ ص ۱۸ مؤلفہ میر مدثر قادیانی)

مذکورہ بالا عقیدہ قادیانیہ کے پیش نظر تمام قادیانی اپنی خیر منائے کہ مرزا غلام قادیانی کو سچا جاننے اور اسکی نبوت کا انکار نہ کرنے کے باوجود وہ قادیانی دھرم میں کافر و جہنمی ہیں۔ کیونکہ اسوقت کے موجودہ قادیانیوں نے نہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھا ہے۔ اور نہ ہی اسکی بیعت کی ہے۔ اور قادیانی دھرم کے مطابق جو مرزا قادیانی کی بیعت میں توقف بھی کرے وہ کافر ہے لہذا موجودہ دور کے تمام قادیانی خود اپنے عقیدے میں کافر ہوئے۔

اب یہ دیکھئے کہ مرزائیوں نے مسلمانوں کو کس کس طرح کافر بنانے اور جہنمی قرار

دینے کی جبرمانہ کوشش کی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔
 کفر و طرد پر ہے۔ ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً
 وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا
 ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے
 تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں تاکید پائی جاتی ہے۔ پس
 اسلئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اور اگر غور
 سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔
 (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹ مرزا غلام قادیانی)

جی قادیانی بنا سچا نبی کے نزدیک کفر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ نبی آخر الزماں
 سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت رسالت
 کا انکار کرنا۔ مثلاً یہودی، نصرانی، مجوسی، آتش پرست، بت پرست، انجیر پرست
 گوتم پرست اور ملحد وغیرہ ہونا۔ اور دوسرا کفر یہ کہ قادیانی مسیح کذاب
 کو نہیں مانتا۔ مثلاً عامۃ مسلمین اور ہر وہ کلمہ گو جو مسیح قادیانی کی نبوت کا انکار
 کرتا ہے۔ پھر مرزا قادیانی نے ان دونوں قسموں کو ایک ہی قسم میں شمار
 کیا۔ یعنی جو مسلمان مرزا کو نبی و رسول نہ مانے وہ اور یہودی و مجوسی، نصرانی و
 آتش پرست وغیرہ سب برابر ہیں۔ ایک ہی جنبش قلم میں مرزا قادیانی انجیر پرست
 نے تمام امت مسلمہ کو جہنم رسید کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ خدائے تبارک و تعالیٰ
 اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر الزام و اتہام بھی رکھ دیا۔
 سوال :- گویا قادیانی اپنے تمام مخالفین کو ایک ہی ڈنڈے سے بانکتے ہیں خواہ وہ مسلمان
 ہو یا غیر مسلم؟ کیا قادیانیوں نے کہیں واضح طور پر یہودی و نصرانی کے تعلق
 سے کوئی فتویٰ صادر کیا ہے؟

جواب :- قادیانی تو خود ہی یہود و نصرانی کا خود کاشتہ پودا ہے لیکن براہِ عیاری یہودی و نصرانی پر بھی وار کیا ہے تاکہ اسکا اصل چہرہ مسلمانوں کے سامنے نہ آسکے۔ اور اس بات کا اظہار خود مرزا قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں کیا ہے، قادیانی کفری مشین گن کا اصل نشانہ مسلمان ہے پھر وہ لوگ بھی خواہی خواہی اس زد میں آگئے جو اہل کتاب (یہودی و نصرانی) ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیجئے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی کا ایک فتویٰ سنئے۔

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو تو مانتا ہے مگر مسیح کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ ایک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں بلکہ اسکی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کیلئے (اُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا) فرمایا ہے۔ (کلمۃ الفصل مؤلفہ مرزا بشیر قادیانی)

اس فتوے میں مرزا بشیر قادیانی نے امتِ موسوی (یہودی) امتِ عیسیٰ (نصرانی) اور امتِ مسلمہ تینوں کو یکا کافر اسلام سے خارج اور جہنمی قرار دیا ہے۔ اور پھر اسکا الزام خداوند قدوس پر لگا دیا۔ حالانکہ آئینہ مذکورہ حقیقتاً قادیانیوں ہی پر چسپاں ہوتی ہے جو عظمتِ الوہیت و رسالت اور تقاضائے ختم نبوت کے خلاف اقدام کر رہے ہیں اور یہ اختلاف کوئی جزوی و فروعی اختلاف نہیں ہے۔ جسے مسلمان نظر انداز کر دے، چنانچہ اس کا اقرار خود قادیانیوں کو بھی ہے کہ مسلمانوں سے انکا اختلاف کوئی نظری و فکری اختلاف نہیں بلکہ اصولی بنیادی اختلاف ہے اور بنیادی اختلاف ہی کی وجہ سے کفر یا اسلام کا حکم نافذ ہوتا ہے اور آدمی جہنمی یا جنتی ہوتا۔ قادیانی مفتی

اپنے مجموعہ فتاویٰ احمدیہ میں لکھتا ہے۔

”یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے۔۔۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے، ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں بتاویہ اختلاف فروعی کیوں کر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے ”لَا نَفَرَقْ بَيْنَ لِحَدِّ مَن رَّسَلْنَا“ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہو جاتا ہے“ (شیخ المصطفیٰ) مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۲۴۲

مذکورہ فتوے کی تائید میں ایک مضمون قادیانی اخبار الفضل مجریہ ۲۱ جون ۱۹۳۳ء کے اندر بھی شائع ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ ثانی مرزا محمود سے جامعہ ملیہ دہلی کے طالب علم عبد القادر نے سوال کیا کہ کیا صحیح ہے کہ آپ غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں؟ تو خلیفہ آنجنابی نے جواب دیا کہ ہاں یہ درست ہے عبد القادر نے اس کی وضاحت اس طرح چاہی کہ تکفیر کی وجہ کیا ہے؟ کیا کلمہ گو نہیں ہیں؟ تو مرزا محمود نے اس طرح وضاحت کی۔

”بیشک وہ کلمہ گو ہیں لیکن ہمارا اور ان کا اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے۔ مسلم کے لئے توحید پر، تمام انبیاء پر، ملائکہ پر، کتب آسمانی پر ایمان لازم ضروری ہے اور جو ان میں سے ایک بھی نبی اللہ کا منکر ہو جائے وہ کافر ہو جاتا ہے، جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمام انبیاء کو مانتے ہیں۔ لیکن صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اسی طرح قرآن کریم کے مطابق غیر احمدی مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو کر کفار میں شامل ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک مامور آیا جس کو ہم نے مان لیا اور انہوں نے نہ مانا۔ (الفضل قادیان جلد ۸ شمارہ ۹۹)

آج کے وہ روشن خیال اور جدت پسند حضرات بھی ڈر ٹھنڈے دل سے سوچیں جو کہتے ہیں کہ شیعہ سنی اختلاف، قادیانی و سنی اختلاف اور وہابی و سنی اختلاف مولویوں کا گورکھ دھندہ ہے جو چند مولویوں کی ضد اور ہٹ دھرمی نے سنگین بنا دیا ہے۔ قادیانی امام کے مذکورہ بالا بیان کو بار بار پڑھئے اور دیکھئے کہ اس نے تمام غیر احمدیوں کو کتنی بے رحمی اور سفاکی کے ساتھ کفر کی تلوار سے قتل کر دیا۔ غیر احمدیوں کا جرم صرف یہ ہے کہ ایک مکار، دغا باز، کذاب و جال، بناستی نبی کو نبی نہیں مانا، اور اسکی بیعت میں داخل نہیں ہوا اور اس کے نزدیک اصولی بنیادی اختلاف ہے جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو کافر ہی نہیں بلکہ پکا کافر یہود و نصاریٰ اور بیابانی سور سمجھتا ہے۔ لیکن نام نہاد روشن خیالوں کے نزدیک اسکی کوئی اہمیت ہی نہیں۔ یہ تو نہیں کہتا کہ اسلام و ایمان کی ان کے یہاں کوئی اہمیت ہی نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ قادیانی عقائد و نظریات اور افکار و تحریرات سے بے خبر ہوں اور اس بخیر کی وجہ سے ان کے دلوں میں قادیانیوں کیلئے نرم گوشہ پیدا ہو گیا ہو۔ لیکن قادیانیوں کے غلیظ عقائد و تحریرات کے سامنے آج کے بعد ان کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور ان علمائے کرام کا شکر گزار ہونا چاہئے جنہوں نے بد مذہبوں کے چہروں سے نقاب اٹھایا اور انکی اصلیت کو بر سر عام ظاہر کر دیا۔ تاکہ مسلمان ان بد مذہبوں سے اسلامی شرعی قطع تعلق کرے اور دولت لازوال ایمان کی حفاظت کرے۔

اور اگر اس بات کو تسلیم کرنے سے انکی روشن خیالی ماریع ہو تو انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت میں شامل ہو جانا چاہئے تاکہ وہ اپنے آپ کو پکا کافر اور جہنمی ہونے سے بچا سکیں۔ کیونکہ جس شخص نے بھی مرزا غلام کو نہیں دیکھا نہیں سنا، اسکے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اسکی بیعت

میں شامل ہو۔ جیسا کہ قادیانی امام میاں محمود نے لکھا کہ
 ”جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے
 خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دارک
 اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت مصنفہ مرزا محمود خلیفہ قادیانی)

دیکھا آپ نے سب کو بیک سانس مسلمان کہتا ہے اسی کو کافر اور خارج
 از اسلام گردانتا ہے صرف اس وجہ سے کہ وہ مرزا قادیانی جہنم مکانی کی بیعت
 میں شامل نہیں ہوا۔ اور یہ فتویٰ فقط قادیانی خلیفہ ہی کا نہیں بلکہ قادیانی دھرم
 کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی ہے۔ وہ اپنی متعدد تصانیف میں لکھتا ہے
 ”کل مسلمانوں نے مجھے قبول کیا اور میری دعوت کی تصدیق کر لی۔
 مگر کچھ یوں (رنڈیوں) اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں
 مانا۔“ (آئینہ کمالات ص ۵۴) جو شخص ہماری فتح کا بل نہ ہوگا
 تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام (حرامی) بننے کا شوق
 ہے۔“ (انوار اسلام ص ۳)

وہ جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے
 (نزول المسیح ص ۱)

بس جن روشن خیالوں کے نزدیک قادیانیت بد مذہبیت کا رد کرنا اور انکی
 اصلیت سے عامہ مسلمین کو آگاہ کرنا مولویوں کا گوکھد صندھ اور بکواس
 ہے انہیں مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا تحریریں غور سے پڑھنی چاہئے اور خود
 اپنے ضمیر سے فیصلہ طلب کرنا چاہئے کہ قادیانیت قابل رحم ہے یا قابل نفرت
 ہے؟

قادیانی تحریروں کے جراثیم کا رخ صرف علماء اہلسنت ہی کے گھروں کی طرف
 نہیں ہے بلکہ ہر خاص و عام مسلمان کی طرف ہے خواہ وہ عالم دین، صوفیاً

کاملین ہوں یا ان پڑھ، دیندار ہو یا دنیا دار، مزدور پیشہ ہو یا تجارت، کوئی بھی فرد بشر ہو اگر وہ مرزا قادیانی کو نہیں مانتا اور اسکی بیعت میں شامل نہیں ہوتا تو وہ قادیانیوں کے نزدیک کجخلوں، بدکاروں کی اولاد، ولد الحرام، عیسائی و یہودی اور مشرک و جہنمی ہے۔

سوال :- کیا قادیانی لوگ مسلمانوں کی اقتدار میں نماز پڑھتے ہیں؟

جواب :- اول تو قادیانی دھرم والے مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو ان کی اقتدار میں نماز پڑھنے کا کیا سوال ہے؟ اور اگر کوئی قادیانی، مسلمان امام

کی اقتدار میں اٹھک بیٹھک کرے تو یہ اسکی چالبازی اور دھوکہ دہی ہے کیونکہ قادیانی، مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں جانتے بلکہ کافر و مشرک سے

بدتر گردانتے ہیں تو اسکی امامت کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ پھر یہ کہ قادیانی

اماموں اور قادیانی دھرم کے باطنی کی اپنی امت کو سخت تاکید ہے کہ ہرگز

ہرگز کسی مسلمان امام کی اقتدار نہ کرے خواہ وہ امام بزرگ اور عارف

بالتکلیف نہ ہو۔ چنانچہ مرزا غلام قادیانی نے اپنی کئی کتابوں میں اپنے اس

جابرانہ حکم کو اول بدل کے لکھا ہے مثلاً ”اربعین“ میں لکھا ہے۔۔۔۔۔

”پس یاد رکھو۔ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے

اوپر حرام اور قطعی حرام کہ کسی منکر اور مکذب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو“

(اربعین سرلی ۲ ص ۲۲ حاشیہ مرزا قادیانی)

”صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو، بہتری

اور نیکی اسی میں ہے، اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے

(ارشاد مرزا قادیانی منقول از اخبار الحکم، ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

مرزا قادیانی دوزخ مکانی نے صاف صاف لکھ مارا کہ جو میری نبوت کا منکر

یا مجھے جھٹلانے والا یا میری صداقت و نبوت میں شک و شبہ کرنے والا ہے

اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام قطعی ہے۔ اور پھر اس شیطانی حکم کو وحی الہی کا درجہ دیدیا تاکہ کسی میں تنقید کی جرأت نہ ہو۔ اب آپ غور کیجئے کون مسلمان ایسا ہے جو مرزا قادیانی کو کذاب و دجال اور اسکی نام نہاد وحی کو الہامی شیطانی نہیں یقین کرتا۔ یقیناً جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے اور اسلام سے کسی نہ کسی طرح واسطہ ہے وہ مرزا قادیانی اور اس کے تمام متبعین کو کافر و مرتد، دجال و کذاب اور لعنتی و جہمی سمجھتا اور اسی کو اپنا ایمان جانتا ہے۔ کیونکہ فقہائے اسلام کا اسکے بارے میں یہی فیصلہ ہو چکا ہے۔

مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَعَذَابُهُ فَقَدْ كَفَرَ (جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے) تو کون مسلمان ہے جو اس کے بارے میں متردد رہے گا؟

مرزا قادیانی نے تو فتویٰ صادر کر دیا کہ مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنا حرام قطعی ہے اب اسکے جیلوں کو دیکھئے کہ اس فتوے پر کیسی کیسی حاشیہ لکھیاں کی ہیں۔ مرزا محمود احمد ولد مرزا غلام احمد قادیانی اپنی خلافت کی ترنگ میں یوں بانٹری بجاتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں“ (الوار خلافت ص ۸۹)

ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اور اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ

کر سکے۔ (انوار خلافت صف ۹ مصنفہ مرزا محمود)

یہ ہے قادیانی دھرم جس پر نماز روزہ تو فرض نہیں مگر غیر احمدیوں کو غیر مسلم سمجھنا فرض ہے۔ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی حرام قطعی ہے۔ پھر بھی غلام مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں اور قادیانیوں سے چوری چھپے تال میل کی راہیں نکال رہے ہیں کبھی کہتے ہیں وہ بھی کلمہ گو ہیں نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ شاید انہیں خبر نہیں کہ اسلام کے نام پر اب تک جتنے فرقوں نے جنم لیا ان میں اسلام کیلئے سب سے زیادہ مہلک اور فتنہ پرور یہی قادیانی فرقہ ہے جن کے یہاں ہزاروں خانہ سازی بنی ہیں۔ لعنت اللہ علیہم اجمعین۔

ان قادیانیوں کو اپنے ایمان و عمل کا احتساب کرنا چاہیے جنہوں نے کسی مسلمان کو مسلمان سمجھا ہو یا کبھی کسی مسلمان امام کی اقتداء میں اٹھک بٹھک کر لیا ہو، کیونکہ ان کا یہ عمل قادیانی فرقہ کے خلاف ہوا، اور ان کے تمام اعمال اکارت ہو گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ”اربعین سیر“ ۳ میں لکھا۔

”چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ ”امامکم منکم“ یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوائے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پہ ہو اور تمہارے عمل ضبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔“ (اربعین صف ۲۲ حاشیہ)

سوال :- کیا کسی مسلمان کے نماز جنازہ میں بھی کوئی قادیانی شریک نہیں ہو سکتا؟
جواب :- نہیں، قادیانی دھرم کے بانی اور اس کے اماموں کے نزدیک کسی مسلمان

کی نماز جنازہ میں کسی قادیانی کا شریک ہونا گناہ اور ناجائز ہے۔ بلکہ جو شریک ہو گیا اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا بھی قادیانیوں کے نزدیک گناہ ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کے خلیفہ نامہ مرزا محمود احمد انجمنی کا ایک فتویٰ سنئے جس کو ان کے اخبار الفضل قادیان ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء نے شائع کیا۔

”میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اسکا جنازہ جائز نہیں کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں۔ اسی طرح غیر احمدیوں کو لڑکی دیدیں وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں، غیر مبالغین لاہور کے قادیانی گروپ کے گروہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی قسم کی بھی نبوت حاصل نہیں تھی، اور وہ نبوت کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود کے الفاظ کو غلطی پر محمول کرتے ہیں، ایسے لوگ بھی احمدی نہیں ہیں، ایسے لوگوں کا بھی جنازہ جائز نہیں۔“ (مکتوب میاں محمود خلیفہ ثانی قادیانی)

مسلمانوں کے جنازہ کی نماز تو الگ رہی خود ان قادیانیوں کی نماز جنازہ بھی قادیانیوں کے نزدیک جائز و درست نہیں جس قادیانی نے کبھی ایک بار کسی مسلمان کی اقتدار میں اٹھک بیٹھک کر لیا ہو یا جس قادیانی نے مرزا قادیانی کی نبوت و رسالت کو تسلیم نہیں کیا ہو اور اس قادیانی کی بھی نماز جنازہ پڑھنا گناہ عظیم ہے جس نے اپنی لڑکی کسی غیر قادیانی کو دیدیا ہو۔

خاص کر یورپ و افریقہ میں بسنے والے قادیانی غور کریں جو مسلمان کو دھوکہ دینے کے لئے مسلمانوں کی مسجدوں میں آدھمکتے ہیں اور اٹھک بیٹھک شروع کر دیتے ہیں۔ یا مسلمانوں کے جنازہ میں بے بلائے حاضر ہو جاتے ہیں اور وارثین جنازہ کی ہدایتوں کے باوجود وہ جنازہ کی صفوں سے نہیں

نکلے ہیں۔ یا اپنی بیٹیوں کو گاہے گاہے کے ساتھ مسلمانوں کے گلے میں باندھ دیتے ہیں۔ انکی حیثیت قادیانی دھرم میں کیا باقی رہ جاتی ہے؟ اگر انہیں اپنے قادیانی دھرم کا ذرا بھی پاس ہے تو انہیں مسلمانوں کی مسجدوں اور جنازوں سے کلمۃ الگ رہنا چاہئے۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں اپنی لڑکیوں کو ڈھکیل دینے سے بھی گریز کرنا چاہئے۔ کسی شخص نے مرزا محمود خلیفہ قادیانی سے سوال کیا کہ غیر احمدیوں کی نماز جنازہ پڑھنا تو جائز نہیں لیکن اگر غیر احمدیوں کے بچوں کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اس کا جواب میاں محمود احمد قادیانی نے یہ دیا۔

”جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا اگرچہ وہ بمصوم ہی ہوتا ہے اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔“ (الفصل ۲۳، اکتوبر ۱۹۲۲ء)

خود مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بیٹے فضل احمد کے جنازہ میں محض اسلئے شریک نہیں ہوا کہ وہ غیر احمدی تھا، (الفصل قادیان ۱۵، دسمبر ۱۹۳۱ء) نماز نیچگانہ ہو یا نماز جنازہ یا نماز عیدین، کسی نماز میں بھی مسلمانوں کے ساتھ قادیانیوں کو شریک ہونے کی اجازت نہیں بالفرض اگر کوئی قادیانی شریک ہو جائے تو قادیانی دھرم کے مطابق اس قادیانی کی بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاسکتی۔ اسی طرح جس قادیانی نے کسی اہلسنت کو اپنا داماد بنالیا ہوا اس کے جنازہ کی نماز بھی قادیانی دھرم میں جائز نہیں، نکاح کے معاملہ میں قادیانی اور زیادہ سخت ہیں مگر مسلمانوں کی غیرت بیدار نہیں ہوتی ہے جبکہ شریعت اسلامیہ میں بھی قادیانیوں کا نکاح کسی مسلم و غیر مسلم، انسان و حیوان سے جائز و درست نہیں، لیکن یورپ میں انجانے مسلمانوں اور قادیانیوں کے

درمیان سلسلہ کثرت جاری ہے جو شرعی طور پر دونوں کے نزدیک حرام و بد انجام ہے۔ مسلمانوں کو اپنی آنکھیں کھولنی چاہئے اور زندگی بھر کی بدکاری و زنا کاری سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔
 خلیفہ قادیانی مرزا محمود احمد آنجنہانی اپنی تصانیف میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔۔۔۔

”حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے، اسکی تعمیل کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔“ (برکات خلافت ص ۵۷)

”حضرت مسیح موعود نے احمد پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمد کو دے، آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریاں پیش کیں۔ لیکن آپ نے اسکو بھی فرمایا کہ لڑکی کو بیٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ یہی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی، تو حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا۔ اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجود کہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔

(انوار خلافت ص ۹۲ مصنفہ میاں محمود خلیفہ قادیانی)

یورپین قادیانیوں کو اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرنی چاہئے کہ مسلمان تو انہیں اپنی لڑکیاں نہیں دیتے لیکن وہ نوجوان مسلمانوں کو لڑکیوں کے ذریعہ پہلے اپنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، یاد رہے کہ قادیانی دھرم میں ایسے قادیانیوں کی توبہ بھی قابل قبول نہیں اور نہ ان کی نماز جنازہ جائز ہے، لہذا انہیں مسلمانوں کو داماد بنانے سے باز آنا چاہئے۔

دسویں ملاقات

السلام علیکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال :- الْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ قادیانی دھرم کی خانہ تلاشی کے بعد اسکی اصلیت و حقیقت آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو کر سامنے آگئی، اور یہ معلوم ہو گیا کہ کلمہ گوئی کی آڑ میں وہ مسلمانوں کا ایمانی و جانی دشمن ہے مسلمانوں پر لازم و ضروری ہے کہ ایسے اسلامی غداروں اور ایمان کے ڈاکوؤں سے ہر طرح کا رشتہ و نااطہ توڑ کر اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کریں، اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا قادیانی دھرم کے بانی نے اپنی امت کو مسلمانوں کے ساتھ تال میل کا حکم دیا ہے یا مسلمانوں سے قطع تعلقات کا حکم صادر کیا ہے؟ اگر تال میل کا حکم دیا ہے تو یہ قادیانی دھرم کے اصولی نظریہ اور بنیادی عقائد کے خلاف ایک منافقانہ خیال ہے۔ اور اگر ترک تعلقات کا حکم صادر کیا ہے تو پھر اسکی امت اس حکم پر عمل پیرا کیوں نہیں ہے؟

جواب :- الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّہُ لِلّٰہِ کہ قادیانی دھرم کی خباثتوں سے آپ کو کچھ نہ کچھ آگاہی ہو گئی اور اس کے تئیں آپ نے مسلمانوں کو صحیح مشورہ دیا جبراک اللہ۔ قادیانی دھرم کے لیڈروں نے اپنے پیروکاروں کو مسلمانوں سے تال میل کا حکم تو کہیں نہیں دیا ہاں ازراہ منافقت تال میل کے تعلق سے تقریریں کرتے اور اپنے متبعین کے ساتھ مسلمانوں کو بھی دھوکہ دیتے ہیں۔ البتہ ترک معاملات اور ترک تعلقات کا تحریری حکم قادیانی دھرم کے بانی نے اپنی تمام امت کو دیا ہے اور اسکی تائید قادیانی اماموں نے کی ہے۔ سنے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے صاف صاف حکم دیا ہے کہ غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات انکی غمی اور

شادی کے معاملات میں نہ ہوں۔ (الفضل قادیان ۱۸ جون ۱۹۱۷ء)

”یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ کہ اپنی طرف سے۔ اور دوسرے وہ لوگ آپا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں بھی حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اور ان لوگوں کو انکی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں۔ جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی۔ اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔“

(تشیخ الاذہان ص ۱۱۳ ارشاد مرزا قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی نے نہایت واضح انداز میں اپنے اس اقدام کا اعلان کیا، اور مسلمانوں سے ملنے جلنے پر پابندی عائد کی، لکھتا ہے۔

”غیر احمدی سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ انکو ٹکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیاوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیاوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ ناظم ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو انکی ٹکیاں لینے کی اجازت ہے۔ تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی ٹکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کیا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے

کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔ ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کبھی سلام نہیں کہا۔ نہ انکو سلام کہنا جائز ہے غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو مسیح موعود نے غیروں سے الگ کیا ہے۔ اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔ (کلمۃ الفصل) "

ان عبارتوں کو بار بار غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ قادیانی بنا سستی نبی اور قادیانی لیڈروں نے اپنی امت اور پیاریوں کو کس کس طرح مسلمانوں سے نفرت دلانے کی کوشش کی ہے کہیں مسلمانوں کو سڑا ہوا اور کٹر لڑا ہوا دودھ کہا تو کہیں نصاریٰ یہود کہا۔ کہیں عورت میں شریک ہونا حرام کہا تو کہیں رشتہ و ناطہ قائم کرنے کو بد انجام کہا۔ کہیں مسلمان کی لڑکیوں کا مذاق بنایا تو کہیں مسلمانوں کو سلام کہنا ناجائز سنایا۔

لیکن مسلمان ایسا خواب خرگوش ہے کہ اس کے کانوں میں جوں تک نہیں رینگتی اور وہ ان معاندانہ، منافقانہ، تحریروں کی نوٹس تک نہیں لیتا۔ بلکہ درپردہ قادیانیوں کے ساتھ رشتہ داریوں کیلئے آمادہ و تیار ہے، ایسے نام نہاد مسلمانوں کو شرم و ندامت سے ڈوب مرنے چاہئے کہ جس بات کو اس کی شریعت اسلامی حرام و بد انجام قرار دیتی ہے اسی بات کو سر انجام دینے کیلئے خفیہ تدبیریں کرتے اور اسلام کو دھوکہ دیتے ہیں اسی طرح ان قادیانیوں کو بھی چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے چاہئے جو نوجوان مسلمانوں کو دامِ تدریر میں سچائیں کر اپنی بیٹیاں حوالہ کر دیتے اور اپنے قادیانی دھرم کا مذاق اڑاتے ہیں۔

جب اسلامی شریعت اور قادیانی دھرم دونوں نے اپنے اپنے ماننے

والوں کو عبادت و معاملات میں، دینی و دنیاوی تعلقات میں ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہنے کی شدید تاکید کی ہیں تو پھر ان دونوں پیر و کاروں کا اپنے اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں کو نظر انداز بلکہ پامال کرنا ہرگز زیب نہیں دیتا، مسلمانوں اور قادیانیوں دونوں پر لازم ہے کہ اپنے اپنے اصولوں اور اماموں کے حکموں کی پابندیاں کریں اور ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہیں یہی ان کے بنیادی اصولوں کا تقاضہ اور مرکزی مطالبہ ہے۔

اگر قادیانی اپنے نبی علیہ اللعنة اور خلفاء کے حکموں کو روند کر مسلمانوں کی طرف رشتہ و نااطہ کا ہاتھ بڑھاتے اور مسلمانوں کی مجالس میں شریک ہوتے ہیں تو یہ اس کی پھال بازی اور منافقت ہے اگر واقعی انہیں مسلمانوں میں رشتہ داریاں کرنی ہوں تو پہلے انہیں قادیانیت سے توبہ نصوح کرنی ہوگی اور اہلسنت و جماعت کا جہاد مستقیم اختیار کرنا ہوگا، اور جب مسلمانوں کا اس پر اعتقاد بحال ہو جائے تو رشتہ و نااطہ کی بات ہو سکتی ہے اور مسلمان اپنے بھولے بھڑے بھائی کو گلے لگا سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

سوال :- مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ مسیحیت، دعویٰ مہدیت اور دعویٰ نبوت و رسالت میں دلائل و حقائق کی روشنی میں کہاں تک سچا یا جھوٹا ہے؟
جواب :- ہر دعویٰ اپنے دلائل کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے، اگر دلیل قوی ہو تو دعویٰ سچا سمجھا جاتا ہے اور اگر دلیل کمزور ہو تو دعویٰ جھوٹا مانا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے جس قدر دعوے کئے ان سب کے پیچھے جھوٹے اور بے بنیاد دلائل ہیں جسکی وجہ سے اس کے دعوے تاریک نبوت سے زیادہ اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔

پھر بھی یہ بات بالکل ظاہر اور مسلم ہے کہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا
رہنمایا مجدد وقت، یا محدث زمانہ، یا ظلی نبی یا بروزی رسول، یا ظل الانبیاء
یا سید عالم سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
اتوار، یا نبی حقیقی مانتے ہیں ان کے نزدیک مرزا قادیانی تمام سچوں سے بڑا
سچا ہے۔ اس کے جھوٹا ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

باقی رہے وہ لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہایت شاطر، مکار، فریبی
مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے والا، شیطانی وحی کا دعویٰ کرنے
والا، اپنی دجالی نبوت کا اعلان کرنے والا، اپنی مجددیت و مہدیت کا جھوٹا
پرچار کر رہا ہے، دین اسلام اور اس کے بنیادی عقائد کا مذاق اڑانے والا،
اور اسلام دشمن طاقتوں کا خود کاشتہ پورا قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک
مرزا مذکور کے سچا ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ ان کے نزدیک
سچا ہوتا تو اس سے الٹی بغض رکھنے اور اسے جھوٹوں کے روپ میں دیکھنے کا
کوئی مطلب ہی نہیں ہوگا۔

اب مرزا قادیانی کی سچائی و جھوٹائی کا سب سے عمدہ فیصلہ میرے نزدیک بھی
وہی ہے۔ جو خود مرزا قادیانی نے اپنے سچے جھوٹے ہونے کا معیار قائم کیا
اسی معیار کو پوری دیانت داری کے ساتھ دیکھا جائے اگر وہ اپنے معیار
پر سچا اترتا ہے تو ویسا ہی ہے اور اگر جھوٹا اترتا ہے تو مسلم ہے کہ وہ جھوٹا ہے،
مرزا قادیانی نے اپنے سچا یا جھوٹا ہونے کیلئے یہ معیار قائم کیا ہے کہ جس
کاموں کیلئے میں بھیجا گیا ہوں اگر وہ سب کام میرے ہاتھوں سے انجام
پاگئے تو میں سچا ہوں اور اگر وہ سب کام ادھورے رہ گئے تو میں جھوٹا
ہوں۔ بس اسی معیارِ صدق و کذب کو سامنے رکھتے ہوئے ہم لوگوں کو
جائزہ دینا چاہیے کہ جن کاموں کیلئے مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو پیش

کیا تھا کیا وہ سب کام سرانجام پیا گئے؟ اگر ہاں تو وہ سچا ہے اور اگر نہیں تو وہ جھوٹا ہے۔

اس سلسلہ میں اس نے باضابطہ ایک اشتہاری مضمون لکھا اور ۱۹۰۸ء میں ہزاروں ہزار کی تعداد میں چھپوا کر شائع کیا پھر اسی مضمون کو اس کے کثیر الاشاعت اخبارات مثلاً ابدر وغیرہ نے شہ سرخیوں کے ساتھ چھاپا پھر بطور حوالہ حکیم محمد حسین لاہوری قادیانی نے اس مضمون کو اپنی مشہور کتاب ”المہدی“ میں نقل کیا۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے اسے اشتہار و اخبارات کا دستیاب ہونا تو قدرے مشکل ہے لیکن ”المہدی“ آج بھی دستیاب ہے جو چاہے اس مضمون کو پڑھ لے، پورے مضمون کا لب لباب اور ماحصل یہ ہے۔

میرا کام جس کیلئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستونوں کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو بھیاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑوں شان ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس مجھ سے دشمنی کیوں ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا ہے جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام

بقلم خود مرزا غلام احمد

(منقول از المہدی ص ۳۲ مصنفہ حکیم محمد حسین لاہوری قادیانی)

مرزا قادیانی کے مضمون بالا کی روشنی میں انصاف کے ساتھ دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی عیسیٰ پرستی کا خاتمہ ہو گیا اور کیا تثلیثی قائلین میں توحیدی اجالا پھیل

گیا؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ آج بھی دنیا میں لاکھوں کٹر ورس چرچ کے اندر حضرت
 سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت
 مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پرستش ہو رہی ہے۔ اور خدائے پاک کے
 ساتھ ان دونوں مقدس ذات کو سارے عالم کا نجات دہندہ مانا جا
 رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۸۶ء میں مرزا قادیانی نے اپنی مہدیت و
 مسیحیت کا دعویٰ شروع کیا اور ۱۹۰۲ء تک مسلسل اپنے مشن کو آگے
 بڑھاتا رہا تا انیکہ اس نے اپنے سچے بھوٹے ہونے کا معیار بشکل شہاد
 شائع کیا۔ اور ۱۹۰۸ء میں لاہوری ہسینہ کا شکار ہو گیا، اب دیکھنا یہ ہے
 کہ ۱۹۰۸ء سے پہلے عیسائیت کی وہ کون سی تعلیم و ترقی تھی جو ختم ہو گئی
 اور اسکی جگہ اسلام و توحید نے لے لی۔ بلکہ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ
 دنیا کے مختلف گوشوں خاص کر قادیانی دھرم کے مرکزوں کے ارد گرد
 عیسائیت و یہودیت بڑھتی جا رہی ہے (اور اس وقت تک بڑھتی
 رہے گی جب تک حقیقی مہدی موعود اور مسیح موعود کی تشریف آوری
 نہیں ہو جاتی ہے) اور قادیانی توحید کے متوالے اس میں گم ہوتے جا
 رہے ہیں، آج قادیانیوں کی سب سے بڑی مشنری عیسائیت و یہودیت
 کے مراکز لندن اور حیفہ میں کام کر رہے ہیں (حیفہ یروشلم سے تیس کیلو
 میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے) مگر ان مراکز میں بھی بجائے عیسائی پرستی کے
 ستونوں کو توڑنے کے اسلامی ستونوں کو توڑ رہے ہیں یہاں تک
 کہ قادیانی مشنری کے کل پرزے خود عیسائی و یہودی کارخانوں میں ڈھل
 رہے ہیں۔

ساتھ ہی ساتھ یہ دیکھا جائے کہ مرزا قادیانی نے اپنے دور میں اور اسکے
 مرنے کے بعد خلفاء اور قادیانی مشنری حضور سید عالم خاتم الانبیاء محمد

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی جلالت و عظمت اور شان کو دنیا پر کہاں تک ظاہر کیا؟ جب کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ کے مطابق اس تمام ترکوششیں اسی جہت میں لگی ہوئی تھیں، اگر قادیانیوں کی تمام تصانیف کو یکجا کر کے دیکھا جائے تو سوائے مرزا قادیانی کے کارناموں انہی بیٹی پیش گوئیوں اور دشنام طرازیوں کے اور کچھ بھی سامنے نہیں آتا ہے، اسی سے ظاہر ہے کہ حضور پر نور رسالت مآب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت و عظمت اور رفیع و اعلیٰ شان سے مرزا قادیانی اور اسکی امت کو کتنا انکاد ہے۔ مرزا قادیانی کی سوانح و سیرت اور اسکے پیغام پر سیکڑوں کتابیں چمکے مارکیٹ میں گئیں۔ مگر سید عالم فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ یا احادیثِ کریمہ کے تعلق سے قادیانیوں کی کتنی کتابیں منظر عام پر آئیں؟

مرزا قادیانی انجہانی کی سچائی کی علت غائی یہ تھی کہ عیسیٰ پرستی اور تثلیثی عقیدہ ۱۹۰۸ء تک نصیحت و نابود ہو جائے گا اور توحید کا پرچم عالم عیسائیت و یہودیت پر لہرانے لگے گا لیکن ۱۹۹۶ء تک ہنوز روزاؤں ہے یعنی نہ تو عیسیٰ و مریم پرستی کا خاتمہ ہوا اور نہ عقیدہ تثلیث نیست و نابود ہوا اور نہ ہی توحید و رسالت کی جلالت و عظمت، شان و شوکت عیسائی ماحول پر غالب ہوئی تو یقیناً مرزا قادیانی اپنے دعوے میں جس کام کیلئے اس میدان میں کھڑا ہوا تھا وہ تمام دعوے وہیں کے وہیں دھرے رہ گئے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے زمانہ سے لیکر اب تک مجموعی طور پر عیسائیت کو بڑھاوا ملا ہے اور عقیدہ تثلیث کے پیروکار زیادہ ہوئے ہیں۔ حالانکہ مرزا کے اس میدان میں کھڑے ہونے کا اصل مقصد اپنے قادیانی دھرم کو پھیلانا یا اپنے نشانات کو ظاہر کرنا تھا بلکہ اصل مقصد عیسیٰ پرستی کے ستونوں کو توڑنا تھا اور

تشلیٹ کی جگہ توحید کو پھیلانا تھا، لہذا نتائج کے اعتبار سے وہ اپنے دونوں
 بلکہ تینوں کاموں میں ناکام و نامراد رہا پس یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ اپنے تحریری
 و تقریری بیان کے مطابق وہ کذاب و دجال تھا اور اسکے جس قدر دعویٰ
 تھے وہ سب کے سب جھوٹے اور باطل تھے۔ قاویانی تحریر کے
 مطابق اب تمام قاویانیوں کو چاہئے کہ وہ اس بات پر گواہ ہو جائیں کہ مرزا غلام
 احمد قاویانی اپنے دعویٰ میں جھوٹا اور کذاب و دجال تھا اور اگر خداوند قدس
 قاویانیوں کو توفیق بخشنے تو اس کذاب و دجال کے دجالی دھرم سے
 سچی توبہ کر کے دین اسلام میں آجائیں اور مذہب مہذب الہ سنت میں
 داخل ہو جائیں کہ یہی ایک نجات کا ذریعہ اور دین و دنیا میں سرخروئی و
 کامیابی کی ضمانت ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ وَصَلَّى اللّٰہُ
 تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُورِ عَرْشِہٖ وَزَیْنَةِ قَدْرِہٖہٗ وَمَظْہَرِ لَطْفِہٖ
 وَخَاتِمِ انْبِیَآئِہٖ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ
 حِزْبِہٖ اٰجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَ سَلَّمَ



باطل فرقوں کے رد میں لاجواب کتاب

باطل اپنے آپکے میں

www.NAFSEISLAM.COM

مؤلفہ: علامہ مولانا محمد صدیق صاحب ملتانی

باہتمام: محمد سرور اویسی

ناشر:

مکتبہ فیضانِ اولیاء جامع مسجد عمر روڈ کامونکی ضلع گوجرانوالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
مسئلہ ختم نبوت پر ایک مدلل اور لازوال تحقیق

مسئلہ ختم نبوت

- مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت و عظمت کا قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں مدلل بیان۔
- مرزا یوں کے آرگن الفضل کے خاتم النبیین نمبر کا مکمل اور مدلل جواب۔
- مرزا قادیانی احادیث و واقعات کی روشنی میں۔
- مرزا قادیانی کے امراض مراق و غیرہ
- مرزا قادیانی کی سیرت و کردار اور عجائبات وغیرہ امور پر مدلل گفتگو

مؤلف :-

شارح بخاری حضرت علامہ سید محمد امجد رضاوی رحمۃ اللہ علیہ
سابق جنرل سیکرٹری مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان، ناظم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

فہرست

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۳۰	ختم نبوت اور علماء اہل سنت	۱۳۵	شریعت اسلام کیا کہتی ہے؟
۱۳۷	خارو گل	۱۴۳	نبوت کا چور
۱۵۳	پلو مرکی شراب	۱۴۸	مراتی نبی
۱۵۶	مرزائیوں کے پٹاک عزائم اور عقائد	۱۵۵	قرآن رسول اکرم قاطع الزہر امام حسین کی توہین
۱۶۳	مرزائیوں کے عزائم	۱۵۹	سرخضر اللہ اور پاکستان
۱۶۸	ختم نبوت از قرآن	۱۶۷	لفظ خاتم کی تشریح
۱۹۰	ختم نبوت از احادیث	۱۷۷	دلائل عقلیہ
۲۰۹	اجرائے نبوت پر الفضل کے دلائل اور ان کے جوابات	۱۹۷	مرزائی نبوت اور حضرات صوفیاء کرام
۲۱۹	ضروری نوٹ	۲۲۸	الفضل کے خاتم النبیین نمبر کا جواب
۲۳۵	چوں چوں کامرہ	۲۴۲	مرزاجی کا فیصلہ
۲۴۱	مرزائی عیسائیت	۲۴۹	مداری کی پٹاری
۲۴۸	عجائبات مرزا	۲۵۳	افیمی استاد افیمی شاگرد
۲۴۴	قادیانی نبوت کے تابوت میں آخری کیل	۲۴۱	مرزا غلام احمد احادیث اور واقعات کی نظر میں
۲۴۶	احادیث کی پیچگویی	۲۴۳	خاتم المرسلین
	مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت	۲۴۹	

ختم نبوت اور علماء اہلسنت

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کیا تو اس کی ہدایت کے لیے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک انبیاء کا سلسلہ جاری رہا اور جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو فرمایا وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ لَفَظ خاتم کی تعریف بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ ابوالمحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر حسنت ص ۳۵۰ میں فرماتے ہیں:

”خاتم اسم آلہ ہے جس سے کسی کو ختم کیا جائے جیسے طالع جس سے طبع کیا جائے تو معنی خاتم النبیین یہ ہیں کہ ان پر نبی و نبوت ختم ہو گئے یہ حاصل معنی آخر النبیین ہوئے۔“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی (۱) مجھے جوامع الکلم دیے گئے (۲) رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی (۳) میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا (۴) میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنایا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی (۵) مجھے تمام مخلوق کے لیے رسول بنایا گیا (۶) میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔“

(مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجل کے خروج سے نہ ڈرایا ہو اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔

(ابن ماجہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

”میری امت میں تمیں کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(ابو داؤد۔ کتاب الفتن)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنا واضح اشارہ فرمانے کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہوگا اگر کوئی بھی شخص آج مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہے وہ اپنا حال دیکھ لے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا رہا ہے۔

امام قزوی نے کتاب الناقب میں یہ حدیث نقل کی ہے:

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن

ہوتا تو عمر ابن الخطاب نبی ہوتے۔“

اس حدیث کے بعد مرزا قادیانی کا جھوٹا دعویٰ نبوت کھل کر سامنے آ جاتا ہے چونکہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں ہیں اس لیے دوسرا اگر کوئی یہ دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کا نبی ہونا محال ہے اس لیے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

زیب نظر رسالہ میں مسئلہ ختم نبوت پر علمی بحث کی گئی ہے شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ میں قرآن و حدیث اور عجائبات مرزا سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا اپنے دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے فاضل محقق کے علمی رسائل میں ”رد چکر الویت“ رد عیسائیت کے علاوہ بخاری شریف کی شرح فیوض الباری بھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

دیگر علماء اہلسنت کی خدمات قابل تعریف ہیں چنانچہ اس ضمن میں رئیس التحریر حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ فرماتے ہیں۔

"علماء و مشائخ اہلسنت عظمت الوہیت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے ہمیشہ سینہ سپر رہے ہیں اور ان کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں کسی بڑے سے بڑے عالم کو بھی معاف نہیں کیا، قصر نبوت میں نقب لگانے والے مرزائی قادیانی کو کیسے معاف کر دیتے؟ مولانا غلام قادر بھیروی (متوفی ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) نے مرزا کی زندگی میں اس کا شدید رد کیا۔ حضرت پیر سید مر علی شاہ گولڑوی نے ۱۹۰۰ء میں ٹمس الہدایہ لکھ کر مرزا کے مزعومات کا رد کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر زبردست دلائل قائم کیے، مرزا نے جواب دینے کی بجائے ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو مناظرے کا چیلنج دے دیا۔ حضرت پیر صاحب علماء کے جم غفیر کے ساتھ مقرر کردہ تاریخ پر بادشاہی مسجد لاہور پہنچ گئے، لیکن مرزا کو سامنے آنے کی جرات نہ ہو سکی۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو اس نے اعجاز المسیح کے نام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر عربی میں لکھ کر شائع کی اور دعویٰ کیا کہ یہ الہامی تفسیر ہے۔ حضرت پیر صاحب نے ۱۹۰۲ء میں سیف چشتیائی شائع کی جس میں نہ صرف مرزا کے دعوؤں کی دھجیاں بکھیر دیں، بلکہ اس کی عربی دانی کا پول بھی کھول دیا۔ قادیانی آج تک اس کا جواب نہیں دے سکے۔

امام احمد رضا بریلوی نے متعدد فتوؤں کے علاوہ پانچ رسائل قادیانیوں کے رد میں لکھے۔ ان کی زندگی کی آخری تصنیف "الجزاز الدیانی علی المرتد القادیانی" مرزا کے رد میں ہے آپ کے صاحبزادے حجت الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی نے "الصارم الربانی" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کرتے ہوئے، مرزائیوں پر حجت قائم کر دی۔

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری نے بادشاہی مسجد لاہور میں تقریر کرتے ہوئے مرزا کی موت کی پیش گوئی فرمائی جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسری نے مرزا کے رد میں دو جلدوں میں "الکادیہ علی الغادیہ" لکھی، پروفیسر مولانا الیاس برنی نے مرزائیت کے رد میں مبسوط کتاب "قادیانیت کا علمی محاسبہ" لکھی،

مولانا کرم الدین دبیر نے مرزائے قادیانی اور حکیم فضل دین بھیروی کے خلاف مقدمہ کیا، جو دو سال چلتا رہا۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو گورداسپور کے جج نے مرزائیوں کے خلاف فیصلہ دیا اور انہیں بالترتیب پانچ سو اور دو سو روپے جرمانہ کیا۔ مولانا نواب الدین سکوی ساری زندگی ان کی تردید کرتے رہے۔ وہ حسب ضرورت زبان کے ساتھ لاشی بھی استعمال کرتے تھے۔

۱۹۵۳ء میں تمام طبقوں نے مل کر تحریک ختم نبوت چلائی اور بالاقاق مجلس عمل کا صدر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کو منتخب کیا گیا، مطالبہ یہ تھا کہ ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، حکومت نے مطالبات تسلیم نہ کیے اور قائدین کو گرفتار کر لیا، علامہ ابوالحسنات نے سکھر جیل میں جب یہ سنا کہ ان کے اکلوتے بیٹے مولانا سید خلیل احمد قادری کو تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں پھانسی دے دی گئی ہے تو ایسی استقامت کا مظاہرہ کیا کہ مخالفین بھی عیش عیش کر لیتے۔ قائدین کی گرفتاری کے بعد مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے مسجد وزیر خان کو مرکز بنا کر شعلہ بار تقریروں سے آگے بڑھایا، انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا اور ان کے خلاف سزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت تھی کہ بعد میں یہ فیصلہ واپس لے لیا گیا۔

۱۹۷۳ء میں دوبارہ ختم نبوت چلی تو علامہ سید محمود احمد رضوی شارح بخاری اس کے جنرل سیکرٹری تھے۔ یہ تحریک کامیاب ہوئی اور ۱ ستمبر کو مرزائی قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے۔ اس موقع پر قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت العلماء پاکستان، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا محمد علی (حیدر آباد) اور مولانا ذاکر (جھنگ) کی مساعی لائق صد ستائش ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت پر یہ مجموعہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے موقع پر علامہ سید

محمود احمد رضوی نے مرتب کر کے شائع کیا تھا۔ اس سلسلے میں علامہ سید محمود احمد رضوی کو اعظم خان کی مارشل لاء کے دور میں گرفتار بھی کیا گیا، قلعہ میں بند رکھا گیا اور سنٹرل جیل میں بھی قید رکھا گیا۔

مسئلہ ختم نبوت کا یہ علمی رسالہ آپ کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرزا قادیانی کے فریب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کنور فرخان

۱۲ / مارچ ۱۹۹۷ء

۲ / ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ

اے رہے انبیا کما قیل لہم
والخاتم حَقِّکم کہ خاتم ہوئے تم

یعنی جو ہوا دفستہ تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم
○

(اہم السنۃ المصنوعہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے

شریعت اسلام کیا کہتی ہے:

ملت اسلامیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ چنانچہ ۳ جولائی کو لاہور میں جو اجتماع ہوا اس میں ہر طبقہ خیال کے علماء اور ہر مدرسہ فکر کے رہنماؤں نے متفقہ طور پر اس بات کو تسلیم کیا کہ مرزائی صرف کافر نہیں بلکہ مرتد بھی ہیں۔ یہ بات بھی سب کو تسلیم ہے کہ اگر مرتد توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے اور حکومت اسلامیہ کا فرض ہے کہ وہ مرتد کے ساتھ وہی سلوک کرے جو اسلام نے مقرر کیا ہے۔

وَمَنْ يَتَرَدَّدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ
فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ
أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔

تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور کفر کی حالت میں مرے اس کے تمام اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہیں اور وہ لوگ جہنمی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت میں اس کا بیان ہے جو مرتد ہو جائے اور اسی ارتداد پر مرے اس کے اعمال دنیا و آخرت میں برباد ہیں اور وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیش کے لیے داخل کیا جائے گا۔
۲۔ دوسری آیت میں فرمایا گیا کہ جو لوگ مرتد ہو گئے تو ان کی سرکوبی کے لیے اللہ

ایسی قوم لائے گا جو اللہ کو محبوب ہوگی اور وہ اللہ کو محبوب رکھیں گے جو مسلمانوں کے سامنے حقیر اور کافروں پر سخت ہوگی۔

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔

وہ قوم اللہ کی راہ میں جہاد کرے گی اور ملامت سے خوف نہ کھائے گی۔

۳۔ حضور نبی کریم علیہ السلام نے اپنی حیات مبارکہ میں مرتدوں کے قتل کا حکم

دیا اور آپ ﷺ کے ہی حکم سے قبیلہ عربہ کے چند مرتد افراد کو قتل کیا گیا (بخاری)

۴۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا کیونکہ وہ

زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کر کے مرتد ہو گئے (بخاری)

۵۔ میلہ کذاب، اسود عسی، ابن صیاد، شجاع، خویلد یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے

زمانہ حیات نبوی و زمانہ صحابہ کرام میں دعویٰ نبوت کیا۔ ان کو مرتد قرار دیا گیا اور قتل

کیا گیا۔ ابن صیاد نے چونکہ توبہ کر لی تھی اس لیے اس کو باقی رکھا گیا۔ بہر حال اس پر

سب کا اتفاق ہے کہ مرتد کافر اصلی سے بھی بدتر ہے اور واجب القتل ہے۔ اگر وہ توبہ

نہ کرے تو اس کی سزا سوائے قتل کے اور کچھ نہیں ہے۔ خصوصاً حضور سید المرسلین

خاتم النبیین حبیب کبریا محمد مصطفیٰ علیہ التیمتہ وانشاء کی توہین کرنے والے مرتد کے متعلق

تو آئمہ کرام نے تصریح کی ہے کہ وہ فوراً قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ بھی قبول نہ

کی جائے۔

۶۔ مرتد سے سلام کلام میل جول حرام ہے اس کی بیع و شراء اور عقود سب فاسد

ہیں اس کو تو زمین پر چلنے کا بھی حق نہیں ہے۔

مرتد کافر اصلی سے بھی بدتر ہے۔ ہندوؤں یا عیسائیوں کی طرح اس کو ذی یا

مستامن بھی نہیں قرار دیا جاسکتا چہ جائیکہ اس کو اقلیت قرار دیا جائے۔ مرتد خدا و

رسول کا باغی ہوتا ہے اور باغی کی سزا سب جانتے ہیں کہ کیا ہے؟

بہر حال یہ تو ہے مرتد کے متعلق اسلامی نظریہ اور فقہی احکام جن پر تمام

مسلمانوں کا اتفاق ہے شریعت اسلامیہ کے اس صاف اور واضح قانون کی روشنی میں ہمارا اصلی اور شرعی مطالبہ تو وہی ہونا چاہیے کہ ان کو مرتد قرار دیا جائے اور ان پر مرتدوں کے احکام نافذ کیے جائیں۔ مگر یہ کام حکومت کا ہے اور ان لوگوں کا ہے جن کے ہاتھ میں آج اقتدار کی باگ ڈور ہے ان کا فرض ہے کہ قانون اسلامی کو عملی جامہ پہنائیں۔ کیونکہ صحیح اسلامی حکومت کا سب سے پہلا فرض یہ ہی ہوتا ہے کہ وہ مرتدوں کا استحصال کرے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کی وفات کے بعد امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔ افسوس آج صحیح اسلامی حکومت نہیں اور اقتدار کی باگ ڈور ان ہاتھوں میں ہے جن کے دل و دماغ پر فرنگیت سوار ہے۔ اس لیے عوام حضور نبی کریم علیہ السلام کے اس حکم کے پابند ہیں۔

”کہ جب تم کوئی منکرات دیکھو تو اس کو طاقت سے ختم کر دو اور اگر طاقت و حکومت نہ ہو تو پھر زبان سے جہاد کرو۔“

اب رہا مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اس کے متعلق تو سب کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس مطالبہ سے مرزائیوں کو تقویت پہنچے گی۔ چنانچہ جمعیت کے شیر خصوصی نے بھی ”بصیرت“ میں لکھا ہے۔

”کہ ہم جانتے ہیں کہ اس سے مرزائی صاحبان کو فائدہ ہوگا جو حضرات مسلم لیگ کا ٹکٹ حاصل کرنے کے باوصف کامیاب نہ ہو سکے اور ان کے فائز الرام ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے، وہ اقلیت کے افراد ہونے کے اعتبار سے ایک دو نشستیں حاصل کر سکیں گے۔“

اس لیے اقلیت والے مطالبہ کے متعلق ہماری رائے یہ ہے کہ یہ مطالبہ ایک نہایت ہی نیچے درجہ کا مطالبہ ہے اور مرزائیوں کو مسلمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ وہ ان کے متعلق اپنا اصلی مطالبہ پیش نہیں کر رہے۔ حکومت کو بھی اپنی پہلی فرصت میں اس مطالبہ کو تسلیم کر لینا چاہیے کیونکہ اگر مسلمانوں نے اپنا اصلی اور شرعی مطالبہ پیش

کر دیا تو بہت مشکل پڑ جائے گی مسلمان مرزائیوں کو اقلیت اس لیے قرار دینا چاہتے ہیں۔

۱۔ تاکہ ملت پر ظاہر ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی خارج از اسلام اور مرتد ہے۔

۲۔ تاکہ پاکستان کی سالمیت کو برقرار رکھا جائے۔

۳۔ مرزائیوں کو اصول اقلیت کے مطابق حصہ دیا جائے۔

۴۔ مرزائیوں کی خلاف پاکستان سازشوں کو ختم کیا جائے۔

خار و گل

www.NAFSEISLAM.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY"

مثنوی میں مولانا روم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ خلیفہ وقت کو جب خبر پہنچی تو اس نے اپنے مصاحبوں سے کہا کہ ضرور وہ شخص یا تو پاگل دیوانہ ہے یا بھوکا ہے۔ چنانچہ خلیفہ نے مدعی نبوت کو بلایا اور باورچی خانہ میں قسم قسم کے کھانے چنوا دیے۔ مدعی نبوت نے جب انواع و اقسام کے لذیذ کھانے دیکھے تو بے تحاشا نگلنے لگا۔ خلیفہ وقت نے کہا نبی صاحب اب بھی سلسلہ الہامات جاری ہے یا نہیں۔ مدعی نبوت نے نہایت متانت سے جواب دیا جی ہاں۔

”ابھی ابھی وحی آئی ہے میرا رب فرماتا ہے اے میرے پیارے نبی

اس باورچی خانہ سے کبھی مت نکلنا۔“

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ حضور خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دعویٰ وہی کر سکتا ہے جو یا تو دیوانہ، سڑی و پاگل ہو یا پیٹ سے بھوکا اور دنیا طلبی کا سودا اس کے دماغ میں پیدا ہو گیا ہو۔

چنانچہ یادش بخیر مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھ لیجئے۔ آپ سیالکوٹ میں پندرہ روپے کے ملازم تھے۔ مگر پندرہ بیس روپے میں شکم اقدس کی کون کون سی درخواستیں پوری فرماتے۔ اس لیے آپ نے سمجھ لیا کہ غریبانہ زندگی بسر کرنا بڑا مشکل کام ہے کوئی نیا سلسلہ جاری کرنا چاہیے تاکہ۔

یاں تو آرام سے گزر جائے

عاقبت کی خبر خدا جانے

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مرزا صاحب نے اپنی زندگی کو رتکین اور عیش و آرام سے گزارنے کے لیے کچھ دعاوی کیے مگر جب ان دعووں سے پیٹ کی خواہشیں پوری نہ ہو سکیں تو آپ نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا اور نبی بن جانے کے بعد اب مرزا جی کی پانچوں گھی میں ڈوب گئیں۔ روپوں کی بوچھاڑ ہونے لگی قرنی، زردے، پلاؤ، تورے میسر آنے لگے کبھی مانجھے خاں کا منی آرڈر آیا اور کبھی شمس الدین پنواری نے اپنے اکرام کی بارش کر دی اور پھر حضرت ”شیخی، میچی“ جناب حیراتی صاحب نے بھی الہامات کی بوچھاڑ شروع کر دی اور یہ الہامات بھی صرف روپوں کے متعلق ہی ہونے لگے۔

چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں ”ایک دفعہ کشفی طور پر ۳۳ یا ۳۶ روپے دکھائے گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مانجھے خاں کا بیٹا اور شمس الدین پنواری ضلع لائلپور سے بھیجنے والے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد کارڈ آیا جس میں لکھا تھا ۴۰ روپے مانجھے خاں کے بیٹے اور ۲ روپے پنواری کی طرف سے ہیں۔“

(نزل المسیح ص ۴۰۹ و مکاشفات ص ۳)

پھر فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ مجھے قطعی طور پر الہام ہوا کہ اکیس روپے آئیں گے کم نہ زیادہ (نزل المسیح ص ۱۲۸) چنانچہ اکیس روپے آ گئے۔

اور فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے وحی آئی کہ عبد اللہ خاں دیرہ اسماعیل خان۔ میں

نے سب کو اطلاع دے دی کہ اس نام کے کسی شخص سے روپیہ آئے گا۔ (نزول المسح ص ۱۵۹)

ناظرین ان تمام الہامات سے ظاہر ہوا کہ مرزا جی نے نبوت کی دکان صرف اس لیے چمکائی تھی تاکہ روپوں کی بارش شروع ہو جائے یعنی ان کا دعویٰ نبوت صرف دنیا طلبی کے لیے تھا اور وہ اسی لیے نبی بنے تھے۔

بلی کو خواب

پھر جس طرح بلی کو خواب میں بھی چھچھڑے نظر آتے ہیں ٹھیک اسی طرح آپ کو بھی خواب روپوں پیسوں کے آتے تھے۔ چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں:

”رویا میں دیکھا کہ ایک لقاہ ہے جس میں سے کچھ پیسے نکل کر باہر آ گئے ہیں“ (البدر ص ۵، ۱۹۰۵ء) اور فرماتے ہیں رویا میں دیکھا کہ قدرت اللہ کی بیوی روپوں کی ایک ڈھیری سامنے پیش کرتی ہے ”البدر“ ج ۱، نمبر ۲۸ ص ۱۹۵ اور کہتے ہیں اور عالم کشف میں دیکھا آسمان پر سے ایک روپیہ اترتا اور میرے ہاتھ پر رکھا گیا۔ (مکاشفات ص ۵۸)

پھر فرماتے ہیں کہ ”ہر شخص جانتا ہے جو میرے اس زمانہ کا واقف ہے۔ مجھے فقط اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی۔ مگر اب (یعنی بعد از دعویٰ نبوت) اس نے کئی لاکھ آدمیوں کو میرے دسترخوان پر روٹی کھلائی۔ ڈاک خانہ والوں سے پوچھو کہ کس قدر روپیہ اس نے بھیجا میری دانت میں دس لاکھ سے کم نہیں اے ایمان والو! کہو یہ معجزہ ہے یا نہیں“۔ (نزول المسح ص ۱۱۸)

دیکھئے اس بیان میں مرزا جی نے خود اقرار کیا ہے کہ دعویٰ نبوت سے قبل مجھے اپنے دسترخوان کی فکر تھی صرف اپنے پیٹ بھرنے میں مصروف رہتا تھا مگر جب میں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو میری پانچوں گلیں میں ڈوب گئیں جس سے یہ چیز بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا جی نے یہ ڈھونگ صرف حصول زر و لقمہ تر کے لیے رچایا تھا۔

کیوں مرزا سیو!

ذرا انصاف سے کہنا کہ حضور اکرم ﷺ کے بھی ایسے ہی معجزے تھے اور کیا نبی علیہ السلام کو بھی دنیا اور روپوں کی لالچ تھی۔ یہ کیسی تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو مرزا جی مظہر صفات محمدیہ ہونے کے دعویدار ہیں اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کا ظل و عکس قرار دیتے ہیں مگر دوسری طرف دنیا ہی کے طالب ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی مقدس زندگی کے ساتھ مرزا جی جیسے لالچی اور دنیا پرست انسان کی زندگی کو ملانا بدترین گناہ ہے کہاں مرزا جی اور کہاں خاتم المرسلین۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

www.NAFSEISLAM.COM بدھنسی

"THE NATURAL PHILOSOPHY"

پھر جس طرح مرزا جی کو وحی، الہام، خواب اور رویا رو۔ پے پیسوں کے آتے تھے ٹھیک اسی طرح مرزا صاحب کو قسم قسم کے لذیذ کھانے اور مٹھائیاں بھی دکھائی دیتی تھیں۔ چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک خوان میرے پیش ہوا اس میں فالوودہ معلوم ہوتا تھا اور کچھ فرنی بھی رکابیوں میں تھی۔ میں نے کہا کہ چچہ لاؤ (شاید یہ ٹیچی فرشتے سے کہا ہوگا) تو کسی نے کہا کہ ہر ایک عمدہ کھانا نہیں ہوتا سوائے فرنی اور فالوودہ کے۔ (البدر جلد ۲)

اور سنئے

آپ نے ایک بار خواب میں نہایت خوش نما برنی ایک ڈبہ میں دیکھی (مرکاشات ص ۳۷) (شاید برنی دکھانے والا جناب خیراتی صاحب ہوں گے)

پھر فرماتے ہیں

رویا میں کسی نے بیروں کا ڈھیر چارپائی پر لا کر رکھ دیا۔ (مکاشفات ص ۳۶)
 معلوم ہوتا ہے بچپن میں مرزا جی کو بیروں سے بڑا پیار ہو گا جیسی تو خواب میں
 بھی بیر نظر آ گئے۔

پھر فرماتے ہیں رویا (خواب) میں دیکھا کہ کسی نے کھجوریں اور بیر پکے ہوئے پیش
 کیے (مکاشفات ص ۲۷)

اور یہ تو سب جانتے ہیں کہ زیادہ چیزیں کھانے سے ہاضمہ بگڑ جاتا ہے اور نہ
 معلوم یہ بیر 'فرنی' برنی وغیرہ مرزا جی نے ایک رات ہی میں تناول فرمائیں یا کئی رات یہ
 خوان پیش ہوتے رہے۔ مگر اغلب یہی ہے کہ یہ سارے بیروں 'برنیوں' اور فرنی اور
 فالودوں کے خواب ایک ہی رات میں پیش آئے اور مرزا جی بغیر ڈکار لیے ایک ہی
 سانس میں ہضم کر گئے۔ جس کی وجہ سے بد ہضمی ہو جائے کا اندیشہ قوی پیدا ہو گیا۔ مگر
 نہیں جناب گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے مرزا جی کا خدا کوئی ایسا وسیلہ تو تھا ہی نہیں بلکہ
 حکیم تھا۔ جب مرزا جی کے مہربان خدا نے سب کچھ کھلا دیا تو اب ہوئی فکر بد ہضمی کی
 کہ کہیں یہ فالودہ برنی اور پکے ہوئے بیر اپنا رنگ نہ لائیں۔ چنانچہ اس کے انتظام کے
 لیے کہ ہاضمہ نہ بگڑ جائے مرزا جی کے خدا نے کرم فرمایا۔

چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں:

رویا میں کسی نے ہمارے ہاتھ پر سونف رکھ دی۔

(مکاشفات ص ۳۵)

لیجئے جناب بد ہضمی کا قصہ بھی پاک ہو گیا اور حضرت صاحب بغیر ڈکار لیے سب کچھ ہضم
 کر گئے۔

نبوت کا چور

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ حضرت صاحب (یعنی مرزا قادیانی)

ساتے تھے کہ جب میں بچہ تھا۔ تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ اپنے گھر سے
 مٹھالاؤ، میں گھر آیا اور بغیر کسی سے پوچھے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں
 بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر منہ میں ڈال لی، بس پھر کیا تھا میرا دم
 رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں
 میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔

ناظرین! آپ کو معلوم ہے کہ یہ کارنامہ کس ذات شریف کا ہے یہ کارنامہ جناب
 امین الملک جے سنگھ بہادر مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے اور آپ کے اس کارنامہ کو مرزا
 صاحب کے تحت جگر نور نظر مرزا بشیر الدین نے کتاب سیرۃ المہدی کے صفحہ ۲۲۶ پر
 تحریر فرمایا ہے۔

یعنی مرزا بشیر الدین کی والدہ اپنے شوہر کا مقدس پچھنہ بیان فرما رہی ہیں کہ
 حضرت صاحب کو بچپن میں چوری کی عادت تھی اور اس کام کے لیے ان کے ساتھی
 بچوں کی نظر انتخاب بھی صرف حضرت صاحب پر ہی پڑا کرتی تھی اس لیے کہ
 ”ہر کے را بہر کارے ساختہ“

اب آپ ہی بتائیں کہ جس شخص کا بچپن چوری میں گزرا ہو اور جس کو لڑکے
 چوری کرنے کے لیے خاص طور پر منتخب کرتے ہوں وہ شخص بڑا ہو کر چوری کرنے سے
 کیونکر باز آ سکتا ہے۔ اس لیے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مرزا جی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ
 کر کے تاج و تخت ختم نبوت میں نقب لگانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

پلو مرکی شراب

نبی اور شراب یہ کبھی آپ نے نہ سنا ہو گا مگر پنجاب کے بنا سستی نبی مرزا غلام احمد
 قادیانی شراب و افیون بھی استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۲۹ء لکھتا ہے کہ
 ”حضرت مسیح موعود مرزا جی فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک افیون

نصف طب ہے۔

حضرت مسیح موعود نے تریاق الہی ایک دوا بنائی۔ اس کا بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور چھ ماہ سے زائد دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوران میں استعمال کرتے تھے۔

اور سب سے خطوط مرزا بنام غلام محمد ص ۵ مکتوبات مرزا جی کو حکیم محمد حسین قریشی کو لکھتے ہیں۔

”اس وقت میاں یار محمد کو بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلو مرکی دوکان سے خریدیں مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے۔“

ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت ٹانک وائن کی حقیقت لاہور پلو مرکی دوکان سے دریافت کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواب دیتے ہیں ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سرہند بوتلوں میں آتی ہے (سودائے مرزا ص ۳۹) سمجھے آپ مطلب یہ ہے کہ شراب قادیانی نبوت میں شاید جائز ہوگی یہ ہی وجہ ہے مرزا جی ان منشیات کا استعمال کرتے تھے اور افیون کھاتے تھے۔ شراب اور اعلیٰ درجے کی شراب منگاتے تھے۔ مگر پھر بھی نبی تھے یہ ہیں وہ خصوصیات جو اس سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئیں۔

ٹپٹی ٹپٹی

حقیقت الٰہی کے صف ۳۱ پر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ مارچ ۱۹۶۵ء کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے سامنے ڈال دیا میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ نام تو ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ”ٹپٹی ٹپٹی“ ہے۔ سبحان اللہ مرزا جی کے فرشتہ کا کیا پیارا نام ہے اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ مرزا جی کا فرشتہ جھوٹ بولنے

کا عادی ہے تو جس کے پاس ایسا فرشتہ آوے وہ کیا ہوگا۔ مثل مشہور ہے بھیسی روح دیے فرشتے۔

پیر منٹ

مرزا جی کے الہامات تو بڑے عجیب و غریب تھے۔ اخبار الکلم قادیان ۲۳ فروری ۱۹۵۰ء میں لکھتا ہے کہ (حضور) مرزا جی کی طبیعت نامساں تھی۔ حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی ہے جس پر لکھا تھا ”خاکسار پیر منٹ“

ایک دفعہ مرزا کو الہام ہوا۔ ”کرم ہائے تو مارا کرو گستاخ“۔ (براہین احمدیہ ص ۵۵۵) لیکن پھر مرزا جی کے فرزند ارجمند خلیفہ جی ثانی نے الفضل ص ۱۲-۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء میں لکھا کہ ”نادان ہے وہ شخص جس نے کہا ہے کہ کرم ہائے تو مارا کرو گستاخ کیونکہ خدا کے کرم بندہ کو گستاخ و سرکش نہیں بتایا کرتے۔“

یہ ہے باپ بیٹے کی جنگ یعنی مرزا کو بعض الہام ایسے بھی ہوتے تھے جن کو ان کے فرزند ارجمند خلیفہ جی ثانی غلط قرار دے دیا کرتے تھے۔

رحم پر مہر

مرزا جی تہمت حقیقتہ الوحی کے صف ۱۳ پر مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھتے ہیں اس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبَسُّ لَوِیَا اِیْ دَم سے خدا نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی اور اس کو یہ الہام کھلے لفظوں میں سنا دیا گیا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ چلے گا۔

ذرا غور کیجئے مرزا جی کا خدا جب کسی کی بیوی کی رحم پر مہر لگا دے تو یہ مہر توڑ کر نو دس ماہ کا بچہ بھی باہر نہ آسکے اور اولاد کا سلسلہ نہ چل سکے لیکن جب حضور خاتم المرسلین علیہ السلام کا سچا خدا نبوت پر مہر لگا دے تو ایک پچاس ساٹھ برس کا بوڑھا

”نبی“ کسی نہ کسی طرح مروتوڑ کر باہر آجائے اور نبوت کا سلسلہ جاری رہے۔

خاتم الاولاد

مرزا جی تریاق القلوب میں لکھتے ہیں اسی طرح میری پیدائش ہوئی۔ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکل اس کے بعد میں نکلا اور میرے بعد میرے والدین کے ہاں کوئی لڑکا یا لڑکی نہ ہوئی اور میں ان کے لیے خاتم اولاد تھا۔

کچھ سمجھے آپ؟ مرزا جی جب اپنی والدہ کے پیٹ سے نکلے تو دروازہ بند ہو گیا۔ اب ان کی والدہ کے پیٹ مبارک سے نہ اصلی لڑکا لڑکی نکل سکے اور نہ ’نعلی‘ بروزی وغیرہ تشریحی لڑکا لڑکی برآمد ہو سکے کیوں۔ اس لیے کہ مرزا جی خاتم الاولاد بن کر نکلے تھے اور پچائیک بالکل بند ہو چکا تھا۔ بھلا خاتم الاولاد کے بعد بھی کوئی اولاد باہر آ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں اور اگر اس کے بعد بھی کوئی اولاد ان کی والدہ کے پیٹ سے باہر آ جاتی تو وہ بناپستی اور نعلی ہی ہوتی۔ یہ ہی حال مرزا جی کا ہے۔ وہ حضور خاتم المرسلین کے بعد نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں اس لیے مرزا جی نبی تو ہیں مگر نعلی، بناپستی اور کذاب نبی۔

گویا بچے ہی تھے

مرزا بشیر الدین صاحب سیرۃ المہدی حصہ اول کے ص ۳۰ پر لکھتے ہیں کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے یعنی مرزا سلطان احمد، مرزا فضل احمد حضرت صاحب ابھی گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے۔

واقعی ایک بچہ کا بچہ پیدا کرنا بہت بڑا معجزہ ہے مرزا صاحب کی نبوت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ”بچے ہی تھے“ کی حالت میں ایک بچہ پیدا کر دیا۔ امت مرزائیہ اس سے مرزا جی کی نبوت کا استدلال کیوں نہیں کرتی۔

مرزا بشیر الدین صاحب سیرۃ الہدی کے حصہ اول کے صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں کہ
 بیاں کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل ہی سے مرزا
 فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر ”پہچھے دی ماں“ کہا کرتے تھے، بے تعلقی
 سی تھی جس کی وجہ یہ تھی حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی
 تھی۔۔۔ اس لیے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔
 گھر کا بھیدی لٹکا ڈھائے جب ترک کر دی تھی تو مرزا فضل احمد کہاں سے تشریف
 لے آئے۔

ایک اور تماشا

مرزا جی فرماتے ہیں ۳۱ ستمبر ۱۹۰۱ء اللہ تعالیٰ بھتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی
 خواہش نہیں ہوئی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے
 دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے اخبار الحکم قادیان
 جلد ص ۵ ص ۳۵۔

کیا تماشا ہے جب پندرہ برس کی عمر کے درمیان جب کہ آدمی پورا بالغ نہیں ہوتا
 مرزا جی کے ہاں مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تو مرزا فضل احمد زیادہ سے زیادہ گیارہ برس
 کی عمر میں جب کہ انسان حقیقی بچہ ہوتا ہے پیدا ہو گئے یعنی مرزا جی کی نبوت کا ایک
 زبردست کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہیں فضل احمد کی والدہ پہچھے دی ماں سے اوائل ہی
 سے بے تعلقی تھی اور انہوں نے اوائل ہی سے مباشرت ترک کر دی تھی اور ان کی
 عمر بھی دس گیارہ برس کی تھی۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے بطور اعجاز پیارے دو لڑکے
 پیدا کر دیے (سبحان اللہ) واقعی یہ نبوت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

جائے نفرت

مرزا صاحب اپنے متعلق خود فیصلہ کرتے ہیں اور صاف طور پر اعلان فرما رہے ہیں کہ

”کرم خاکی ہوں میرے پیارے اور آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اب اس کی تفصیل کی ضرورت تو شاید نہ ہوگی کہ بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار کیا چیز ہوتی ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں اور مرزائی حضرات اس پر ایمان لائیں کہ مرزا کی حیثیت صرف یہ تھی کہ وہ ”انسانوں کی عار“ اور بشر کی جائے نفرت تھے نبی ولی نہ تھے۔

www.NAFSEISLAM.COM

”THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT”

مراقی نبی

”میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی آپ نے فرمایا کہ صبح جب آسمان سے اترے گا دو چادریں اس نے پھنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑکی اور ایک نیچے کے دھڑکی۔ یعنی مراق اور کثرت بول (اخبار بدر مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵ کالم نمبر ۲) اور رسالہ احمدی خاتون جلد ۲ نمبر ۳ و ۵ صفحہ ۳۳

۲۔ چودھری ڈاکٹر محمد شاہ نواز خاں صاحب احمدی لکھتے ہیں ”حضرت صاحب (یعنی مرزا صاحب) کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، درد سر، کمی خواب، تشنج دل اور بد ہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا۔ اور وہ عصبی کمزوری تھا۔“ (ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء ص ۲۶)

۲۔ یہی ڈاکٹر صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں ”حضرت صاحب (یعنی مرزا صاحب) نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ کو مراق ہے مگر جہاں تک مجھ کو علم ہے انہوں نے اس کی تفصیل یا علامات کی تشریح نہیں فرمائی۔ یونانی میں مراق اس پردے کا نام ہے جو احشاء الصدر کو احشاء البطن سے جدا کرتا ہے اور معدہ کے نیچے واقع ہوتا ہے اور فعل تنفس میں کام آتا ہے پرانے سوء ہضم کی وجہ سے اس پردے میں تشنج سا ہوتا ہے۔ بد ہضمی اور اسہال بھی اس مرض میں پائے جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا تو یہ امر واقع ہے کہ حضرت صاحب کو بد ہضمی، اسہال اور دوران سر کی عموماً شکایت رہتی تھی (ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۶)

۳۔ مراق کا جو مرض حضرت صاحب (یعنی مرزا صاحب) میں موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تشکرات، غم اور سوء ہضم تھا جس کا نتیجہ دماغی صحت تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعے ہوتا تھا۔

(ریویو آف ریلیئرز بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء کے ص ۱۰ پر ہے)

۵۔ حضرت خلیفہ المسیح ثانی (یعنی میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا کہ ”مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔“

”صاحب مراق“

”نبی“

نبی میں اجتماع توجہ بالارادہ ہوتا ہے، اس مرض یعنی مراق میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا۔ (ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۳۰)

نہیں رہتا۔ (ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۶)

ناظرین کرام یہ تمام اقتباسات مرزائیوں کی کتب کے ہیں ان میں غیر مبہم الفاظ میں یہ اقرار کیا گیا ہے کہ مرزا جی مراقی اور پاگل تھے اور جو پاگل اور مراقی ہو وہ نبی کیسے ہو سکتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مرزائیوں کو خود اقرار ہے کہ مرزا جی پاگل تھے تو پھر وہ ان کو نبی کیوں مانتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں ”خوریں“ ”روپے“ اور ”ملازمتیں“ ملیں وہاں ایمان و دیانت کہاں باقی رہتا ہے۔

مرزائیوں کے ناپاک عزائم اور عقائد

حکومت پاکستان اور ملت اسلامیہ کے لیے لمحہ فکریہ

مرزائیوں کے عقائد

۱۔ تمام مسلمان کافر ہیں : کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود مرزا کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں (آئینہ صداقت، ص ۳۵، مصنف میاں محمود)

۲۔ مرزا کے معجزات کو نہ ماننے والا شیطان ہے : خدا نے مجھے ہزار ہا نشانات (معجزات) دیے ہیں لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں۔ وہ نہیں مانتے (چشمہ معرفت مصنف مرزا غلام احمد ص ۳۱۷)

۳۔ مرزا کو نہ ماننے والا جہنمی ہے : مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہے جو شخص مرزا کو نبی نہیں مانتا وہ کافر اور جہنمی ہے۔ (انجام آتھم ص ۶۲ مصنف مرزا غلام احمد)

۴۔ مرزا کے مخالف جنگل کے سور ہیں : مرزا غلام احمد کے مخالف جنگلوں

کے خنزیر اور ان کی عورتیں کتوں سے بدتر ہیں۔ (مجم الہدیٰ ص ۱۰ مصنف غلام احمد)

۵۔ غیر احمدی ہندو اور عیسائی کی طرح کافر ہیں: (ملائکہ اللہ ص ۲۶ مؤلفہ بشیر الدین)

۶۔ مرزا کا منکر کنجریوں کی اولاد ہے: جو شخص میرے دعوے (نبوت) کی تصدیق نہیں کرتا مجھے قبول نہیں کرتا رنڈیوں (کنجریوں) کی اولاد ہے (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸ مصنف مرزا غلام احمد)

۷۔ مسلمانوں سے رشتے ناٹے جائز نہیں: مسلمانوں سے رشتے ناٹے جائز نہیں۔ غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز نہیں ہے (برکات خلافت ص ۳۷ مصنف مرزا بشیر الدین محمود)

۸۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں: غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں جائز نہیں۔ ("انوار خلافت" ص ۸۶ مصنف مرزا بشیر الدین)

قرآن، رسول اکرم، فاطمہ الزہرا، امام حسین کی توہین

۱۔ رسول اللہ پر بہتان: حضرت محمد ﷺ سور کی چربی والا پیر کھا لیتے تھے (معاذ اللہ) (الفضل ۲۲ فروری ۱۹۲۳ء)

۲۔ محمد ﷺ سے بڑھ کر: اس نظم کے دو شعر جو مرزا غلام احمد قادیانی کے سامنے اس کے ایک مرید اکمل نامی نے پڑھی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں مرزا کو پیش کی جسے مرزا صاحب جزاکم اللہ تعالیٰ کہہ کر اپنے ساتھ اندر لے گئے۔
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں۔
 محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
 غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(الفضل ص ۲۵۴ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

”الفضل“ اس بے ایمانی و بے غیرتی پر چلو بھرپانی میں ڈوب مرنے کی بجائے
 تقریباً چالیس سال بعد اس بے حیائی پر فخر و ناز کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

”یہ شعر اس نظم کا حصہ ہیں جو حضرت مسیح موعود کے حضور میں پڑھی
 گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور۔۔۔۔۔
 (جزاکم اللہ تعالیٰ کہہ کر اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ حضرت کا شرف
 سماعت حاصل کرنے اور ”جزاکم اللہ تعالیٰ“ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر
 خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا ہے کہ اس پر اعتراض کر کے
 اپنی کمزوری ایمان و قلت عرفانی کا ثبوت دے۔“

(۱۳) (الفضل ص ۲۴-۲۵)

تف ہے اس ایمان پر اور لعنت ہے اس عرفان پر۔

ع گروہی اہل لعنت بروہی

۳۔ مرزا صاحب کا دعویٰ کہ میں محمد ہوں

منم مسیح زماں و من کلیم خدا

منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(ترجمہ میں مسیح ہوں اور موسیٰ کلیم خدا ہوں میں محمد ہوں احمد مجتبیٰ ہوں)۔

(تریاق القلب مصنف مرزا غلام احمد ص ۳)

۴۔ اس وحی اعلیٰ میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی (ص ۱۱ ایک غلطی کا ازالہ)

۵۔ خدا نے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا

دیا ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰ مصنف مرزا غلام احمد)

۶۔ ہر شخص ترقی کر کے محمد ﷺ سے بڑھ سکتا ہے: یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (مزار بشیر الدین اخبار الفضل قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

۷۔ قرآن پاک کی بے حرمتی: اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن و حدیث گالیوں سے پر ہے (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۸۲)

۸۔ حضرت فاطمہ الزہرا پر اتہام: حضرت فاطمہ نے کشتی حالت میں اپنی رلن پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱) مصنف مرزا غلام احمد۔

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHMAD RAZI KHAN"

کربلا نیست سیر بر آنم

صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ (نزول المسیح ص ۹۹ مرزا غلام احمد)۔

مرزائیوں کے عزائم

۱۔ ”ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے: حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط ہیں جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لیے اتنی وسیع میں مہیا کی ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک شیخ پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جواڑ ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے ساری قومیں شکر ہو کر رہیں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بیشک یہ کام بہت مشکل ہے مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع میں پر ترقی کرے۔ چنانچہ اس رویا میں اسی طرف اشارہ ہے ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔“ (مرتبہ منیر احمد و منیر احمدی۔ مندرجہ اخبار الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء)۔

۲۔ ہم تقسیم ہند پر بہ امر مجبوری رضامند ہوئے اور کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے: ”میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے۔ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی

طرح جلد متحد ہو جائیں۔

(بیان مرزا بشیر الدین محمود اخبار الفضل ۲۱ مئی ۱۹۵۳ء)

۳۔ حکومت کے خواب: ”تم (مرزائی) اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو۔“

(الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

۴۔ ۵۲ء میں مخالفوں کو مرزائی ہونے پر مجبور کر دو: ۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب تک کہ احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کر لے کہ اب احمدیت (مرزائیت) مثالی نہیں جاسکتی اور مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آگرے۔

(۱۲ مئی ۱۹۵۳ء)

۵۔ ہمیں سارے محکموں پر قابض ہونا چاہیے: جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے، پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فائٹس ہے، اکاؤنٹس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعے سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر طرح ہماری آواز پہنچ سکے (الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۵۲ء)

۶۔ ہمارا مقصد مرزائیت کا پھیلانا ہے: ہماری اصل غرض احمدیت کا پھیلانا ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم مجنونانہ تبلیغ کریں۔

(الفضل ۲۷ مئی ۱۹۵۲ء)

جماعت احمدیہ کی تلوار

”حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر احمدیوں کو اس فتح (بغداد) سے کیوں نہ خوشی ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔“

(”اخبار الفضل“ قادیان، جلد ۶، نمبر ۴۲)

(چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب اسی پروگرام کی تکمیل میں مصروف ہیں) انگریزوں سے وفاداری اور ان کا خود کاشتہ پودا ہونا ان کی سلطنت کو مکہ مدینہ سے اشرف اور قابل شکر سمجھنا اس کے مختصر حوالہ جات شائع کیے جا رہے ہیں۔ انگریزوں کی حکومت کو مٹانے اور ان کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے جو بھی تحریک اٹھی اس کی مخالفت پر لاکھوں روپیہ اس لیے خرچ کیا گیا کہ جس طرح بھی ہو سکے سلطنت برطانیہ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ مرزا بشیر الدین نے خود اس کا اعتراف کیا جس کی شہادت مولوی محمد علی مرزائی امام جماعت احمدیہ لاہور نے دی ہے۔ چونکہ اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی اس لیے اس کی وفاداری لازم اور داخل ایمان تھی۔ مگر جب اسی نہرو کی حکومت قائم ہو گئی تو ”الفضل“ کی مدح سرائی ملاحظہ ہو۔

کانگریس:

”بے شک کانگریس کے اصول بڑے جمہوری تھے۔“ (الفضل ۱۳ اپریل ۱۹۳۸ء)

”تقسیم اصولاً غلط ہے“

ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک

(الفضل ۱۲ اپریل ۱۹۳۸ء)

ہم ہندوستان حکومت کے وفادار ہیں

”مسٹر گاندھی کی موت کا پیغام جو امیر مرزائیہ نے بھیجا اس میں پنڈت نہرو کو لکھا اور حلفاً لکھا ہے ”خدا جانتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمیں ہمارے مقدس مرکز سے زبردستی نکالا گیا ہے ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ ہیں“ (الفضل ۲ فروری ۱۹۳۸ء)

انگریز سے سرکشی خدا اور رسول سے سرکشی کے مترادف ہے

”میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔“ (شہادت القرآن ص ۸۱)

انگریزی سلطنت رحمت اور جہاد بدترین مسئلہ

”انگریزی سلطنت بھی تمہارے لیے ایک رحمت ہے تمہارے لیے ایک برکت ہے تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف کے ساتھ ہم سے پیش آئے ہیں۔ یاد رکھو کہ اسلام میں جہاد کا مسئلہ ہے۔ میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا کوئی مسئلہ نہیں۔“ (تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۱۲۲)

یہ امن مکہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں

اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنایا ہے یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تحت قسطنطنیہ میں۔ (تریاق القلوب ص ۲۵)

انگریز کا خود کاشتہ پودا

”التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت عنایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کلام لے اور اپنے ماتحت حکام کو ارشاد فرمائیے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہائے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا نہ اب ہی فرق ہے۔“

(درخواست مرزا صاحب بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب مندرجہ تبلیغ رسالت

جلد نمبر ۷ ص ۲۰)

سر ظفر اللہ اور پاکستان

۱۔ قرارداد پاکستان پر ظفر اللہ کی تصریحات: ”جہاں تک ہم نے اس پر غور کیا ہے ہم اسے مجذوب کی بڑ اور ناممکن العمل خیال کرتے ہیں۔“ (ڈیوائڈ انڈیا ص ۲۰۷)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف عیاں ہے کہ سر ظفر اللہ پاکستان کے نعرے کو ایک مجذوب کی بڑ سمجھتے تھے یا بالفاظ دیگر پاکستان کا نعرہ لگانے والوں کو پاگل خیال کرتے تھے اور اپنے خصوصی عقائد کی بناء پر یہی خیال کرتے تھے کہ انگریز جو ان کے نزدیک اولی الامر ہے ہندوستان سے نہیں جاسکتا اس لیے پاکستان بھی نہیں بن سکتا۔

۲۔ پاکستان کی اطاعت کی بجائے اطاعت خلیفہ محمود: ایک س ۶ نومبر ۱۹۵۲ء عرب ڈیلیکیشن نے امریکہ سے بذریعہ تار حضرت امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان ڈیلیگیشن کے لیڈر چودھری محمد ظفر اللہ خاں کو مسئلہ فلسطین کے تفسیر تک ہمیں ٹھہرنے کی اجازت دی۔“

(اخبار الفضل ۸ نومبر ۱۹۵۲ء)

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ سر ظفر اللہ وزارت خارجہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزائیت کا پروپیگنڈہ کر رہا ہے اور بیرونی ممالک میں یہ ظاہر کرنے کی ٹپاک سازش کی گئی کہ پاکستان کا امیر مرزا بشیر ہے اگر ایسا نہیں تھا تو شکریہ کا تار حکومت پاکستان کی بجائے مرزا بشیر کو کس حیثیت میں ظفر اللہ نے دلوایا یہ ایک سیدھا

سادہ سوال ہے جس کے جواب کے لیے عوام مضطرب ہیں وہ حیران ہیں کہ یہ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

وزیر خارجہ یا مبلغ مرزائیہ

۲۸ مئی ۱۹۵۲ء جماعتیہ پارک کراچی میں مرزائیوں کی جو دو روزہ کانفرنس ہوئی اور جس پر یہ حکومت کی طرف سے پابندی عائد کی گئی تھی کہ کانفرنس میں کسی اختلافی مسئلہ پر تقریر نہیں ہوگی۔ اس کانفرنس کے آخری اجلاس میں سر ظفر اللہ خاں قادیانی نے جو گوہر افشانی کی وہ مندرجہ ذیل سطور میں مرزائیوں کے اخبار الفضل ۳۱ مئی کی اشاعت سے نقل کی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ اسی تقریر سے مسلمان کراچی کی رپورٹ کے مطابق ڈیڑھ گھنٹہ تک پاکستانی پولیس نے انٹک آور گیس کے بموں کا استعمال کر کے مسلمانوں کو مرعوب کرنا چاہا اور اندھا دھند لائٹس چارج کر کے انہیں کفر و ارتداد کی تبلیغ روکنے سے بند رکھنے کی کوشش کی گئی۔

”آخر میں چودھری (سر ظفر اللہ خاں) صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت تھی۔ لیکن آپ کے دعوے کے بعد یہ حالت بدل گئی۔ کسی مسلمان کو آج بھی جب کسی آریہ سے ہندو یا عیسائی سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے تو وہی دلائل پیش کرتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں درج ہیں۔ کیونکہ ان دلائل کے بغیر آج چارہ نہیں۔ ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ یہ پودا اسلام کی حفاظت کے لیے کھڑا کیا گیا ہے۔ جس کا وعدہ قرآن مجید میں دیا گیا تھا۔

اگر نعوذ باللہ آپ کے (غلام احمد) وجود کو درمیان سے نکال دیا جائے تو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح ایک خشک درخت شمار کیا جائے گا اور اسلام کی کوئی برتری دیگر مذاہب

سے ثابت نہیں ہو سکتی۔

(المصلح کراچی ۲۳ مئی ۱۹۵۲ء)

منقول الفضل ۳۱ مئی ص ۵ کالم ۲)

سرفخر اللہ وزیر خارجہ کی نسبت پاکستانی اخبارات کی رائے

۱۔ وہ بہت منحوس گھڑی تھی جب چودھری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ کا قلمدان سپرد کیا گیا۔

(مغربی پاکستان لاہور)

۲۔ سرفخر اللہ امور خارجہ میں پاکستان کو برطانیہ کا خیمہ بردار نہ بنائے۔ (نوائے وقت)

۳۔ چودھری ظفر اللہ اپنے ذاتی رجحانات کی بنا پر پاکستان کی خارجہ حکمت عملی کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں (شعلہ)

۴۔ چودھری ظفر اللہ خاں اپنے مذہبی عقائد کی بنا پر بھی انگریز کو اپنا آقا اور مولا سمجھنے پر مجبور ہیں۔ اس کے علاوہ یہ واقعہ ہے کہ ڈپلومی کے میدان میں وہ آج تک کامیاب نہیں ہو سکے۔ (زمیندار ۳۱ مارچ ۱۹۵۲ء)

بہر حال یہ واقعہ ہے کہ اگر پاکستان کی خارجہ پالیسی ابھی تک مضبوط بنیادوں پر قائم نہیں ہو سکی تو اس کا حقیقی سبب ظفر اللہ خاں کی ذات ہے جس کی خوش عقیدگی کا دامن برطانیہ سے بندھا ہوا ہے۔ لہذا ہمارے نزدیک اگر پاکستان کشمیر کے مسئلہ کو پر امن ذرائع سے حل کرنے کا متنبی ہے تو اسے اپنی خارجہ پالیسی پر اس وقت تک نظر ثانی نہیں ہو سکتی جب تک چودھری ظفر اللہ خاں کو موجودہ عہدے سے سبکدوش نہیں کیا جاتا۔ (زمیندار ۳۱ مارچ ۱۹۵۲ء)

۶۔ جہاں تک پاکستان کے فمیدہ طبقوں کا تعلق ہے ان کا ایک فرد بھی اس سے

اختلاف نہیں کرے گا واقعہ یہ ہے کہ ہمارے وزیر خارجہ کی پالیسی ہر لحاظ سے ناکام ہو چکی ہے۔ ہم نے اینگلو امریکی بلاک سے ضرورت سے زیادہ دوستی کے تعلقات بڑھائے لیکن اس دوستی سے ہمیں فائدہ کی بجائے الٹا نقصان ہوا۔ کیونکہ اس سے بھارت کی سیاسی اہمیت بڑھ گئی اور اسے اس بلاک نے منہ مانگی قیمت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ (آفاق ۳ اپریل ۱۹۵۲ء)

۷۔ چودھری صاحب ان لوگوں میں ہیں جو ہر گورے کو لیفٹنٹ گورنر سمجھتے ہیں اور اس کی مافوق الفطرت صلاحیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ (تسلیم لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۵۲ء)

ختم نبوت از قرآن

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (پ ۲۴ رکوع ۳)

اس آیت کا ترجمہ ہم خود نہیں کرتے بلکہ مرزائیوں کے مطاع و امام کا کیا ہوا ترجمہ ہی پیش کرتے ہیں تاکہ ان پر قطعی حجت ہو۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے۔ ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔

صفحہ ۶۱۳، ۲۵۲ ازالہ اوہام

وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ أَلَا تَعْلَمُ أَنَّ الرَّبَّ الرَّحِيمَ الْمُتَفَضِّلَ سَمَّى نَبِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ اسْتِثْنَاءٍ وَفَسَّرَهُ نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ لَا نَبِيَّ بَعْدِي بِبَيَانٍ وَاضِحٍ لِلطَّالِبِينَ۔

(حجۃ البشری صفحہ ۳۳ و مجموعہ صفحہ ۱۶۸)

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے (اے بے سمجھ مرزائیو) کہ خدا رحیم و کریم

نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استسنا کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے خاتم النبیین کی تفسیر لانی بعدی کے ساتھ فرمائی ہے کہ میری بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور طالسین حق کے لیے یہ بات واضح ہے۔

مرزا صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي ”مشکوٰۃ کتاب الفتن“ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نہیں۔

شکر اللہ کہ میان من اذ صلح فحاد
حوریاں رقص کناں ساغر مستانہ زوند

(حافظ شیرازی)

اگرچہ ہم نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر میرزا صاحب کی زبان و قلم سے کی ہوئی پیش کر دی ہے جس کے بعد کسی مرزائی کو ہمارے ساتھ خاتم کے معنوں میں الجھنے کا مطلقاً استحقاق باقی نہیں رہتا مگر ہم اتمام حجت کے لیے لفظ خاتم کے معنی لغات سے پیش کرتے ہیں۔ رہو ہذا

لفظ خاتم کی تشریح (۱) مفردات راغب صفحہ ۱۳۲ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ لِأَنَّهُ خَتَمَ النَّبُوَّةَ أَيَّ تَمَّتْ بِمُحَمَّدٍ۔ یعنی حضور کو خاتم النبیین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو کمال و اتمام تک پہنچا دیا۔ اس صورت میں آپ نے نبوت کو ختم کر دیا۔

۲۔ لسان العرب: خَاتِمُهُمْ وَخَاتَمُهُمْ اِخْرَجَهُمْ۔ خَاتِم اور خاتم کے معنی ہیں آخر۔

۳۔ تاج العروس: وَمِنْ أَسْمَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ وَهُوَ الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ بِمُحَمَّدٍ۔ اور خاتم اور خاتم قوم کے سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور انہیں معنوں میں ارشاد خداوندی ہے۔ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ یعنی آخر النبیین۔

مذکورۃ الصدر حوالجات سے ثابت ہو گیا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں نہ کہ افضل و اعلیٰ کے۔

سر خدا کہ عابد و زاہد کسے نگفت
در حیرت کہ بادہ فروش از کجا شنید

(حافظ شیرازی)

میرزا یوں کا ایک ناجائز مطالبہ

میرزائی کہتے ہیں کہ لفظ خاتم فتح نامہ کے ساتھ جب جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی ہمیشہ افضل کے ہوتے ہیں۔ میرزا یوں اول تو تمہارا یہ مطالبہ ہی صحیح نہیں کیونکہ جب ہم آیت خاتم النبیین کے متعلق میرزا صاحب کا کیا ہوا ترجمہ پیش کر آئے ہیں تو تمہیں بغیر کسی حیل و حجت کے اس کو تسلیم کر لینا چاہیے مگر خیر ہم تمہاری ناز برداری کرتے ہوئے یہ مطالبہ بھی پورا کرتے ہیں (عقلکم تعقلون) لیجئے! میرزا صاحب ہی رقم طراز ہیں ”اسی طرح میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا ”ترباق القلوب صفحہ ۳۷۹۔“

”بنی اسرائیل کے خاتم الانبیا کا نام جو عیسیٰ ہے (خاتمہ نصرۃ الحق) ضمیرہ براہین

احمدیہ صفحہ ب ۱۱)

میرزا یوں ذرا ہوش سے کام لو۔

نہ خنجر بھی منہ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

(امیر مینائی)

سوال: جب خاتم الشعرا یا خاتم الانبیاء وغیرہ کے معنی افضل و اعلیٰ کے ہیں تو پھر خاتم الانبیاء کے یہ معنی کیوں نہیں ہو سکتے؟

جواب: یہ استعمال مجازی ہے پہلے حقیقی معنی ہوتے ہیں اگر وہ نہ ہو سکیں تو پھر مجازی چونکہ یہاں حقیقت مجبور و متروک نہیں اس لیے وہی مراد ہوگی مجاز کے لیے قراین خارجیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ یہاں نہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ فلاں بے نظیر شاعر اور فلاں بے نظر ادیب ہے تو اس کے معنی عام طور پر یہی ہوتے ہیں کہ وہ دوسروں سے اچھا ہے اور اگر کوئی مخالف عیسائی کہے تو پھر جب بے نظیر کے معنی افضل و اعلیٰ کے ہیں تو جب خدا کو تم بے نظیر کہتے ہو تو اس کے یہ معنی کیوں نہیں ہو سکتے کہ وہ سب سے اعلیٰ ہے نہ کہ وہ احد محض ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ استعمال مجازی ہے اور اللہ کے متعلق حقیقی اس لیے کہ اس کا واقعی کوئی شریک نہیں اسی طرح خاتم الشعرا وغیرہ میں مجازی استعمال ہے اور خاتم النبیین میں حقیقی یعنی آپ آخری نبی ہیں۔

جواب ثانی: خاتم النبیین کو خاتم الانبیاء وغیرہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ خاتم النبیین جمع مذکر سالم ہے اور یہ قاعدہ جمہور نحویوں کے نزدیک مسلم ہے کہ اگر جمع مذکر سالم پر الف لام داخل ہو تو اس وقت استغراق حقیقی مراد ہوتا ہے۔ بخلاف خاتم الشعرا وغیرہ کے کیونکہ وہ جمع مذکر سالم نہیں ہیں نیز کلام خداوندی کو کلام الناس پر قیاس کرنا بھی قیاس مع الفارق ہے۔

سوال: خاتم کے معنی زینت کے بھی ہو سکتے ہیں تو پھر خاتم النبیین کے معنی زینت النبیین کیوں نہیں ہو سکتے۔

جواب: خاتم کا لفظ انگوٹھی کے معنے میں ضرور استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں حضور کی توہین ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء تو بمنزلہ عروس کے ہیں اور حضور کی حیثیت محض انگوٹھی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ انگوٹھی پہننے والے سے انگوٹھی کی

حیثیت کم ہوتی ہے لہذا یہ معنی متروک ہیں۔

جواب ثانی: انگوٹھی کا وجود بالطبع ہوتا ہے یعنی اپنے قیام میں غیر کی محتاج ہوتی ہے اور ذی انگوٹھی کا وجود بالذات ہوتا ہے یعنی اپنے تحقق و قیام میں غیر کی طرف محتاج نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں یہ لازم آئے گا کہ حضور پر نور ﷺ کا وجود بالطبع اور بالعرض ہو۔

سوال :- خاتم کے معنی مہر کے کیوں نہیں یعنی وہ جس پر مہر لگا دیں وہ نبی ہو جائے۔

جواب: خاتم مہر کو بھی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ صحیفہ کو کامل کرنے کے واسطے آخر میں لگائی جاتی ہے۔ اس لیے اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ صحیفہ نبوت کے آخری کلمات آپ ہیں یہ نہیں کہ وہ جس پر مہر لگا دیں وہ نبی ہو جائے۔ یہ معنی غیر عربی اور غیر صحیح ہیں جیسا کہ حوالہ جات میں گزر چکا ہے۔

"THE JOURNAL OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT"

دوسری اور تیسری آیت

حضرت عیسیٰ انجیل میں فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہوں، مجھے دوسری قوموں سے سروکار نہیں۔ قرآن شریف میں یہ نہیں لکھا کہ آنحضرت صرف قریش کے واسطے بھیجے گئے، بلکہ لکھا ہے کہ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (پ ۹-ع ۱۰) اے حبیب ان کو فرما دیجئے کہ میں تمام دنیا کے واسطے رسول بھیجا گیا ہوں وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (پ ۱۷-ع ۲۱) یعنی ہم نے کسی خاص قوم پر رحمت کر کے نہیں بھیجا بلکہ اس لیے بھیجا ہے کہ تمام جہان پر رحمت کی جاوے پس جیسا کہ خدا تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت ﷺ تمام جہان کے رسول ہیں اور تمام جہان کے واسطے رحمت ہیں۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۶) پس جس طرح دوسرا خدا ماننے والا مشرک ہے ایسا ہی آنحضرت ﷺ

کے بعد مدعی نبوت کو ماننے والا کافر ہے اور حضور سید عالم ﷺ کی رحمت عامہ میں
حائل ہو کر لعنت میں گرفتار ہو رہا ہے۔

چوتھی آیت

(پ ۱۸، ع ۱۹)

لِيَكُونَنَّ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا یعنی ہم نے تجھ کو بھیجا تاکہ تو دنیا کی تمام
قوموں کو ڈرائے۔ نور القرآن نمبر ۵ ص ۵ جب کہ حسب قرآن مجید تمام دنیا کے لیے محمد
رسول اللہ ﷺ نذیر ہیں تو کسی کا یہ کہنا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا صریح منافی قرآن
ہے۔

پانچویں آیت

(پ ۲۲، ع ۲۰)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ یعنی ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا
ہے۔ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا لیکن اکثر لوگ (مرزائی) نہیں جانتے لفظ ناس
اطلاق عربی میں جن کو بھی شامل ہے۔

چھٹی آیت

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَنَّ لِلْعَالَمِينَ
نَذِيرًا (پ ۱۸ ع ۲۱) وہ ذات بڑی عالیشان ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب یعنی قرآن
مجید اپنے بندہ خاص محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی تاکہ وہ تمام دنیا و جہان والوں
کے واسطے یعنی جن و انسان وغیرہ کے لیے ڈرانے والا ہو۔

ساتویں آیت

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ (پ ۳ ع ۷۷) اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہو گا اور اس پر ایمان لا کر اس کی تصدیق اور مدد کرنی ہوگی حقیقت الوحی ص ۱۳۰ مفہوم واضح ہے خدا نے اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفیٰ کو بھیجا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے (حقیقت الوحی ص ۱۳۱)۔

مرزا یو کیا یہاں بھی جو قول مرزا ہے آخر کے معنی افضل و اعلیٰ کے ہیں حالانکہ زمانے کو جس قدر حضور سے بعد ہو رہا ہے اسی قدر اس سے خیر و نیکوئی اٹھتی جا رہی ہے کماورد فیہ الحدیث اس آیت میں لفظ ثم خاص طور پر قابل غور ہے جو کہ عربی زبان میں تراخی (مہلت) کے لیے آتا ہے مثلاً اگر کہا جائے کہ جَاءَ نَبِيٌّ الْقَوْمُ ثُمَّ عَمَّرُوا اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ پہلے تمام قوم آئی اس کے بعد عمر آیا۔ اسی طرح اس آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ تمام انبیاء کے تشریف لانے کے بعد سردار انبیاء تشریف لائیں گے چنانچہ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ الْمِيثَاقَ لِيُنْ بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا وَهُوَ حَيٌّ لِيُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلِيَنْصُرُنَّهُ وَأَمْرُهُ أَنْ يَأْخُذَ الْمِيثَاقَ عَلَى أُمَّتِهِ لِيُنْ بَعَثَ مُحَمَّدٌ وَهُمْ أَحْيَاءُ لِيُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلِيَنْصُرُنَّهُ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو مبعوث کیا اس سے یہ وعدہ لیا کہ اگر اس کی زندگی میں اللہ نے حضور ﷺ کو مبعوث کیا تو اس کو حضور ﷺ پر ایمان لانا چاہیے اور ضرور نصرت کرنی چاہیے اور اسی طرح اس نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنی امت

سے پختہ عہد لے کہ اگر ان کی زندگی میں نبی محترم ﷺ مبعوث ہوں تو ان کو آپ پر ضرور ایمان لانا چاہیے اور نصرت کرنی چاہیے۔ تفسیر ابن کثیر ص ۷۷۱ تفسیر جامع البیان ص ۵۵ اس آیت میں رسول کا لفظ نکرہ ہے مگر اس کی تخصیص ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما نے کر دی اگر اس سے انکار کیا جاوے تو رَبَّنَا وَأَبْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا اور لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ وَغَيْرُهُ وَغَيْرُهُ میں تخصیص کس طرح ہوگی۔

آٹھویں آیت

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (پ ۶ ع ۵) مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن شریف نے تو رات و انجیل کی طرح کسی دوسرے نبی کا حوالہ نہیں دیا بلکہ اپنی کامل تعلیم کا تمام دنیا میں اعلان کر دیا اور فرمایا الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (لا یہ) (براہین احمدیہ ص ۴) اس آیت میں اکمل دین بھی آگیا اور اتمام نعمت بھی اور اس کے بعد رضیت بھی فرمایا گیا اس لیے آپ خاتم النبیین ہوئے اور آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس کو منصب نبوت عطا ہو ورنہ معاذ اللہ آپ کے دین اور تعلیم کو ناقص و نامکمل ماننا پڑے گا اور اس صورت میں زبردست استحالة لازم آتا ہے۔ علامہ ابن کثیر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں هَذَا أَكْبَرُ مِنْ نِعَمِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ حَيْثُ أَكْمَلَ اللَّهُ تَعَالَى دِينَهُمْ وَلَا يَحْتَاجُونَ إِلَى دِينٍ غَيْرِهِمْ وَلَا إِلَى نَبِيٍّ غَيْرِ نَبِيِّهِمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَلِهَذَا جَعَلَهُ اللَّهُ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ۔ (ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۷۹)

ترجمہ: یہ اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت ہے اس امت پر کہ اس نے ان کے واسطے ان کے دین کو کامل فرما دیا اب وہ کسی دین کے محتاج نہیں اور نہ کسی دوسرے نبی کے سوا اپنے نبی کے یہ اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیاء بنا دیا۔ مرزا

صاحب کہتے ہیں فَلَا حَاجَتَ لَنَا إِلَى نَبِيِّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ یعنی محمد ﷺ کے بعد ہمیں کسی نبی کی حاجت نہیں۔ (حماتہ البشری ص ۶۰)

پاکٹ بک احمدیہ کے مصنف نے اس آیت اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کا یہ جواب دیا ہے کہ توراۃ بھی تمام تھی مگر اس کے بعد بھی کتاب آگئی۔ قرآن شاہد ہے کہ حضور یوسف علیہ السلام پر بھی نعمت پوری کی گئی۔ انعام صرف نبوت ہی نہیں آیت کی رو سے نبوت صدیقیت شہادت صالحیت سب انعام ہیں کیا یہ بھی بند ہیں مخلص ص ۵۲۰۔

جواب: توراۃ بے شک فی نفسہ تمام تھی مگر اپنے وقت اور قوم کے واسطے۔

گزشتہ نبی مخصوص قوموں کی طرف مبعوث ہوتے تھے۔ (مرزائی پاکٹ بک ص ۴۲۳) وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً بخاری و مسلم باب فضائل سید المرسلین۔ پہلے نبی اپنی اپنی قوم کی طرف آئے اور میں تمام دنیا کی طرف

ہاں تورات اپنی ذات میں تمام تھی مگر کامل دین الہی اور اتمام نبوت اور تعلیم عالمگیر کی رو سے ناقص تھی۔

اب قرآن شریف اور دوسری کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہیں پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم آئے۔ مگر قرآن شریف کے واسطے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی درجہ نہیں تو نئی شریعت اور نئے الہام نازل ہونے میں امتناع عقل لازم آیا۔ آنحضرت ﷺ حقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔ (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۱۱۰ ملحوظہ) اور حضرت یوسف پر جو نعمت تمام ہوئی وہ اسی طرح کا اتمام تھا کَمَا اَتَمَّهَا عَلٰی اَبَوَيْكَ (یوسف ع ۱) جیسا کہ آپ کے باپ دادا پر ہوا تھا۔ یعنی وقتی اور حسب ضرورت زمانہ جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ نبوت صدیقیت

شہادت اور صالحیت بلاشبہ انعام ہے۔ اسی طرح صاحب شریعت نبی ہونا بھی انعام ہے۔ جبکہ روز آفرینش میں ہی خدائے لایزال نے تاج نبوت کو مزین و آراستہ کر کے حضور سید عالم رحمۃ للعالمین راحت العاشقین فداہ الی و الی روحی و جدی کے سر پر رکھ دیا تو اب ناحق جلنا اور کڑھنا بد باطنوں اور خبیث روحوں کا کام ہے سچ ہے۔

مہ نشانہ نور سگ عمو کند

آيَتُهُ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ، كَافَّةً لِّلنَّاسِ، إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا کا جواب یہ دیا ہے کہ حضرت موسیٰ تمام بنی اسرائیل کی طرف رسول تھے کیا ان کے بعد بنی اسرائیل کے لیے حضرت داؤد و سلیمان علیہ السلام نبی ہو کر نہیں آئے؟ الجواب ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ وہ شریعت نامتام و ناقص تھی۔ اس لیے وقتی ضروریات کے لیے انبیاء کا آنا ضروری تھا اور توراۃ کے متعلق قرآن شریف میں ہرگز ہرگز حضرت موسیٰ کا یہ دعویٰ موجود نہیں کہ تمام بنی اسرائیل کے لیے صرف میں اکیلا رسول ہوں بخلاف اس کے کہ قرآن شریف کامل و مکمل غیر متبدل اہل قانون اور محمد رسول اللہ ﷺ تمام دنیا کے لیے اکیلے رسول ہونے کے مدعی ہیں اُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِي النَّبِيُّونَ صحیح مسلم میں تمام دنیا جہان کی طرف بھیجا گیا ہوں میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اَنَا رَسُولُ مَنْ أَدْرَكْتُ حَيًّا وَمَنْ يُّوَلِّدُ بَعْدِي (کنز العمال جلد ۲ ص ۲۲۹ طبقات ابن سلام جلد ۲ ص ۱۰۱) خدا نے تمام جہان کے لیے ایک نبی بھیجا۔ چشمہ معرفت ص ۱۳۶۔ مذکورہ بالا آٹھ آیات قرآنی اور اقوال فرما سے بغیر کسی طرح کی کھینچ تان کے بعبارت النص ثابت ہو گیا کہ حضور سید عالم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اگرچہ قرآن شریف میں اور متعدد آیات ایسی ہیں جن سے مسئلہ ختم نبوت ثابت ہوتا ہے مگر ہم انہیں مذکورہ بالا آیات پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ یہ مختصر رسالہ ان کا متحمل نہیں جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کے لیے

ایک آیت بھی کافی ہے اور بے ایمانوں کے واسطے تمام قرآن بھی ناکافی اب ہم احادیث نبویہ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں تاہم غور سے پڑھیں اور ایمان تازہ کریں۔

ختم نبوت از احادیث

حدیث اول : وَ عَنْ ثَوْبَانَ رَأَى قَوْلِهِ إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (ابو داؤد، ترمذی، مشکوٰۃ، کتاب الفتن)

ترجمہ : ضرور میری امت میں تیس کذاب (جھوٹے) پیدا ہوں گے ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں نبیوں کا ختم کرنے میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں جو شخص مدعی نبوت ہو وہ کذاب ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد وغیرہ۔

اعتراض : مرزائی کہتے ہیں کہ حدیث میں تیس کی محسن کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں کچھ سچے بھی آویں گے۔

جواب : یہ احتمال ناشی عن الدلیل نہیں اس لیے مردود ہے نیز اس کے متعلق حدیث کے یہ الفاظ ہی کافی ہیں لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

اعتراض : سین فعل مضارع پر داخل ہو کر استقبال کے معنوں میں کر دیتا ہے اس صورت میں اس حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ کذاب وغیرہ عنقریب پیدا ہوں گے۔

جواب : اس امر کا تو مرزا صاحب کو بھی اعتراف ہے کہ وہ دجل قیامت کے قریب تک ہوں گے۔ کیا مرزا صاحب علوم علی سے نا بلند تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا کے آخر تک تیس کے قریب تک دجل پیدا ہوں گے (ازالہ

جواب ثانی : اس میں شک نہیں کہ سین فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو مستقبل قریب کے معنی میں کرتا ہے مگر حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ کاذب حضور ﷺ کے زمانہ کے ساتھ فوراً ہی آجائیں گے اس لیے کہ قرب و بعد امور اضافیہ میں سے ہیں۔ ایک چیز ایک شخص کی نظروں میں قریب ہوتی ہے اور دوسرے کی نظروں میں بعید۔ جیسا کہ حضور پر نور ﷺ نے ایک دفعہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر فرمایا اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (یعنی قیامت میں اور مجھ میں اس طرح اتصال ہے) تو جس طرح حضور ﷺ کی بالغ نظری کے لحاظ سے قیامت قریب ہے اور ہماری کم نگاہی کے لحاظ سے بعید ایسے ہی ان کذابوں کا آنا حضور ﷺ کے لحاظ سے بالکل قریب اور ہمارے لحاظ سے بعید۔ اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَآخِرِينَ ترجمہ : عنقریب وہ (مرزائی وغیرہ) جہنم میں ذلیل ہوتے ہوئے داخل ہوں گے فَسَبِّحْهُمْ اِلٰہُ جَمِیْعًا عنقریب ان کو اپنی طرف اکٹھا کرے گا وَسَبِّعَلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے دیکھئے ان آیات میں سین فعل مضارع پر داخل ہوا ہے اور قیامت کا ذکر ہے اس جگہ بھی قیامت کی نسبت جب ذات واجب الوجود کی طرف جلوے تو قیامت بالکل قریب ہے اور اگر ہماری طرف کی جلوے تو بعید۔

اعتراض : یہ دجال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں جیسا کہ اکمل الاکمل میں لکھا ہے

جواب : صریح حدیث کے مقابلہ اکمل الاکمل والے کا ذاتی خیال سند نہیں حدیث میں قیامت کی شرط ہے بعض دفعہ انسان ایک چھوٹے دجال کو بڑا سمجھ لیتا ہے اسی طرح انہوں نے تعداد پوری سمجھ لی۔ حالانکہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت نے وضاحت کر دی کہ ابھی اس کی تعداد میں کمی ہے۔

اعتراض: اس حدیث کو حج الکرامہ میں حافظ ابن حجر نے ضعیف لکھا ہے۔

جواب: یہ سراسر دروغ بے فروغ ہے لیجئے ہم حافظ ابن حجر کی اصل کتاب کی عبارت جس کا حوالہ دیا گیا ہے پیش کرتے ہیں وَفِي رَوَايَةِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ وَعِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ سَبْعُونَ كَذَّابًا وَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ وَعِنْدَ أَبِي يَعْلَى مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ نَحْوُهُ وَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ أَيْضًا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، مطبوعہ دہلی جزو ۲۱، ص ۵۶۳)

طبرانی میں عبد اللہ ابن عمر کی ستر دجال والی حدیث کی سند ضعیف ہے اور ایسا ہی ابو یعلیٰ میں جو انس کی روایت ستر دجال والی ہے وہ ضعیف ہے حاصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے ستر دجال والی روایت کو جو دو طریق سے مروی ہے ضعیف لکھا ہے نہ کہ تیس دجال والی کو قاعدہ اس حدیث میں حضور سید عالم ﷺ نے مطلقاً مدعی نبوت کو کاذب فرمایا ہے۔ تشریحی یا غیر تشریحی کی کوئی قید نہیں اور علم اصول کا مشہور قاعدہ ہے الْمُطْلَقُ بِحَجَرٍ عَلَى إِطْلَاقِهِ يَعْنِي مُطْلَقٌ بِأَنَّهُ اِطْلَاقٌ اَوْ عَمُومٌ پَر جَارِی رہتا ہے لہذا مرزائیوں کا مطلق کو مقید کرنا ان کی جہالت کی دلیل ہے۔

حدیث دوم عَنْ الْعُرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّ آدَمَ لَمُنْجِدِلٌ فِي طِينَتِهِ (شرح سنن احمد و مشکوٰۃ باب فضائل معبد الصالحين)۔

آنحضرت نے فرمایا کہ آدم جس زمانہ میں گوندھی ہوئی مٹی کی ہیت میں تھے میں اس وقت بھی خدا کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا ہوا تھا۔

حدیث سوم وَعَنْ جَابِرِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فُخْرَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فُخْرَ۔

(رواہ الداری، مشکوٰۃ باب مذکورہ)

جواب : میں قائد انبیاء ہوں میں خاتم الانبیاء ہوں یہ بات میں فخر سے نہیں کرتا
(بلکہ اظہار حقیقت ہے)

حدیث چہارم اِنْ لِّیْ اَسْمَاءُ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ اِلٰی قَوْلِهِمْ
اَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهُ نَبِیٌّ۔

بخاری و مسلم مشکوٰۃ باب اسماء النبی ﷺ - نبی ﷺ نے فرمایا میرے کئی نام
ہیں۔ میں محمد ہوں، احمد ہوں عاقب ہوں اور عاقب سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی
نبی نہ ہوگا۔

اعتراض : عاقب کے معنی جو حدیث میں بیان کیے گئے ہیں یہ راوی کا اپنا خیال ہے
ورنہ یہ حدیث کے اپنے الفاظ نہیں۔

جواب : راوی کا ذاتی خیال نہیں یہ قطعاً غلط ہے بلکہ عاقب کے معنی خود آنحضرت
نے کیے ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وَفِیْ رِوَايَةِ سُفْيَانَ ابْنِ عُيَيْنَةَ
عِنْدَ الشَّرْمَذِيِّ وَغَيْرِهِ بِلَفْظِ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهُ نَبِیٌّ (فتح الباری جز
۴ ص ۳۱۳) ترجمہ : امام سفیان ابن عیینہ کی مرفوع حدیث میں امام ترمذی کے نزدیک یہ
لفظ ہیں کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

حدیث پنجم وَ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ اَنَّ رُسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ
فُضِّلْتُ عَلٰی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ
بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِی الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِی الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَ
طَهُورًا وَاُرْسِلْتُ اِلٰی الْخَلْقِ کَافَّةً وَحُتِمَ بَیِّ النَّبِیُّوْنَ (مسلم
در باب مشکوٰۃ مذکورہ)

ترجمہ : آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چھ باتوں میں جملہ انبیاء پر فضیلت دیا گیا
ہوں مجھے کلمات جامع ملے (۲) میں رعب کے ساتھ فتح دیا گیا ہوں (۳) میرے لیے
غنیمتیں حلال کی گئی ہیں (۴) تمام دنیا میرے لیے پاک مسجد بنائی گئی (۵) میں تمام مخلوقات

کی طرف رسول بنایا گیا ہوں (۴) میرے ساتھ انبیاء ختم کیے گئے۔

حدیث ششم كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسْؤُسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ (بخاری ص ۳۱۱ و مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۷ ابن ماجہ وغیرہ) بنی اسرائیل کی عنان سیاست انبیاء کے ہاتھوں میں رہی۔ جب ایک نبی فوت ہوتا اس کا جانشین نبی ہی ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ عنقریب خلفاء کا سلسلہ شروع ہوگا پس بکثرت ہوں گے۔ اس حدیث کی تشریح قول مرزا سے یوں ہوتی ہے کہ وحی اور رسالت ختم ہو گئی۔ مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہ ہوگی۔ (الحق مکتوب مرزا تشمیذ الازہان)

اس حدیث میں نبوت غیر تشریحی کے انقطاع پر دو صریح قرینے موجود ہیں۔ پہلا قرینہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے بنی اسرائیل کے نبیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جو صاحب شریعت مستقل نبی نہ تھے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد سینکڑوں نبی آئے جو شریعت موسویہ کے قبیح تھے اور ان نبیوں کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ نبی اسرائیل کے امور کا انتظام یکے بعد دیگرے فرماتے تھے۔ ان کے بعد آپ نے فرمایا کہ إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي یعنی میرے بعد کوئی نبی میری امت کے امور کا انتظام کرنے والا نہیں ہوگا۔ جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل اور وہ غیر مستقل ہوتے تھے۔ لہذا نبی غیر مستقل کی نفی کی تصریح ہو گئی۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا اپنے بعد نبی کی مطلقاً نفی کرنے کے بعد صرف خلفاء کا اثبات فرماتا نبی غیر مستقل کی نفی کا صریح قرینہ ہے۔

حدیث ہفتم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرِ أَحْسَنَ بَنِيَانُهُ وَتُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبَنَةٍ

فَطَافَ بِنُورِ النَّظَارِ يَتَعَجَّبُونَ مِنْ حُسْنِ بُشْبَانِهِ إِلَّا مُوَضِّعَ
تِلْكَ اللَّيْنَةِ أَنَا سَدَّدْتُ مُوَضِّعَ اللَّيْنَةِ حُتَيْمَ بَنِي الْبُشْبَانِ وَ
حُتَيْمَ بَنِي الرُّسُلِ وَفِي رَوَايَةٍ فَأَنَا اللَّيْنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
(بخاری و مسلم مشکوٰۃ باب فضائل النبی ﷺ)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور سابقہ انبیاء کی ایک
ایسے محل کی مثال ہے جس کی عمارت اچھی بنائی گئی ہو۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ
خالی ہو۔ لوگ اس کے ارد گرد گھومتے ہیں اور حسن عمارت پر تعجب کرتے ہیں، مگر ایک
اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیران ہوتے ہیں سو میں وہ مبارک اینٹ ہوں جس نے اس
جگہ کو پر کیا۔ میری ذات کی وجہ سے نبوت کے محل کی تکمیل ہو گئی ہے۔ بدیں صورت
میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبوت کی آخری
اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT

مرزا یوں کا اعتراض

غیر احمدی کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ مبعوث نہ ہوتے تو قصر نبوت وغیرہ مکمل
ہو چکا تھا صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی جس کو آپ نے آکر پر کیا مگر ہمارا ایمان
ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ پیدا نہ ہوتے تو نظام کائنات نہ بنایا جاتا۔

جواب: مرزا یوں اس دجلہ فریبی کا کیا کہنا کیا خوب رنگ بدلا ہے مگر یاد رہے

بہر رنگ کہ خوابی جامہ مے پوش

من انداز قدت را می شناسم

لیجے ہم تمہارا ایمان ظاہر کرتے ہیں مرزا صاحب اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص ۹۹ پر یوں کہتے

ہیں لَوْلَاكَ لَمَا خُلِقَتِ الْاَفْلَاكُ

ترجمہ: اے مرزا اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان پیدا نہ کرتا۔ مرزا یوں ذرا انصاف سے

بتانا کہ تمہارا حضور ﷺ کے متعلق یہ ایمان ہے یا مرزا علیہ ما علیہ کے متعلق ذرا سمجھ سوچ کر جواب دینا۔

بحود شعار وفا ہای من ز مردم پرس
بمن حساب جفا ہائے خویشدن یاد آر
(غالب)

اعتراض: جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

جواب: مثلاً اگر کہا جاوے کہ مرزا صاحب اپنے والدین کے گھر میں خاتم الاولاد ہیں اور ان کی پیدائش سے قبل ان کا ایک بھائی کسی ملک میں گیا ہوا تھا۔ وہ قادیان میں آ گیا تو اس کے آنے کو کوئی صحیح الدماغ انسان مرزا صاحب کے خاتم الاولاد ہونے کے منافی نہیں سمجھے گا۔ اس لیے کہ مرزا صاحب کے بھائی کی پیدائش ان سے پہلے ہو چکی تھی تو جس طرح مرزا کے بھائی کا اس ملک کو چھوڑ کر قادیان میں آنا مرزا کے خاتم الاولاد ہونے کے منافی نہیں ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام کا اس وقت تشریف لانا حضور پر نور ﷺ کی خاتمت کے منافی نہیں اس لیے کہ ان کو پہلے نبوت مل چکی ہے فقط۔

باقی رہا یہ کہینہ عذر کہ معاذ اللہ مسلمان آنحضرت ﷺ کو اینٹ سے تشبیہ دیتے ہیں سو مرزائیوں کو یہ بات کہتے ہوئے شرمنا چاہیے اس لیے کہ اگر اس پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو وہ حدیث پر نہ کہ اس شخص پر جو اس کو نقل کر رہا ہے حضور کی غرض اس حدیث کے بیان قربانے سے محض اپنی امت کی تفہیم مقصود ہے مگر مرزائی یہودی صرف ایک وقتی اعتراض کر کے عمدہ برا ہونا چاہتا ہے، سچ ہے۔

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

حدیث ہشتم:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ
مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ (بخاری مسلم باب مناقب علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

”اے علی تیرے اور میرے درمیان وہ نسبت ہے جو کہ موسیٰ اور ہارون
کے درمیان تھی۔“

سوال یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان کونسی نسبت تھی ظاہر ہے کہ وہ نسبت دو
امور پر مشتمل تھی ایک قائم مقامی دوسرے اشتراک فی النبوة اب حضرت علی کو انہیں
دو امور کے متعلق شبہ ہو سکتا تھا۔ یعنی قائم مقامی و اشتراک فی النبوة حالانکہ حضور کو
ایک امر کا اثبات اور ایک کا انقطاع فرمانا مقصود تھا۔ لہذا حضور نے یہ خیال فرما کر کہ
کہیں حضرت علی یہ نہ سمجھ لیں کہ جس طرح حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے تابع ہو
کر نبی تھے۔ ایسا ہی میں بھی حضور کی عدم موجودگی میں آپ کا قائم مقام ہوں اور آپ
کے تابع ہو کر نبی ہوں اس لیے حضور نے ایک امر کا اثبات فرما دیا یعنی قائم مقامی کا اور
دوسرے کے متعلق لَا نَبِيَّ بَعْدِي کہہ کر اس نبوت کی نفی کر دی جو کہ حضرت
ہارون میں تھی یعنی غیر تشریحی۔

حدیث نہم:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ
الْخَطَّابِ (ترمذی مشکوٰۃ بان مناقب عمر)
ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

الف: حضور ﷺ نے یہ قول حضرت عمر کی مدح میں فرمایا ہے اور مقام مدح کا
تقاضا یہ تھا کہ اگر آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی ہوتی تو آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کے لیے اس کا اثبات فرماتے نہ کہ نفی کرتے پس آپ کے مطلقاً نفی فرمانے سے معلوم

ہوا کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آ سکا۔

ب: اگر حدیث میں نبی مستقل کی قید لگائی جائے اور معنی یہ کیے جائیں کہ اگر میرے بعد کوئی مستقل نبی ہوتا ہوتا تو حضرت عمر ہوتا۔ اس صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نبی غیر مستقل ہونا ضروری ہے کیونکہ حضور نے حضرت عمر کو منصب نبوت کے قابل و مستحق بتایا ہے اور نبوت کے ملنے سے مانع صرف نبوت کا ختم ہونا فرمایا ہے پس جب نبوت غیر مستقل ختم نہیں ہوئی تو اس کے ملنے سے کوئی چیز مانع نہیں لگتا وہ ضرور نبی ہونے چاہیں حالانکہ وہ نبی نہیں تھے اگر ہوتے تو دعویٰ نبوت ضرور کرتے کیونکہ نبی کے لیے دعویٰ نبوت کا اخفا قطعاً جائز نہیں۔ جب انہوں نے دعویٰ نبوت نہیں کیا اور نہ ہی اہل اسلام میں سے کسی نے ان کو نبی مانا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ نبی نہ تھے۔ تو اب آپ غور فرما سکتے ہیں کہ جو سب سے زیادہ مستحق نبوت اور جس کا مستحق ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ثابت ہو اس کو تو نبوت نہ ملے اور خشی غلام احمد صاحب قادیان میں نبی بن جائیں یہ امر عقلاً محال ہے۔

حدیث دہم:

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي (ترمذی شریف)۔ یعنی رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس کی بابت مرزا صاحب فرماتے ہیں ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ وحی و رسالت تا قیامت منقطع ہے۔ ازالہ اوہام مطبوعہ لاہور ص ۵۳ نیز آئینہ کمالات میں ص ۳۷۷ پر لکھتے ہیں مَا كَانَ اللَّهُ أَنْ يُرْسِلَ نَبِيًّا بَعْدَ نَبِيِّنَا خَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَمَا كَانَ يُحْدِثُ سِلْسِلَةَ النُّبُوَّةِ ثَانِيًا بَعْدَ انْقِطَاعِهَا۔ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خاتم النبیین کے بعد کسی کو نبی کر کے بھیجے اور نہ یہ ہوگا کہ سلسلہ نبوت کو اس کے منقطع ہو جانے کے بعد

پھر جاری کرے۔ حملہ ابھری ص ۳۳ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ قَدْ انْقَطَعَ
الْوَحْيُ بَعْدَ وَفَاتِهِ وَخَتَمَ اللَّهُ بِهِ النَّبِيِّينَ بے شک آپ کی وفات کے
بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور حقیقتہ
الوحی ص ۶۳ ضمیمہ عربی میں لکھتے ہیں وَإِنَّ رَسُولَنَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَعَلَيْهِ
انْقَطَعَتْ سِلْسِلَةُ الْمُرْسَلِينَ تحقیق ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں اور ان
پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

حدیث یازدہم:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوْفَى أَرَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ
ﷺ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لَأَنْبِئَ بَعْدَهُ
ترجمہ: اسماعیل جو سند میں مذکور ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے
دریافت کیا کہ آپ نے حضور پر نور ﷺ کے صاحبزادہ صاحب ابراہیم کو دیکھا ہے تو
انہوں نے فرمایا کہ وہ تو چھوٹے ہی رحلت فرما گئے تھے اور اگر یہ فیصلہ ازل میں ہو چکا
ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا ہوگا تو آپ کے صاحبزادے زندہ
رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا لہذا ان کو زندہ نہیں رکھا گیا۔

حدیث دوازدہم:

أَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ أَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ (ابن ماجہ فتحہ دجال ص

(۳۰۷)

ترجمہ: میں سب نبیوں کا پچھلا نبی ہوں اور تم تمام امتوں کی پچھلی امت

اگرچہ مذکورہ سات آیات قرآنی اور بارہ احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ ختم نبوت بغیر کسی قسم کی کھینچ تان کے آفتابِ نبیروز سے زیادہ تر واضح ہو گیا ہے مگر ہم مزید وضاحت کے لیے مذکورہ مسئلہ کو اجماع امت اور دلائل عقلیہ سے ثابت کرتے ہیں ناظرین بغور پڑھیں۔

اجماع امت:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قَدْ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّينُ (ترجمہ) کہ وحی منقطع ہو گئی اور دین مکمل ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر کہا یا بَیَّ اَنْتَ وَ اُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَغَ مِنْ فَضْلِیْکَ عِنْدَہٗ اَنْ بَعَثَکَ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ یعنی میرے ماں باپ قرآن آپ کو خدا نے آخری نبی بھیجا تھا۔ (مواہب جلد ۲ ص ۳۹۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ کہ آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں شامل ترمذی ص ۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لِاَنَّ نَبِیَّکُمْ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ کہ آپ آخری نبی ہیں۔ (تلخیص التاریخ جلد ۱ ص ۲۹۳)

اجماع امت: وَکُوْنِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ مِمَّا نَطَقَتْ بِہِ الْکُتُبُ وَ سَعَدَتْ بِہِ السُّنَنُ وَ اَجْمَعَتْ عَلَیْہِ الْاُمَّۃُ فَبِکْفَرِہٖ مَّدْعٰی خِلَافَہٗ وَ یُقْتَلُ اِنْ اُھْمِرَ۔ (روح المعانی جلد ۷ ص ۶۵)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل سے ہے جس پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں اور احادیث نبویہ بوضاحت بیان کرتی ہیں اور تمام امت کا اجماع ہے پس اس کے خلاف کا دعویٰ کافر ہے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں وَمَنْ اَعْتَقَدَ وَحِیًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کَفَرَ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ (فتاویٰ ابن حجر مکی) یعنی جو شخص آپ کے بعد کسی وحی کا معتقد ہوا وہ

کافر ہے۔ ماعلی قاری فرماتے ہیں وَدَعَا إِلَى النَّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا ﷺ كُفْرٌ
 بِاِجْمَاعِ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) یعنی ہمارے نبی ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت
 بالاجماع کفر ہے۔ شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں مرقوم ہے اَخْبَرَ أَنَّهُ خَاتِمُ
 النَّبِيِّينَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَأَخْبَرَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ
 وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى حَمْلِ هَذَا الْكَلَامِ عَلَى ظَاهِرِهِ
 وَأَنَّ مَفْهُومَهُ الْمُرَادَ بِهِ بِدُونِ تَأْوِيلٍ وَلَا تَخْصِصٍ فَلَا شَكَّ
 فِي كُفْرِ هَؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ كُلِّهَا قَطْعًا اِجْمَاعًا وَسَمْعًا۔ یعنی
 آپ نے خبر دی کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا
 اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کی ختم کرنے والے ہیں اور اس
 پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہر پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری
 الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں
 کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔
 امام غزالی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں کون نہیں جانتا کہ یہ وہی
 بزرگ ہیں کہ جن پر حضور سید عالم ﷺ 'حضرت موسیٰ' اور عیسیٰ علیہ السلام کے
 روبرو فخر و مباہات کرتے اور فرماتے ہیں کہ میری امت میں غزالی جیسے ہستیاں ہیں چنانچہ
 عبارت ذیل ہے نمبر انفحات الانس ص ۳۳۵۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کہ قطب زمان بود از واقعہ کہ دیدہ چنین خبر داده
 است کہ حضرت رسالت ﷺ با موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام مفاخرت و مباہات کردہ
 است بغزالی رحمۃ اللہ علیہ حضرت رسالت ﷺ بتعزیر بعضی منکراں غزالی امر
 فرمود۔

یعنی شیخ ابوالحسن شاذلی کہ قطب زمان تھے انہوں نے جو واقعہ دیکھا اس کی یوں
 خبر دی ہے کہ حضرت رسالت ﷺ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے ساتھ امام

غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مباحثات کرتے تھے اور حضور ﷺ نے امام غزالی کے منکرین کو تعزیر فرمائی ہے۔ مذکورہ الصدر عبارت سے معلوم ہو گیا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی دربار رسالت میں کس قدر مقبولیت ہے اب ان ممدوح کا عقیدہ سنئے۔ فرماتے ہیں:

پس باختر ہمہ رسول مارا ﷺ فرستاد و نبوت دے بدرجہ کمال رسانید، بیچ زیادت رایاں راہ نبود و بایں سبب اور اخاتم الانبیاء کرد کہ بعد از دے بیچ پیغمبر نباشد۔ (کیسائے سعادت ص ۷۰-)

ترجمہ پھر سب پیغمبروں کے بعد ہمارے رسول ﷺ کو خلق کی طرف بھیجا گیا اور آپ کی نبوت کو ایسے کمال درجہ تک پہنچایا کہ اب اس پر زیادتی محال ہے۔ اسی واسطے آپ کو خاتم الانبیاء کہا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۶۹ میں ہے **أَوَّلُهُمْ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ**۔ (ترجمہ) اول الانبیاء آدم ہیں اور آخر الانبیاء محمد ﷺ۔ فتوحات مکیہ شریف ص ۵۱ ج ۳ میں حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔ **وَإِنْسَدَّتْ أَبْوَابُ الْأَوَامِرِ وَالتَّوَاهُتِ فَمَنْ إِذَا عَاَهَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَهُوَ مُدَّعٍ شَرِيعَةٍ أَوْ حَسَى إِلَيْهِ سَوَاءٌ وَافَقَ بِهَا شَرْعَنَا أَوْ خَالَفَ**۔

”اوامر و نواہی کا دروازہ بند ہو گیا جو حضور کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی تو وہ مدعی شریعت کا ہے خواہ وہ ہماری شریعت کے مخالف ہو یا موافق۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عبارت کے ساتھ اور اضافہ فرماتے ہیں **فَإِنْ كَانَ مُكَلَّفًا ضَرَبْنَا عَنْهُ وَإِلَّا ضَرَبْنَا عَنْهُ صَفْحًا**“ (الیواقیت ص ۳۳ جلد ۲) صاحب شریعت ہونے کا مدعی ہو (جیسے مرزا نے کہا) اگر عاقل ہو تو اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر کوئی پاگل مرقی سودائی ایسی باتیں کرے گا تو مجنوں سمجھ کر چھوڑ دیں گے۔ اسی طرح حضرت ابن عربی فتوحات مکیہ ص ۷۱ ج ۲ میں

فرماتے ہیں اِسْمُ النَّبِيِّ زَالَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ (ترجمہ) حضور سید الکونین کے بعد نبی کے لفظ کا کسی پر اطلاق کرنا جائز نہیں۔

ان ”مشتے نمونہ از خردارے“ سوالوں سے اصل مسئلہ کی کافی وضاحت ہو جاتی ہے اور نبوت کا بالا جماع کمال کو پہنچ کر ختم ہو جانا کسی مزید بیان کا منت گزار نہیں رہتا۔

دلائل عقلیہ:

دلیل اول:

نظام کائنات ایک درسگاہ ہے اور انبیاء کرام بمنزلہ معلمین کے ہیں اور ظاہر ہے کہ معلم اعلیٰ کی تعلیم سب سے آخر میں ہوتی ہے اس لیے کہ جب تک تعلیم کے ابتدائی مراتب حاصل نہ کر لیے جائیں معلم اعلیٰ کی تعلیم کا حاصل کرنا دائرہ امکان سے خارج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سید عالم ﷺ کو جملہ انبیاء کے آخر میں بھیجا گیا۔

دلیل دوم:

کسی نبی کے بعد دوسرے نبی کے آنے کی دو وجہ سے ضرورت ہوتی ہے ایک یہ کہ کسی صیغہ کی تعلیم غیر مکمل رہ گئی ہو تو اس کی تکمیل کے لیے کوئی دوسرا نبی بھیج دیا جاتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ پہلے نبی کی تعلیم میں تحریف ہو گئی ہو۔ دنیا میں اس کی صحیح تعلیم باقی نہ رہ گئی ہو۔ تو دوسرا نبی صحیح تعلیم دے کر بھیج دیا جاتا ہے تاکہ لوگ صحیح تعلیم سے محروم نہ رہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے بعد نہ تو کوئی صیغہ تعلیم غیر مکمل رہا ہے جس کی تکمیل کی غرض سے کسی دوسرے نبی کو بھیج دیا جائے اور نہ ہی آپ کی تعلیم میں تحریف واقع ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہوگی جو کسی دوسرے نبی کو

صحیح تعلیم کے لیے بھیجنے کی ضرورت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو تحریف سے قیامت تک محفوظ رکھنے کا اعلان فرما دیا ہے جو سورۃ حجر کی آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَکَ لَحٰفِظُوْنَ میں مذکور ہے یعنی ہم نے ہی کلام مجید کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں اور تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال کا مشاہدہ اس پر شاہد ہے کہ کلام الہی میں آج تک ایک حرکت کی تبدیلی بھی نہیں ہوئی۔ حروف و کلمات کی تبدیلی تو درکنار رہی۔ تو اب آپ غور فرمائیں کہ آپ کے بعد کسی نبی کے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔

دلیل سوم:

آپ کے بعد مستقل نبی کا نہ آنا تو فریق مخالف کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ ممتاز فیہ تو صرف نبی غیر مستقل کا آنا ہے لہذا اس کے متعلق مرزائیوں سے چند امور دریافت طلب ہیں۔

الف: یہ مسئلہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے اس قابل نہیں کہ اس میں صرف رائے زنی سے کام لیا جاوے بلکہ اس کے اثبات کے لیے نصوص قطعیہ کا ہونا ضروری ہے۔ لہذا کوئی ایسی نص پیش کیجئے جو نبوت غیر مستقلہ کے عدم انقطاع پر صراحۃً دال ہو۔

ب: نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا دارو مدار کیا چیز ہے اس کی تعیین و دلیل تعیین دونوں کے بیان کرنے کے بعد بتلایے کہ وہ چیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی تھی یا کہ نہیں۔ اگر تھی تو ان کو نبوت کیوں نہ ملی اور اگر نہیں تھی تو یہ بات اجماع امت کے خلاف ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تمام امت میں افضل ہونا مجمع علیہ ہے اور صورت مفروضہ میں غیر صحابی کا صحابہ سے افضل ہونا لازم آتا ہے لہذا یہ شق جو مستلزم ہے خلاف اجماع کو مردود ہے۔ اور قابل تسلیم نہیں اور علاوہ اس کے یہ بات فیصلہ عقل کے بھی خلاف ہے کونسا عاقل اس بات کو تسلیم کر سکتا

ہے کہ منشی غلام احمد جیسوں میں ایسی خوبی پائی جاوے جس سے ابوبکر صدیق جیسے حضرات بھی محروم رہے ہوں۔ العیاذ باللہ۔

ج: کیا حضور سید یوم الشور ﷺ کے بعد ساڑھے تیرہ سو سال میں کوئی نبی مبعوث ہوا ہے یا نہیں اگر ہوا ہے تو اس کا حوالہ عنایت ہو اور اگر نہیں ہوا تو اس کی وجہ بیان فرما دیجئے کہ باوجود نبوت منقطع نہ ہونے کے اس قدر زمانہ دراز تک لوگوں کو اس نعمت عظمیٰ سے کیوں محروم رکھا گیا۔

دلیل چہارم:

نبوت اور رسالت اور نبی یہ تینوں کلمیں ہیں خواہ از جنس متواظی ہوں یا از جنس متکلف ان تینوں پر لای نفی جنس واقع ہوا ہے جو مفید استغراق ہوتا ہے عند النفاۃ پس نبوت کی نفی سے تمام افراد نبوت کی نفی ہوگی اور رسالت کی نفی سے تمام افراد رسالت کی نفی ہوگئی۔ اور نبی کی نفی سے تمام افراد نبی کی نفی ہوگئی اور نبوت غیر تشریعی بھی افراد نبی سے ہے پس اس کی بھی نفی ہوگئی لہذا حضور سید یوم الشور ﷺ کے بعد نبی غیر تشریعی بھی نہیں آسکا۔

اجرائے نبوت پر الفضل کے دلائل اور ان کے جوابات:

پہلی دلیل:

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ (پ ۱۷ ع ۱۷)

(ترجمہ) اللہ ہی چنتا ہے یا اپنے گاہ فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔ اس آیت میں مصطفیٰ مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور استقبال دونوں کے لیے آتا ہے پس مصطفیٰ کے معنی ہیں چنتا ہے یا اپنے گاہ مگر اس آیت میں مصطفیٰ تہ حال مراد نہیں لیا جا

سکا کیونکہ لفظ رسل جمع ہے اس سے مراد آنحضرت واحد نہیں ہو سکتے۔ پس ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے اور مصطفیٰ مستقبل کے لیے ہے۔

الجواب : مرزا یوں ہوش کرو کہاں مسئلہ ختم نبوت کے صریح دلائل اور کہاں اس قسم کی یہودیانہ تحریفات ”اِذَا فَاتَكَ الْحَبِأُ فَاَفْعَلْ مَا شِئْتَ“ تم مصطفیٰ کا حال اس لیے ترجمہ نہیں کرتے کہ آنحضرت ﷺ چونکہ واحد ہیں وہ اس کے مصداق نہیں بن سکتے یہ تو بتاؤ کہ پھر مرزا اس کا مصداق کس طرح بن جاوے گا کیا وہ جمع ہے پھر یہ دیکھیے کہ آیت مذکورہ میں انبیاء پر نازل ہونے والے فرشتے کو بھی تو جمع کے صیغے سے بیان کیا گیا ہے کیا انبیاء پر دو چار فرشتے اترتے تھے۔ انبیاء تو پھر بھی ہزار ہا ہوئے ہیں لیکن ان پر نازل ہونے والا فرشتہ تو صرف ایک ہی ہے جیسا کہ تمہاری پاکٹ بک کے ص ۵۳۳ پر ہے۔ جبرائیل انبیاء کی طرف وحی لانے پر مقرر ہیں ان کے سوا کوئی دوسرا فرشتہ اس کلام پر مقرر نہیں۔ قرآن پاک بھی شاہد ہے کہ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (جبرائیل نے) اس قرآن کو تیرے قلب پر اتارا ہے۔

”رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لیے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے جو بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے اور بذریعہ آیات ربانی کلام رحمانی کے سکھائے جاتے ہیں“ (ازالہ اوہام ص ۵۳۳ / ۲۲۱-)

پس جب کہ پیغام رساں فرشتے کو باوجود واحد ہونے کے جمع کے صیغہ رسل سے ذکر کیا گیا ہے تو پھر آنحضرت پر اس کا استعمال کیوں ناجائز ہے۔ الحمد للہ کہ مرزائیوں کے اعتراض کی حقیقت تو واضح ہو گئی کہ آیت میں جمع کا صیغہ ہے اس لیے آنحضرت واحد مراد نہیں لیے جاسکتے اور اگر آیت کا وہی ترجمہ کیا جائے جو کہ مرزائی کرتے ہیں یعنی اللہ ہی چنے گا فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں چنا ہے نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ علم صرف کی کتابوں میں میزان العرف سے لے کر فصول اکبری تک یہی لکھا ہے کہ مضارع یا حال یا استقبال کے لیے آتا ہے

نہ کہ دونوں کے لیے اکٹھا تو معلوم ہو گیا کہ اگر مصطفیٰ کا ترجمہ چنے گا کیا جائے تو چنتا ہے کرنا ناجائز ہوگا اس صورت میں آیت مذکورہ کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ رسول کو چنے گا اب تک چنا نہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ سرور انبیاء اس وقت موجود تھے اور آیت بھی انہیں پر نازل ہوئی معلوم ہوا کہ یہ ترجمہ عقلاً و نقلاً مردود ہے۔

اس آیت کا ترجمہ چنے گا کرنے میں دوسرا احتمال یہ لازم آتا ہے کہ اس صورت میں کلام الہی میں تعارض لازم آئے گا اس لیے ہم پہلے متعدد آیت قرآنی سے حضور کا خاتم النبیین ہونا ثابت کر آئے ہیں اور حالت تعارض میں کلام ربانی کا من جانب اللہ ہونا محال ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے خود فرمایا ہے لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (پ ۵ ع ۹) مگر قرآن مجید غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں تخالف و تناقص پایا جاتا تو یاری تعالیٰ نے عدم تخالف کو اس کے من جانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھہرایا ہے پس معلوم ہوا کہ اس میں تخالف و تناقص نہیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب ہم آیت کا ترجمہ چنتا ہے کریں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

آیت کا مضمون تو صرف اس قدر ہے جو کہ سیاق و سباق کلام سے واضح ہے کہ جب منکرین اسلام کے روبرو کلام خداوندی پڑھا جاتا۔ تو وہ نہ صرف بگڑتے بلکہ مارنے کو دوڑتے خدا نے فرمایا تم اس قدر کیوں بگڑتے اور برہم ہوتے ہو کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری مرضی کے مطابق رسول بنا کر بھیجا جاتا۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (پ ۸ ع ۳) اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے اس میں تمہاری عقل نارسا کو کوئی دخل نہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ ہی چنتا ہے فرشتوں میں سے رسول جو اس کے احکام انبیاء کے پاس لاتے ہیں اور انسانوں میں رسول چنتا ہے جو تبلیغ کا کام کرتے ہیں الغرض اس آیت میں آئندہ رسولوں کے آنے کا کوئی ذکر نہیں اور اگر بالفرض محال ہو بھی تو نبی تشریعی کا نہ کہ غیر تشریعی کا۔ اور نبی تشریعی کا آنا تمہارے

نزدیک بھی ممکن نہیں۔ چنانچہ اس صورت میں یہ آیت تمہارے خلاف بھی جائے گی۔
مَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

۷ اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔

دوسری دلیل

يٰۤاٰدَمُ اِمَّا يٰۤاَتَيْنٰكَمُّ رُسُلُۙ مِّنْكُمْ (پ ۸ ع ۱۱) (ترجمہ) اے بنی آدم البتہ ضرور آویں گے تمہارے پاس رسول۔ یہ آیت آنحضرتؐ پر نازل ہوئی اس میں تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے یہاں یہ نہیں لکھا کہ ہم نے گزشتہ زمانہ میں یہ کہا تھا سب جگہ آنحضرتؐ اور آپ کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔ (پاکٹ بک احمدیہ

www.NAFSEISLAM.COM (۵۰۳)

اس آیت سے بھی اجراء نبوت پر استدلال چند وجوہ سے باطل ہے۔

اولاً: اس لیے کہ مرزا اور اس کے ہمناؤں کے نزدیک رسول سے مراد محدث اور مجدد بھی ہو سکتا ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

اقوال مرزا

رسول سے ہر جگہ مراد خدا کا رسول نہیں کیونکہ اس لفظ میں محدث اور مجدد بھی شامل ہے مرزا غلام احمد کہتا ہے۔

۱۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ رَسُولِ اللَّهِ
لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی محدث داخل ہیں (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۲)

۲۔ کمال طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ نبی ہوں یا رسول یا محدث یا مجدد ہوں (ایام صلح حاشیہ ص ۱۷۱)

۳۔ مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا۔ ایسا ہی محدثین کا نام مرسل رکھا اور اسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ آیا ہے اور یہ نہیں آیا وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالْأَنْبِيَاءِ پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہو یا نبی یا محدث ہوں چونکہ ہمارے سید و رسول خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آل حضرت ﷺ کے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں (شہادت القرآن ص ۲۷)

مرزائیوں کی ان تصریحات سے واضح ہو گیا ہے کہ ان کے نزدیک رسول سے مراد محدث بھی ہو سکتا ہے اور مجدد بھی۔ چنانچہ مرزائیوں کے خیال فاسد کے مطابق اس آیت میں رسول سے مراد کوئی نبی یا مجدد یا محدث ہو سکتا ہے۔ اس لیے آیت سے مرزائیوں کا تخصیص کے ساتھ یہ استدلال کہ نبی غیر تشریحی آ سکتا ہے باطل ہوا۔ واضح رہے کہ مسلمانوں کے نزدیک (رسول) سے مراد محدث یا مجدد لینا جائز نہیں ہے۔

ثانیاً: اگر بالفرض محال آیت مذکورہ سے جریان نبوت کا ثبوت ملتا ہے تو نبوت تشریحی کا نہ کہ غیر تشریحی کا جو امر نبی تشریحی کے آنے سے مانع ہے وہی غیر تشریحی نبی کے آنے سے مانع ہے فَمَا هُوَ حَاجُّوَابِكُمْ فَهُوَ حَاجُّوَابُنَا۔

ثالثاً: اِمَّا يَاتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ میں اگر ہمیشہ رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو اِمَّا يَاتِيَنَّكُمْ مِّنْهُ هُدًى میں دوائی طور پر ہدایتوں کے آنے کا وعدہ ہے اگر آپ کے بعد رسول آ سکتے ہیں تو قرآن مجید کے بعد کتاب بھی آ سکتی ہے۔

منشی غلام احمد کا قول: (خدا) وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت کے کوئی رسول بنا کر نہیں بھیجا جائے گا۔ (ازالہ اوہام ص ۵۸۶)

تیسری دلیل

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (پ آ ع ۱)

مرزائیوں کے استنباطات عجیبہ سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے سورۃ فاتحہ سے جریان نبوت کی دلیل پکڑی ہے صورت استدلال یوں بیان کی جاتی ہے کہ جن لوگوں پر خدائے تعالیٰ کے انعامات ہیں وہ چار ہیں چنانچہ لکھا ہے وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسَنَ أَوْلَٰئِكَ رَفِيقًا (پ ۵) یعنی جو لوگ خدا اور رسول کے کہنے پر چلے تو ان کو ان لوگوں کا ساتھ نصیب ہوگا جن پر خدائے انعام کیا ہے اور وہ انبیاء ہیں اور صدیقین ہیں اور شہیدین ہیں اور صالحین ہیں اور یہ سب اچھے رفیق ہیں۔

مرزائی کہتے ہیں کہ جب ہم اللہ اور رسول کی اطاعت بھی کرتے ہیں اور صراط الذین انعمت علیہم سے دعا بھی کرتے ہیں اور اس سے ہم صدیقیت اور شہادت اور صالحیت کے مقام پر ترقی کر سکتے ہیں تو ان سب کے ساتھ انبیاء کی رفاقت کا بھی ذکر ہے تو اگر آنحضرت کے بعد نبوت بالکل بند ہو اور کوئی شخص بھی نبی نہ بن سکے تو یہ دعا بھی انکارت جائے گی اور اطاعت بھی بے ثمر رہے گی پس لازم ہے کہ اس دعا کی قبولیت اور اس کی اطاعت کا ثمر درجہ نبوت کی عطا کی صورت میں بھی ہو (اعجاز المسح مصنف مرزا صاحب)

جواب : مرزائیوں کا یہ استنباط و استدلال پھند و جودہ از سرتیلا باطل محض ہے اس لیے کہ۔

۱۔ یہ استنباط متعدد آیات قرآنیہ کے خلاف اور کثیر التعداد احادیث نبویہ صریحہ کے

منافی ہے اور جو استنباط قرآن و حدیث کے خلاف ہو وہ باطل ہوتا ہے نیز اس آیت میں دنیا کے اندر نبوت وغیرہ کے مقام ملنے کا کوئی ذکر نہیں بلکہ یہ ہے کہ جو شخص مومن ہے وہ آخرت میں انبیاء و صدیق و شہداء و صالحین کے ساتھ ہوگا چنانچہ اگلے الفاظ **حَسَنَ أَوْلَیِّكَ رَفِیقًا** رفاقت پر دال ہیں اور آیت میں مع کا لفظ بھی موجود ہے جس کے معنی ہیں ساتھ کے۔ خود مرزائی مانتا ہے کہ مع کے معنی ساتھ کے بھی ہوتے ہیں جیسا کہ **إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ** کہ خدا نیک لوگوں کے ساتھ ہے پاکٹ بک ص ۵۰۳

مرزائی کہتے ہیں کہ اگر اس جگہ مع کے معنی ساتھ کے لیے جاویں تو مسلمانوں کو کوئی درجہ بھی نہ ملانہ صدیقیت کا نہ شہادت کا نہ صالحیت کا یہ محض ان کے ساتھ جوتیاں چمکتے پھریں گے۔

جواب : مرزائیو اس آیت میں درجات کے ملنے کا ذکر نہیں اور نہ ہی درجات کی نشی ہے یہاں تو صرف قیامت میں نیک رفاقت کی خوشخبری ہے ہاں کلام مقدس میں درجات کے ملنے کا دوسرے مقام پر یوں ذکر کیا گیا ہے **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ فِي الصَّالِحِينَ** جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کیے وہ صالحین میں داخل کیے جاویں گے۔

۲۔ اس لیے کہ آیت زیر بحث یعنی **صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** میں **مَنْعَمَ عَلَيْهِمْ** کی راہ پر چلنے کی دعا ہے نہ کہ نبی بننے کی جس کے یہ معنی ہیں کہ ان کی ہدایتوں پر عمل کریں اور ان کے طریق عمل کو نمونہ بنائیں جیسا کہ فرمایا **لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ** یعنی تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ قابل اقتداء نمونہ ہیں اگر انبیاء کے راستے کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ہم نبی بن جائیں تو کیا خدا کے راستے کی پروی سے ہم خدا بھی بن سکیں گے دیکھئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے **وَإِنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا** فَا تَبِعُوهُ یعنی میرا راستہ یہ ہے اس کی

پیروی کرنا۔

۳۔ تیسری دلیل استدلال کے باطل ہونے کی یہ ہے کہ نبوت ایک وہی چیز ہے کسی نہیں اگر نبوت کا ملنا دعاؤں اور التجاؤں پر موقوف ہوتا تو یہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو ضرور ملتی کیونکہ وہ بھی ہر نماز میں آیت مذکور پڑھا کرتے تھے۔

غور طلب نتائج

۱۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ یہ دعا حضور سید کون و مکاں ﷺ نے بھی مانگی۔ بلکہ یہ دعا مانگنا آپ نے ہی امت کو سکھایا لیکن یہ دعا آپ نے اس وقت مانگی جب آپ نبی منتخب ہو چکے تھے اور آپ پر قرآن مجید اترنا شروع ہو گیا تھا ظاہر ہوا کہ آپ اس دعا سے نبی نہیں ہوئے پھر اس دعا کا فائدہ کیا ہوا۔

۲۔ اسلام نے عورتوں پر بھی یہ دعا ممنوع نہیں کی لیکن ایک عورت بھی ایسے نہیں ہوئی۔

۳۔ نبوت باشریعت بھی نعمت ہے بلکہ ڈبل نعمت مگر امت اس نعمت سے کیوں محروم ہے اگر کہو کہ اب جدید شریعت یا کتاب اس لیے نازل نہیں ہو سکتی کہ شریعت قرآن مجید پر آکر کامل ہو گئی ہے تو اسی طرح اب کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا اس لیے کہ نبوت اور رسالت سردار انبیاء حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ پر کامل ہو چکی ہے۔

چوتھی دلیل

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا (پ ۱۵، ع ۲) جب تک کوئی رسول نہ بھیج لیں ہم عذاب نازل نہیں کرتے موجودہ عذاب اس امر کا مقتضی ہے کہ خدا نے کوئی نہ کوئی رسول ضرور بھیجا ہے۔

جواب : اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ موجودہ عذاب غشی غلام احمد کے انکار کی وجہ سے ہے تو جو عذاب مرزا صاحب سے قبل نازل ہوتا رہا ہے وہ کس کے انکار کی وجہ سے تھا اگر کہو کہ وہ عذاب حضور سرور عالم ﷺ کے انکار کی وجہ سے تھا تو موجودہ عذاب حضور کے انکار کی وجہ سے کیوں نہیں ہو سکتا۔ حضور سید یوم الشوریٰ ﷺ چونکہ تمام جہان کی طرف رسول ہیں اس لیے تمام عذاب حضور کے انکار کی وجہ سے ہے (جیسے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے) خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت کے کوئی رسول (بنا کر) نہیں بھیجے گا (ازالہ اوہام ص ۵۸۶)

پانچویں دلیل

رَفِیْ ذُرِّيَّتِهِ النَّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ (پ ۲۰ ع ۱۵) ہم نے اس کی (ابراہیم کی) اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے۔
جواب : اگر اس آیت سے نبوت جاری معلوم ہوتی ہے تو کتاب بھی جاری معلوم ہوتی ہے جو امر کتاب کے جاری ہونے سے مانع ہے وہی نبوت کے جارے ہونے سے مانع ہے۔

چھٹی دلیل

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ط قَالَ إِنِّي بَجَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ط قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ط قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ (پ ۱ ع ۱۵)

ترجمہ : اور جس وقت ابراہیم کے رب نے اس کو کئی باتوں کے ساتھ آزمایا ان کو پورا کیا کہا میں تجھ کو لوگوں کے واسطے امام کرنے والا ہوں، کہا میری اولاد سے، کہا میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا۔ اگر نبوت کو بند مانا جائے تو لازم آئے گا کہ یہ امت ظالم

جواب : اگر آیت کا مفہوم یہ ہو کہ غیر ظالم کو نبوت ضرور ملے گی تو کیا صحابہ کرام سے لے کر اب تک یہ امت ظلم کرتی رہی ہے۔ ہاں اگر حضور کے بعد نبوت جاری ہوتی تو غیر ظالم کو مل سکتی تھی۔ مگر خدائے لایزال نے فرمادیا ہے کہ وَلَٰكِنَّ رَّسُولَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ (پ ۲۲ ع ۲۴) (مرزا صاحب لکھتے ہیں) یہ آیت صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی اکرم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آوے گا (ازالہ اوہام ص ۱۱۸) حضرت ابراہیم نے دعا مانگی تھی جو قبول ہوئی مگر حضور نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ساتویں دلیل

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُمْ بِهِ مِنْ حَقِّهِ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا (پ ۲۳ ع ۹) (اے باشندگان مصر) تمہارے پاس حضرت یوسف علیہ السلام اس سے قبل روشن دلائل لے کر آئے پس تم اس سے جو وہ لے کر آئے شک ہی میں رہے حتیٰ کہ جس وقت وہ فوت ہو گئے تو تم کہنے لگے کہ خداوند تعالیٰ اس کے بعد اب ہرگز رسول نہ بھیجے گا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار مصر حضرت یوسف علیہ السلام پر نبوت کو ختم سمجھتے تھے اس آیت سے ثابت ہوا کہ ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا ہے۔

جواب : یہ ان لوگوں کا مقولہ ذکر کیا گیا ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام پر ایمان نہ لائے تھے۔ انہوں نے از روئے کفر مشا خداوندی کے خلاف ایک عقیدہ قائم کر لیا تھا کہ حضرت یوسف خاتم النبیین ہیں حالانکہ خدا کے علم میں ابھی سینکڑوں انبیاء باقی تھے اور نہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں خاتم النبیین ہوں بخلاف اس

کے حضور خاتم النبیین ہونے کے مدعی ہیں۔ جیسا کہ وَلَکِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَ
خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ سے ظاہر ہے نیز یہ لوگ (آل فرعون) توحید خداوندی کے منکر
تھے۔ یہ رسالت کے کس طرح قائل ہو سکتے تھے لہذا اہل اسلام کو کافروں پر قیاس کرنا
قیاس مع الفارق ہے۔

ف: جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف اس امر کا اثبات جس کے وہ
مدعی نہ تھے (یعنی ختم نبوت) کافروں کا کام ہے ایسے ہی حضور سے اس امر کا سلب کرنا
جس کے آپ مدعی ہیں کافروں کا کام ہے۔

آٹھویں دلیل

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۚ
ع ۴۱ (ترجمہ) اے رسولو پاک کھانے کھاؤ اور نیک کام کرو۔ یہ جملہ امیہ ہے حال اور
استقبال پر دلالت کرتا ہے اور لفظ رسل صیغہ جمع کم از کم ایک سے زیادہ رسولوں کو چاہتا
ہے اور آنحضرت تو اکیلے رسول تھے آپ کے زمانہ میں کوئی اور رسول نہ تھا لہذا ماننا
پڑے گا کہ آپ کے بعد رسول آئیں گے ورنہ کیا خدا وفات یافتہ رسولوں کو کہہ رہا ہے
کہ اٹھو کھانے کھاؤ (پاکٹ بک مرزا)۔

جواب: لفظ واحد کو جمع کے صیغے سے تعبیر کرنا صحیح ہے جیسا کہ قرآن مجید میں
متعدد مقامات پر آیا ہے ہم اختصاراً ایک آیت نقل کرتے ہیں وَادِّ قَالَتْ
الْمَلٰٓئِكَةُ يَا مَرْيَمُ اور جب کہا ملائکہ نے (یعنی جبرائیل) نے اے مریم اس
آیت میں جبرائیل واحد ہے مگر اس پر ملائکہ کا اطلاق کیا گیا ہے جو کہ جمع ہے نیز مرزائی
اپنی شب و روز کی بول چال تحریر و تقریر میں مرزا کے واحد ہونے کے باوجود جب کبھی
اس کا نام لیتے ہیں تو جمع کے صیغے سے لیتے ہیں اگر ان سے سوال کیا جائے کہ تم ایسا
کیوں کرتے ہو تو وہ یہی کہیں گے کہ ہم مرزا کا نام اظہاراً جمع کے صیغے سے لیتے ہیں۔

مرزا یوا شرم کا مقام ہے کہ مرزا پر توجع کا اطلاق تعظیماً صحیح ہو مگر سید کو نین علیہ السلام پر ممنوع، شرم، شرم، شرم۔

جامی ارباب و فاجز رہ عشقش نہ روند
شرم باوا کہ ازیں راہ قدم باز کشی

(جامی)

چنانچہ علامہ اسماعیل حق رحمتہ اللہ علیہ مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں اِنَّهُ
خَطَابُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَحْدَهُ عَلَى دَابِ الْعَرَبِ فِي
مُخَاطَبِ الْوَاحِدِ بِالْمُفْرَدِ الْجَمْعِ لِلتَّعْظِيمِ فَبَيَّنَّا اَنَّهٗ لِفَضْلِهِ
وَقِيَامِهِ مَقَامَ الْكُلِّ فِي حَيَا زَاوٍ كَمَا لَا تَبِيْهُمُ (تفسیر روح البیان ص
۸۷ ج ۶ آیت مذکورہ) ترجمہ: اس آیت میں لفظ جمع کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام واحد تعظیماً مخاطب کیے گئے ہیں اور اس مخاطبہ میں حضور کے فضائل اور کمالات
کا اظہار مقصود ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ حق جل مجدہ نے جتنے کمالات جمیع انبیاء
کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کو انفرادی صورت میں عطا فرمادیے ہیں۔ وہ سب آپ
میں موجود ہیں۔

ہ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاداری

آنچه خوبان ہمہ دارند توتنہا داری

ان دلائل سے اس حقیقت کا انکشاف ہو گیا کہ اس آیت میں حضور سے مخاطبہ
فرمایا گیا ہے یہ آیت کسی جدید نبی کے آنے کی مقتضی نہیں۔

تحریف اول از احادیث: کَوْعَاشِ اِبْرَاهِيْمَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا (ابن
ماجر) اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو ضرور وہ سچے نبی ہوتے (باکثربک مرزائیہ ص ۲۵۱)

جواب: یہ حدیث ہی صحیح نہیں اس لیے کہ محدثین نے اس کی صحت میں ایک
طویل کلام کیا ہے جہاں سے مرزائیوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے یعنی ابن ماجہ اس

کے حاشیہ پر ہی لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ اس کا راوی ابوشیبہ بن عثمان ہے۔
 شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ دہلوی مدنی، عیسیٰ ابن ماجہ فرماتے ہیں وَقَدْ تَكَلَّمْتُ بِبَعْضِ
 النَّاسِ فِي صِحَّةِ هَذَا الْحَدِيثِ كَمَا ذَكَرَهُ السَّيِّدُ جَمَالُ
 الدِّينِ الْمُحَدِّثُ يَعْنِي بَعْضَ مُحَدِّثِينَ فِي اسْمِهِ اس کی صحت میں کلام کیا ہے جیسا کہ
 سید جمال الدین محدث نے اس کو ذکر کیا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 فرماتے ہیں۔ در سند این حدیث ابوشیبہ ابراہیم بن
 عثمان (واسطی) است و وہ ضعیف است (مدارج النبوه
 ص ۲۶۷)

یعنی اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن عثمان واسطی ہے اور وہ ضعیف ہے۔
 علامہ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں ابراہیم بن عثمان کے متعلق فرماتے
 ہیں قَالَ أَحْمَدُ وَيَحْيَىٰ وَابْنُ دَاوُدَ ضَعِيفٌ۔ احمد اور یحییٰ اور ابو داؤد نے
 کہا کہ وہ ضعیف ہے وَقَالَ يَحْيَىٰ أَيْضًا لَيْسَ بِشَقَّةٍ يَحْيَىٰ نے یہ بھی کہا ہے
 کہ وہ ثقہ نہیں وَقَالَ الْبُخَارِيُّ سَكَتُوا عَنْهُ اور بخاری نے کہا ہے کہ
 محدثین نے اس سے سکوت کیا ہے وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ اور
 ترمذی نے کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے وَقَالَ النَّسَائِيُّ مَرْكُوكٌ
 الْحَدِيثِ اور نسائی نے اس کو مڑوک الحدیث کہا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں
 وَفِي سَنَدِهِ أَبُو شَيْبَةَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ عُثْمَانَ الْوَاسِطِيِّ وَهُوَ
 ضَعِيفٌ (مرقاہ، ص ۳۹۵ جلد ۵ ہکذا فی مواہب اللدنیہ ص ۲۰ ج ۱) یعنی اس حدیث
 کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان آتا ہے اور وہ ضعیف ہے اور مرقات کے اسی صفحہ
 پر ہے نیز مواہب اللدنیہ کے ص ۲۰ ج ۱ پر وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي تَهْذِيبِهِ وَ
 مَا رَوَى عَنْ بَعْضِ الْمُتَقَدِّمِينَ حَدِيثٌ لِّوَعَّاشٍ إِبْرَاهِيمَ
 لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا فَبَاطِلٌ یعنی نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تہذیب میں

رکھا گیا۔ یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے ص ۶۱۳ یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ شیخ عبدالغنی محشی ابن ماجہ فرماتے ہیں الَّذِي أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي بَابِ التَّسْمِيَةِ بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ صَحِيحٌ لَا شَكَّ فِي صِحَّتِهِ وَقَدْ أَخْرَجَ الْمُؤَلِّفُ أَيْضًا بِهَذَا الطَّرِيقِ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ نُمَيْرٍ۔۔۔۔۔ بر حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۲ یعنی اس حدیث کا بخاری نے باب تسمی بآسماء الانبیاء میں اخراج کیا ہے وہ صحیح ہے اس کی صحت میں کوئی شک نہیں اور حدیث کا محمد ابن عبداللہ بن نمیر سے اسی طریق سے ابن ماجہ نے بھی اخراج کیا۔ اس قدر تصریحات کے باوجود مذکورہ حدیث سے جریان نبوت کی دلیل پکڑنی حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

اگر یہ صحیح ہے کہ ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ رہ کر نبی کیوں نہ ہو گئے حالانکہ ان کے متعلق حضور کا فرمان موجود ہے۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر ہوتا۔

تحریف دوم

قُولُوا إِنَّ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ لَا تَقُولُوا لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (مجمع البحار، ۸۵)
یعنی حضور کو خاتم الانبیاء تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں (الفضل)
الجواب: یہ قول بے سند ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں اس لیے کہ حضور خود فرماتے ہیں کہ لَا نَبِيَّ بَعْدِي أَفَرَأَيْتُمْ لَأَنْبِيَاءٍ بَعْدَهُ كَمَا تَجَازُّهُمُ تَوَاتُوهُ حُضُورُ يَهْ كَيْفِي نَهْ كَيْفِي۔۔۔۔۔ یہ محض حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر افتراء و بہتان ہے۔ ان کا یہ قول ہرگز نہیں نہ ہی عقیدہ ہے کہ حضور کے بعد معاذ اللہ کوئی جدید نبی آ سکتا ہے اور یہ خیال فاسد کر بھی کس طرح سکتی تھیں جبکہ حضور سرور عالم نے کثیر التعداد احادیث میں فرما دیا کہ میرے بعد کوئی نبی اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر ہوتا۔ میرے بعد جو مدعی نبوت ہو گا وہ

دجال اور کذاب ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

مرزائیو تمہیں ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر افترا باندھتے ہوئے شرم نہ آئی آخر آتی بھی تو کس طرح جبکہ تم اللہ اور رسول پر افترا باندھتے ہوئے نہیں شرماتے۔
 نیچے ام المومنین کا وہی عقیدہ ہے جو کہ جمہور اہل اسلام کا ہے۔ حضرت صدیقہ ہی حضور سے مرفوعاً روایت فرماتی ہیں عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّهُ قَالَ لَا يَبْقَى بَعْدَهُ مِنْ بَعْدِ النَّبَوَةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ التُّرُوبُ الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ يُرَى لَهُ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری بعد نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا۔ سوائے مبشرات کے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں آپ نے فرمایا کہ اچھی خواب جو کوئی مسلمان دیکھے یا اس کے لیے کوئی اور دیکھے۔

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

تحریف سوم

فَإِنَّا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ (ترجمہ) میں آخر الانبیا ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے اگر حضور ﷺ کی مسجد کے بعد مسجدوں کا بننا آخر المساجد ہونے کے منافی نہیں تو آپ نے بعد نبی کا آنا آپ کے آخر الانبیاء ہونے کے منافی کیوں ہوگا۔

جواب : حدیث کے صحیح الفاظ یہ ہیں أَنَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي خَاتَمُ الْمَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ (کنز العمال) یعنی میں خاتم الانبیا ہوں اور میری مسجد انبیا کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے یعنی نہ کوئی نبی حضور کے بعد پیدا ہوگا اور نہ ہی یہ کہنا صحیح ہوگا کہ یہ فلاں نبی کی مسجد ہے۔

تحریف چہارم

عَنْ شِهَابٍ مُّثَرِّسًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِطْمَئِنَّ بِاَعْمَمٍ
فَاِنَّكَ خَاتِمَ الْمُهَاجِرِيْنَ اِسْ حَدِثْ مِیْ حَضْرٍ نَ اِپَنَ چچا حضرت عباس
کو خاتم المهاجرین فرمایا ہے کہ اب ہجرت بند ہے جس طرح حضرت عباس کے بعد
ہجرت کرنا ان کے خاتم المهاجرین ہونے کے منافی نہیں اسی طرح آنحضرت کے بعد کسی
نبی کا آنا حضور کے خاتم الانبیا ہونے کے منافی نہیں۔

جواب: اس روایت کو اگر صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی ہمیں مضر نہیں بلکہ
ہماری مویہ ہے اس لیے کہ حضور نے حضرت عباس کو جن مهاجرین کا ختم فرمایا ہے وہ
وہی ہیں جنہوں نے خدا اور رسول کے ارشاد کے مطابق ہجرت کی تھی سب سے آخر
حضرت عباس نے ہجرت کی تھی اس لیے حضور نے ان کو خاتم المهاجرین فرمایا۔ اس کی
مزید وضاحت طبرانی ابوالفیم ابن عساکر ابوہل اور ابن نجار کی روایت میں یوں مرقوم ہے
کہ حضرت عباس نے جب ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا اَعْمَمٍ اَقِمَّ
مَكَانَكَ اَنْتَ بِمِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَتَمَ بِكَ الْهُجْرَةَ كَمَا خَتَمَ
بِی النَّبِیُّوْنَ (ترجمہ) چچا آپ ابھی ہجرت نہ کریں اپنے مکان میں ٹھہریں عنقریب
اللہ تعالیٰ اس ہجرت کے سلسلے کو آپ سے ختم کرے گا جیسا کہ اس نے نبوت کے سلسلے
کو مجھ پر ختم کیا ہے۔

دوسری روایت میں تفسیر صانی کی پیش کی ہے جس میں حضرت علی کو خاتم الاولیا
کہا گیا ہے۔ یہ تفسیر چونکہ شیعہ کی ہے اس لیے اس روایت کی بھی وہی حیثیت ہے
جیسے کہ لف حریر جیسی روایات لہذا اس کا جواب بھی انہیں سے طلب کیجئے اور اگر
بافتراض والتقدیر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ احادیث متواترہ کے سامنے
کوئی وقعت نہیں رکھتی لہذا قابل اعتبار نہیں اصل میں بات یہ ہے کہ مرزائی کچھ عجیب

اوندھی کھوپڑی والے انسان ہیں۔ ان کی ہر حرکت عقل و دانش سے دور فہم و فراست سے بعید ہے۔ اگر کثیر التعداد احادیث متواترہ صحیحہ کے مقابل میں کوئی ایک آدھ بے سند اور غیر معتبر کتاب کی روایت مل جائے تو عقل کی بات ہے کہ اس بے سند روایت کے ایسے معنے کیے جائیں گے جو ان تمام احادیث صحیحہ کے مطابق ہوں مگر مرزائیوں کو بے سند روایت بھی مل جائے تو اس کے ایسے معنے کرتے ہیں جو تمام احادیث کے خلاف ہوں، بڑیس عقل و دانش ببايد گريست

مرزا کی نبوت اور حضرات صوفیاء کرام

الفصل ۲۷ جولائی (صفحہ ۱۲ تا ۱۶) میں مرزا صاحب کی نبوت غیر تشریعی ثابت کرنے کے لیے بعض اکابر صوفیاء کرام مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات سے استدلال کیا ہے تحقیق مقام کے لیے ہمیں سب سے پہلے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر ایک نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے عجیب متضاد بیانات ہیں۔ کہیں تو مرزا صاحب اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس جس جگہ میں نے نبوت اور رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اسی کا نام پا کر اسی کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ ان ہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب میں بھی انہی معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ الخ اس عبارت میں مرزا صاحب نے صاف لفظوں میں غیر تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے

اب اس کے خلاف نبوت تشریعی کا دعویٰ ملاحظہ فرمائیے۔

اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کہہ کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعوے بلا دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا ہے وہی صاحب الشریعہ ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ^{ملنے} ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی ص ۷۶ اربعین ۳۔

اس عبارت میں مرزا صاحب نے کھلے لفظوں میں اپنے آپ کو ”صاحب الشریعت“ کہا ہے۔ کیس سرے سے مکر جاتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی نبوت کا مضایا کر دیتے ہیں فرماتے ہیں ”نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو کہ بحکم خدا کیا گیا ہے“ (ازالہ اوحام، طبع دوم، ص ۱۷۴)

لاہوری مرزائی عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے مرزا صاحب کی وہ عبارتیں پیش کر دیتے ہیں جن میں نبوت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔ اور قادیانی مرزائی عوام کو بہکانے کے لیے غیر تشریحی نبوت والی عبارتیں دکھا دیتے ہیں۔ مرزائی اگر مرزا صاحب کو سچا سمجھتے ہیں تو قطعی طور پر انہیں صاحب شریعت نبی مانتے ہوں گے کیونکہ اربعین کی عبارت منقولہ بالا میں مرزا صاحب نے غیر مبہم طور پر اپنے آپ کو صاحب شریعت قرار دیا ہے۔

لیکن ختم نبوت کے دلائل سے تنگ آ کر قادیانی مرزائی اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ مرزا صاحب غیر تشریحی نبی ہیں۔ صرف تشریحی نبوت ختم ہوئی ہے۔ غیر تشریحی جاری ہے۔ نبوت کی دو قسمیں تشریحی و غیر تشریحی جن معنی میں مرزائیوں نے بیان کی ہیں وہ قرآن و حدیث اور دلائل شرعیہ کے بالکل خلاف ہیں کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو صاحب الشریعت نہ ہو۔ مرزائیوں کو نبوت کی اس تقسیم کے دعویٰ کی دلیل میں نہ کوئی

قرآن کی آیت ہاتھ آئی نہ کوئی حدیث البتہ حضرات صوفیائے کرام مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی علیہ الرحمہ کی بعض عبارات سے انہوں نے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کی ٹپاک کوشش کی اول تو مرزائیوں کو شرم و حیاء سے کام لینا چاہیئے کہ جن صوفیائے کرام کو مرزا صاحب نے ملحد اور زندیق قرار دیا ہے ان ہی کے اقوال و عبارات کو وہ مرزا صاحب کی نبوت کی دلیل میں پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو ”رسالہ تحریر اور خط“ مرزا صاحب نے ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وحدت الوجود کا حامی بتایا اور وحدت الوجود کے قائلین کو ملحد اور زندیق کہا۔

قبل اس کے کہ ہم ان حضرات صوفیاء کی عبارات پیش کر کے اس مسئلہ کو واضح کریں اور مرزائیوں کی افرا پر دازی کا جواب لکھیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر صوفیائے مسلک اور ان کے مقاصد کو با وضاحت بیان کر دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صوفیائے کرام کی مقدس جماعت کا کام صرف یہ ہے کہ وہ تزکیہ باطن صفائی قلب کے بعد اپنے دل و دماغ اور روح کو انوار معرفت سے منور کریں اور فیوض و برکات سے مستفیض ہو کر خدائے تعالیٰ کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کریں ظاہر ہے کہ یہ فیوض و برکات اور انوار و کمالات آفتاب نبوت ہی کی شعاعیں ہیں اور حضور سید عالم ﷺ کی نبوت اور رسالت ہی کا فیض ہے اگر بارگاہ نبوت سے کسی کو فیض نہ پہنچے اور آفتاب نبوت کی شعاعیں کسی کے دل کو نہ چمکائیں تو اس کو ہرگز کوئی فضل و کمال حاصل نہیں ہو سکتا نہ اس کے دل میں کوئی نور پیدا ہو سکتا ہے۔ ہر فضل و کمال کا سرچشمہ صرف نبوت اور رسالت ہے۔

اس مقام پر یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ جب نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو گئی اور آپ نے باب نبوت کو مسدود فرما دیا تو شاید وہ تمام فیوض و برکات بھی بند ہو گئے جو بارگاہ نبوت سے وابستہ تھے اور نبوت کا دروازہ بند ہو جانے کی وجہ سے کسی کو مقام نبوت سے کسی قسم کا کوئی فیض نہیں پہنچ سکتا۔ اگر یہ صحیح ہو اور ختم نبوت کا یہی مفہوم

لیا جائے کہ نبوت کا دروازہ بند ہو جانے سے مقام نبوت کے تمام فیوض و برکات بند ہو گئے تو صوفیائے کرام کا ریاضت و مجاہدہ کرنا اور صفائی باطن اور تزکیہ نفس کر کے مقام نبوت کے فیوض و برکات اور آفتاب رسالت کے انوار سے مستفیض و مستیز ہونے کی امید رکھنا بھی لغو و بے معنی ہو گا اور اس طرح صوفیائے کرام کا تمام سلسلہ تصوف اور جدوجہد سب بیکار اور لغو ہو جائے گی۔ اس شبہ کو دور کرنے اور مقصد تصوف کو کامیاب بنانے کے لیے صوفیائے کرام کا فرض تھا کہ وہ یہ بتائیں کہ ختم نبوت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مقام نبوت اس طرح ختم ہو گیا کہ اب کسی کو کوئی فضل و کمال نبوت کے دروازے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ شبہ دوسرے شیطانی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ فیضان نبوت جاری ہے اور ہر صاحب فضل و کمال کو اس کی استعداد کے موافق جو کمال ملا ہے یا ملے گا اس کا سرچشمہ مقام نبوت ہی ہے اور ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو امر و نہی کے ساتھ مخاطب نہیں کیا جائے گا اور شریعت نہیں دی جائے گی۔ اس کو امر و نہی کے ساتھ مخاطب کرنا ہی تشریع ہے عام اس سے کہ وہ امر و نہی قدیم ہو یا جدید شریعت و نبوت میں کچھ فرق نہیں نبوت شریعت ہے اور شریعت نبوت کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے کسی امر و نہی سے مخاطب نہ فرمایا ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ ہر نبی تبشیر اور انذار پر مامور ہوتا ہے اور یہ ہی شریعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ مقام نبوت کے فیوض و برکات بند ہو گئے لیکن فیوض و برکات جاری ہونے کا یہ مطلب لینا بھی غلط اور باطل ہے کہ فیضان نبوت سے کوئی نبی بن سکتا ہے۔ دیکھئے تمام عالم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمتوں سے مستفید ہو رہا ہے اور بارگاہ الوہیت سے ہر قسم کے فیوض و برکات بندوں کو حاصل ہو رہے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بندے فیضان الوہیت سے الوہیت کا درجہ بھی پاسکتے ہیں حضرات صوفیائے کرام نے اپنی عبارات میں غیر مبہم طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ

فیضان نبوت کے جاری ہونے سے ہماری مراد یہ نہیں کہ نبوت اور شریعت جاری ہے بلکہ امر و نہی کا دروازہ قطعاً مسدود ہو چکا ہے اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی بات کا امر فرمایا ہے یا کسی نہی سے مخاطب کیا ہے تو ایسا شخص مدعی نبوت و شریعت ہے اگر وہ احکام شرع کا ملکت ہے تو ہم ایسے شخص کی گردن مار دیں گے۔ ملاحظہ ہو البیوات والجواہر جلد دوم صفحہ ۳۴۔

فَإِنْ قَالَ إِنْ اللَّهَ أَمَرَنِي بِفِعْلِ الْمُبَاحِ قُلْنَا لَهُ لَا يَخْلُوانَ
يُزَجِّعُ ذَالِكَ الْمُبَاحَ وَاجِبًا فِي حَقِّكَ أَوْ ضَمًّا وَذَالِكَ عَيْنُ
نَسْخِ الشَّرْعِ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ حَيْثُ صَبَرْتَ بِالْوَحْيِ الَّذِي
زَعَمْتَهُ الْمُبَاحَ الَّذِي قَرَّرَهُ الشَّارِعُ مُبَاحًا مَأْمُورًا بِهِ يَعْصِي
الْعَبْدُ بِتَرْكِهِ وَإِنْ أَبْقَاهُ مُبَاحًا كَمَا كَانَ فِي الشَّرِيعَةِ فَآيُ
فَائِدَةٍ لِهَذَا الْأَمْرِ الَّذِي جَاءَ بِهِ مَلَكُكَ وَحْيِي هَذَا الْمُدَّعَى - الخ -
اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مباح کام کا امر فرمایا ہے تو

ہم اس سے کہیں گے کہ امر و حل سے خللی نہیں یا یہ کہ جس مباح کام کا اللہ تعالیٰ نے تجھے امر فرمایا ہے وہ تیرے حق میں واجب ہو گا یا مندوب یہ دونوں صورتیں اس شریعت کے حق میں مانع قرار پائیں گی جس پر تو قائم ہے۔ اس لیے کہ جس کام کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مباح رکھا تھا تو نے اسے اپنی وحی مزعوم کے ساتھ مامور یعنی ضروری اور واجب (یا مستحب) قرار دے لیا جس کے ترک سے بندہ گنہگار یا تارک افضل ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس امر مباح کو تیرے حق میں مباح ہی رکھا جیسا کہ وہ شرعاً پہلے سے مباح تھا تو تیری اس وحی اور اس امر سے کیا فائدہ ہوا؟

اس کے بعد امام شعرانی فتوحات مکیہ سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت نقل فرماتے ہیں۔ وَقَالَ الشَّيْخُ أَبُصَابٍ فِي الْبَابِ
الْحَادِي وَالْعِشْرِينَ مِنَ الْفُتُوحَاتِ مَنْ قَالَ إِنْ اللَّهَ تَعَالَى

أَمْرُهُ بِشَيْءٍ فَلَيْسَ ذَالِكَ بِصَحِيحٍ إِنَّمَا ذَالِكَ تَلْبِيسٌ لِأَنَّ
الْأَمْرَ مِنْ قِسْمِ الْكَلَامِ وَصِفَتِهِ وَذَالِكَ بَابٌ مَسْدُودُونَ
النَّاسِ - الخ -

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتوحات مکیہ کی ایک سو فیصل
میں فرماتے ہیں جو شخص اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی امر وحی
فرمایا ہے تو یہ ہرگز صحیح نہیں یہ تلبیس ابلیس ہے اس لیے کہ امر کلام کی قسم سے ہے
اور یہ دروازہ لوگوں پر بند ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

فَقَدْ بَانَ لَكَ أَنَّ أَبْوَابَ الْأَمْرِ إِلَهِيةٌ وَالنَّوَاحِي قَدْ سَدَّتْ
وَكُلُّ مَنْ ادَّعَاهَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَهُوَ مُدَّعٍ شَرِيعَةٍ أَوْحِيَ
بِهَا إِلَيْهِ سِوَاءِ وَاقِفٍ شَرْعًا أَوْ خَالِفٍ فَإِنْ كَانَ مُكَلِّفًا ضَرْبًا
عَنْقَهُ وَالْأَضْرِبْنَا عَنْهُ صَفْحًا يَهْ بِات تَمَّ بِمُخَوَّلِي وَاضِحٌ هُوَ كُنَى كَمَا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى

کے اوامر و نواہی کا دروازہ بند ہو چکا ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص
بھی اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے امر و نہی پہنچا ہے وہ مدعی
شریعت ہے۔ عام اس سے کہ جن اوامر و نواہی کا وہ مدعی ہے وہ ہماری شریعت کے موافق
ہوں یا مخالف وہ بہر کیف مدعی شریعت ہی قرار پائے گا۔ اگر وہ عاقل و بالغ ہے تو ہم
اس کی گردن مار دیں گے ورنہ اس سے پہلو تھمی کریں گے (الیواقیت و الجواہر جلد ۲ صفحہ
۳۳ طبع مصر)۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب فتوحات مکیہ اور امام
شعرانی علیہ الرحمۃ کی ان تصریحات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ جو شخص
اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امر و نہی کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے وہ مدعی
شریعت ہے نیز یہ کہ حضرات صوفیاء کرام کے نزدیک شریعت کے معنی اللہ تعالیٰ کی

طرف سے امر و نہی ہونے کے سوا کچھ نہیں۔ اب مرزا صاحب کی تصریحات سامنے رکھ کر یہ دیکھ لیجئے کہ وہ من جانب اللہ امر و نہی پانے کے مدعی ہیں یا نہیں۔

اربعین نمبر ۲ ص ۷۶ کی یہ عبارت ہم تفصیل سے نقل کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب نے فرمایا یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔

پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملتزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔

مرزا صاحب کی اس عبارت سے دو باتیں بالکل واضح ہو گئیں ایک یہ کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شعرانی نے شریعت کے جو معنی بیان فرمائے ہیں مرزا صاحب نے ان پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ دوسری یہ کہ مرزا صاحب حضرات صوفیاء کرام اور خود اپنی تصریح کے مطابق مدعی شریعت ہیں۔

اب میں ان مرزائی دوستوں سے دریافت کرتا ہوں جنہوں نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شعرانی کی تصانیف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ ان حضرات کے نزدیک نبوت تشریعی ختم ہو گئی۔ غیر تشریعی جاری ہے لہذا مرزا صاحب کا غیر تشریعی نبی ہونا درست ہو گیا کس حد تک ان عبارات سے آپ کو فائدہ پہنچا صوفیاء تو آپ کے لیے اغیار کا حکم رکھتے ہیں۔

خود مرزا صاحب جو آپ کے غم خوار ہیں اور جن کی نبوت غیر تشریعی کی خاطر آپ نے اس قدر پاپڑ بیلے انہوں نے بھی آپ کا ساتھ نہ دیا اور بول اٹھے کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور اس طرح میں صاحب شریعت ہوں۔

مدعی ست گواہ چست والا معاملہ ہے۔

مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم مرزا صاحب کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں مسلمانوں کو

دھوکا اور فریب دیتا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے منکرین کو جہنمی، ناسلمان اور غیر ناجی کافر قرار دیا ہے۔

ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔

مکتوبات مرزا بنام ڈاکٹر عبدالحکیم (حقیقت الوحی ص ۱۶۳)

جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا رسول کو بھی نہیں مانتا (حقیقت الوحی ص ۱۶۳)

(اے مرزا) جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا

رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے (ص ۸ رسالہ معیار الاخبار)

خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لیے اس (میری وحی) کو مدار نجات ٹھہرایا۔ (حاشیہ

اربعین نمبر ۴ ص ۷)

ان عبارات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے

منکرین کو کافر جہنمی قرار دیا۔ اب مرزا صاحب کی اس عبارت کو بھی پڑھ لیجئے نتیجہ آپ

کے سامنے ہے۔

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ

صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے

ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث گزرے ہیں کہ وہ کیسی ہی

جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار

سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (تریاق القلوب حاشیہ ص ۳۲۵ طبع دوم)

مرزا صاحب اپنے منکرین کو کافر بھی کہہ رہے ہیں اور یہ بھی فرما رہے ہیں کہ

صرف اس نبی کا منکر کافر ہوتا ہے جو شریعت اور احکام جدیدہ لائے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ

مرزا صاحب احکام جدیدہ اور شریعت کے مدعی ہیں۔ ناظرین کرام ازراہ انصاف بتائیں

کہ مرزا صاحب کی نبوت تشریحی کے دعوے میں اب بھی کچھ کلام کی گنجائش ہے۔
پھر مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب غیر تشریحی نبوت کے مدعی ہیں سراسر دجل
و فریب نہیں تو کیا ہے۔

مزید تشریح:

ایک شہادت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیش کرتے ہیں۔
(پس حصول کمالات نبوت مرتابین را بطریق
تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل منافی
خاتمیت اونیست) یعنی کمالات نبوت کا حصول پیروؤں کے لیے پیروی اور
حصول کے طریق پر خاتم الرسل کی بعثت کے بعد اس کے خاتم ہونے کی منافی نہیں
مرزائیوں کا اس عبارت کو اپنی تائید میں پیش کرنا یا تو حماقت ہے یا دیدہ دلیری ہم حیران
ہیں حماقت کہیں یا دیدہ دلیری خیر دونوں ہی کہہ لیتے ہیں۔

تاروا	کہئے	تا	سزا	کہئے
کہئے	کہئے	انہیں	برا	کہئے

عبارت بالکل صاف ہے۔ یعنی مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ کمالات نبوت کا حصول
حضور کی خاتمیت کے منافی نہیں اور مرزائی اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ حضور کے بعد
نبی آ سکتا ہے۔ خدا جانے یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ مرزائیوں! اگر کوئی ادنیٰ درجہ کا فارسی
داں بھی سن پائے گا تو تمہیں کیا کہے گا کیا کمالات نبوت حاصل کرنے سے انسان نبی بن
سکتا ہے پھر تو اخلاق اللہ حاصل کرنے سے خدا بھی بن جائے گا اس لیے کہ ارشاد ہوتا
ہے تَخَلَّفُوا بِاخْلَاقِ اللّٰهِ یعنی اخلاق اللہ میں رنگے جاؤ۔ تو جو شخص اخلاق
اللہ سے موصوف ہو جائے اسے خدا بن جانا چاہیے۔

اگر یہ صحیح ہے کہ انسان کمالات نبوت حاصل کرنے سے نبی بن جاتا ہے تو ہم

آپ سے پوچھتے ہیں کہ یہ کلمات نبوت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے حاصل کیے تھے کہ نہیں اگر کیے تھے اور یقیناً کیے تھے تو وہ نبی کیوں نہ بن گئے نیز مجدد صاحب یہ کلمات نبوت اپنے میں پائے جانے کے معترف تھے۔ انہوں نے دعویٰ نبوت کیوں نہ کیا۔

نیز ہم اجماع امت کے بیان میں امام شعرانی کی اصل عبارت نقل کر آئے ہیں جس میں امام موصوف فرماتے ہیں کہ حضور کے بعد مدعی نبوت اگر مراقی وغیرہ نہ ہو تو اس کی گردن اڑادی جائے گی اور اگر مراقی ہو تو معذور سمجھ کر چھوڑ دینا چاہیے۔

علاوہ ازیں مرزائی حضرت محی الدین ابن عربی اور ملا علی قاری کی عبارات پیش کرتے ہیں مگر پہلے ہم ثابت کر آئے ہیں کہ یہ بزرگ بھی ہر مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

www.NAFSEISLAM.COM

ضروری نوٹ:

"THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT"

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگر مذکورہ بالا بزرگوں کی کسی عبارت سے نبوت غیر تشریحی کا تاثر ملتا ہے تو ہم ان کو قطعاً تسلیم نہیں کرتے اور ہم یقین سے کہتے ہیں کہ وہ خلاف شرع عبارتیں الحاقی ہیں۔ کسی یہودی یا عیسائی نے اسلام کی بنیادی تعلیم کو مسخ کرنے اور اولیاء امت سے لوگوں کو بدظن کرنے کے لیے ان کے نام سے ایسی خلاف شرع باتیں ان کی کتابوں میں درج کر دیں۔

جیسا کہ امام احمد رضا خان صاحب محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتاویٰ

رضویہ ج ۶ ص ۳۰۸ پر تصریح فرمائی ہے۔

بت سے اکابر کی کتابوں میں الحاقات ہیں جن کا مفصل بیان کتاب "الیواقیت و

الجواہر" امام عارف باللہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ خصوصاً حضرت شیخ

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں تو الحاقات کی کتنی نہیں کھلے ہوئے صریح کفر بھر

دیے ہیں۔ جس پر در مختار میں علامہ مفتی ابو السعود سے نقل کیا:
 تَبَيَّنَ أَنَّ بَعْضَ الْيَهُودِ افْتَرَاهَا عَلَى الشَّيْخِ قَدَّسَ
 اللَّهُ سِرَّهُ

”ہم کو یقین ہے کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ عبارتیں یہودیوں نے
 گھڑ دی ہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ)

اس لیے مرزائیوں کا ایسی عبارات سے (جو واقعہً جعلی ہیں اور ان اولیاء کرام
 کی تصنیفات میں ایک سازش کے تحت درج کر دی گئی ہیں) مسلمانوں کے عقیدہ ختم
 نبوت کے خلاف دلیل لانا غلط ہے۔ نیز سب سے اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ قرآن و
 حدیث اور اجماع امت کی تصریحات کے خلاف کسی بزرگ سے بزرگ ترین شخصیت
 کی طرف منسوب بات کو ہم قطعاً تسلیم نہیں کرتے اور ان بزرگوں کی طرف منسوب
 کردہ جو عبارات قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہوں، ناقابل استدلال قرار
 دی جائیں گی۔

”الفضل“ کے خاتم النبیین نمبر کا جواب:

”مسئلہ ختم نبوت“ کی کتابت جاری تھی کہ مرزائیوں کے آرگن
 ”الفضل“ یعنی ”الذجل“ یا ”الف ضل“ نے مورخہ ۲۷ جولائی کو خاتم النبیین نمبر شائع کیا جس
 میں چند آیات و احادیث و اقوال بزرگان دین کی غلط تفسیر و تاویل کر کے مسلمانوں کو
 گمراہ اور دین سے بے خبر عوام کو دھوکہ و فریب دینے کی کوشش کی گئی۔ بفضلہ تعالیٰ ہم
 نے رضوان کے ختم نبوت نمبر میں ”الفضل“ کے استدلال و شبہات کا نہایت متانت سے
 مدلل و مکمل جواب دیا ہے اور اس کی مکاری و کیاوی کا پردہ چاک کیا ہے اور بوقت
 تردید احمدیہ پاکٹ بک کو بھی سامنے رکھا ہے جن مسلمانوں نے الفضل کا یہ نمبر پڑھا ہے
 اگر وہ انصاف و دیانت سے اور مرزائی تعصب و ہٹ دھرمی سے علیحدہ ہو کر ہمارے

مدلل و مسکت جوابات کو پڑھ لیں گے تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ”الفضل“ کے قریب سے بچ جائیں گے اور حقیقت ان پر منکشف ہو جائے گی۔ الفضل کا یہ نمبر ۲۳ صفحات کا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

الفضل:

۱۔ صفحہ ایک سے لے کر صفحہ ۹ تک نظمیں، نعتیں، ظفر اللہ کی تعریف، زمیندار پر لعن طعن۔ مرزا کے اقوال خبیثہ، خلیفہ کے خطبے وغیرہ درج ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ مرزا جی عاشق رسول تھے اور غیر تشریحی نبوت کے دعویدار تھے۔ شریعت والی نبوت کے متعلق تو وہ بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ ایسا نبی اب نہیں آ سکتا۔ چنانچہ الفضل نے اپنے اس نمبر میں اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور عوام کو سخت دھوکہ دیا ہے۔

۲۔ الفضل ۲۷ جولائی صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ پر نہایت دھوکہ و فریب سے کام لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ شریعت والی نبوت منقطع ہے مگر غیر شریعت والی نبوت باقی ہے اور مرزا بھی غیر تشریحی نبوت کا دعویدار ہے۔

۳۔ الفضل ۲۷ جولائی صفحہ ۱۶ پر آیات قرآنی کا غلط ترجمہ و تاویل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کے بعد غیر تشریحی نبی آ سکتا ہے۔

۴۔ الفضل ۲۷ جولائی صفحہ ۱۷ تا ۱۸ پر ہندوگان دین ملا علی قاری محی الدین ابن عربی وغیرہ ذالک آئمہ دین کے اقوال کو توڑ موڑ کر تعین کر کے غیر تشریحی نبی کے آنے پر استدلال کیا گیا ہے۔

۵۔ الفضل صفحہ ۲۱ سے لے کر صفحہ ۲۴ تک مختلف کارخانوں، کپڑوں کی دکانوں اور دوائیوں کے اشتہارات ہیں۔ شاید ان سے بھی یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ

مرزا جی نبی تھے۔

۶۔ الفضل صفحہ ۸ پر ایک اشتہار اشعراہ کی ندائی کا بھی ہے ماسطور اس دوائی سے بچہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔

مسئلہ ختم نبوت:

۱۔ مرزا صاحب عاشق رسول تھے یہ تھے وہ تھے اس کی حقیقت تو آپ کو مسئلہ ختم نبوت کے ہر صفحہ سے معلوم ہو جائے گی ہاں یہ بات کہ مرزا جی غیر تشریفی نبوت کے قائل اور دعویٰ دار تھے اس کے مدلل جواب کے لیے آپ رسالہ عذابا مضمون ”مرزائی نبوت اور حضرات صوفیائے کرام“ کو بغور پڑھیں اس میں ہم نے مرزا جی کے اقوال سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا جی نے غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ میں صاحب الشریعت نبی ہوں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اگر ہمارے اس مضمون کو اور نمبر کو مرزائی ٹھنڈے دل سے اور انصاف کی نظر سے پڑھ لیں گے تو الفضل کی مکاری و کیلوی ان پر ظاہر ہو جائے گی۔

۲۔ الفضل کے اس دعویٰ اور استدلال کے رد کے لیے آپ ”مسئلہ ختم نبوت“ کے مضامین ختم نبوت از قرآن ختم نبوت از احادیث، ختم نبوت از اجماع، ختم نبوت از دلائل عقلیہ پڑھئے اس میں ”الفضل“ اور مرزائی پاکٹ بک کے تمام شبہات کا مفصل و مدلل اور جواب دیا گیا ہے۔

۳۔ اس کے مکمل و مدلل جواب کے لیے آپ مضمون اجزائے نبوت پر الفضل کے دلائل اور ان کے جواب پڑھئے۔

۴۔ اس کے جواب کے لیے آپ مضمون مرزا صاحب کی نبوت اور حضرات صوفیاء کرام پڑھئے۔

۵۔ واقعی ان کے جوابات سے ہم بالکل عاجز ہیں۔

۶۔ اس کا تجربہ بھی مرزائی حضرات اور ان کی مستورات ہی کو ہوگا کیونکہ مستورات ہی اس گولی کو کھاتی ہیں۔

چوں چوں کا مرہ:

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ دنیا میں جتنے انبیاء کرام تشریف لائے سب نے ایک سیدھا اور صاف دعویٰ کیا کہ میں اللہ کا رسول اور اس کا بندہ ہوں اور امر واقعہ بھی یہ ہی ہے کہ ایک سچے نبی و رسول کے دعویٰ میں کوئی ایچ بیج نہیں ہوتا لیکن اس کے برعکس مرزا صاحب کے دعویٰ کو دیکھئے کہ وہ شیطان کی آنت کی طرح لمبے چوڑے متضاد اور مختلف ہیں اور ان کے تنوع و غدرت کا یہ عالم ہے کہ ایک انسان ان کی فہرس دیکھ کر ہی پریشان ہو جاتا ہے اور دعاوی کی کثرت و اختلاف کی بنا پر وہ یہ معین ہی نہیں کر سکتا کہ مرزا جی کیا تھے۔

دعاوی کی فہرس:

(۱) منم مسیح زماں و منم کلیم خدا

منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب صفحہ ۳)

(۲) میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں

نیز ابراہیم ہوں نسل ہیں میری بے شمار

(اس بے شماری کے قربان)

اللہ ہوں:

میں نے غیند میں خود کو ہو بہو اللہ دیکھا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں وہی اللہ ہوں
پس میں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور کہا ہم نے آسمانوں کو ستاروں سے سجایا
ہے۔ (آئینہ کمالات ص ۵۶۵)

اللہ کا فرزند ہوں:

حقیقت الوحی کے صفحہ ۸۶ پر مرزا لکھتا ہے کہ اے اللہ نے فرمایا اَنْتَ مِیْسِیٰ
بِمَنْزِلَةِ وَلَدِیْ اے مرزا تو میرے فرزند کی جگہ ہے۔

کرشن:

۲ نومبر ۱۹۰۲ء مرزا صاحب نے سیالکوٹ میں ایک لکچر دیا جس میں اپنے کرشن
ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز بشریٰ جلد اول صفحہ ۵۶ پر اپنے آپ کو (ہے کرشن جی رودر
گوپال) کہا ہے۔

اوتار

ہندوؤں کو مخاطب کر کے مرزا صاحب کتاب البشریٰ کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۱۶
پر لکھتے ہیں برہمن اوتار (مرزا جی) سے مقابلہ اچھا نہیں۔

آریہ:

کتاب البشریٰ جلد اول ص ۵۶ پر مرزا نے آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ کیا

ہے۔

ابن مریم:

ازالہ اوہام صفحہ ۶۵۸ پر لکھتے ہیں 'نازل ہونے والا ابن مریم یہ ہی ہے۔

مسح موعود:

ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۶۵ پر مرزا نے مسح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ظلی بروزی:

اس کے علاوہ مرزا جی نے نبوت 'محمد' ظلی محمد 'احمد' ظلی احمد 'مسح موعود' محمد مفلح 'مجدد' محدث 'مدی جزوی' ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے (مختلف کتب)

صور:

چشمہ معرفت کے ص ۷۶ پر لکھا ہے کہ اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسح موعود ہیں۔

سنگ اسود:

ابشری جلد اول ص ۲۸ پر لکھا ہے کہ ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا میں نے کہا سنگ اسود میں ہوں۔

عجیب دعویٰ:

ابشری جلد دوم ص ۱۱۸ پر مرزا جی نے دعویٰ کیا ہے امین الملک جے سنگھ بہادر۔ اب دعاوی کی تو انتہا نہیں ہے کہاں تک ضبط تحریر میں لایا جائے اتنے کثیر اور مختلف دعاوی کے ہوتے ہوئے یہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ مرزا جی نبی نہیں بلکہ چوں چوں کا مرہ تھے۔

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے

نبوت کا ایک بہت بڑا عنصر اخلاق ہے اس دنیا میں جتنے انبیاء کرام تشریف لائے وہ خلق حسن کے پیکر اور اخلاق عالیہ کے حامل تھے لیکن اس کے برعکس اگر مرزا کے اخلاق اس کی سیرت اور اس کے کیریئر کو دیکھا جائے تو وہ ایسا ہے جس کے تصور سے جہنم انسانیت عرق آلود اور چشم غیرت اشکبار ہے۔

یاد رہے عیساں سے دامن تر ہر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے
پھر یہ بات ہم نہیں کہتے بلکہ خود امین الملک ہے سنگھ بہادر مرزا غلام احمد نے
بھی تسلیم کی ہے وہ درمیں اردو کے صفحہ ۷۱ پر لکھتے ہیں۔

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے
۲۔ کتاب ست بچن کے ص ۳۱ پر لکھتے ہیں:

”گالی دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔“

بجا فرمایا بے شک جو گالی دے بد زبان ہو وہ سفلہ ہے کمینہ ہے بیت الخلاء ہے اور
ہر ایک بد سے بدتر ہے۔ اسے نبی و رسول مسیح و مجدد ماننا تو درکنار ایک صالح انسان کہنا
بھی غلط ہے آئیے مرزا صاحب کے اس فتوے کی روشنی میں خود مرزا صاحب ہی کو
دیکھئے کہ ان کا وہن کبھی بد زبانی سے آلود ہوا ہے؟

مرزا کی بد زبانیاں:

- ۱۔ خدائے تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی۔ (تمہ حقیقت الوحی ص ۱۳)
- ۲۔ جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو گئے۔ (حیات احمدیہ، جلد اول نمبر ۳ ص ۲۵)
- ۳۔ آریوں کا پریشرباف سے دس انگلی نیچے ہے سمجھنے والے سمجھ لیں۔ (چشمہ معرفت ص ۱۱۶) لیجئے اب آپ مرزا صاحب کی پوری گوہر افشانی سنیے۔

مسلمان حرام زادے کنجری کی اولاد:

الف۔ جو شخص اس صاف فیصلہ کے خلاف شرارت و عتلو کی راہ سے بکواس کرے گا۔ اور کچھ شرم و حیا کو کام میں نہیں لائے گا۔ اور ہماری فتح کا قاتل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں ہے۔ حرام زادہ کی یہ ہی نشانی ہے۔ کہ وہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے (نور الاسلام ص ۳۰)

ب۔ کُلُّ مُسْلِمٍ بِقَبْلَتِي وَيُصَدِّقُ دَعْوَتِي الْآذَرِيَّةُ الْبَغَايَا (ترجمہ) ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ پر ایمان لاتا ہے مگر زنا کار کنجریوں کی اولاد (آئینہ کلمات ص ۵۳)

شتر مرغ معلون شیطان:-

بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ یہ سب شیاطین الانس ہیں۔ میں اعلان سے کہتا ہوں کہ جس قدر فقراء میں سے اس عاجز کے کمفر یا مکذب ہیں۔ محض یادہ گو راثر خابیز۔ مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳ تا ۳۳ ملخصاً)

علماء کی ایسی تہیسی:

اے بد ذات فرقہ مولویان کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑو گے
(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۱)

ب۔ اے بے ایمانو نیم عیسائیو دجل کے ہراہیو اسلام کے دشمنو تمہاری ایسی
تہیسی۔ (اشتہار انعامی تین ہزار حاشیہ ص ۵)

جہاں سے نکلے تھے:

جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے رویرو تو بہت لاف و گداز مارتے
ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے
وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔ (حیات احمدیہ جلد اول، نمبر ۳، ص ۲۵)

مرشد وقت حضرت پیر مہر علی:

شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کے حق میں مرزا صاحب لکھتے ہیں مجھے ایک کذاب
کی طرف سے کتاب پہنچی ہے وہ خبیث کتاب پچھو کی طرح نیشن زن ہے۔ اے گولڑہ
کی سرزمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سب ملعون ہو گئی۔ (اعجاز احمدی، ص ۷۵)

غزنوی جماعت پر لعنت:

مولوی عبدالحق غزنوی کا نطفہ ان کی بیوی کے پیٹ سے چوہا۔
الف۔ عبدالحق سے ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ میاں کی برکت کا لڑکا کہیں گیا
کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قبہری کر کے نطفہ بن گیا اب تک
اس کی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔

ب۔ عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۷ تا ص ۵۸)

مولوی ثناء اللہ عورتوں کی:

مولوی ثناء اللہ پر لعنت لعنت دس بار لعنت ایک بھیڑیے۔۔۔ اے عورتوں کی عار ثناء اللہ اے جنگلوں کے غول تجھ پر دیل۔ (اعجاز احمدی)

ناظرین کرام:

مرزا جی کی گوہر افشانیوں کی فہرس تو بہت لمبی ہے اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے تاہم ان مذکورہ بالا بد زبانوں کو ذہن میں رکھ کر بنظر انصاف کہئے کہ جس کا ایسا کیریکٹر ہو جس کی زبان پر گالیوں کے سوا کچھ نہ ہو وہ نبی تو درکنار ایک مہذب انسان کہلانے کا بھی حقدار ہے یا نہیں؟

اس کے علاوہ:

خود مرزا جی کو اعتراف ہے اور انہوں نے یہ اعلان کیا ہے۔

- ۱۔ گالیاں دینا سفلوں اور کینوں کا کام ہے (ست بچن ص ۴۰)
- ۲۔ بدتر ہر ایک بد ہے سے جو بد زبان ہے (در شمشین ص ۱۷) پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں۔

- ۱۔ بدی کا جواب بدی سے مت دو (نسیم دعوت ص ۳)
- ۲۔ گالیاں سن کر دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو۔ رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے (دافع الوسواس ص ۲۲۵)

۳۔ خبردار نفسانیت تم پر غالب نہ آوے ہر سختی کے جواب کو برداشت کرو، ہر ایک مگلی کازری سے جواب دو۔ (نسیم دعوت ص ۳)

لیکن اس کے باوجود وہ خود گالیاں دے رہے ہیں اور انہوں نے اپنی کتب میں دنیا بھر کے مسلمانوں اور اولیاء امت اور صلحائے قوم کو بندر، کتا، خنزیر، حرام زادہ، لعنتی ولد الحرام، گدھے، مشرک، یہودی، بے شرم، بے حیا، ذرۃ البغایا کنجریوں کی اولاد کہا ہے اب آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ مرزا جی۔

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے۔

کے مصداق بنے ہیں یا نہیں اور جو شخص سفلہ ہو کمینہ ہو ہر ایک بد سے بدتر ہو وہ نبی و رسول کیونکر ہو سکتا ہے۔

www.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

لم یلد ولم یولد

عیسائی حضرات عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ قرآن پاک نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اولاد، بیوی اور تمام انسانی خصوصیات سے پاک و منزہ ہے وہ تو احد ہے صد ہے اور باپ بیٹا روح القدس کا عقیدہ کفر ہے۔ عیسائیوں کے اس قول باطل کی تردید قرآن میں جا بجا موجود ہے مگر کتنی افسوس ناک اور درد ناک ہے یہ حقیقت کہ مرزا جی عیسائیوں کا رد تو کیا کرتے تھے مگر خود اللہ کے فرزند ہونے کے دعویدار ہو گئے۔ یہ ہی نہیں بلکہ انہوں نے بالکل صاف طور پر یہ اعلان کیا کہ میں خدا کی بیوی ہوں اور ان کے پیٹ میں جو حیض ہے، وہ اللہ کا فرزند بن گیا ہے۔ مرزا صاحب متمہ حقیقت الوحی کے ص ۱۴۳ پر لکھتے ہیں۔

۱۔ بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے اور کسی پلیدی یا ٹپاکی پر اطلاع پاوے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے الہامات دکھائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ بن گیا ہے جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔

۲۔ اربعین جلد ۳ صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں، اللہ نے مرزا سے کہا اَنْتَ مِنْ مَّاءٍ نَّارٍ وَهُمْ مِنْ فَتْلٍ تو میرے نطفہ سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

مریم کی طرح موسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرا گیا اور کئی ماہ بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بتایا گیا (کشتی نوح ص ۴۷)۔

پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے درد زہ ہوا تنہ کھجور کی طرف لے آئی (حوالہ مذکور)

بس مجذوب کی بڑ ہے جو چل نکلی ہے کہیں خدا بن رہے ہیں کہیں اس کے فرزند اور کہیں بابو الہی بخش سے کہا جا رہا ہے کہ تو میرا حیض نہیں دیکھ سکتا۔ وہ حیض تو اللہ کا بچہ بن گیا ہے اور کہیں اعلان ہے کہ میں اللہ کے نطفہ سے پیدا ہوں اور کہیں خدا کی بیوی بنا جا رہا ہے (العیاذ باللہ)

نوٹ: مرزائی آپ کو دھوکہ دے کر یہ کہیں گے کہ جہاں مرزا جی نے اللہ کی بیوی یا فرزند ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ مجازی و معنوی طور پر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق عیسائی بھی یہ نہیں کہتے ہیں کہ مریم اور خدا تعالیٰ میں جسمانی لحاظ سے زن و شوہر کے تعلقات تھے جس سے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ عیسائی بھی روحانی استعاری اور مجازی طور پر ہی ایسا کہتے ہیں لیکن اس کے باوجود قرآن نے ان کی تردید کی ہے۔ اس لیے مرزا صاحب کو اس کلیہ سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

مداری کی پٹاری:

قسم ہے قادیاں کے لگر خوں اور مگھداروں کی:

غلام احمد کی الماری پٹاری ہے مداری کی:

مرزا جی کے الہامات میں خاص بات یہ ہوتی تھی کہ وہ امرت دھارا کی قسم کے ہوتے تھے اور پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ ریزی کی طرح پھیلنے بڑھنے کی ان میں پوری استعداد ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل کسی دوسرے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔ یہاں ہم مرزا جی کے الہامات کے متعلق ایک خاص بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مرزا جی کے خدا کو مرزا جی پر ایسی بے اعتمادی تھی کہ وہ الہام بھی ایسے لفظوں میں کرتا تھا جس کو خود مرزا جی سمجھنے سے قاصر تھے۔ چنانچہ وہ الہامات جن کے مفہوم و معنی خود مرزا جی نہیں سمجھ سکے اور خود انہوں نے اس کا اقرار کیا کہ میں اپنے الہام کے معنی ابھی تک نہیں سمجھ سکا ہوں کی مختصر تفصیل نذر ناظرین ہے۔

۱۔ اہلی اہلی لما بستنی اہلی اوس۔

(البشری جلد اول ص ۲۶)

۲۔ شغنا نفسا۔ (براہین احمدیہ ص ۵۵۶)

۳۔ پریش۔ عمر بر اٹوس یا پلاٹوس۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۶۸)

۴۔ ایک الہام البشری جلد دوم ص ۱۹ پر یوں بیان کرتے ہیں۔۔۔ ”پیٹ پھٹ گیا“ یہ

دن کے وقت کا الہام ہے۔

۵۔ خدا اس کو بیخ بار ہلاکت سے بچائے۔ (البشری جلد ۲ ص ۱۱۹) خود کہتے ہیں یہ الہام نامعلوم کس کے حق میں ہے۔

۶۔ ایک اور پر لطف الہام اسی صفحہ پر ہے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۲۰ھ بروز پیر موت تیرہ ماہ حال کو۔

مرزا صاحب خود لکھتے ہیں قطعی طور پر معلوم نہیں کہ یہ الہام کس کے متعلق ہے۔

۷۔ البشری جلد دوم ص ۱۲۵

بہتر ہو گا کہ اور شادی کر لیں۔

مرزا صاحب کو خود تسلیم ہے کہ معلوم نہیں کس کے متعلق الہام ہے۔

۸۔ البشری جلد دوم ص ۶۵، ۶۶ پر نہایت حیرت انگیز الہام دیکھئے۔ بعد ۱۱ انشاء اللہ۔

خود ہی فرماتے ہیں معلوم نہیں ۱۱ سے کیا مراد ہے۔

۹۔ البشری جلد ۲ ص ۵۰ پر الہام درج ہے۔

غشم، غشم، غشم

۱۰۔ البشری جلد ۲ ص ۱۰۷ پر الہام درج ہے۔

ایک دانہ کس کس نے کھایا۔

۱۱۔ البشری کے صفحہ ۱۲۶ پر ایک الہام ہے۔

لاہور میں ایک بے شرم

۱۲۔ البشری جلد اول ص ۴۳ پر ہے۔

ربنا عاج

۱۳۔ البشری جلد دوم ص ۱۱۷ کے نیچے مرزا صاحب لکھتے ہیں آج رات مجھے الہام

ہوا کہ ایک دن میں رخصت ہوا۔ اس کے پورے الفاظ یاد نہیں۔۔۔ مگر معلوم نہیں

کس کے حق میں ہے۔

الغرض:

ایسے عجیب و غریب اور بے مثل الہامات کی بہت طویل فہرس ہے جس کو پیش کرنا بڑا مشکل ہے تاہم یہ فہرس ان الہامات کی ہے جن کے متعلق خود مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ان کے معنی مفہوم مجھے معلوم نہیں ہیں۔

صحیح الہام کا معیار:

پھر مرزا صاحب نے خود ہی ایک معیار بھی مقرر کیا ہے کہ الہام وہ ہی صحیح ہوتا ہے جس کو نبی سمجھ سکے چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ تو بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو کچھ اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف بالایطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہو۔ (چشمہ معرفت ص ۲۰۹)

مرزا جی کے اس فتویٰ کو بھی ذہن میں رکھئے اور اب مرزا جی کا یہ اقرار بھی پڑھئے فرماتے ہیں۔

زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوئے جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔ (نزل المسیح ص ۷۵)

مرزا جی کے اس معیاری فتوے اور اس اقرار کو پڑھئے آپ اگر ذرا فکر سے کام لیں گے تو آپ پر روشن ہو جائے گا کہ

قسم ہے قادیان کے مگرخوں اور گلزاروں کی
غلام احمد کی الماری پٹاری ہے ماری کی

پییر منٹ:

اس تفصیل کے بعد صرف ایک الہام اور سن لیجئے اور کم از کم مرزا جی کو داد دیجئے۔ دیکھئے کیسا مزیدار الہام ہے جو نبی کو نہیں بلکہ بناسپتی نبی ہی کو ہو سکتا ہے۔
 (اخبار الحکم قادیان، ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء) حضور مرزا جی کی طبیعت ناساز تھی حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی اس پر لکھا تھا۔ ”خاکسار پیپر منٹ“۔
 واقعی ناقص نبی کے لیے وحی کے جملے بھی ناقص ہی ہونے چاہیں خاکسار کا لفظ واقعی بڑا موزوں لگتا ہے (محمود رضوی)

عجائبات مرزا

مرزائیت کوئی مذہب نہیں، مذہب کی توہین ہے یہ اسلام کا فرقہ نہیں اسلام کا مضحکہ ہے۔ مرزا صاحب کی تعلیمات، آپ کے ارشادات، آپ پر نازل شدہ وحی و الہامات پھر یہ عجائبات اور پھر ان سب پر یہ متزاد کہ مجھے مانو۔ کافر مشرک اور ولد الزنا، کجتر زادے ہو کے نہ مرو۔ کیا یہ انسانیت سے مذاق اور تمسخر نہیں؟ در حقیقت مرزا صاحب نے دنیا کو بدھو بنانے کی کوشش کی ہے۔
 کسی نے خوب کہا ہے۔

کہ جب تک قوم بدھو ہے ہم ان کی کمائی سے یونہی کھاتے رہیں گے اور جب قوم سیانی ہو جائے گی اور تم سب بیرسٹر اور وزیر خارجہ بن جاؤ گے تو پھر میں نبوت کا دعویٰ کر دوں گا اور تم سے اور زیادہ لے کر کھاتا پیتا رہوں گا۔ کاش ہمارے ”احمدی“ دوست مرزا صاحب کے ”ارشادات“ کو بغور پڑھیں اور اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کریں کیونکہ یہ دین کا سوال ہے اور اسی پر آخرت کی نجات کا مدار ہے۔

مرغ، بلی اور چوہا:

مرزا غلام احمد قادیانی تحریر فرماتے ہیں۔ ”رویا چند آدمی سامنے ہیں ایک چادر میں کوئی شے ہے ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لیں دیکھا تو اس میں چند مرغ ہیں اور ایک بکرا ہے۔ (چادر میں بکرا سبحان اللہ عجائبات در عجائبات) ”رضوی“ میں ان مرغوں کو اٹھا کر اور سر سے اونچا کر کے لے چلا تاکہ کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے۔ راستہ میں ایک بلی ملی جس کے منہ میں کوئی شے مثل چوہا ہے مگر اس بلی نے اس طرف توجہ نہیں کی اور میں ان مرغوں کو محفوظ لے کر گھر پہنچ گیا۔ (وہ تو خیر گزری کہ بلی نے توجہ نہ فرمائی ورنہ مرزا صاحب بہادر مرغوں کو گھر تک سلامت کب لے جاسکتے اور بکرے بیچارے کی تو بلی تکابوٹی کر دیتی) (رضوی)

(البدر نمبر ۱ جلد ۲۰، ۱۹۰۵ء و مکاشفات ص ۳۲)

مرزا صاحب کے الہام کنندہ نے ”بلی کو چوہے کی خواب“ کی ضرب المثل سچ کر دکھائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بہادر اور خوفناک قسم کی بلی تھی کہ جس سے مرزا جی کے بکرے تک کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ خلیفہ قادیان اور امت مرزائیہ کو چاہیے کہ آئندہ ربوہ کے سالانہ جلسہ میں اس بلی کے لیے ہدیہ تشکر کی قرار داد منظور کریں کہ اس بلی نے مرغوں بکرے اور خود مرزا صاحب کی طرف توجہ نہ کی اگر وہ حملہ آور ہوتی تو مرغوں بکرے اور خود جناب نبوت ماب کی خیر نہ تھی۔

رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت

مرغی کا الہام:

مرزا غلام احمد صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

”رویا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے وہ کچھ بولتی ہے، سب فقرات یاد نہیں

رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ ہے اِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ اس کے بعد بیداری ہوئی یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا اَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۹۰۶ء مکاشفات ص ۴۷)

مرزا یوا شکر کرو کہ تمہارے ”سج موعود“ کی روایتی بلی کو اس الہام کرنے والی مرغی کا علم نہیں ہوا۔ اگر اسے پتہ چل جاتا تو وہ اس مرغی کو مع الہام بغیر ذکر لیے ہضم کر جاتی۔ لگے ہاتھ اتنا تو بتاؤ کہ جب مرزا جی کو سب فقرات یاد نہ رہے تو فرشتے کے لائے ہوئے الہام کس طرح یاد رہتے ہوں گے؟

سورۃ الہام:

میر محمد اسماعیل صاحب قادیانی لکھتے ہیں۔
 ”ایک جاہل شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نوکر تھا اس پر ایک دن الہام کا چھینٹا بہ برکت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑ گیا وہ سو رہا تھا اسے الہام ہوا کہ اٹھ او سورا نماز پڑھ“

(اخبار الفضل قادیان ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۷)

سج ہے جسی روح دیے فرشتے جیسے قادیانوں کے مسیح موعود ویسا نوکر، ویسی برکت، ویسا فرشتہ اور ویسا ہی الہام۔

ایس خانہ ہمہ آفتاب است

کذاب فرشتہ:

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں ”رویا کوئی شخص ہے اس سے میں کہتا ہوں کہ تم حساب کر لو مگر وہ نہیں کرتا اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے مٹھی بھر کر روپے مجھے

دیے ہیں اس کے بعد ایک اور شخص آیا جو الہی بخش کی طرح ہے مگر انسان نہیں فرشتہ معلوم ہوتا ہے اس نے دونوں ہاتھ روپوں کے بھر کر میری جھولی میں ڈال دیے تو وہ اس قدر ہو گئے کہ میں ان کو گن نہیں سکتا۔ پھر میں نے ان کا نام پوچھا تو اس نے کہا میرا کوئی نام نہیں۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ میرا نام ہے ”ٹیچی“۔ (مکاشفات ص ۴۸)

مرزا جی کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں روپے عطا کرنے والا ٹیچی فرشتہ کذاب اعظم تھا۔ کسی عام انسان کے سامنے جھوٹ بولنا گناہ عظیم ہے مرزائیوں کے ”ظلی و بدوزی نبی“ کی خدمت میں کذب بیانی کذاب اکبر کا ہی حوصلہ ہو سکتا ہے مرزا صاحب نے پہلی دفعہ اپنے محسن اعظم فرشتہ سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ میرا کوئی نام نہیں۔ مگر دوبارہ نام پوچھا تو اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ مرزا جی کے فرشتے نے یا پہلی دفعہ جھوٹ بولا یا دوسری دفعہ۔

مرزائیوں جس نبی کے فرشتے جھوٹے اور کذاب ہوں۔ اس نبی کی نبوت کا کیا اعتبار سچ ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔

مختاری فیل مسیح موعود:

پھر یہ بھی تو دیکھئے کہ فخر رسل سید الانبیاء محمد ﷺ سے بڑھ کر شان والے فشی غلام احمد خیر سے ”کھوتا رام“ جتنی قابلیت بھی نہیں رکھتے اور مختاری کا جو امتحان ہزاروں ہندو سکھ پاس کر لیتے تھے وہ حضرت صاحب پاس نہ کر سکے۔

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے لکھتے ہیں۔

ڈاکٹر امیر شاہ صاحب استلو مقرر ہوئے مرزا صاحب نے انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔ آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب

نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے وہ دنیوی اشغال کے لیے بنائے نہیں گئے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳ و ص ۱۳۸)

چہ خوب اگویا امتحان میں کامیاب ہونا تو دنیوی اشغال کا پیش خیمہ تھا۔ مگر فیل اور ناکام ہونا مدارج نبوت کا ایک درجہ اور قصر مسیحیت کا ایک ضروری زینہ۔ جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی۔

چھوٹے میاں ”بشیر احمد“ صاحب کا یہ آخری فقرہ انگور کھٹے ہیں کا مصداق اور بہت دلچسپ ہے مگر اس سے زیادہ دلچسپ ”بڑے میاں“ محمود احمد صاحب کا ارشاد ملاحد ہو فرماتے ہیں۔

افیمی استاد افیمی شاگرد:

حضرت مسیح موعود کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے آپ فرمایا کرتے تھے میرا ایک استاد تھا جو افیم کھلایا کرتا تھا وہ حقہ لے کر بیٹھ رہتا تھا۔ کئی دفعہ بینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا (الفضل ۲۹-۲-۵)

گویا ”حضرت صاحب“ اس استاد سے پڑھتے پڑھاتے نہیں تھے بلکہ اس سے جس فن میں وہ ماہر تھا اسی کا استفادہ کرتے تھے چنانچہ ذیل کی روایات سے اس بات کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔

۱۔ میاں محمود احمد صاحب لکھتے ہیں:-

حضرت مسیح موعود نے تریاق الہی دوا۔ خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا بڑا جز افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے (الفضل ۲۹-۷)۔

۲۔ آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کے منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دسترخوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود ایسا کیوں کرتے تھے مگر کئی دوست کہا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کونسا نہیں (الفضل ۳۵-۳-۲۲)

۳۔ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ چابیاں آزار بند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی آزار بند استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کو پیشاپ جلدی جلدی آتا تھا اس لیے ریشمی آزار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوئی آزار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۲)

۴۔ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کالج کا بٹن دوسرے کالج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگاہی جو تابدیت لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتہ پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۸)

۵۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب

اس طرح پن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی پیر کی پشت پر آجاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۶)

۶۔ کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات پھر تمام کپڑے بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۸)

۷۔ آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ (تمہ براہین احمدیہ جلد اول نمبر ۶ مرتبہ معراج دین صاحب قادیانی)

۸۔ ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا۔ آپ نے (مرزا صاحب نے) اس کی خاطر سے پہن لیا مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں پہن لیتے تھے آخر اس غلطی سے بچنے کے لیے ایک طرف بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔ (منکرین خلافت کا انجام ص ۹۶ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب)

۹۔ نئی جوتی جب پاؤں کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے۔ اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑا کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی۔ حضور کبھی تیل سر مبارک پر لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور ڈاڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔ (اخبار الحکم قادیان ۲۵-۲-۲۱)۔

گو اس سلسلہ میں تفصیلات کا دامن زلف یار سے بھی دراز تر ہے تاہم اہل فکر و نظر کے لیے اتنا کافی ہے۔

دریائے خون بہانے سے اے چشم فائدہ

دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

یہ منہ اور مسور کی وال:

آہ! انسانیت کی بد قسمتی اور دین کی مطلوبی! کہ جس ذات شریف کو دسترخوان پر بیٹھ کر روٹی کھانے، چابیاں سنبھالنے، اپنی شلوار کا آزار بند کھولنے، جراب اور جوتا پہننے، کاج میں مٹن دینے، استنجے کے ڈھیلے اور کھانے کے گڑ کو جدا جدا رکھنے حتیٰ کہ سیر کے وقت چلنے اور واڑھی مبارک کو تیل لگانے کی بھی تمیز نہیں وہ دعویٰ کرتے ہیں تو صرف نبوت اور مسیحیت کے نہیں بلکہ افضل الانبیاء سے تحت نبوت و رسالت اور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تاج رشد و ہدایت چھیننے کے۔

بارہ عصیاں سے دامن تر ہوتا ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے

قادیانی نبوت کے تابوت میں آخری کیل:

”الفضل“ اور اللہ دتا اپنا لکھا پڑھا چاٹ سکتے ہیں اور رائے عامہ کے دباؤ اور پریس کی گرفت سے گھبرا کر اپنی بات سے منکر سکتے ہیں اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مرزائی اس قسم کی بات نہیں کہہ سکتا لیکن کیا اس بات کا بھی انکار ممکن ہے کہ ان مرزائیوں کے پیشوا خود مرزا جی ”عشق رسول“ کے مختلف مدارج تقابل و ہمسری، تفوق و برتری اور وحدت و عینیت طے کرنے کے بعد اب آخری منزل میں قدم رکھتے اور مقام مقصود پر آتے ہیں یعنی نعوذ باللہ سید المرسلین کو مسند رسالت و کرسی نبوت سے اٹھاتے اور خود ہدایت عالم کا تاج زیب بھر کر کے تحت خلافت پر برا جہان ہوتے ہیں۔
سنئے اور جگر تھاکر سنئے مرزا جی کہتے ہیں اور ڈٹکے کی چوٹ پر کہتے ہیں

کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی

کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں (اربعین نمبر ۴ ص ۱۷)

فرمائیے کیا اب بھی اس قسم کی بات میں کوئی کسر رہ گئی کیا اس تصریح کی بھی کوئی تاویل کی جائے گی؟ کیا مقام محمد ﷺ پر اس بے حیائی سے تبرا بانہی کے بعد بھی غلام احمد کی ”نبوت“ کو محمد رسول اللہ کی اتباع کامل کا ثمرہ قرار دیا جائے گا؟

ارباب اقتدار سے:

ہم ارباب اقتدار سے بھی دریافت کرتے ہیں کہ سرور کائنات کے دشمنوں کی تحقیر و اہانت اور تنقیص و مفسولیت کی خرافات اور بکواس سے گزر کر نحوذ بانہ سید المرسلین کو مستند رسالت سے اٹھا کر ہدایت عالم کے مقام محمود پر خود قبضہ کرنے کی ٹیکار سچی کے باوجود اس کذاب اکبر اور دجال اعظم کو انسان اور اس کی مردود و ملعون لاہوری اور بقادیانی امت کو مسلمان سمجھا جائے گا۔

سے ہرگز م باور نمی آید زروے اعتقاد
ایں ہمہ ہا کفتن و دیں پیسیر دانش

(ماخوذ)

مرزا غلام احمد احادیث اور واقعات کی نظر میں:

آنجنابی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی تصدیق میں دو قسم کے دلائل سے کام لیا ہے نمبر ۱ اپنے الہیات نمبر ۲ بعض احادیث کی پیش گویاں۔ الہیات سے تو وہی لوگ متاثر ہو سکتے ہیں جو ان کو پیغمبر مانتے ہیں ورنہ غیر نبی کا الہام حجت شرعی نہیں

ہے۔ اس وقت مقصود یہ ہے کہ احادیث میں پیش آمد حوادث کے معیار پر آنجہانی کے دعاوی کو پرکھا جائے۔

احادیث کی پیش گوئیاں:

۱۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نزول مسیح کے متعلق چند نشانات بتائے گئے ہیں مسیحیت کے مدعی کے لیے ان کی مطابقت ضروری ہے۔

الف۔ یضع الجزیہ حضرت مسیح نزول کے بعد جزیرہ معاف کریں گے۔

ب۔ وَیَفِیْضُ الْمَالَ حَتَّى لَا یَقْبَلَ أَحَدٌ اس وقت مال اس قدر زیادہ ہوگا کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔

ج۔ وَتَكُونُ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ایک سجدہ ایک رکعت پوری دنیا کے مال و دولت سے زیادہ مرغوب ہوگی۔

جزیرہ معاف کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ کفر یکر ختم ہو جائے تمام لوگ اسلام قبول کر لیں جزیرہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس مفہوم کی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا فَلْيَهْلِكِ اللَّهُ الْعِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا مِلَّةَ الْإِسْلَامِ۔

حضرت مسیح کے وقت تمام مذاہب ہلاک ہو جائیں گے صرف اسلام رہ جائے گا۔ غرض حضرت مسیح اپنی قوت بازو سے تمام مخالفین کا خاتمہ فرما دیں گے۔ مرزا غلام احمد آئے ان کی ساری عمر رسمی مناظرات اور پیشہ وارانہ مباحثات سے مسلمانوں کا ایک طبقہ متاثر ہوا۔ ارتداد کے پے در پے حملے ہوئے۔ آنجہانی اور آپ کی جماعت نے یہ سب حوادث دیکھے۔ حالانکہ حسب ارشاد سرور عالم ﷺ سچے مسیح کی زندگی میں اسلام کے سوا تمام مذاہب کو ختم ہو جانا چاہیے تھا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کفر اتنا ذلیل ہو جائے کہ اس کے لیے مزید ذلت کی ضرورت نہ رہے بلکہ مسلمان اپنے مراحم خسروانہ سے انہیں جزیہ سے سبکدوش کر دیں۔ ان دونوں صورتوں کے لیے ضروری ہے کہ پہلے جنگ ہو تصادم کے بعد دشمن کی طاقت ختم ہو جائے مرزا صاحب نے نہ جنگ کی اور نہ ان کے دلائل اور قلم روایات کی جنگ سے یہ صورت پیدا ہو سکی۔ جن کا تذکرہ سرور عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے پہلی قسم کی جنگ تو شاید آنجہانی کے نزدیک ناجائز تھی لیکن ان کی خود ساختہ جنگ بھی نتائج کے لحاظ سے بیکار ثابت ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس مسیح کا ذکر احادیث میں آیا ہے وہ ابھی تک نہیں آئے۔ وہ یقیناً کوئی جنگی مسیح ہے۔ جن کے حملوں کی تاب خود جنگ بھی نہیں لا سکتی ارشاد ہے تَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا۔ جنگ اس کے سامنے ہتھیار ڈال دے گی۔ واقعات شاہد ہیں کہ چالیس اور مئیں مسیح کے لیے احادیث میں کوئی مقام نہیں۔

"THE NATURAL PHILOSOPHY"

۲۔ دوسرا نشان مال کی کثرت کے متعلق ہے اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔

حدیث میں حتی لا یقبلہ احد پر زور دیا گیا ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب کے آنے پر مال کی طلب ختم ہو گئی؟ روح اتقاء نے لوگوں کو مال سے متنفر کر دیا؟ واقعہ یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کا خاندان چندوں کے لیے مختلف حیلے تراش رہا ہے۔ مسیح قادیانی نے خود لنگر کا چندہ، براہین احمدیہ کا چندہ، ہشتی مقبرہ کا چندہ، تبلیغ کا چندہ، غرض تحصیل مال کے لیے کس قدر باطل راہیں تھیں، جھوٹے حیلے تھے جو اختیار کیے۔ معلوم ہوتا ہے اصل مسیح تاحال تشریف نہیں لائے۔ بھیس بدل کر کچھ ارباب ہوس ان کی جگہ لینے کی کوشش کر کے چلے بے۔ دولت مند مسیح کا انتظار ہنوز باقی ہے جو دنیا کو مال سے بے نیاز کر دے گا۔

۳۔ تیسرا نشان یہ ہے کہ مسیح کے وقت لوگ عبادت کو دنیا کے مال پر ترجیح دیں

گے۔ یہ نشان بھی تاحال برا نہیں ہوا۔ مسیحیت جدیدہ کے مبلغین کا کیریکٹر ہمارے

سامنے ہے نماز پنجگانہ تک کی پابندی مفقود ہے۔

نمبر ۲ عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ لَنَقَاتِلَنَّ
الْيَهُودَ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلَفَنِي تَعَالَ
فَاقْتُلْهُ (متفق عليه)

اس حدیث میں یہود کے ساتھ جنگ کی پیش گوئی فرمائی گئی ہے۔ حالانکہ یہود کی
حکومت آنحضرت ﷺ کی بعثت سے کہیں پہلے تباہ ہو چکی تھی۔ اسلام کی فتوحات کا
سیلاب دیکھنے سے تعجب ہوتا تھا کہ جو طاقت اپنے مخالفین کو روندتی جا رہی ہے یہودیوں
کی برسوں کی پامال شدہ طاقت ان کے مقابلے کی تاب کہاں سے لائے گی وہ اس قدر
مضبوط کیسے ہوں گے کہ اسلام سے آنکھیں ملا سکیں۔

آج قدرت کی نیرنگیوں کو دیکھئے کہ امریکہ برطانیہ اور روس کے عیارانہ مصالح
نے فلسطین میں ایک اسرائیل حکومت کی تقویت کے امکانات اجاگر کر دیے ہیں عرب
روساء کی رقابت یا ذاتی مصالح یا کمزوری کی وجہ سے یہودی حکومت نے ابھرنا شروع کر
دیا۔

اقوام عالم کے سالہا سال کے دجل و فریب کے بعد آج اس حکومت کا وجود تسلیم
کر لیا گیا ہے۔ غالباً وہ یہودی عساکر ہوں گے جو دجال کے ساتھ مل کر مسیح کا مقابلہ
کریں گے اور حضرت مسیح اور ان کے مخلص رفقاء اپنی قوت بازو سے اس قوت کو پامال
کر دیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنجہانی مرزا غلام احمد آئے اور چلے گئے نہ اس
وقت کی کسی یہودی طاقت سے مرزا جی نے جہاد کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا
جی کا مسیح ہونے کا دعویٰ باطل محض ہے۔

۲۴۶ خاتم المرسلین

از مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب مزنگ لاہور

یہ بات اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ وَ اَبْخَرُ مِنَ اللَّامِ (سورج سے زیادہ روشن اور کل گزشتہ سے زیادہ واضح) ہے کہ رسول اکرم ﷺ خاتم المرسلین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ دائلے کل غیوب سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات نے تقریباً ۱۳۵۹ سال قبل ازیں ہیشگوئی فرمائی کہ سَيَكُونُ فِيَّ اُمِّي كَذَّابُونَ تَلْثُونَ اَلْح (ابوداؤد ترمذی مشکوٰۃ باب الفتن) ضرور میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جو سب نبوت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں خاتم المرسلین ہوں۔ میری بعد کوئی نبی نہ ہوگا انہیں جھوٹوں کا خوش چین مرزا قادیانی ہے۔ اس کے کذب پر ہزاروں علمائے کرام نے ہزاروں کتابیں رسالے شائع فرمائے ہیں۔ مندرجہ ذیل تحریر سے بھی اس کے کذب پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تانبی آخر الزماں ﷺ (روحی فدا) جتنے انبیاء و مرسلین گزرے ہیں ان کے نام کا پہلے کوئی شخص نہ تھا کہم نَجْعَلُ لَہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا (پ ۱۶ س مریم) اس پر شاید مگر مرزا صاحب سے پہلے بیسوں غلام احمد گزرے ہیں۔ لہذا ان کا نام جھوٹوں کی فہرست میں درج ہے۔

۲۔ عموماً انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے اسماء مفرد تھے مثلاً آدم، موسیٰ، عیسیٰ، یحییٰ، محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام مگر مرزا صاحب کا نام مرکب ہے لہذا وہ کاذب ہے۔

۳۔ مرزا صاحب (بلکہ ان کا تمام خاندان بیوی بچے) مراق وغیرہ میں مبتلا تھے اور مراقی نبی نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی بات قابل اعتبار ہے۔ لہذا وہ کاذب ہے مراقی کا نبی نہ ہونا مرزا صاحب کی تصنیف کتاب البریہ صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ اور ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۳۰ مصنفہ ڈاکٹر شاہ نواز مرزائی میں ہے۔ اور مرزا صاحب کا مراقی ہونا سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳ اور ریویو جلد نمبر ۵ ص ۲۶ میں موجود ہے۔

۴۔ بموجب اقوال صحیحہ نبی مردی ہوئے ہیں اور وہ ہر عیب اور نقص سے مبرا و پاک تھے مگر مرزا صاحب میں حیض اور حاملہ ہونا اور درد زہ میں مبتلا ہونا پایا جاتا ہے آپ کشتی نوح ص ۴۷ میں فرماتے ہیں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور دس ماہ تک حمل رہا۔ الخ اور درد زہ تنے کھجور کی طرف لے گئی اور اربعین نمبر ۳ ص ۱۹ اور حقیقت الوحی ص ۱۳۳ مطبوعہ ضیاء السلام قادیان میں آپ کے حیض کا ثبوت ہے اور قاضی محمد یار مرید مرزا صاحب اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۳ موسومہ اسلامی قربانی میں فرماتے ہیں کہ آپ (مرزا صاحب) پر اس طرح حالت طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا (شرم، شرم، شرم) مرزا صاحب کا الہام کہ ربنا عاج (او کمال قال) ہمارا خدا ہاتھی دانت یا گوبر کا ہے (افسوس غیرت) لہذا آپ راست باز انسان نہیں ہیں۔

۵۔ نبی ﷺ کا جہاں انتقال ہوا وہیں مدفون ہیں مگر مرزا صاحب نے لاہور کیلیانوالی سڑک کے قرب و جوار میں دنیا سے کوچ فرمایا۔ مگر ان کو خر و جال پر سوار کر کے ایسے ذبہ میں جہاں عموماً آدمی سوار نہیں کیے جاتے۔ قادیان لے جایا گیا اور بوقت روانگی اسٹیشن لاہور ان پر وہ پھولوں کی بارش ہوئی کہ الامان، الامان کسی معمر لاہوری وغیرہ شخص سے اس کی تشریح پوچھ لو لہذا ایسا شخص نبی نہیں ہو سکتا۔

۶۔ کجا مہدی کجا دجال ناپاک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

۶۔ رسول اکرم ﷺ کا ام المومنین زینب اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آسمان پر نکاح ہوا اور بحکم خداوندی آپ نے زمین پر بھی نکاح کر لیا مگر مرزا صاحب قادیانی نے کیا پدی اور کیا پدی کا شور بہ متبنی بن کر پیٹھ کوئی کی کہ محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح ہوگا آپ بقیہ عمر سر پٹک پٹک کر حیلے بہانے بنا کر دھمکیاں دے دے کر مر گئے مگر نکاح نہ ہو سکا اور نہ ہوا۔ اور اپنی حسرت دل میں ہی لے کر چلتے بنے (حیثیات)

۷۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان مبارک اِنَّہُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ اِنَّہُ كَانَ صِدِّیقًا نَبِیًّا سب راست باز اور پاک باز تھے ان کے آباؤ اجداد بھی راست باز۔ امہ صدیقہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے مگر مرزا صاحب کے بیسیوں کذبات شمار کیے گئے اور پیشینگوئیاں غلط نکلیں لہذا آپ جھوٹے ہیں۔

۸۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب کَالشَّمْسِ فِی السَّهَارِ بچے ہوتے رہے مگر آپ کے خواب باوجود متبنی ہونے کے جھوٹے نکلے۔ مرزا صاحب کے ایک پٹھان کوئی مرید مسی ایم عبدالکرم ناقد مبلغ و کارکن جماعت مرزائیہ قادیانیہ اسی وجہ سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اور حقیقت مرزائیت اور تحقیق ناقد ۱۳۶ صفحہ کی کتاب لکھی اس میں آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہادی پائیں کی آج تک کوئی خواب پوری نہیں ہوئی۔ سوائے ایک خواب کے جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ بخاری آپ کا ازار بند کھول رہا ہے، دو تین دفعہ بخاری نے ازار بند کھولا مگر حضرت والا نے پاجامہ نہ اترنے دیا۔ ”الفضل“ تفصیل دیکھو (تحقیق ناقد ص ۳ مطبوعہ ایکسپریٹ لیتھو پریس ٹنگ پریس بیرون اکبری دروازہ لاہور ۱۹۳۶ء)

۹۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے فریضہ حج کو ترک نہیں کیا مگر مرزا صاحب نے باوجود اپنی پیشینگوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں (بہ تحقیق ناقد) فریضہ حج ادا نہیں کیا بلکہ یہ کہہ دیا کہ اب مکہ مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ گیا اور مقام حج قادیان بنا لیا ہے لہذا وہ کاذب اور دجال ہے۔

۱۰۔ انبیاء کا کلام و خلق تمام خوبیوں کا حامل ہوتا تھا مگر مرزا صاحب کی دشنام طرازی و دریدہ دہنی اس کی کتاب براہین احمدیہ جس کو وہ قرآن کی طرح کہتا ہے ظاہر و باہر ہے۔ الامان۔ لہذا وہ کاذب ہے۔ تلک عشرۃ کاملہ۔ تفصیلات مفصّلات میں ہے یہ مختصر مشتمل نمونہ از خوارے و اند کے از بسیارے ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت

(از مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب)

خطیب زینت المساجد گوجرانوالہ

سہ خدا یکتا الوہیت میں تو یکتا رسالت میں
کسی کو اب نبی ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا

محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التیمت والشا کے آخری نبی ہونے پر قرآن پاک کی آیات کثیرہ اور بی شمار احادیث نبویہ شاہد و دال ہیں۔ خصوصاً آیہ کریمہ **رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ** قرآن کی نص قطعی ہے جس میں انکار و شک اور احتمال و توہم کی بالکل گنجائش نہیں۔ خداوند قدوس نے قرآن پاک میں جہاں دیگر انبیاء علیہم السلام کے بعد نبوت جاری رہنے کی خبر دی جیسا کہ کئی آیات سے ظاہر ہے وہاں اپنے لادلے جیب کے متعلق **وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ** فرما کر حضور پر باب نبوت مسدود فرما دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس امت میں بڑی بڑی عظیم المرتبت ہستیاں گزریں مگر کوئی بھی منصب نبوت پر فائز نہ ہو سکا اور ہوتا بھی کیسے جب کہ خود نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیت کے متعلق فرما دیا **لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ عَمْرُؤُا مِنَ الْخَطَّابِ (مشکوٰۃ)** اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا البتہ عمر ہوتا تو حضرت عمر نبی نہیں ہوئے کیونکہ حضور کے بعد نبی ہو سکتا ہی نہیں اور یہی نہیں بلکہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **أَنْتَ مِنْنِي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (متفق علیہ)** یعنی اے علی تو میری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کے لیے ہارون مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں تو مولا علی

باوجودیکہ حضور کے بھائی اور نائب ہیں لیکن حضور نے اپنے بعد نبوت کی نفی فرما کر
 اس وہم نبوت کو دور کر دیا جو کہ حضرت علی کے بمنزلہ ہارون ہونے سے پیدا ہو سکتا
 تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وَلَوْ قُضِيَ أَنَّ
 نَبِيَّكُمْ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ
 (بخاری شریف، جلد ثانی) اور اگر مقدر ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور
 کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔ اہل ایمان غور فرمائیں کہ
 جب سیدنا فاروق اعظم و سیدنا مولا علی و سیدنا ابراہیم فرزند نبی کریم نبی نہیں ہوئے اور
 ان کے علاوہ دیگر صحابہ تابعین اور ان کے بعد والے اکابرین امت مثلاً حضرت امام اعظم
 و حضرت غوث اعظم وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقام نبوت تک نہیں پہنچ سکے تو بھلا
 مرزائے قادیانی جو کہ اپنی زبانی کرم خاکی اور بشر کی جائے نفرت ہے اور اپنے آدم زاد
 ہونے کا ہی انکار کرتا ہے اور کبھی جانف و حاملہ ہونا بیان کرتا ہے غرضیکہ جسے سو سو دفعہ
 پیشاب آئے دن رات پیشاب کرنے میں گزریں جس کی کوئی بات بھی ٹھکانے کی نہ ہو
 اور اس سے نہ صرف خلاف منصب نبوت بلکہ خلاف انسانیت حرکات سرزد ہوں وہ
 نبوت کا اہل کیسے ہو سکتا ہے۔ قرآن و احادیث کی روشنی میں امت کا اجماعی اور اتفاقی
 مسئلہ ہے کہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مدعی نبوت و جال کذاب مرتد خارج
 از اسلام ہے وہ اور اس کے ماننے والے جہنم کا ایندھن ہیں بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنا تو
 الگ رہا حضور کے بعد نبوت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے۔ آئمہ دین کے صریح ارشادات
 اس بارے میں موجود ہیں چنانچہ ”اعلام بقواطع الاسلام“ میں ہے قَالَ الْحَلَبِيُّ
 لَوْ تَمَنَّى فِئَ زَمَنِ نَبِيِّنَا اَوْ بَعْدَهُ اَنْ لَّوْكَانَ نَبِيٌّ فَيَكْشُرُ فِئِ
 جَمِيعِ ذَالِكَ وَالظَّاهِرُ اَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ تَمَنَّى ذَالِكَ بِاللِّسَانِ
 اَوِ الْقَلْبِ اَوْ مُخْتَصِّرًا۔ امام حلی نے فرمایا ہمارے نبی کریم ﷺ کے زمانے
 میں یا حضور ﷺ کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا اور

صورتوں میں کافر ہو جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں۔ وہ تمنا زبان سے ہو یا دل میں۔ سبحان اللہ جب مجرد تمنا پر کافر ہو جاتا ہے تو اوعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (جزاء اللہ عدوہ) اور پھر مدعی نبوت پر ایمان لانا تو علیحدہ رہا حضور کے بعد مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے۔ اسی اعلام بقواطع السلام میں ہے۔ "وَاضِحٌ تَكْفِيرُ مُدْعَى النُّبُوَّةِ وَيُظْهِرُ كُفْرَ مَنْ طَلَبَ مِنْهُ مُعْجِزَةً لِأَنَّهُ بِطَلْبِهِ لَهَا مِنْهُ مُجَوِّزٌ لِصِدْقِهِ مَعَ اسْتِحَالَتِهِ الْمَعْلُومَةِ مِنَ الْمَدَّيْنِ بِالضَّرُورَةِ" مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ دین متین سے بالضرورت معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں (جزاء اللہ عدوہ) اب خود ہی خیال فرمائیے کہ مسئلہ ختم نبوت کسی قدر نازک ہے اور مرزا قادیانی کے متعلق یاد رکھئے کہ وہ صرف ختم نبوت کے انکار ہی کی وجہ سے مرتد نہیں بلکہ اس ذہل کفر کے علاوہ بھی اس کے اور بیسیوں کفریات ہیں۔ لہذا مرزا قادیانی یا اور کسی مدعی نبوت کو نبی ماننا مجدد ماننا اپنا امام و پیشوا جانا تو درکنار ایسوں کو ادنیٰ مومن سمجھنا اور ان کے کفر میں شک کرنا بھی اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

سے خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے



ادارہ کی ایک اہم پیشکش

۸۔ تراویح کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ

تالیف: محمد نعیم اللہ خاں قادری
(بی ایس سی۔ بی ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ)

ملنے کا پتہ:

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

شُرک کے موضوع پر لا جواب کتاب

شُرک کی حقیقت

تالیف: محمد نعیم اللہ خاں قادری
(بی ایس سی۔ بی ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ)

ملنے کا پتہ:

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

مرتبہ: محمد نعیم اللہ خاں قادری

حیات عیسیٰ علیہ السلام

اہل اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ جسدِ عنصری کے ساتھ آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں لیکن مرزا کذاب قادیانی کا یہ فاسد دعویٰ تھا کہ مسیح ابن مریم علیہم السلام زندہ جسدِ عنصری کے ساتھ آسمانوں کی طرف نہیں اٹھائے گئے بلکہ یہود سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کشمیر چلے گئے اور کشمیر میں ہی وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔

اپنے ثبوت کے لئے اس نے اردو خواں طبقہ کو وہ آیتیں دلیل میں پیش کیں جن میں توفی کا لفظ استعمال ہوا ہے کیونکہ اہل اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اوپر اٹھائے جانے کے لئے جو آیتیں پیش کرتے ہیں ان میں توفی کا لفظ ہے اور لفظ توفی کا تیس جگہ قرآن کریم میں معنی موت ہے۔

اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ارواحِ مقربین بعد الوفاات جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور جنت میں داخل ہونے کے بعد نکلنا ناممکن ہے۔ اس لئے یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی اور روحانی طور پر انہیں اٹھایا گیا۔

مرزا کذاب قادیانی کا خیال تھا کہ زندہ جسدِ عنصری کا آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا محال ہے۔ اس لئے دوبارہ نزول کا عقیدہ ہی جھوٹا ہے۔ کسی جسدِ عنصری بشری کا بغیر کچھ کھائے پیئے اتنا عرصہ تک آسمانوں پر زندہ رہنا ناممکن ہے اور انسانی جسم کس طرح آگ کے کروں سے گزر گیا۔ نیز اوپر خلاء ہے اور زندہ انسان وہاں سانس ہی نہیں لے سکتا تو پھر زندہ کس طرح رہ سکتا ہے۔ اس لئے رفع روحانی ہے نہ کہ جسمانی۔

سورۃ مریم پ ۱۶ آیت نمبر ۳۱ میں ہے۔

وَ اَوْصٰی بِاِیْہِمْ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا
دُمُّوْا حَیًّا ۝

جیوں۔

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ آسمانوں پر نماز اور زکوٰۃ کیسے ادا کرتے ہیں اور آسمانوں

پر تو کوئی انسان ہی نہیں تو پھر زکوٰۃ کسے دیتے ہوں گے؟ اس لئے یہی مراد ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اب ہم باری باری مرزا کذاب قادیانی کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں تاکہ اہل اسلام پر حق واضح ہو۔

سب سے پہلے میں لفظ توفی کے متعلق عرض کروں گا کیونکہ اس کا ہمارے جواب سے اہم تعلق ہے۔ آئمہ لغت اور مفسرین کرام کے مطابق توفی کے حقیقی معنی کسی چیز کو پورا پورالے لینے کے ہیں اور توفی کے مجازی معنی موت کے ہیں کیونکہ اس میں انسان کی روح کو پورا پورالے لیا جاتا ہے۔ ویسے تو روح نیند کے دوران بھی علیحدہ ہو جاتی ہے لیکن اس کا جسم کے ساتھ تعلق قائم رہتا ہے اور جب موت آتی ہے تو روح کو پورا پورالے لیا جاتا ہے پھر اس کا انسان کے جسم سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ توفی کے ساتھ موت کا اور اس کے لوازم کا ذکر ہو تو اس جگہ توفی سے مراد موت لی جائے گی۔

سورۃ الزمر پ ۲۳ آیت نمبر ۴۲ میں ہے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفّٰى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا
وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَاجِلٍ مِّمَّا فُيِّضِكُ
الَّتِيْ قُضِيَ عَلَيْهَا الْمَوْتُ وَاُرْسِلُ
الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۝

ہے (یعنی اس جان کو اس جان کے جسم کی طرف واپس نہیں کرتا) اور دوسری (جس کی موت مقدر نہیں فرمائی اس کو) ایک معیاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔

سورۃ الانعام پ ۷ آیت نمبر ۶۰ میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِاللَّیْلِ
ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ توفی اور موت الگ الگ چیزیں ہیں۔ توفی کا لفظ نیند کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور جہاں توفی کے ساتھ موت اور اس کے لوازم کا ذکر ہو اس جگہ توفی سے موت مراد لی جائے گی۔

سورۃ السجدہ پ ۲۱ آیت نمبر ۱۱ ہے۔

قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي تَمَّ فَرَاؤُكُمْ هُنَّ مَوْتِ دِيَتَا هِي۔ موت کا فرشتہ
وَيَكُلُ بِكُمْ

جو تم پر مقرر ہے۔

اس جگہ ملک الموت کے ذکر کی وجہ سے توفیٰ سے موت مراد لی جائے گی۔

الغرض نیند اور موت کی توفیٰ میں فرق ہے اور ان دونوں قسموں میں صرف روح کا توفیٰ ہوتا ہے
نہ کہ جسم کا اور توفیٰ کی ایک قسم وہ ہے جس میں جسم اور روح دونوں کا توفیٰ ہو یعنی جسم اور روح دونوں
کو پورا پورا اٹھالیا جائے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا توفیٰ ہوا۔

الغرض توفیٰ ایک جنس ہے اور اس کی مختلف نوع اور قسمیں ہیں اور ہر دفعہ توفیٰ سے موت مراد نہیں
لیجا سکتی۔ اگر توفیٰ سے ہر جگہ موت ہی مراد لی جائے تو یہ قرآن پاک کی آیات کے صریح خلاف
ہے اور قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی موت کا ذکر ہوا ہے تو اس کے مقابلہ میں حیات کا ذکر فرمایا
گیا ہے اور کہیں بھی توفیٰ کا ذکر حیات کے مقابلہ میں نہیں فرمایا گیا ہے۔ جس کا صاف اور واضح
مطلب یہی ہے کہ توفیٰ اور چیز ہے اور موت اور چیز ہے۔ دونوں کی حقیقت ایک جیسی نہیں۔ اگر
توفیٰ اور موت کی حقیقت ایک جیسی ہوتی تو جس طرح قرآن پاک میں موت کے مقابل حیات کا
ذکر کیا گیا ہے اسی طرح توفیٰ کے مقابل میں بھی حیات کا ذکر کیا جاتا۔ چند آیتیں ملاحظہ فرمائیں
کہ جن میں موت کے مقابل حیات کا ذکر کیا گیا ہے۔

سورہ البقرہ پ ۱ آیت نمبر ۲۸ میں ہے۔

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَ كُنتُمْ اَمْوَآتَا بھلا تم کیونکہ خدا کے منکر ہو گے حالانکہ تم مردہ
فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تَرْجَعُونَ ۝
تھے۔ اس نے تمہیں جلایا (زندہ کیا) پھر تمہیں
مارے گا پھر تمہیں جلائے گا پھر اسی کی طرف
پلٹ کر جاؤ گے۔

”سورۃ البقرہ پ ۳ آیت نمبر ۲۵۹ میں ہے۔

اَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْبَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ ۝
 عَلَى عُرْوَتِهَا قَالَ اِنِّى يُحْيِى هَذِهِ اللّٰهُ
 بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مَا نَهَ عَامٌ ثُمَّ بَعَثَهُ
 قَالَ كُنْ لَيْسَ قَالَ لَيْسَ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ
 يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَيْسَ مَا نَهَ عَامٌ فَاَنْظُرْ اِلٰى
 طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَاَنْظُرْ
 اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِلنَّاسِ وَ
 اَنْظُرْ اِلٰى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ
 نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ
 اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

یا اس کی طرح (حضرت عزیر علیہ السلام) جو
 گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھٹی پڑی تھی۔ اپنی
 چھتوں پر، بولا اسے کیونکر جلانے گا اللہ اس کی
 موت کے بعد، تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس
 پھر زندہ کر دیا۔ فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا، عرض کی
 دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم، فرمایا نہیں تجھے سو
 برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ
 اب تک بونہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس
 کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لئے
 کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان
 ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر
 انہیں گوشت پہناتے ہیں۔ جب یہ معاملہ اس
 پر ظاہر ہوا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب
 کچھ کر سکتا ہے۔

سورہ آل عمران پ ۳ آیت نمبر ۲۷ میں ہے۔

تَوَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتَوَلِّجُ النَّهَارَ
 فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَ
 تُخْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ
 تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

تو دن کا حصہ رات میں ڈالے اور رات کا
 حصہ دن میں ڈالے اور مردہ سے زندہ
 نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے اور جسے
 چاہے بے کنتی دے۔

سورہ الانعام پ ۷ آیت نمبر ۹۵ میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوْىِ يُخْرِجُ
 الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَ مُخْرِجُ الْمَمِيتِ مِنَ
 الْحَيِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنِّى تَتَوَفَّكُوْنَ ۝

بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا
 ہے۔ زندہ کو مردہ سے نکالنے والا اور مردہ کو زندہ سے
 نکالنے والا، یہ ہے اللہ تم کہاں اوندھے جاتے ہو

سورہ المؤمنون پ ۱۸ آیت نمبر ۸۰ میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ
اِخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝
سورۃ النحل پ ۱۴ آیت نمبر ۲۰، ۲۱ میں ہے۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا
يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝
اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی
نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔
أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ
يُبْعَثُونَ ۝
مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب
اٹھائے جائیں گے۔

یہ آیات بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ انہیں انبیاء، اولیاء پر چسپاں کرنے والے
تحریف قرآن کرنے والے ہیں۔ قرآنی آیات کی من مانی تفاسیر کرنے والے ہیں۔
سورۃ المائدہ پ ۷ آیت نمبر ۱۰۰ میں ہے۔

”جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! یا دکر میرا احسان، اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب
میں نے پاک روح سے تیری مدد کی، تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر میں ہو کر، اور
جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب تو مٹی سے پرند کی سی
مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادر زاد
اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ
نکالتا۔“

الغرض انبیاء علیہم السلام اللہ کے حکم سے سب کچھ بنا سکتے ہیں اور بت، پتھر، مورتیاں کچھ بھی نہیں
بنا سکتے۔

نوٹ: اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیادت سے پہلے نزول
فرمائیں گے کیونکہ کہولت (پختہ عمر) کا وقت آنے سے پہلے آپ اٹھائے گئے، نزول کے وقت
آپ ۳۳ سال کے جوان کی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے اور بمصداق اس آیت کے کلام
کریں گے اور جو پالنے میں فرمایا تھا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وہی فرمائیں گے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

الغرض ثابت ہو گیا تو فی اور موت الگ الگ چیزیں ہیں۔ تو فی کے حقیقی معنی کس چیز کو پورا پورا
لے لینے کے ہیں اور لغت کی کسی کتاب میں نہیں ہے کہ تو فی کے حقیقی معنی موت کے ہیں۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گوڑا شریف اپنی کتاب ”شمس الہدایہ فی اثبات حیات اسح علیہ السلام“ کے صفحہ ۳۷ اور ۳۸ پر فرماتے ہیں۔

”اب ہم لفظ توفیٰ کا معنی سوائے معنی موت کے قرآن کریم اور لغت سے ثابت کر کے تطبیق بین الآیات بیان کرتے ہیں۔ توفیٰ ماخوذ ہے وفا سے۔ وفا کا معنی پورا ہونا کہتے ہیں۔

فلانی شے کافی دانی ہے یعنی پوری۔ ایفاء کا معنی پورا کرنا اور توفیٰ تَفْعُل ہے بمعنی استفعال کے یعنی استیفاء جس کا ترجمہ پورا لینا۔ لغت کی کتابیں مثل صحاح اور صراح اور قاموس وغیرہ اور ایسا ہی تفاسیر سب متفق ہیں معنی مذکور پر۔ اور یہ امر بھی نہایت ہی قابل غور ہے کہ لغت اور تفاسیر میں مستعمل فیہ کو بیان کرتے ہیں گو کہ موضوع لہ نہ بھی ہو بلکہ فرد ہی اس کا ہو۔ یا کسی نوع کا علاقہ معنی موضوع لہ سے رکھتا ہو جیسا کہ لفظ الہ جس کا معنی معبود مطلق ہے۔ واجب ہو یا ممکن اور الہ بمعنی معبودات مطلقہ کے۔ کواکب ہوں یا بت یا آدمی، حالاں کہ بہت اہل لغت اور مفسرین بھی تفسیر الہ کی اصنام کے ساتھ کر دیتے ہیں۔ صراح وغیرہ کتب لغت کو الہ کے متعلق دیکھیں۔ اور تفسیر ابن عباس کو متعلق اَمْوَات ”غَیْبُ اَحْیَاءِ“ کے ملاحظہ فرمائیں کہ اَمْوَات ”اَضْغَام“ لکھتے ہیں۔ ہر سلیم الطبع پر ظاہر ہے کہ اصنام یعنی بت معنی موضوع لہ لفظ الہ کا نہیں بلکہ ایک فرد ہے معنی موضوع لہ کا جو معبودات مطلقہ او پر بیان کیا گیا ہے۔ بودے لوگ اردو خواں زعمی مولوی ایسے مقامات کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں یعنی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بیان معنی و صنعتی کا ہے بلکہ اسی کو حصر کے طور پر بہ نسبت اس مطلق کے موضوع لہ قرار دیتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مطلق کو فرد سے ممتاز نہیں کر سکتے۔ الغرض الفاظ مشفقہ میں معنی حقیقی کبھی اور ہوتا ہے اور مستعمل فیہ اور۔ مانحن فیہ میں بھی مرزا صاحب اور ان کے اتباع کو یہی دھوکا لگا ہوا ہے۔ لغت کی کتابوں میں جو دیکھا کہ توفیٰ کا معنی موت بھی ہے اور صحیح بخاری میں مُتَوَفِّیْکَ کی تفسیر ابن عباسؓ نے مُسْمِتْکَ سے کی تو اس اشتباہ مذکور میں پڑ گئے۔

میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ الہ اور اموات کا معنی اصنام ہی خیال کرتے ہوں گے ورنہ توفیٰ سے معنی موت ہی کا لینے میں ایسے مستحکم نہ ہوتے۔ فی الواقع یوں ہے کہ توفیٰ اور استیفاء میں بجز پورا لینے کے اور کچھ ماخوذ نہیں۔ توفیٰ نے جس کے ساتھ تعلق پکڑا ہے۔ دیکھا جائے گا وہ کیا چیز ہے۔ روح ہوگی یا غیر روح۔ اگر روح ہے تو پکڑنا روح کا پھر منقسم ہے۔ دو قسموں پر۔ ایک تو اس کا پکڑنا مع الامساک یعنی پکڑنے کے بعد نہ چھوڑنا اس کا نام موت ہے۔ موت کے مفہوم میں دو امر

وغیرہ وغیرہ جو کروڑ ہا سے زائد ہیں یعنی یہ نہ کہا جائے۔ کہ کیفیت خلقت آدم وغیرہ بنی نوع یکساں ہے۔ ایک معنی کا بکثرت مستعمل فیہ ہونا دلیل ارادہ اس کی در صورت قیام قرینہ صارفہ کے جو یہاں پر نص بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ کی ہے نہیں ہو سکتی۔ اب ہر ایک صاحب فہم اور منصف پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ یُعِيسِي إِبْنِي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ اور ایسا ہی فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي میں تَوَفَّي سے معنی موت کا لینا اور تقدیم تاخیر نہ کہنی اور معنی موت کے ارادہ پر شہادت نظائر مثل وَالَّذِينَ يَسُوؤُونَ مِنْكُمْ وغیرہ وغیرہ پیش کرنی۔ منشاء اس کا بغیر از جہالت اور کیا قرار دیا جائے۔ تعجب ہے کہ جناب مرزا صاحب ازالہ اوہام اور ایام الصلح میں کہیں تو استعمال تَوَفَّي کو حسب محاورہ قرآن کریم کے معنی موت ہی میں منحصر کہتے ہیں اور کہیں وجہ اطلاق تَوَفَّي کی نیند پر النوم ارخ الموت کو قرار دیتے ہیں۔

ایک تو دھوکا موضوع لہ کے فرد کو عین موضوع لہ سمجھنے کا کھایا اور دوسرا اطلاق المطلق علی افرادہ کو از قبیل اطلاق الفرد علی الفرد سمجھ لیا۔ ازالہ ص ۳۳۲ اور پھر بعد دعویٰ حضور مذکور کے قائل باستعمال تَوَفَّي نیند میں حسب محاورہ قرآن کریم ہوئے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں تَوَفَّي کے ساتھ رفع کا ذکر بھی ہے۔ رفع کے معنی اٹھانے اور اوپر لے جانے کے ہیں۔ اگر جس شے کا رفع ہو رہا ہے وہ جسمانی شے ہو تو اس سے اس جسم کا رفع مراد لیا جائے گا۔ اگر جس شے کا رفع ہو رہا ہو وہ مرتبہ، درجہ، رتبہ وغیرہ ہے تو یہاں مرتبہ، درجہ، رتبہ کے رفع کے معنی ہی مراد لئے جائیں گے۔ ہم اس کی وضاحت مثالوں سے کرتے ہیں تاکہ آپ پر واضح ہو۔

رفع اجسام کی مثالیں:

(۱) سورہ البقرہ پ ۱ آیت نمبر ۶۳ میں ہے۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمْ الطُّورَ

اور تم پر طور کو اونچا کیا۔

یعنی بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عہد شکنی کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بحکم الہی طور پہاڑ کو اٹھا کر ان کے سروں پر قدر قامت فاصلہ پر معلق کر دیا۔

(۲) سورہ البقرہ پ ۱ آیت نمبر ۱۲ میں ہے۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ

اور جب اٹھاتا ابراہیم اس گھر کی نیویں۔

(۳) سورہ یوسف پ ۱۳ آیت نمبر ۱۰۰ میں ہے۔

اَتَبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ رَفَعَهُ بَارَهُ فِي اخْتِلَافٍ كَرَرٍ هِيَ ضَرُورٌ اس کی طرف
 اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝
 سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اس کی کچھ
 بھی خبر نہیں مگر یہی گمان کی پیروی اور بے شک
 انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی
 طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہاں بل رفع اللہ علیہ سے رفع روحانی مراد ہے۔
 رفع کی وضاحت ہم پہلے کر چکے ہیں اس لئے آپ پر حق بالکل واضح ہے کہ یہاں روحانی رفع
 مراد نہیں بلکہ جسم کا رفع مراد ہے اور ہر انسان جو وفات پاتا ہے اس کی روح کا رفع اوپر کی طرف ہی
 ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کوئی خاص علمی نکتہ نہیں جو مرزا کذاب قادیانی نے نکالا ہے۔
 بل کے ماقبل اور مابعد متضاد ہوتے ہیں۔ بل کا ترجمہ بلکہ ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت درج ذیل
 مثالوں سے ہوتی ہے۔

(۱) سورہ الانبیاء ۷۱ آیت نمبر ۲۶ میں ہے۔
 وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا لَّسُبْحَنَهُ كُلِّ
 عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۝ بلکہ بندے ہیں عزت والے۔
 ولدیت اور عبودیت ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

(۲)

اَمْ يَقُولُونَ بِهِ جَنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ۔

(۳) ”زید کو میں نے مارا نہیں بلکہ اس کو عزت دی۔“

مارنا اور عزت دینا باہم متضاد ہیں۔

(۴) عمر کو میں نے بھوکا نہیں چھوڑا بلکہ پیٹ بھر کے کھلایا ہے۔

بھوک اور سیری باہم متضاد ہیں۔

اس لئے اس آیت میں:

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۚ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ

قتل کرنا اور اوپر اٹھالینا باہم متضاد ہیں۔

اس لئے ضرور بالضرور رفع جسمانی مراد لینا پڑے گا کیونکہ مسیح کے قتل جسمی اور رفع جسمی میں

تضاد ہے۔

الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم مبارک پہلے بحفظ و امان آسمان کی طرف اٹھالیا گیا اور اس کے بعد یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی شبیہ جو ایک فرد پر ڈال دی گئی تھی اس کو قتل کر دیا۔ اگر رفع سے مراد رفع روح بمعنی موت ہے تو یہاں قتل اور صلب کی نفی کیوں کی گئی ہے؟ اس لئے مرزا قادیانی کا یہ خیال فاسد ہے کہ یہاں رفع سے رفع روحانی مراد ہے۔

اور مَا قَتَلُوْهُ میں مرجع ضمیر کا چونکہ جسم مع الروح ہے اس لئے بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں وہی مجموع مرجع ہوگا نہ فقط روح۔

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ بَلْكَهٖ اَنْ لِّمَنْ اَنْ شُبِّهَ كَايْكَ بِنَادِيَا۔

یعنی یہودیوں نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ادھر اٹھالیا اور ایک شخص کا چہرہ آپ کی طرح کا کر دیا اور یہودیوں نے اس شبیہ کو مصلوب اور قتل کیا اور وہ یہودی خود شبہ میں پڑ گئے کہ یہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا ان کا کوئی ہم شکل۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مقتول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چہرہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا ہے اور جسم عیسیٰ علیہ السلام کا نہیں لہذا یہ وہ نہیں۔

حضرت سید بیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ "شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح علیہ السلام" کے ص ۱۱ پر فرماتے ہیں۔

"القصة اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے خبر دی کہ یہود اس قول میں کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيسٰی ابْنِ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَفْتَرٰی ہیں اور یقینی طور پر اِنَّا قَتَلْنَا نہیں کہتے بلکہ اس میں مشکک ہیں اور واقعی امر تو یہ ہے کہ مسیح کو انہوں نے مقتول اور مصلوب نہیں کیا بلکہ اس کے شبیہ کو اور مسیح کو تو ہم نے ان کی ایذا سے بچانے کے لئے آسمان پر اٹھالیا۔ اس کے بعد فرمایا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا یعنی یہ خیال مت کرو کہ جسم عنصری آسمان پر کس طرح جاسکتا ہے۔ کیونکہ ہمارا نام عزیز ہے باعزت اور باغلبہ اور ہم اس رفع جسمی پر غالب ہیں۔ ہمارے سامنے کوئی بڑی بات نہیں۔ حَكِيْمًا یعنی ہم باحکمت ہیں۔ کوئی کام ہمارا حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتا۔ اس مسیح کے اٹھانے اور بقیہ ایام حیوة پورے کرنے میں بھی ایک حکمت ہے۔ وہ کیا؟ ان کو ہم اپنے حبیب ازلی اور شاہد لم یزلی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام اور خلفاء سے بنائیں کیونکہ اس نے یہ منصف ہماری بارگاہ سے بہ نالہائے نیم شبی اور دعاہائے سحری مانگا ہوا ہے

گو کہ ہم زمین میں بھی اس کے محفوظ رکھنے اور بچانے پر ایذا و بہود سے قادر ہیں مگر ہماری حکمت کا مقتضی یہی ہے کہ ہر چیز کے ساتھ معاملہ حسب استعداد مادہ فطرتی اس کے کیا جائے۔

نفع روح القدس مریم کے گریبان میں چونکہ منجملہ اس کے اسباب فطرتی کے تھا اور تخبہ بالملائکہ ممتاز طریق پر اس کو حاصل تھا لہذا آسمان پر رہنا اس کا موجب تخبہ اور خلاف حکمت نہیں۔“

حضرت پیر صاحب نے اپنی کتابوں میں جسمانی طور پر اوپر اٹھائے جانے کی اور بھی دلیلیں پیش کی ہیں مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی رات آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام کا جسمانی طور پر آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا (سورہ مریم پ ۱۶ آیت نمبر ۵۷، ۵۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے من وسلوا اترنا (پ ۷ سورہ المائدہ آیت نمبر ۱۱۲ تا ۱۱۵) حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا آسمانوں میں فرشتوں کے ساتھ اڑنا۔ حضرت عامر بن فہیرہ غلام ابی بکرؓ غزوہ بدر معونہ کے دن شہید ہوئے اور ان کا آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا۔

اسی طرح وہ اللہ تبارک تعالیٰ جو حضرت آدم علیہ السلام کو کرہ تار (آگ کا کرہ) اور کرہ زمہریر (ٹھنڈک کا کرہ) سے گزار کر زمین پر لاسکتا ہے تو وہ ذات باری تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسد عفری کے ساتھ اٹھا کر اوپر آسمانوں کی طرف بھی لے جاسکتی ہے۔ یہ معلومات پیر مہر علی شاہ صاحب کی کتاب سیف چشتیائی کے ص ۱۰۵ پر اور دوسرے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی صاحب کے اعتراض کہ کوئی انسان بغیر طعام خوردنی گندم وغیرہ کے زندہ نہیں رہ سکتا ہے کہ جواب میں پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سیف چشتیائی کے ص ۲۱۷ پر فرماتے ہیں۔

”کسی انسان کا بغیر طعام کے زندہ رہنا نہیں ہو سکتا مگر اہل ارض کے لئے طعام گندم وغیرہ ہے۔ اہل سماء کے لئے تسبیح و تہلیل۔ جس ملک میں کوئی جاتا ہے اسی ملک کی غذا سے مایہ حیات حاصل کرتا ہے۔ زمینی آدمی جب تک زمین میں ہے اہل زمین کی غذا کھائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کو اس کا آسمان پر لے جانا منظور ہے تو اس کو ملائکہ کی طرح تسبیح و تہلیل سے زندہ رکھتا ہے۔ آسمان پر لے

جانے کے وقت اس سے اشتہا اس غذا زمینی کی سلب کی جاتی ہے۔ کما صرح بہ المحققون اہل زمین میں سے زمانہ آئندہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی غذا تسبیح و تہلیل ہوگی۔ فَكَيْفَ بِالْمُؤْمِنِينَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ يَجْزِيهِمْ مَا يُجْزِي أَهْلَ السَّمَاءِ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جس دن کھانے پینے کا سامان دجال کے ساتھ ہوگا اس دن مؤمنین کا حال کیا ہوگا۔“

آپؐ نے فرمایا۔ اس دن اہل آسمان کی طرح ان کو تسبیح و تہلیل مایہ حیات ہوگی اور نیز آیت (وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ) کا معنی یہ نہیں کہ انسان ہر وقت اور بغیر اشتہا کے بھی کھاتا رہے۔ بلکہ کھانا پینا اشتہا پر مبنی ہے اور چونکہ مرفوع الی اسماء کی اشتہا سلب کر دی جاتی ہے لہذا اس کا نہ کھانا اور نہ پینا آیت مذکورہ کے منافی نہ ہوا۔

نوٹ: (وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ) سورہ الانبیاء پ ۷ آیت نمبر ۸ ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ”اور ہم نے انہیں خالی بدن نہ بنایا کہ کھانا نہ کھائیں۔“

قرآن مجید سے اصحاب کہف کا تین سو سال سے زیادہ عرصہ میں بغیر کھانے پینے کے زندہ رہنا ثابت ہے کیونکہ مطابق (وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا) کے وہ سو رہے ہیں۔ اتنے عرصہ میں انہوں نے کچھ نہیں کھایا اور نہ پیا۔

اور حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق سورہ الضحیٰ پ ۲۳ آیت نمبر ۱۲۳، ۱۲۴ میں ہے۔ ”تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا تو ضرور اس کے پیٹ میں رہتا جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے۔“

اس کی مزید تفصیل شمس الہدایہ فی حیات المسیح کے ص ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا صاحب ایام المسیح میں فرماتے ہیں کہ آیت وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ دال ہے۔ وفات عیسیٰؑ پر کیونکہ حسب مفاد اس آیت کے جو شخص اسی یا نوے سال کو پہنچتا ہے۔ اس کو نکوس اور واژگونی بہ نسبت پہلی حیات کے پیدا ہوتی ہے تو کیسا حال ہوگا اس شخص کا جو دو ہزار سال تک زندہ رہے۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں شمس الہدایہ کے ص ۴۷ پر فرماتے ہیں۔

”اسی یا نوے سال کی قید جو آپؐ نے لگائی ہے۔ یہ کون سے کلمہ قرآن کا دلول ہے۔ برائے خدا تحریف کلام الہی سے باز آئیں۔ آپؐ نے آیت (وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا) قرآن کریم میں نہیں دیکھی۔ اگر وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ کا مفہوم اسی یا نوے سال تک عمر کے محدود ہونے کا ہے تو پھر یہ آیت وَلَبِثُوا اَلْحَق تین سو نو برس تک اصحاب کہف کو کس طرح سلا رہی ہے۔ اور نوح علیہ السلام کی عمر (۹۵۰) ایک ہزار چار سو سال اور حضرت آدم علیہ السلام کی ۹۳۰ سال اور حضرت شیث علیہ السلام کی ۹۱۲ سال اور حضرت ادریس علیہ

السلام کی ۳۵۶ سال اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ۱۲۰ سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ۲۲۳ سال کیسے مدلول آیت قرآنی وقوع میں آئے۔ یہ سب کمال تیزی فہم اور طلاقت لسانی کا ہے۔ ہادی ہدایت دے۔“

مرزا قادیانی صاحب فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دلیل ہے وفات مسیح پر کیونکہ اگر مسیح بن مریم آسمان پر زندہ ہوں اور آخر زمانہ میں نزول فرمادیں تو آپ کے بعد بھی اور نبی آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ رہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے اپنی کتابوں میں اس سوال کا جواب دیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ختم نبوت کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ کی آمد کے بعد کسی اور کا نبی بننا ممکن نہیں رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمادیا کہ لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔)

انبیاء علیہم السلام کی تعداد مکمل ہو چکی ہے۔ قصر نبوت تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ اس میں کسی نئی اینٹ کا اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو کیا اس قصر نبوت کی اینٹوں میں اضافہ ہوگا یا تعداد وہی رہے گی۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے نبیوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا۔

آج تک کے مسلمان علماء، مفسرین کرام ان احادیث اور نزول مسیح کے متعلق جانتے تھے۔ انہوں نے تو کبھی اعتراض نہ اٹھایا کہ اس طرح ایک نبی کا اضافہ ہوگا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات موجود ہیں کہ وہ آپ کے امتی، خلیفہ اور اس امت کے آخری مجدد ہوں گے۔ وہ دین اسلام پر عمل پیرا ہوں گے اور دین اسلام کی ہی تبلیغ کریں گے۔ اپنی شریعت کی تبلیغ ہرگز نہیں کریں گے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کی مہر سے نبی بنتے رہیں گے تو جواباً عرض ہے کہ اگر ختم نبوت کے یہ معنی لئے جائیں تو پھر قصر نبوت کی تکمیل مکمل نہ ہوتی۔ بلکہ آپ کی مہر لگ لگ کر تو کئی اور نبی پیدا ہو سکتے ہیں اور کئی اور قصر نبوت تعمیر کئے جاسکتے ہیں۔ جو قادیانیوں کو ہی مبارک ہوں۔ اس طرح تو آپ نبوت کو ختم کرنے والے نہ ہوئے بلکہ نبوت کے سلسلہ کو شروع کرنے والے ہوئے۔

خاتم نبوت کے معنی دینے بھی لغو ہیں کہ خاتم المہاجرین کے معنی ہوئے کہ جس کی مہر سے مہاجر

بننے لگیں۔ خاتم اولاد کے معنی ہوئے کہ جس کی مہر سے اور اولاد بننے لگے۔ اگر کسی اور نبی نے آنا ہوتا تو آپ یہ نہ فرماتے کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ کیونکہ عمر نبی نہیں اس لئے کسی اور نبی کے آنے کے بھی گنجائش قطعاً باقی نہیں۔

یا اللہ قادیانیوں کو ہدایت دے۔

اور مرزا صاحب کے اعتراض بحکم آیت وَ اَوْ صِنِّیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا (اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں) چاہئے کہ مسیح بن مریم آسمان پر صلوة اور زکوٰۃ ادا کرتے ہوں گے حالانکہ آسمان پر جیسے خورد و نوش سے فارغ ہیں ایسا ہی باقی لوازم جسمیت سے۔ علاوہ اس کے اداء زکوٰۃ مال کو چاہتا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اس اعتراض کے جواب میں اپنی کتاب شمس الہدایہ کے ص ۳۸ پر فرماتے ہیں۔

”حضرت عیسیٰؑ تو دنیا میں بھی بباعث زہد و فقر کے مالک نصاب نہیں ہوئے۔ اداۓ زکوٰۃ میں تو نصاب ہونا شرط ہے۔ آپ زمین پر ان کا اداۓ زکوٰۃ ثابت کر دیں بعد اس کے آسمان پر ہم ثابت کر دیں گے۔ یہ اعتراض مستحضر ہے ساتھ مسیح بن مریم کے۔“

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آیت اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اَنْتُمْ مَّیْتُوْنَ (سورہ الزمر پ ۲۳ آیت نمبر ۳۰) صریح ہے وفات عیسیٰ بن مریم میں۔ کیونکہ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کی وفات کا ذکر ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اس اعتراض کے جواب میں شمس الہدایہ کے ص ۴۹ پر فرماتے ہیں ”یہ دونوں یعنی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اَنْتُمْ مَّیْتُوْنَ قضیہ مطلقہ عامہ ہیں نہ دائمہ مطلقہ یعنی تحقیق تو اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہونے والا ہے۔ اپنے وقت معین میں اور وہ انبیاء سابقہ بھی اپنے اپنے اوقات معینہ میں مرنے والے ہیں۔ اب فرمائیے کہ مسیح ابن مریم کو بعد نزول سب اہل اسلام اَنْتُمْ مَّیْتُوْنَ میں داخل سمجھتے ہیں یا نہ۔ نزول آیت کے وقت اگر مرجانا ان کا ضروری ہو تو چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وقت نزول آیت داخل موت ہو گئے ہوں۔“

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

”بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔“

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ اس میں کفار کا رد ہے۔ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

وفات کا انتظار کیا کرتے تھے انہیں فرمایا ہے کہ خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے۔

اس صورت میں سوال ہی وارد نہیں ہوتا اور نہ ہی جواب کی کوئی ضرورت۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آیت وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (سورہ ال عمران پ ۴ آیت نمبر ۱۳۴) صاف شہادت دیتی ہے وفات عیسیٰ بن مریم پر کیونکہ اس آیت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سارے رسول وفات پا چکے ہیں جن میں عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں۔

”آپ نے خَلَتْ کے معنی توفت (فوت ہو گئے) سمجھے ہیں تب ہی خوش ہو رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آیت سُنَّةُ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ (سورہ الفتح پ ۲۶ آیت نمبر ۲۳) اور دوسری آیت وَكُنْ تَجِدُ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا (سورہ الاحزاب پ ۲۲ آیت نمبر ۶۲) میں تناقض صریح ہو گا کیونکہ پہلے کا مفاد یہ ہوا۔ سنت خداوندی مریجی اور معدوم ہو گئی اور دوسری کا مفاد یہ کہ سنت الہیہ متغیر نہیں ہوتی یعنی ہمیشہ اپنے حال پر باقی رہتی ہے۔

حضرت من! سنیے خَلَتْ مشتق ہے خَلَوْا سے جس کا معنی تنہا ہونا ہے جیسا کہ وَإِذَا خَلَاوَالسُّ شَيْطَانُهُمْ (اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں) اور دوسرا معنی گزرنے کا بھی ہے اور یہ معنی صفت زمانہ کی بالذات ہوتا ہے کہتے ہیں سال گزشتہ اور قرون ”خالیتہ“ اور زمانیات کی بالعرض یعنی جو اشیاء کہ زمانہ میں موجود ہیں ان کو بھی بعلاقہ ظرفیت اور مظروفیت کے موصوف کیا جاتا ہے۔ اب معنی آیت کا یہ ہوا۔ گزر چکے ہیں قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول۔ اور یہ دو طرح پر صادق ہوتا ہے۔ جو مر گئے ہوں اور جو زندہ ہوں۔ مگر رسالت سے فارغ ہیں جیسا کہ مسیح بن مریم۔ محاورہ۔ فلاں حاکم شہر میں تحصیلدار ہو گزرا ہے۔ یہ ہر دو صورت میں صادق ہے۔ اگر مر گیا جب بھی اور اگر ملازمت صیغہ تحصیلداری سے علیحدہ ہو کر زندہ موجود ہو جب بھی۔

اور یہ اعتراض بھی ہے کہ آیت فِيْهَا تَخْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ (سورہ الاعراف پ ۸ آیت نمبر ۲۵) یعنی اسی میں جیو گے اور اسی میں مرد گے اور اسی میں اٹھائے جاؤ گے۔ تو پھر مسیح بن مریم آسمان پر کس طرح بقیہ ایام حیۃ بسر کر رہا ہے؟

جواب: اصل تو یہی ہے کہ انسان کے رہنے کی جگہ زمین ہی ہے لیکن عارضی طور پر کسی کو

آسمانوں پر رب تعالیٰ خود رکھے تو اس میں کیا حرج ہے؟ جیسا کہ ملائکہ کا اصل رہنے کا مقام آسمان ہے لیکن ان کی آمد و رفت زمین پر بھی رہتی ہے جب فرشتوں کا زمین پر آنا جانا منع نہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا کیونکر منع ہو سکتا ہے؟

اس سے واضح ہوا کہ آیت میں حصر اضافی ہے حقیقی نہیں۔ یعنی بنسبت استقرار اصلی کے ہے اور دوسری آیت وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا اور برتنا ہے) سورۃ الاعراف پ ۸ آیت نمبر ۲۳۔

سے بظاہر جو سمجھ آ رہا ہے کہ اس میں لام تخصیص کا ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمہارا زمین میں رہنا خاص ہے۔ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ تمہارا رہنے کا مقام زمین کو بنایا گیا ہے لیکن یہ بھی لازم نہیں کیونکہ ایک چیز کو کسی کے لئے بنایا گیا ہو تو ضروری نہیں کہ وہ اس سے جدا نہ ہو۔ جیسا کہ ”وجعل الليل لباسا وجعل النهار معاشا“ رب نے رات کو لباس بنایا اور دن کو معاش۔ یعنی رات سونے کے لئے بنائی ہے اور دن روزی کمانے کے لئے حالانکہ بعض اوقات انسان رات کو کام کرتا ہے اور دن کو سوتا ہے۔ تو مقصد یہ نکلا کہ عمومی طور پر رات سونے کے لئے اور دن روزی کمانے کے لئے ہے لیکن کبھی کبھی اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔ ایسے ہی زمین رہنے کے لئے عمومی طور پر مختص ہے لیکن کسی کو رب تعالیٰ خود آسمانوں پر ٹھہرا لے تو اس میں کسی کو کلام کرنے کی کیا مجال ہو سکتی ہے۔ (ماخوذ از شمس الہدایہ ص ۵۱)

اب ہم قرآن مجید فرقان حمید سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں چند اور دلائل پیش کر دیتے ہیں تاکہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

سورہ النساء کی جو دو آیات ہم نے پہلے بیان کی ہیں ان سے اگلی آیت میں ہے۔

وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْتِيَنَّ بِهِ كُوفًى كِتَابِي أَيْسَا نَهِيں جو اس کی موت سے پہلے قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان شَهِيدًا (سورہ النساء آیت نمبر ۱۵۹) پر گواہ ہوگا۔

اس آیت میں بھی آپ کے آسمانوں سے اترنے اور آپ پر اہل کتاب کے ایمان لانے کا ذکر ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ الوسی رحمۃ علیہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں سے اترنے کے وقت جتنے اہل کتاب موجود ہوں گے ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو آپ کی وفات

سے پہلے آپ پر ایمان نہ لائے۔ یعنی سب ایمان لے آئیں گے۔ تمام دین ختم ہو جائیں گے اور صرف ایک دین ہو جائے گا۔ (روح المعانی)

حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”قریب قیامت جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اس وقت کے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کے مطابق حکم کریں گے اور اسی دین کے ایک امام کی حیثیت میں ہوں گے اور نصاریٰ نے ان کی نسبت جو گمان باندھ رکھے ہیں ان کا ابطال فرمائیں گے۔ دین محمدی کی اشاعت کریں گے۔ اس وقت یہود و نصاریٰ کو یا تو اسلام قبول کرنا ہوگا یا قتل کر ڈالے جائیں گے۔“ (خزائن العرفان)

سورہ زخرف پ ۲۵ آیت نمبر ۶۱ میں ہے۔

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا
وَاتَّبِعُونْ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝
اور بیشک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے تو ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) پیرو ہونا، یہ سیدھی راہ ہے۔

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ (تفسیر خازن، تفسیر بیضاوی)

بے شک عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ آپ کے اترنے کو علم کہا گیا ہے کیونکہ آپ کے اترنے سے قیامت کا علم حاصل ہو جائے گا کہ قیامت اب آرہی ہے۔ (ابو السعد)

علامہ آلوسی نے بھی ان الفاظ سے ہی روح المعانی میں تفسیر کی ہے۔ جن الفاظ سے ابو السعد نے کی ہے۔

اس آیت سے بھی واضح ہو گیا کہ آپ ابھی تک زندہ آسمانوں میں موجود ہیں اور قیامت کے قریب اتریں گے۔

سورہ آل عمران پ ۳ آیت نمبر ۴۶ میں ہے۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنْ
الصُّلَحِينَ ۝
اور لوگوں سے بات کرے گا بچوں اور بزرگوں میں۔

یہاں عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کیا گیا ہے۔ بچپن کی وہ عمر جس میں عام بچے کلام نہ

کرتے ہوں۔ اس وقت کلام کرنا تو معجزہ ہے لیکن پکی عمر میں تو ہر انسان کلام کرتا ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص کیسے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

”پکی عمر میں کلام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ آخر زمانہ میں آسمانوں سے اتریں گے۔ اس وقت آپ کی عمر پکی ہوگی اور آپ لوگوں سے کلام فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ حسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ آیت واضح طور پر نص ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے۔“

سورہ الرعد پ ۱۳ آیت نمبر ۳۸ میں ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُم أَزْوَاجًا وَ ذُرِّيَّةً۔
اور ان کیلئے بی بیوں اور بچے کئے۔

اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کی بیبیوں اور بچوں کا ذکر ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ ابھی زندہ ہوں اور آسمانوں سے نازل ہو کر شادی کریں اور ان کی بی بیوں اور بچے ہوں اور ایسا ہونا احادیث سے ثابت ہے۔

سورہ ال عمران پ ۳ آیت نمبر ۵۴ میں ہے۔

وَمَكْرُؤٌ وَّ كَيْدٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَ اللّٰهُ خَبِيرٌ۔
اور کافروں کے مکر کیا اور اللہ نے خفیہ تدبیر
الْمُكْرِئِينَ ۝

فرمائی۔
علامہ رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے خفیہ تدبیر فرمائی یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی یعنی ایک اور شخص کو آپ کے مشابہ کر دیا جسے سولی دے دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔“

سورۃ آل عمران پ ۳ آیت نمبر ۵۵ میں ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى اِنِّیْ مَتَوَفِّیْکَ وَ دَافِعُکَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُکَ مِنَ الذِّیْنِ کَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الذِّیْنِ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلَیَّ یَوْمَ الْقِیَمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ یُؤْتٰی سُلٰطٰتُہُمْ فَاِذَا رَکِبُوْا عَلٰی سُلٰطٰتِہُمْ اُنۢزِلُوْا عَلٰی رُءُوسِہُمُ الذِّیْنِ کَفَرُوْا اِلَیَّ یَوْمَ الْقِیَمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ یُؤْتٰی سُلٰطٰتُہُمْ فَاِذَا رَکِبُوْا عَلٰی سُلٰطٰتِہُمْ اُنۢزِلُوْا عَلٰی رُءُوسِہُمْ الذِّیْنِ کَفَرُوْا اِلَیَّ یَوْمَ الْقِیَمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ یُؤْتٰی سُلٰطٰتُہُمْ فَاِذَا رَکِبُوْا عَلٰی سُلٰطٰتِہُمْ اُنۢزِلُوْا عَلٰی رُءُوسِہُمْ

مَرَّ جَعَلَكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ يَهْتَدُونَ ۝
پھر تم سب میری طرف پلٹ آؤ گے تو میں تم میں
فیصلہ فرما دوں گا جس بات میں جھگڑتے ہو۔

”تَوَفَّی کا حقیقی معنی کسی چیز کا پورے کا پورا لے لینا اور اس سے کچھ باقی نہ رہنے دینا ہے۔“
تَوَفَّی کی اقسام اور اس کی پوری وضاحت اس مضمون کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ اس لئے
کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ تَوَفَّی کا یہاں معنی موت مراد ہے اور مفسرین نے بھی اس کے
حقیقی معنوں کو ہی مد نظر رکھا ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے ”اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی مقررہ مدت تک زندہ رکھے گا اور تمہیں قتل سے
بچائے گا۔“

امام ابن جریر لکھتے ہیں۔ ”میرے نزدیک صحیح ترین قول یہ ہے کہ اے عیسیٰ! میں تجھے زمین سے
قبض کرنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
متواترہ سے یہی چیز ثابت ہے کہ آپ کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا۔“ (ضیاء القرآن)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے ایسے ہی نہیں
چھوڑوں گا کہ یہ یہودی تمہیں پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیں بلکہ میں تمہیں آسمانوں کی طرف جسم مع
الروح اٹھا لوں گا اور تمہیں ان سے محفوظ رکھوں گا کہ یہود تم پر قادر ہو سکیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تیرے پیروکاروں کو قیامت تک ان
یہودیوں پر غلبہ عطا فرماؤں گا۔ یہ ان کے محکوم ہو کر رہیں گے اور اس چیز کا مشاہدہ ہر ذی شعور شخص
کر سکتا ہے کہ نصاریٰ ہر جگہ یہود پر غالب اور حکمران ہیں اور اس وقت تک مغلوب رہیں گے جب
تک کہ قیامت قریب نہ آجائے۔

نوٹ: حیات عیسیٰ علیہ السلام کا تفصیلی مطالعہ کرنے کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ انتہائی مفید
ہوگا۔

(۱) شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح علیہ السلام (حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) سیف چشتیائی از حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب۔

(۳) مہر منیر سوانح حیات حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب

(۴) تذکرۃ الانبیاء حضرت علامہ عبدالرزاق بھٹرا لوی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ۔

(۵) مقیاس النبوت حضرت مولانا ابو عبد الوہاب مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶) حیات المسیح علیہ السلام حضرت خواجہ ڈاکٹر محمد شوکت علی قادری چشتی دلداری۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْأَمْرُ الرَّحْمَانِي

فِي

كشَفِ الْقَادِيَانِي

موضوع مناظرہ حیات عیسیٰ علیہ السلام

رونداد مناظرہ مابین

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانہ ضلع شاہپور
اور مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی

بمقام — ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

بتواریخ — 18-19 اکتوبر 1924ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMA"

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلى أهلك وأصحابك يا حبيب الله

فہرست مضامین

- (۱) سبب مناظرہ صفحہ ۲۷۷
- (۲) موضوع مناظرہ صفحہ ۲۷۸
- (۳) شرائط مناظرہ صفحہ ۲۸۰
- (۴) المناظر فیہ حیات و وفات مسیح صفحہ ۲۸۱
- (۵) اسلامی قاعدہ متعلق مناظرہ صفحہ ۲۸۳
- (۶) المناظرین صفحہ ۲۸۸
- (۷) پرچہ نمبر ۱۔۔۔۔ دلائل حیات مسیح (از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر)
صفحہ ۲۸۹ تا صفحہ ۳۰۴
- (۸) پرچہ نمبر ۲۔۔۔ دلائل وفات مسیح (از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر)
صفحہ ۳۰۷ تا صفحہ ۳۵۵
- (۹) پرچہ نمبر ۳۔۔۔ تردید دلائل وفات مسیح (از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر)
صفحہ ۳۵۶ تا صفحہ ۳۶۱
- (۱۰) پرچہ نمبر ۴۔۔۔ تردید دلائل حیات مسیح (از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر)
صفحہ ۳۶۱ تا صفحہ ۳۸۷
- (۱۱) پرچہ نمبر ۵۔۔۔ از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر
صفحہ ۳۸۸ تا صفحہ ۴۰۸

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي ارسل رسوله باهدى والذين الكامل المبين على
سائر اهل الملل كلهم اجمعين. والصلوة والسلام على رسول الله
النبيين و على اله و صحبه و خلفائه الراشدين للهديين۔

ترجمہ: واضح ہو کہ اسلامی جماعت کی خدمت میں عموماً اور قادیانی جماعت
خدمت میں خصوصاً درخواست ہے کہ آپ ہر ایک صاحب اس کتاب کو ابتداء تا
اخیر نہایت غور سے سمجھ کر پڑھیں۔ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس کو کسی لائق
عالم سے سمجھ لیں اور پھر ایمان کے دائرہ کے اندر کھڑے ہو کر یہ فیصلہ کریں کہ ہر
دو مناظروں میں سے کون مناظر ایمان کے مقتضائے اندر رہ کر فاتح و کامیاب ہوا
ہے اور کون مناظر ایمان کے مقتضائے خارج ہو کر مفتوح و ناکام ہوا۔

سبب مناظرہ

جو لوگ حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کے مشرب و مذاق سے
واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مفتی صاحب کو مناظرہ کے ساتھ انس و دلچسپی نہیں۔ نہ
اس وجہ سے کہ ان میں کوئی علمی کمزوری ہے۔ بلکہ اس لیے کہ آج کل کے
مناظرے درحقیقت مناظرے نہیں ہوتے بلکہ مجادلے یا مکابرے ہوتے ہیں لیکن
قادیانی امت کے بعض افراد نے مفتی صاحب کے اس تفرک کو اس رنگ میں بیان
کرنا شروع کر دیا کہ چونکہ مفتی صاحب کے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی
دلیل نہیں اس لیے وہ میدان مناظرہ میں نہیں آتے اور اس ذکر کو عرصہ دراز تک
جاری رکھا۔ یہاں تک کہ اسلامی جماعت کے کثیر التعداد آدمی مضطرب العقائد و
متردد الایمان ہو گئے۔ جب مفتی صاحب نے اسلامی جماعت میں یہ اضطراب و
تردد محسوس کیا۔ تو انھوں نے اپنے دل میں یہ ناطق فیصلہ کر لیا کہ اسلامی جماعت

کے ایمان و عقیدہ حقہ کی حفاظت کرنے کے لیے اب منجانب اللہ تیرا مناظرہ کرنا لازمی فرض ہو چکا ہے اور مفتی صاحب نے بڑے زور سے اعلان کر دیا کہ میں مناظرہ کرنے پر ہر طرح سے تیار ہوں۔

تعیین موضوع مناظرہ

کئی سال سے قادیانی جماعت کے بعض افراد مفتی صاحب کے پاس آتے رہے اور جب وہ اپنے قادیانی مذہب کی تائید میں طول طویل تقریریں کرتے اور مفتی صاحب اخیر میں ایک ہی فاضلانہ فقرہ سے سب کی تردید کر دیتے تو وہ قادیانی آدمی گھبرا کر مفتی صاحب کو کہتے کہ تم ہمارے عالم کے ساتھ مناظرہ کیوں نہیں کرتے۔ کبھی تو مفتی صاحب سکوت فرماتے اور کبھی یہ فرماتے کہ اگر تمہارا کوئی عالم یہاں آجائے تو ہم مضامین مفصلہ ذیل میں تبادلہ خیالات کریں گے۔ ختم نبوت۔ مرزا صاحب کی نبوت۔ مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا۔ مرزا صاحب کے منکروں کی تکفیر۔ مرزا صاحب کا اسلام و کفر۔ مرزا صاحب کی صداقت و تکذیب۔

لیکن قادیانی آدمی ہر بار اس بات پر زور دیتے کہ ہمارا عالم پہلے مسیح ابن مریم کی حیات و وفات پر مناظرہ کرے گا۔ بلحاظ وجہ مذکور مفتی صاحب نے بھی مسیح ابن مریم کی حیات و وفات پر مناظرہ کرنا تسلیم کر لیا۔ اور قادیانی جماعت کے اس مضمون پر زور دینے کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے نبی مرزا صاحب نے بھی اس مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم پر بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں۔ اور اگر

وہ درحقیقت قرآن کریم کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔
اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو (تحفہ گولڑہ ص ۱۶۶)۔

اور واقعی اسلامی جماعت کے علماء اس موضوع پر مناظرہ کرنے سے کسی قدر
جھکتے تھے۔ لیکن جب زبدۃ المحققین و رئیس العارفین مرکز الہدایت و محور الولایت
مولانا و مرشدنا حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ صاحب لازالت فیوضاتہم نے کتب
ذیل شمس الہدایۃ - حجتہ اللہ البالغۃ علی الشمس البازغۃ - فیوضات مہریہ - تالیف
فرمائیں تو اس وقت سے اسلامی جماعت کے علماء کے بازو اس موضوع یعنی
حیات و وفات مسیح ابن مریم پر مناظرہ کرنے کے لیے ہمیشہ کے واسطے قوی ہو گئے
ہیں۔ کیونکہ مرشدنا الحمد و ح نے حیات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے
ایسے طرق استدلال و استنادات بیان فرمائے ہیں جن کے جواب دینے سے
مرزا صاحب اور مرزا صاحب کے مریدین آج تک عاجز ہیں۔ اور ان کی حقیقت
پر مطلع ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ طرق استدلال و استنادات موہوبی
ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب مرشدنا الحمد و ح بغرض مناظرہ لاہور تشریف لے
گئے اور قریباً ہفتہ عشرہ وہاں قیام فرمایا تو مرزا صاحب مناظرہ کے لیے نہ آئے بلکہ
انکار کر دیا۔ اور نیز یہی وجہ ہے کہ چونکہ اسلامی مناظر یعنی مفتی صاحب مرشدنا
الحمد و ح کے مریدین مستفیضین میں سے ہیں اس لیے قادیانی مناظر نہ ان کی
تردید کر سکا اور نہ ہی کوئی دلیل تام التقریب پیش کر سکا۔ اور مناظرہ ختم ہونے کے
بعد علامہ دہر حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب گھوٹوی پریزیڈنٹ اسلامی
جماعت دوسرے دن اسٹیشن میانی سے ریل پر سوار ہو کر بمقام گولڑہ شریف پہنچے۔
اور وہاں مرشدنا الحمد و ح کے حضور میں مناظرہ کے تمام واقعات عرض کیے جس
پر مرشدنا الحمد و ح نے اسلامی مناظر کو یہ خط لکھا جس کے الفاظ بعینہا حسب ذیل

ہیں۔

مخلصی فی اللہ مفتی غلام مرتضیٰ حفظکم اللہ تعالیٰ۔
 بعد سلام و دعا کے الحمد للہ ای لمنہ کہ اوسبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو توفیق اظہار حق
 بوجہ اتم عنایت فرمائی۔ مخلصی مولوی غلام محمد صاحب سے مفصل کیفیت معلوم ہوئی۔
 بل کے بل سے سب بل مبطلین کے نکال دیئے۔ اللہم و فقنا لما تحب و
 ترضی و صل وسلم و بارک علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و
 الحمد لک اولاً و آخراً۔ سب احباب سے مبارک بادی۔
 العبد الملتجی و الملتجی الی اللہ المدعو بہ مہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ۔ ۲۲ اکتوبر

۱۹۲۳ء

www.NAFSEISLAM.COM شراط مناظرہ

بتاریخ ۲۵ اگست ۱۹۲۳ء کسی اپنے خاص کام کے لیے مفتی صاحب نے ایک
 ہفتہ کا سفر اختیار کیا۔ اور قادیانی جماعت کے لوگ اپنے ایک مولوی صاحب مسمی
 جلال الدین شمس کو قادیان سے میانی لائے۔ اور اس قادیانی مولوی نے بتاریخ
 ۲۷ اگست ۱۹۲۳ء گنج منڈی میانی میں تقریر کی۔ اور بعد اختتام تقریر ایک قادیانی
 نے کہا کہ یہ مولوی صاحب کل وفات مسیح ابن مریم پر دلائل پیش کریں گے۔ اگر
 کسی نے مناظرہ کھنا ہے تو میدان میں آئے۔ یہ بات سن کر بوجہ عدم موجودگی مفتی
 صاحب اسلامی جماعت میں سخت اضطراب پیدا ہوا۔ لیکن مطابق الاسلام یعلو
 و لا یعلیٰ خدا تعالیٰ نے یہ اتفاق پیدا کر دیا کہ مفتی صاحب کو سفر میں گرمی محسوس
 ہوئی۔ اس وجہ سے وہ ارادہ سفر ملتوی کر کے بتاریخ ۲۸ اگست ۱۹۲۳ء صبح کی گاڑی
 پر براستہ بھیرہ واپس میانی پہنچ گئے۔ جس پر اسلامی جماعت میں نہایت سرور و
 خوشی ہو گئی اور قادیانی جماعت کے اندر اضطراب ہوا۔ و تلک الایام ندا

و لہابین الناس۔ اور مفتی صاحب نے قادیانی جماعت کو کہلا بھیجا کہ تم نے اسلامی جماعت کو مخاطب کر کے مناظرہ کے لیے دعوت دی ہے اس لیے میں بتاؤ اللہ مناظرہ کرنے پر تیار ہوں۔ آپ میرے ساتھ شرائط مناظرہ طے کریں چنانچہ بتاریخ ۲۸ اگست ۱۹۲۳ء مابین مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب۔ ساکن میانی و مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی بموجودگی ہر دو فریقین شرائط مفصلہ ذیل باتفاق فریقین طے ہوئیں

المناظر فیہ حیات و وفات مسیح

- ۱۔ ایک مناظر دوسرے مناظر کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث صحیح کو پیش کرے گا۔ علاوہ ازیں مناظر جماعت اسلامیہ سیدہ جماعت اسلامیہ احمدیہ کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے اقوال بھی پیش کر سکے گا بشرطیکہ دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔
- ۲۔ قرآن کریم اور حدیث صحیح کی تفسیر امور مفصلہ ذیل سے کی جائے گی۔ (۱) قرآن کریم۔ (۲) حدیث صحیح۔ (۳) اقوال صحابہ بشرطیکہ قرآن کریم اور حدیث صحیح کے مخالف نہ ہوں۔ (۴) لغت عرب (۵) صرف (۶) نحو۔ (۷) معانی (۸) بیان (۹) بدیع۔ اگر کوئی حدیث قرآن کریم کے مخالف ہوگی تو وہ صحیح نہیں سمجھی جائے گی۔

- ۳۔ کل پرچے پانچ ہوں گے پہلے دن ہر ایک مناظر اپنے دعویٰ کے دلائل تحریری طور پر پیش کرے گا۔ اور ہر ایک تقریر کے لیے ڈیڑھ گھنٹہ وقت ہوگا۔ اور قبل از شروع اس تمام تقریر کو تحریر میں لا کر دوسرے مناظر کو دے دے گا۔ اور ہر ایک مناظر تحریر کردہ مضمون کے علاوہ اور کوئی مضمون بیان نہیں کرے گا۔ ہاں توضیح اور تشریح کر سکتا ہے۔ اور تردید کے تحریر کرنے کے لیے دو گھنٹہ کا وقت ہوگا۔

اور آدھ آدھ گھنٹہ ان کے سنانے کے لیے ہوگا۔ ان کے سنانے کے بعد پہلے دن کا اجلاس ختم ہوگا۔ دوسرے دن ہر ایک مناظر کی طرف سے تین تین پرچے ہوں گے۔ ہر ایک پرچے کی تحریر کے لیے ایک ایک گھنٹہ وقت مقرر ہوگا اور تقریر کے آدھ آدھ گھنٹہ ہوگا۔ پہلے دن کے پہلے پرچے کے علاوہ کسی پرچے میں کوئی نئی دلیل پیش نہ کی جائے گی۔

۴۔ ہر ایک دن کا اجلاس صبح ۸ بجے سے شروع ہوگا۔ تحریر اور تقریر کے علاوہ جو وقت صرف ہوگا وہ وقت مناظرہ میں شمار نہ ہوگا۔

۵۔ مناظر پرچہ خود لکھے گا۔ اس کی دوسری کاپی کرنے کے لیے ایک معاون ہوگا ہر ایک مناظر کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا پرچہ معہ اس کے دستخطوں کے پرچہ سنانے سے پہلے دوسرے مناظر کو دیا جائے گا۔ اور ہر دو پریزیڈنٹوں کے دستخط اس پر ثبت ہوں گے۔

۶۔ ہر ایک مناظر کسی غیر سے اثنائے مناظرہ میں کسی قسم کی امداد نہ لے گا۔

۷۔ تاریخ مناظرہ ۱۸-۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء مقرر ہے یعنی بروز ہفتہ و اتوار۔

۸۔ مناظرہ بمقام میانی متصل سرائے بڑے درخت کے نیچے ہوگا۔
۹۔ فریقین میں سے کسی کو ضم ضمیمہ کا اختیار نہ ہوگا۔ مگر فریقین کو علیحدہ علیحدہ اس مباحثہ کی اشاعت لازمی ہوگی۔

۱۰۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک پریزیڈنٹ ہوگا جن کا کام وقت کی پابندی کرانا ہوگا۔ اگر کوئی مناظر خلاف تہذیب گفتگو کرے گا تو پریزیڈنٹ روک دیں گے۔

۱۱۔ مناظرین اور ہر دو پریزیڈنٹوں کے بغیر کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۱۲۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے پہلے اس مناظرہ کے لیے اجازت لی جائے گی۔

۱۳۔ فریقین کی طرف سے جو مناظر ہوں گے ان پر مذکورہ بالا شرائط کی پابندی لازمی ہوگی۔

بقلم خود نبی محمد سیکرٹری انجمن احمدیہ میانی دگھو گھیاٹ 28/8/24

نوٹ: جب شرط نمبر ۱۔ کا یہ فقرہ یعنی ہر ایک مناظر دوسرے مناظر کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث صحیح کو پیش کرے گا۔ طے ہو چکا تو مفتی صاحب نے کہا کہ میں قادیانی مناظر کے مقابلہ میں مرزا صاحب اور مرزا صاحب کے خلیفوں کے اقوال بھی بطور حجت و الزام پیش کر سکوں گا۔ اس پر مولوی جلال الدین صاحب قادیانی نے کہا کہ مرزا صاحب کے خلیفوں کے اقوال ہم پر حجت نہیں۔ بڑے تعجب و حیرانگی کی بات ہے کہ مرزا صاحب قادیانی جماعت کے پیغمبر تو کہتے ہیں۔

آنچہ دادہ ست ہر بنی راجام داداں جام رام را تمام
یعنی مرزا صاحب کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے تمام انبیاء کے تمام کمالات مجھے عطا کیے ہیں۔ اور قادیانی امت یہ کہتی ہے کہ ہم کو اپنے پیغمبر کے خلیفوں کے اقوال نام منظور ہیں۔ حالانکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲) یعنی ”جیسا کہ میری فرمانبرداری تم پر لازم ہے ویسا ہی میرے خلیفوں کی فرمانبرداری تمہارے اوپر لازم ہے۔“ اور پھر مولوی جلال الدین صاحب قادیانی نے کہا کہ مرزا

صاحب کے اقوال بھی علی الاطلاق ہمارے اوپر حجت نہیں بلکہ وہ اقوال جو دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔ یہ عجیب پیغمبر ہے اور عجیب اس کی امت ہے۔

شرط نمبر اول و دوم

شرائط مجوزہ مسلمہ فریقین میں سے شرط نمبر ۱۔ و شرط نمبر ۲۔ نہایت قابل غور ہیں۔ اور درحقیقت یہی دو شرطیں فتح و شکست کا معیار و میزان ہیں۔ اور نیز یہ دو شرطیں وہ ہیں جن کو قرآن کریم اور قرآن کریم و حدیث کا عربی ہونا لازمی طور پر تجویز کرتے ہیں۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے ان ہر دو شرطوں کے عین مطابق اور تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ ”حیات مسیح ابن مریم“ ثابت کر دیا۔ اور قادیانی مناظر کے تمام خیالات کی تردید کی۔ لیکن قادیانی مناظر باوجود ان ہر دو شرطوں سے متجاوز ہونے کے بھی اپنا دعویٰ وفات مسیح ابن مریم ثابت نہ کر سکا اور نہ ہی اسلامی مناظر کی تردید کر سکا جیسا کہ روئے امر مناظرہ سے روشن ہے۔

اسلامی قاعدہ متعلق مناظرہ

اگر ہر دو مناظر اہل اسلام میں سے ہوں تو ان کا لازمی فرض ہے کہ وہ اس حکم اور قانون پر فیصلہ کریں جو قرآن کریم یا حدیث کے الفاظ سے مفہوم ہے۔ اور اس حکم اور قانون کی حکمت کا نہ دریافت کرنا ضروری ہے اور نہ بیان کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ حکم اور قانون قطعی و یقینی ہے اور حکمت ظنی ہے۔ اور بوقت مناظرہ قطعی و یقینی امر کو ترک کر کے ظنی امر کی طرف رجوع کرنا خلاف عقل و نقل ہے۔ خلاف عقل ہونا تو ظاہر ہے۔ دیکھئے اگر صاحب حج کسی مقدمہ میں ڈگری دے دیں تو مدعا علیہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس قانون کے رو سے آپ نے ڈگری دی ہے میں اس قانون کو تو ماضی ہوں لیکن مجھ کو خود اس میں یہ کلام ہے کہ یہ قانون مصلحت کے

خلاف ہے۔ اس لیے آپ اس کا راز بتلا دیں۔ اور اگر وہ ایسا کہے بھی تو اس کو توہین عدالت اور جرم سمجھا جائے گا اور اس پر صاحب حج کو حق ہوگا کہ توہین عدالت کا اس پر مقدمہ کرے۔ اور اگر مقدمہ بھی قائم نہ کیا تو اتنا تو ضرور کرے گا کہ کان پکڑ کر اس کو عدالت سے باہر کر دے گا۔ اور اگر اس وقت اس کی طبیعت میں حکومت کی بجائے حکمت غالب ہوئی تو یہ جواب دے گا کہ ہم عالم قانون ہیں واضح قانون نہیں۔ مصالح واضح سے پوچھو۔ تو کیا کسی عقلمند کے نزدیک یہ جواب نامعقول جواب ہے یا بالکل عقل کے موافق۔ اور نقل کے خلاف ہونا اس آیت سے ثابت ہے **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ أُنْكِتُمْ تَوَمَّنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (سورہ نساء) (یعنی اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے سے صاحب امر لوگوں کی پھر اگر کسی چیز میں باہم تنازع کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ۔ اگر تم اللہ پر اور آخر کے دن پر ایمان لاتے ہو) دیکھو کہ اولی الامر کے ساتھ اطیعوا نہ لانے میں یہ ایماء ہے کہ اولی الامر کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت کے ماتحت ہے۔ اور پھر فردوہ الی اللہ والرسول میں اولی الامر کا ذکر نہ کرنا اس میں قرآن کریم نے یہ صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ تنازع فیہ امر میں فیصلہ کن دو ہی چیزیں ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث۔ تیسری چیز کوئی نہیں۔ اور پھر **أُنْكِتُمْ تَوَمَّنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ** فرما کر یہ بتلا دیا کہ اگر تم مومن ہو تو تنازع فیہ امر کے فیصلہ کے لیے قرآن کریم اور حدیث نبوی کے سوا کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرو گے ورنہ تم مومن نہیں۔ ناظرین غور کریں کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے آیت **فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ أُنْكِتُمْ****

تو منون باللہ والیوم الآخر کے عین مطابق مناظرہ کیا ہے۔ اور قادیانی مناظرہ نے اس آیت کے خلاف اپنے مناظرہ میں کثیر التعداد امور کا ارتکاب کیا ہے۔ مثلاً ”توریت کا پیش کرنا۔ اور یہ کہنا کہ مسیح ابن مریم کو آسمان پر اتنی دیر رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسیح کو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا اور ساتویں آسمان پر کیوں نہیں لے گیا ان میں کوئی نقص باقی تھا۔ وغیرہ وغیرہ“ جو روئداد مناظرہ سے روشن ہے۔ اس طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت زبانی تو مدعی ایمان بالقرآن والحدیث ہے لیکن ان کے قلوب کی حالت دگرگوں ہے۔ صاحبو! یہ نہ سمجھئے کہ اسلامی جماعت کے علماء و فضلاء اسلامی احکام و قوانین کے اسرار و حکم کو نہیں جانتے۔ ان کے پاس سب کچھ ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

اور اگر مناظرین میں سے ایک مسلم ہے اور دوسرا غیر مسلم ہے تو اس صورت میں مناظرہ مسلم کا فرض ہے کہ اپنے دعویٰ کے اثبات کے لیے عقلی دلائل پیش کرے۔

شرط نمبر ۹

چونکہ قادیانی جماعت نے شرط نمبر ۹ کو توڑ کر پہلے ایک اشتہار شائع کیا اور پھر روئداد مناظرہ کے ساتھ نئے مضامین جن کا نام چند ضروری باتیں رکھا گیا اور حواشی ضم کر دیئے اس لیے ہم نے بھی بعد میں اشتہار شائع کیا اور حواشی وغیرہ بغرض توضیح و تشریح ملا دیئے۔

شرط نمبر ۸

بتاریخ ۱۲ یا ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۳ء جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع شاہپور کا حکم صادر ہو کر پہنچا کہ فی الحال مناظرہ نہ کیا جائے۔ اس حکم کے پہنچنے پر قادیانی جماعت کو از حد خوشی حاصل ہوئی۔ اور مفتی صاحب کے ذمہ یہ اتہام لگایا کہ انھوں نے صاحب بہادر کے ساتھ کوشش کر کے مناظرہ رکا دیا ہے۔ اس پر اسلامی جماعت نے یہ تجویز پیش کی کہ ضلع شاہپور کی حد سے باہر مناظرہ کیا جائے لیکن قادیانی جماعت نے اس سے بھی گریز کی۔ جب مفتی صاحب نے یہ حالت دیکھی تو مضطربانہ صورت میں سرسبز دہو کر دعا کی کہ ”اے خدا یا اجلاس مناظرہ منعقد فرما کر اہل اسلام کے ایمان و عقائد حقہ مستحکم کر اور مجھے اس جھوٹے اتہام سے بری فرما۔“ اس مجیب الدعوات و مسبب الاسباب نے ایسا اتفاق کیا کہ بتاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۳ء میاں شاہ محمد صاحب ساکن واڑہ عالم شاہ صبح کی گاڑی پر میانی پہنچ گئے۔ ان کی خدمت میں یہ بات بیان کی گئی کہ قادیانی جماعت مناظرہ سے گریز کر رہی ہے اور آپ بڑے لائق ہیں۔ ان کے ساتھ مناظرہ کرانے کے لیے کوشش کریں۔ چنانچہ میاں صاحب مدوح قادیانی جماعت کے پاس گئے اور واپس آکر کہنے لگے کہ وہ مناظرہ پر تیار ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کس وجہ سے تیار ہو گئے ہیں۔ بعد اختتام مناظرہ میاں صاحب مدوح نے مفتی صاحب کے آگے موضع دریالہ جالپ کو جاتے ہوئے بیان کیا کہ میں نے قادیانی جماعت کو یہ جا کر کہا تھا کہ میرا بھی مرزائیت کی طرف میلان ہے اور مفتی صاحب گھبراہٹ میں ہیں وہ میدان مناظرہ میں کبھی نہ آئیں گے۔ آپ تیار ہو جائیے آپ کی بلا محنت فتح ہے۔ اس پر قادیانی جماعت تیار ہو گئی۔ اور بتاریخ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء صبح کی گاڑی پر سوار ہو کر ہر دو فریق موضع ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات پہنچے۔ اور وہاں دو دن یعنی بتاریخ ۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء مناظرہ ہوا۔ اور ہم چودھری غلام حیدر خان صاحب نمبردار ہریا کا خصوصاً اور دیگر باشندگان ہریا کا عموماً نہایت شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ ان کی سعی بلیغ کی وجہ سے ہر دو دن کا مناظرہ نہایت با امن و سکوت سامعین ہوا۔ علاوہ ازیں چودھری غلام حیدر خان صاحب و دیگر باشندگان

ہریانے باوجود یکہ وہ اہل اسلام میں سے تھے دو دن ہر دو فریق یعنی اسلامی جماعت و قادیانی جماعت کو نہایت باعزت کھانا دیا اور چار پاکی وغیرہ کا بہت عمدہ انتظام کیا۔ حالانکہ ہر دو دن مجمع کثیر التعداد تھا۔

المناظرین

اسلامی جماعت کی طرف سے مناظر حضرت مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانی اور قادیانی جماعت کی طرف سے مناظر مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیانی تھے۔

صدر جلسہ

ہر دو دن یعنی ۱۸، ۱۹، ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۳ء اسلامی جماعت کی طرف سے مجلس مناظرہ کے پریزیڈنٹ جامع الفنون العقلیہ والتقلیہ فہامہ دہرو علامہ عصر حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب ساکن گھوٹہ ضلع ملتان تھے۔ اور قادیانی جماعت کی طرف سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء کے پریزیڈنٹ کرمداد صاحب دولیال تھے اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو حاکم علی صاحب تھے۔ معلوم نہیں کہ دوسرے دن کرمداد صاحب کو عہدہ پریزیڈنٹی سے کیوں معزول کیا گیا۔

پرچہ نمبر اول

دلائل حیات مسیح از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب

اسلامی مناظر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ۔

حیات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہلی دلیل

قوله تعالى و قولهم ۱۔ انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله و ما قتلوه و ما صلبوه ولكن شبه لهم و ان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن و ما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه و كان الله عزيزاً حكيماً۔

۱۔ حیات مسیح ابن مریم کے اثبات کے لیے اسلامی جماعت کے پاس دلائل بکثرت ہیں۔ مثلاً (۱) و انه لعلم للساعة (۲) و ان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته۔ (۳) و يكلم الناس في المهد و كهلاً (۴) و اذ كففت بني اسرائيل عنك (۵) و ما قتلوه و ما صلبوه۔ (۶) بل رفعه الله اليه۔ (۷) اني متوفيك و رافعك الي۔ (۸) و من المقربين۔ (۹) ان مثل عيسى عند الله كمثل آدم (۱۰) و لنجعلك اية للناس۔ (۱۱) و جعلني مبارکاً اين ما كنت۔ (۱۲) لیظہرہ علی الدین کلہ۔ اور یہ قرآنی دلائل ایسے ہیں جن میں سوائے لیظہر علی الدین کلہ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر ذکر ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

یعنی یہود اس قول کی وجہ سے بھی ملعون ہوئے کہ ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے حالانکہ انھوں نے اس کو نہ قتل کیا اور نہ ہی وار پر اس کو چڑھایا لیکن ان کے لیے تشبیہ واقع کی گئی اور بے شک وہ لوگ جنھوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا البتہ وہ اس سے شک میں ہیں ان کو اس کا کوئی علم نہیں سوائے اتباع ظن کے اور انھوں نے یقیناً اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اوپر اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب کامل القدرۃ حکمت والا ہے۔

اس آیت میں فقرہ بل رفعہ اللہ الیہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل

(بقیہ) اور حدیثی دلائل تو کثیر التعداد ہیں۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنا دعویٰ حیات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے قرآنی دو دلیلوں پر اکتفا کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی مناظر کو ہر ایک دلیل کے متعلق پورا اطمینان اور یقین تھا کہ اس دلیل میں حیات مسیح ابن مریم کے اثبات میں تقریب تام ہے۔ اور تقریر کے لیے وقت معین تھا۔ ان وجوہات کے لحاظ سے مفتی صاحب اسلامی مناظر نے قرآنی دو دلیلوں کو انتخاب کر کے ان کی طرز استدلال کو شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر اس قدر تحریر کیا جو وقت معین میں بذریعہ تقریر بیان ہو سکے۔ اور ایسا ہی ہوا کہ قادیانی مناظر کوئی جواب صحیح نہ دے سکا۔ مولوی شیخ امام الدین صاحب ساکن ہریانے بعد اختتام مناظرہ بطرز اظہار رائے فرمایا۔

حیات مسیح دی ثابت کیتی واہ حدیث قرآنوں	نازل ہوئی وچہ زمانے آخر سچ پچھانوں
جسدم عالم قادیانوالا کردا سی تقریراں	سننے والیاں تائیں ہرگز ہون ٹیکس تاثیراں
نال تحمل اتے نال مفتی صاحب بولن	خوش الحانی اتے مومن جند جاناں سب گھولن
علم بیانوں مفتی صاحب خوب بیان سنایا	علم کلام معانی اندر ابلق تیز چلایا
مسئلہ نحو محقق کیتا متن متین دکھایا	جتنے قدم مبارک رکھیا کسے نہ پیر اٹھایا

(مرتب)

ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بحسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔
 کیونکہ لغت عرب میں رفع کے حقیقی معنی اوپر کی طرف اٹھانا ہے۔ رفع برداشتن
 و هو خلاف الوضع (صراح جلد ۲ ص ۱۶) رفعہ کمنعہ ضد وضعہ (قاموس
 ص ۵۱۲) رفعہ رفعاً بالفتح برداشت آنرا خلاف وضع (منتہی الارباب ص
 ۱۷۶) اور آیت و رفع ابویہ علی العرش (یوسف) سے بھی یہی معنی ظاہر
 ہوتے ہیں۔ یعنی حضرت یوسف نے اپنے والدین کو تخت کے اوپر چڑھایا۔ پس
 رفع اجسام میں حقیقی طور پر اوپر کی طرف حرکت اپنی اور انتقال مکانی مراد ہوگی۔
 اور رفع معانی میں مناسب مقام۔ اور رفع الی اللہ سے حقیقی طور پر رفع الی اللہ مراد
 نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے اور بلحاظ صفت علم وغیرہ اس کو تمام
 مکانوں اور تمام یکینوں کے ساتھ ایک ہی نسبت ہے۔ بلکہ رفع الی اللہ سے مراد
 آسمان پر اٹھانا ہے جو فرشتوں پاک ہستیوں کا مقر ہے جن کی شان میں لا
 یعصون اللہ ما امرہم و يفعلون ما یومرون۔ (التحریم) شہادت خداوندی
 ہے (یعنی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انہیں حکم دے اور جو کچھ انہیں حکم ملتا ہے
 کرتے ہیں) اور حدیث عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 قال الملائکۃ یتعاقبون ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنہار و یجتمعون فی
 صلوۃ الفجر والعصر ثم یخرج الیہ الذین باتوا فیکم فیسا لہم وهو
 اعلم بہم کیف ترکتم عبادی فقالوا ترکناہم یصلون و اتیناہم
 یصلون۔ (بخاری جلد ۱ ص ۴۵۷) اسی معنی کے مراد ہونے کو ثابت کرتی ہے۔
 (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ فرشتے آگے پیچھے آتے ہیں کچھ رات کو اور کچھ دن کو اور نماز صبح اور
 عصر میں دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر چڑھ جاتے ہیں طرف اللہ کی وہ فرشتے

جنہوں نے رات گزاری تمہارے میں۔ پھر اللہ سوال کرتا ہے حالانکہ وہ اعلم ہے کس حالت میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا۔ اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھتے تھے۔)

کیونکہ اس حدیث میں عروج الی اللہ سے عروج الی السماء مراد ہے۔ اور عروج الی اللہ اور صعود الی اللہ اور رفع الی اللہ کی ایک ہی صورت ہے۔ اور حدیث یرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار (صحیح مسلم جلد اول ۹۹) ”یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف عمل رات کے اٹھائے جاتے ہیں پہلے عمل دن کے“ اسی معنی کے مراد ہونے کے لیے مؤید ہے بلکہ یہ حدیث آیت الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه کی تفسیر ہے (یعنی اللہ کی طرف چڑھ جاتے ہیں کلمے پاک اور عمل نیک کو اللہ اٹھا لیتا ہے) اور مرزا صاحب آیت بل یرفعہ اللہ الیہ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ ”رفع سے مراد روح کا عزت کے ساتھ اٹھائے جانا ہے جیسا کہ وفات کے بعد بموجب نص قرآن اور حدیث صحیح کے ہر ایک مومن کی روح عزت کے ساتھ خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔“

اگر یہ سوال ہو کہ کتاب ازالہ اوہام دعویٰ نبوت سے پہلے کی ہے اور شرط نمبر ۱ کے مطابق اسلامی مناظر مرزا صاحب کے وہ اقوال پیش کر سکتا ہے جو دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ تاریخ دعویٰ نبوت جو مرزا صاحب اور ان کے مرید بیان کرتے ہیں وہ بیاں ہم پر حجت نہیں کیونکہ ہم مرزا صاحب کو مفتری اور ان کے مریدوں کو مفتری کے مرید اعتقاد کرتے ہیں۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ اس کتاب ازالہ اوہام میں کوئی ایسا فقرہ ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو پیغمبر زعم کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ذکر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا و مبعثا برسول یاتنی من بعدی اسمہ احمد مرزا صاحب اسی کتاب ازالہ اوہام ص ۳۷ طبع اول میں لکھتے ہیں۔ ”میں وہ احمد ہوں“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے حق میں بشارت دی تھی۔ پس ثابت ہوا کہ کتاب ازالہ اوہام کے اقوال پیش کرنے شرط نمبر ۱ کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہیں۔ ۱۲ مرتب

(ازالہ اوہام ص ۱۰۴۹) اور نیز مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ”جیسا کہ مقربین کے لیے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روہیں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۱۴۵) اور نیز لکھتے ہیں ”بلکہ صریح اور بدیہی طور پر سیاق و سباق قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔“ (ازالہ اوہام ص ۹۹۴)

ان عبارات منقولہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک بھی رفع الی اللہ سے مراد آسمان کے اوپر اٹھائے جانا ہے کیونکہ آپ جب ارواح کے اٹھائے جانے کے قابل ہیں۔ اور ارواح کا اٹھایا جانا آسمان کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ آپ بھی اسے علیین اور آسمان کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں تو آیت بل رفعہ اللہ الیہ میں آسمان کی طرف حقیقی طور پر اٹھائے جانا آپ کے نزدیک مسلم ٹھہرا۔ پس تنازع و اختلاف اس بات میں ہے کہ فقرہ بل رفعہ اللہ الیہ میں حضرت عیسیٰ کے زندہ بحمدہ العصری مرفوع ہونے کا بیان ہے یا بعد موت ان کے روح کے مرفوع ہونے کا ذکر ہے۔ اب ہم چند وجوہ سے رفع روحانی فقط کا ابطال کرتے ہیں اور رفع جسمانی و روحانی معا کا اثبات کرتے ہیں۔

۱۔ پہلی وجہ

یہ کہ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم میں قتلنا کا مفعول بہ یعنی جس پر

۱۔ شرائط مجوزہ مسلمہ فریقین میں سے دو شرطیں یعنی شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ قابل غور ہیں بلکہ یہی دو شرطیں فتح اور شکست اور ہارجیت کا معیار ہیں۔ شرط نمبر ۱۔ ہر ایک مناظر دوسرے مناظر کے مقابلہ میں قرآن کریم اور حدیث صحیح کو پیش کرے گا علاوہ ازیں اسلامی مناظر قادیانی مناظر کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے اقوال بھی پیش کر سکے گا بشرطیکہ وہ دعویٰ نبوت کے بعد کے ہوں۔ بقیہ اگلے صفحے پر

بزعم یہود قتل کا وقوع ہوا ہے وہ مسیح ہے اور یہ امر نہایت روشن ہے کہ قتل کے قابل نہ فقط جسم ہے اور نہ یہ فقط روح۔ بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ انسان۔ پس ثابت ہوا کہ یہود کا یہ زعم ہے کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے۔ جو قبل از قتل زندہ تھا یعنی اس کے جسم اور روح کے درمیان بذریعہ قتل تفریق کر دی ہے۔ اور چونکہ و ما قتلوه و ما صلبوه اور و ما قتلوه یقیناً یہود کے مرسوم باطل کی تردید ہے۔ اس لیے نفی قتل اور نفی صلیب اسی بعینہ مسیح سے ہوگی جو عبارت جسم مع الروح سے ہے۔ یعنی زندہ مسیح۔ اور ہر ضمیر منسوب متصل جو و ما قتلوه و ما صلبوه اور و ما قتلوه یقیناً میں ہیں ان کا مرجع وہی مسیح زندہ ہوگا۔ اور یہ بات بالکل مہر نیمروز کی طرح روشن ہے کہ ضمیر منسوب متصل جو بل رفعہ اللہ الیہ میں ہے اس کا مرجع بھی وہی بعینہ مسیح زندہ ہے جو ہر ضمیر منسوب متصل سابقہ کا ہے۔ پس ثابت بالذلیل ہوا کہ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم زندہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ نہ فقط روح۔

۱۔ دوسری وجہ

یہ کہ و ما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں بقرینہ قصر قلب و نفی کلمہ بل

(بقیہ) شرائط نمبر ۲۔ قرآن کریم اور حدیث صحیح کی تفسیر امور مفصلہ ذیل سے کی جائے گی۔ قرآن کریم۔ حدیث صحیح۔ اقوال صحابہ بشرطیکہ قرآن کریم اور حدیث صحیح کے مخالف نہ ہوں۔ لغت عرب۔ صرف۔ نحو۔ معانی۔ بیان۔ بدیع۔ اگر کوئی حدیث قرآن کریم کے مخالف ہوگی تو وہ صحیح نہیں سمجھی جائے گی۔ اور یہ دو شرطیں وہ ہیں جن کو قرآن کریم اور قرآن کریم اور حدیث کا عربی ہونا نیز لازمی طور پر تجویز کرتے ہیں۔ ان دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر قادیانی مناظر اس پہلی وجہ کا کوئی جواب نہیں دے سکا جو عنقریب مفصل ہوگا۔ مرتب

۲۔ اس دوسری وجہ کا بھی قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی ان دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر قیامت اس کا جواب نہ دے سکے گا۔

ابطالیہ ہے جو بعد نفی کے واقع ہے۔ اور بل ابطالیہ میں جو بعد نفی کے واقع ہو ضروری ہے کہ صفت مبطلہ اور صفت مثبتہ کے درمیان ضدیت ہو دیکھو ام یقولون بہ جنة بل جاءہم بالحق (مومنون) میں یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ ایک چیز کا جنون ہونا اور اتیان بالحق ہونا متعذر ہے۔ اور یہاں معنوی نفی ہے اور دیکھو ویقولون ائنا لتارکوا الہتنا لشاعر مجنون بل جاء بالحق۔ (صافات) میں بھی یہ امر بالکل روشن ہے کہ ایک چیز کا شعر و جنون ہونا اور اتیان بالحق ہونا ناممکن ہے۔ اور دیگر نظائر قرآنی بھی بہت ہیں۔ پس اگر بل رفعہ اللہ الیہ سے رفع روحانی اور اعزاز مراد لی جائے تو صفت مبطلہ یعنی قتل مسیح اور صفت مثبتہ یعنی رفع مسیح کے درمیان ضدیت متصور نہ ہوگی۔ کیونکہ قتل اور رفع روحانی و اعزاز کا جمع ہونا ممکن ہے جب مقتول مقربین سے ہو۔ اور اگر یہ مراد لی جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسدہ العصری مرفوع ہوئے تو ضدیت متصور ہوگی۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول ہیں تو پھر زندہ بجسدہ العصری مرفوع نہیں ہو سکتے۔ اور اگر زندہ بجسدہ العصری مرفوع ہوئے تو پھر مقتول نہیں۔ اور نیز وقولہم انا قتلنا المسیح سے ظاہر ہے کہ یہود کا اعتقاد جو مخاطب ہیں متکلم کے یعنی خدائے کریم کے برعکس ہے۔ اس لیے و ما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں قصر قلب ہے۔ اور قصر قلب میں بروئے تحقیق اہل معانی کو یہ لازمی نہیں کہ دونوں وصفوں کے درمیان تنافی و ضدیت ہو۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ احدا الوصفین دوسری وصف کا ملزوم نہ ہوتا کہ مخاطب کا اعتقاد برعکس متکلم متصور ہو۔ اور یہ امر بد یہی ہے کہ رفع روحانی و اعزاز اس قتل کو لازم ہے جس میں مقتول مقربین سے ہو۔ پس ثابت باللیل ہوا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم زندہ بجسدہ العصری زمانہ گذشتہ میں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ نہ فقط روح۔

خلاصہ

یہ ہے کہ اس آیت میں فقرہ بل رفعہ اللہ الیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بحمدہ العصری مرفوع الی السماء ہونے پر ازبردست اور محکم دلیل ہے۔ کیونکہ اس فقرہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر نام اور ذکر ہے اور صیغہ ماضی کا ہے اور جملہ خبریہ تنجیز یہ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب بھی وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اثبات کے لیے قرآن کریم کا ایسا ہی فقرہ پیش کریں گے جو ان تمام صفات مذکورہ کا جامع ہو۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آسمان پر اس جسم خاکی کا جانا محال ہے تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے خود تعلیم فرمایا ہے وکان اللہ عزیزاً یعنی اللہ تعالیٰ کامل قدرت والا ہے گو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت سے تو صحو والی السماء کے ناممکن ہونے کا خیال گزرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے لحاظ سے وہ بالکل ممکن ہے اسی لیے بل رفعہ اللہ الیہ میں رفع کا فاعل خود اللہ تعالیٰ ہے اور اسی وجہ سے اسم اللہ کالایا گیا ہے جس کے معنی ذات مستجمع صفات کاملہ ہیں۔

اگر اعتراض کیا جائے کہ جب دیگر رسولوں کو زمین میں محفوظ رکھا گیا تو

ایہ آیت واقعی حسب اعتقاد اسلامی مناظر حیات مسیح ابن مریم پر زبردست اور محکم دلیل ثابت ہوئی۔ کیونکہ قادیانی مناظر اس کا کوئی جواب نہیں دے سکا۔ باوجودیکہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اس موقع پر یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ انشاء اللہ قیامت تک میرا مقابل مناظر اس کا جواب نہ دے سکے گا۔ اور باوجود اس اسلامی مناظر کے قادیانی مناظر وفات مسیح ابن مریم پر قرآن کریم کا کوئی ایسا فقرہ نہیں پیش کر سکا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر نام و ذکر ہو اور صیغہ ماضی کا ہو اور جملہ خبریہ تنجیز یہ ہو ۱۲۔ مرتب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جا کر محفوظ رکھنے میں کیا حکمت ہے؟ تو اس کا جواب بھی خود اللہ تعالیٰ نے حکیمانہ کے ساتھ دیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر زمینی اسباب متعقد نہیں ہوئے بلکہ آپ کی پیدائش نفخ روح القدس سے عالم الامر میں کلمہ کن سے ہے جیسا کہ ولیم یمنسنی بشر ولم اک بغیا (مریم) سے ظاہر ہے پس آپ کو کمال تشبہ بالملائکہ حاصل ہے۔ لہذا بالمناظر فطرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکمت ایزدی کا یہی اقتضاء ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جا کر محفوظ رکھا جائے۔

حاصل یہ کہ اس آیت میں فقرہ بل رفعہ اللہ الیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھائے جانے کے سوائے اور کوئی معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔ تو اگر لفظ رفع کسی اور جگہ کسی دیگر معنی میں مستعمل ہو تو مفسر نہیں۔ کیونکہ عربی لفظوں کے لیے عام طور پر مستعمل فیہ معانی کثیرہ ہوا کرتے ہیں۔ دیکھو کہ قرآن کریم میں عموماً لفظ مصباح سے مراد کوکب یعنی ستارہ ہے لیکن لفظ مصباح جو سورۃ نور میں ہے اس سے مراد چراغ ہے۔ اور دیکھو صلوٰۃ سے مراد عموماً عبادت یا رحمت ہے مگر بیع و صلوات سے مراد مقامات ہیں۔ وقس علیٰ هذا۔

اب میں ایک اور قاعدہ مسلمہ اسلامیہ سے اس مسئلہ حیات کو حل کرتا ہوں جو قرآن کریم نے صاف لفظوں میں بیان فرمایا۔ انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم (یعنی ہم نے قرآن کریم تجھ پر اس لیے اتارا ہے کہ تو (اے نبی) اس کا مطلب واضح کر کے لوگوں کو سمجھا دے)

اسلامی مناظر کا یہ بھی کمال ہے کہ حدیث کو براستہ قرآن کریم پیش کیا ہے۔ ۱۲ مرتب

اس آیت سے ایک عام قانون ملتا ہے کہ قرآن کریم کے کسی مجمل مسئلہ میں اختلاف ہو تو اس کی تشریح و توضیح حدیث سے ہونی چاہیے۔ اس لیے میں ایک حدیث بھی سناتا ہوں جس سے آفتاب نمروز کی طرح مسئلہ حیات و وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فیصلہ ہو جائے گا اور اس حدیث کو مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یُنْزَلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَنْزُوجُ وَيُولِدُ لَهُ وَيَمُكُثُ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِى فَاقُومْ اَنَا وَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرِى وَاحِدَ بَيْنِ ابْنِ بَكْرٍ وَ عَمْرِ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۷۲) یعنی حضرت عیسیٰ زمین پر اتریں گے پھر نکاح کریں گے ان کی اولاد ہوگی اور وہ پچاس سال زندہ رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے مقبرے میں میرے پاس دفن ہوں گے۔ پھر قیامت کے روز میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک مقبرے سے اٹھیں گے اس طرح کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے درمیان ہوں گے۔ نزول فرود آمدن۔ (صراح جلد ۲ ص ۲۴۲)۔ نزلہم و بہم و علیہم نزولاً و منزللاً کمجلس و مقعد فرود آمدن نزد ایشاں (منتہی الارب جلد ۴ ص ۲۸۶) اور اس حدیث میں نزول سے یہی معنی مراد ہیں۔ ہاں جس جگہ نزول سے یہ معنی مراد لینے سے کوئی قرینہ روکتا ہو تو وہاں حسب قرینہ معنی مراد ہوں گے۔ اور یہ مضر نہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔

اگر کہا جائے کہ جو الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابت آئے ان سے ان کی حقیقت مراد نہیں بلکہ مجاز و استعارہ ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فن بلاغت و بیان کا قانون ہے کہ مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت محذور ہو (ملاحظہ ہو مطول بحث حقیقت و مجاز ص ۳۲۸) اب ہم دکھاتے ہیں کہ ان الفاظ کی حقیقت کی بابت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں آئے ہیں مرزا صاحب

کیا فرماتے ہیں۔ کیا ان کی حقیقت کو محال جانتے ہیں یا ممکن۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں ”بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) اس عبارت میں مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ حقیقت مسیحہ محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔

ہوا ہے مدئی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

گو مرزا صاحب کے اقرار کے بعد کسی شہادت کی حاجت نہیں تاہم ایک گواہ ایسا پیش کیا جاتا ہے جس کی توثیق جناب مرزا صاحب نے خود اعلیٰ درجہ کی کی ہوئی ہے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ ”مولوی نور الدین صاحب بھیروی کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۲۲۰) یہی مولوی نور الدین صاحب ہیں جو مرزا صاحب کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ اول ہوئے۔ وہی مولوی نور الدین صاحب اصولی طور پر ہماری تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”ہر جگہ تاویلات و تمثیلات سے استعارات و کنایات سے اگر کام لیا جائے تو ہر ایک ملحد۔ منافق۔ بدعتی اپنی آراء ناقصہ اور خیالات باطلہ کے موافق الہی کلمات طیبات کو لا سکتا ہے۔ اس لیے ظاہر معانی کے علاوہ اور معانی لینے کے واسطے اسباب قویہ اور موجبات حقہ کا ہونا ضرور ہے۔“ (ضمیمہ ازالہ اوہام طبع اول ص ۸ و تصنیفات سلسلہ احمدیہ

پس ثابت ہوا کہ ایسی حدیثوں میں مجازات اور استعمارات مراد لینا جائز نہیں۔

اب میں ایک اور طریق سے بھی مختصر عرض کرتا ہوں کہ ۲ حیات حضرت عیسیٰ کا مسئلہ مذہب اسلام کے مناسب ہے اور وفات حضرت عیسیٰ کا مسئلہ مذہب اسلام کے نامناسب کیونکہ عیسائیت کے اصول میں سے کفارہ ہے یعنی ایک شخص (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) جو بے گناہ تھا چونکہ دشمنوں کے ہاتھ سے مصلوب ہو کر دنیا کی لعنتیں اس نے اٹھالیں اور اس کے تین دن دوزخ میں رہنے سے اب وہ سارے لوگ جو اس بات پر ایماں لاتے ہیں ہمیشہ کے لیے دوزخ سے نجات پا گئے۔ جس کی مذہب اسلام نے یوں تردید کی ہے لامسرد و ازرقہ و زراخوری یعنی دوسرے کا بوجھ کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ عقیدہ کفارہ کو جڑ سے کاٹنے کو فرمایا بل دفعہ اللہ الہ۔ مسیح تو مرا نہیں اس کو خدا تعالیٰ نے اٹھالیا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں تو کفارہ کہاں؟ نہ بانس ہو گا نہ بانسری بجے گی۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں اگر کوئی حربہ اہل اسلام کے پاس ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ہے جس سے عقیدہ کفارہ کی بنیاد کھوکھلی نہیں بلکہ

اس حدیث کا بھی قادیانی مناظران و شرطین مذکورین کے تحت میں رہ کر جواب نہ دے سکا۔

۱۲ مرتب

۲ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اس تقریر میں ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مذہب اسلام کے مناسب ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مذہب اسلام کے نامناسب ہے، اور قادیانی مناظر اس کی تردید نہیں کر سکا ۱۲ مرتب

جڑ سے اکھڑ جاتی ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں فتنہ صلیبی کو پاش پاش کرنے آیا ہوں اس کا فرض اولین ہونا چاہیے تھا کہ وہ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرے۔ واللہ مجھے سخت حیرت ہوتی ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سے اس کی الوہیت کی تائید ہوتی ہے کیونکہ الوہیت کی تائید اس صورت میں ہوتی جب ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمیشہ کے لیے زندہ بذاتہ اعتقاد کرتے۔ اور جب ہم قیامت سے پہلے ان کی وفات کے قائل ہیں تو پھر تائید الوہیت کیسی؟ اور نیز مجھے حیرانگی آتی ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے عیسائیوں کا خدا مر جاتا ہے۔ اور عیسائی مذہب ہمیشہ کے لیے مغلوب ہو جاتا ہے۔ کیا عیسائیوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا نہیں ہے؟ کیا عیسائیوں میں سے اس بات کے قائل نہیں کہ عیسیٰ نے چلا کر جان دی؟ پھر جو بات خود عیسائی مانتے ہیں اس سے ان کے مذہب کی موت اور مغلوبیت کیسی؟ یہ نقطہ ایک جی خوش کرنے والی بات ہے۔ ”دل کے بہلانے کو“ غالب یہ خیال اچھا ہے۔ ”ہاں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے انکار کر دیا جائے۔ اور ان کو زندہ تسلیم کیا جائے جیسا کہ قرآن کریم کا منشاء ہے تو عقیدہ کفارہ کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔

دوسری دلیل

قوله تعالى و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيامة يكون عليهم شهيداً۔ (نساء) یعنی ”اور نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لے آئے گا اس پر اس کی موت سے پہلے اور وہ قیامت کے دن ان پر شاہد ہوگا“ یہ آیت اس بات پر زبردست دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آئندہ زمانہ میں بعینہ نہ بمثلہ نزول فرمائیں گے۔ کیونکہ لیومنن میں نون تاکید کا

ہے۔ اور تمام نحویوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ نون تاکیدی مضارع کو خالص استقبال کے لیے کر دیتا ہے۔ اور تمام محاورات قرآنی اور حدیثی اسی کی شہادت دیتے ہیں۔ اور نیز اس میں لام تاکید کا ہے اور جس وقت نون تاکیدی خبر پر داخل ہو تو ضروری ہے کہ اول جز میں کلمہ تاکید ہو۔ مثلاً لام قسم۔ نون التأكيد خفيفة و ثقلية تختص بمستقبل طلب او خبر مصدر بتأكيد (متن متین ص ۲۹۹) بلکہ قرآن کریم میں الحمد سے والناس تک جتنے صیغے معہ لام القسم و نون التأكيد آئے ہیں سب سے مراد استقبال ہی ہے۔ چونکہ لیومن میں نون تاکید ثقلیہ اور لام قسم ہے اس لیے ثابت ہوا کہ یہ لیومن بہ قبل موتہ جملہ خبریہ استقبالیہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اترنے کے بعد اور موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس وقت جتنے اہل کتاب موجود ہوں گے وہ تمام ان پر ایمان لائیں گے۔ اور یہ امر صاف طور پر روشن ہے کہ ضمیر بہ اور ضمیر موتہ دونوں کا مرجع وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ اولاً اس وجہ سے کہ سیاق کلام اسی کو چاہتا ہے۔ اور ثانیاً اس وجہ سے کہ مولوی نور الدین صاحب نے جن کی توثیق مرزا صاحب نے اعلیٰ درجہ کی کی ہوئی ہے اس آیت کا اس طرح ترجمہ کرتے ہیں۔ ”اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ (فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب جلد ۲ ص ۸۰) اور ثالثاً اس حدیث کے بیان سے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان یمنزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسرا الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا و ما فیہما ثم یقول ابو ہریرۃ فافراوا ان شئتم

و ان من اهل الكتاب الا ليو منن به قبل موته، الآیہ متفق علیہ (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۷۱) یعنی ابو ہریرہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اللہ پاک کی بہت جلد ابن مریم منصف حاکم ہو کر تم میں اتریں گے پھر وہ عیسائیت کی صلیب کو (جسے وہ پوجتے ہیں اسے) توڑ دیں گے اور خنزیر (جو برخلاف شریعت عیسائی کھاتے ہیں اس) کو قتل کرائیں گے اور کافروں سے جو جزیہ لیا جاتا ہے اسے موقوف کر دیں گے اور مال بکثرت لوگوں کو دیں گے یہاں تک کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔ لوگ ایسے مستغنی اور عابد ہوں گے کہ ایک سجدہ ان کو ساری دنیا کے مال و متاع سے اچھا معلوم ہوگا (حدیث کے یہ الفاظ سنا کر) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تم اس حدیث کی تصدیق قرآن کریم میں چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ وان من اهل الكتاب الخ دیکھو حضرت ابو ہریرہ کی یہ روایت بالتحریک پکار رہی ہے کہ وہ سب صحابہ کے درمیان آیت وان من اهل الكتاب الا ليو منن به قبل موته میں موتہ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ بن مریم کو شخصی طور پر قرار دے کر آپ کا نزول ثابت کر رہے ہیں۔ اور اس تصریح نزول کے موقع پر کوئی صحابہ نہ تو نفس مضمون یعنی نزول حضرت مسیح علیہ السلام سے انکار کرتا ہے اور نہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ بن مریم کو قرار دینے کو غلط کہتا ہے اور نہ آپ کے استدلال کو ضعیف قرار دیتا ہے۔

شاید یہ دوسوہ پیدا ہو کہ ”جو الفاظ حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام کی بابت آئے ان سے ان کی حقیقت مراد نہیں بلکہ مجاز مراد ہے۔“ اس کا جواب یہ ہے کہ فن بیان کا قانون ہے کہ مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت محال ہو۔ حالانکہ مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ حقیقت مسیحیہ محال نہیں بلکہ ممکن ہے۔ فرماتے ہیں بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری

الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) اس تمہید کے بعد واضح ہو کہ چونکہ اس آیت میں لیونین مع لام قسم اور نون تاکید ثقیلہ کے ہے اور موتہ کا مرجع حضرت عیسیٰ ابن مریم بعینہ ہیں اس لیے آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کی موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تمام اہل کتاب موجودہ وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے چونکہ ابھی تک تمام اہل کتاب کا اتفاق علی الایمان نہیں ہوا اس لیے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ابھی فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔

اور اس آیت کا ارتباط ماقبل سے یہ ہے کہ جب اثناء ذکر برائیوں یہود کے اس بدی کا ذکر کیا و قولہم انا قتلنا المسیح النجی اور اس بدی سے دو امر مترشح ہوتے تھے۔ ایک یہ کہ یہود کا زعم باطل قتل مسیح کا ہے اور دوسرا یہود کا افتخار جیسا لفظ رسول اللہ سے ظاہر ہے۔ تو حسب اقتضاء بلاغت و مطابق حکمت محمدائے کریم نے پہلے ان کے زعم باطل کی تردید و ماقتلوہ الی بل رفعہ اللہ الیہ سے کی اور پھر اس آیت سے ان کے افتخار کو توڑا کہ تم یہودی تو فخر کرتے ہو کہ ہم نے رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آئندہ زمانہ میں تمہارے ہم ملت یہود یہودیت کو ترک کر کے اسی حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ اس کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔ اور نیز بل رفعہ اللہ الیہ سے سوال پیدا ہوتا تھا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ بجسدہ العصری مرفوع ہوئے تو اتریں گے

اس دلیل قرآنی اور دلیل حدیثی کا بھی قادیانی مناظران دونوں شرطین مذکورین کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہ دے سکا ۱۲ مرتب

بھی یا نہ تو خداوند کریم نے فرمایا کہ موت سے پہلے تشریف لائیں گے اور دین اسلام کو عالمگیر غلبہ حاصل ہوگا جیسا کہ آیت هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ سے ظاہر ہے یعنی ابھی تک ذکر بدیوں کا ہو رہا ہے لیکن چونکہ اس بدی کا یہ مقتضا تھا کہ اس کے ساتھ ہی یہ مضمون بیان کیا جائے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بلاغت و حکمت کو پورا کیا۔ اور اس آیت میں استثناء بعد نفی کے ہے جو مفید ایجاب ہے اور ایجاب میں اتنا ہی ضروری ہے کہ بوقت ثبوت محمول پہلے موضوع موجود ہو بشرطیکہ محمول وجود اور تقرر اور ذاتی نہ ہو۔ اور موتہ قرأت متواترہ ہے جس کا قرأت شاذہ مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور جناب مرزا صاحب بھی ایک زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا (براہین احمدیہ ص ۴۹۸) OF AHLESUNNAT WAL JAKAT

میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے۔ بلکہ یہ بتلانا ہے کہ جن دنوں مرزا صاحب کو الہام اور مجددیت کا دعویٰ تھا ان دنوں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں حالانکہ قرآن دانی میں ان دنوں بھی اس کمال کا دعویٰ تھا کہ تین سو دلائل قرآن کی حقانیت کے قرآن ہی سے دینے کے ثبوت میں براہین احمدیہ لکھی تھی۔ اگر مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام اس قسم کا غلط ہوتا کہ اس کی تردید قرآن مجید میں ہوتی تو ایسا قرآن دان اور قرآن کا حامی اس عقیدہ کو دل و دماغ میں رکھ کر میدان مناظرہ میں نہ آتا۔

نوٹ

چونکہ بوقت تحریر شرائط مناظرہ میرے فریق مخالف نے فرمایا تھا کہ مرزا

صاحب کے خلیفوں یعنی مولوی نور الدین صاحب و جناب میاں صاحب کے اقوال ہم پر حجت نہ ہوں گے۔ اس لیے میں نے مولوی نور الدین صاحب کے اقوال اس حیثیت سے پیش نہیں کئے کہ مولوی صاحب ممدوح مرزا صاحب کے خلیفہ ہیں بلکہ اس لحاظ سے پیش کئے ہیں کہ مولوی صاحب ممدوح کی جناب مرزا صاحب نے دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توثیق کی ہے۔ مجھے حیرانگی آتی ہے کہ جب مرزا صاحب نبی امتی ہیں اور بوجہ کمال اتباع محمدی وہ تمام کمالات محمدیہ کے مظہر ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مطابق حدیث فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدين المهديين (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة ص ۲۲) مرزا صاحب کے معتقدین مرزا صاحب کے خلیفوں کے اقوال کو اپنے اوپر حجت ہونے سے انکار کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو ثابت کرتی ہیں۔ اور مرزا صاحب کے کلمات اسی حیات کی تائید کرتے ہیں۔ اور قرآن مجید جو سابقہ اہل کتاب کی اصلاح کے لیے آیا ہے وہ اصلاح بھی اسی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو مانا جائے تاکہ اہل کتاب کا وہ غلط اور گمراہ کن عقیدہ جس کو کفارہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے دنیا سے رخصت ہو جائے۔ وقت کی پابندی ہے لہذا یہ کہہ کر ختم کرتا ہوں۔

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری۔

دستخط

مفتی غلام مرتضیٰ (اسلامی مناظر)

دستخط

غلام محمد بقلم خود۔ از گہوڑہ متصل ملتان پریذینٹ اسلامی جماعت

۱۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء

۱۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء

پرچہ نمبر اول

دلائل وفات مسیح۔ از مولوی جلال الدین صاحب قادریانی مناظر

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

ابن مریم مر گیا حق کی قسم داخل جنت ہوا وہ محترم
 مارتا ہے اس کو فرقاں سرسبز اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر
 وہ نہیں باہر رہا اموات سے وہ گیا ثابت یہ تمیں آیات سے

وفات مسیح پر جو قادیانی مناظر یعنی مولوی جلال الدین صاحب نے قرآن کریم کی آیات پیش کی ہیں ان میں سے کچھ تو ایسی ہیں کہ جن کے عموم سے کوئی حکم ثابت کیا جاتا ہے۔ ابن مریم کی شخصیت کا کوئی ذکر نہیں جیسے ویوم نحشر ہم جمیعاً ثم نقول للذین اشرکوا الخ۔ اور وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الخ۔ اور والذین یدعون من دون اللہ الخ۔ اور فیہا تسبیون و فیہا تموتون الخ۔ اور ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین۔ اور الہم تجعل الارض کففاً الخ۔ اور ومن نعمہ ننکسہ الخ۔ اور ومنکم من یتوفی و منکم من یرد الی ارضہم الخ۔ اور ان تمام آیتوں کا پرچہ نمبر ۵ میں اسلامی مناظر یعنی مفتی غلام مرتضیٰ صاحب نے اجمالی و اصولی طور پر بھی جواب دیا ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ عام دلیل خاص منطوق دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مثلاً آیت والمطلقات یترنجنس باتفسہن ثلاثہ قزوئ یعنی مطلقہ عورتوں کی عدت تین حیض ہے۔ یہ آیت اپنے عموم کے لحاظ سے حاملہ اور غیر حاملہ ارشور دیدہ اور شورہ نادیدہ اور حائضہ اور غیر حائضہ سب کو شامل ہے اور اس سے ان سب کی عدت تین حیضیں ثابت ہوتی ہے اور آیت یا ایہا الذین امنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فمالکم علیہن من عدۃ تعدونہا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ میری مد مقابل جناب مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اور باقی غیر احمدی علماء اور عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری آسمان پر بحسدہ العصری زندہ اٹھائے گئے اور اب تک بغیر خوردنوش کے زندہ ہیں اور رہیں گے اور امت محمدیہ کی اصلاح کے لیے وہی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے مگر راقم اور باقی جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری اسی طرح وفات پا چکے ہیں جس طرح کہ باقی رسولوں نے وفات پائی اور آنے والا مسیح آچکا اور وہ اپنے جناب

(بقیہ) یعنی اے ایمان والو جب تم ایمان والی عورتوں کو نکاح کرو اور پھر قبل مس ان کو مطلقہ کرو تو ان عورتوں کے لیے کوئی عدت نہیں یہ آیت مطلقہ شوہر نا دیدہ کے لیے خاص منطوق دلیل ہے۔ اور والسی یسٹن من الحيض من نسائکم ان اربعتم فعدتھن ثلثة استھر والسی لم یحضن واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن یعنی وہ عورتیں جن کی بوجہ کبر سن کے حیض بند ہو چکی ہے اور وہ عورتیں جن کو ابھی حیض آئی ہی نہیں ان کی عدت تین مہینہ ہیں اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے یہ آیت غیر حائضہ اور حاملہ کے لیے خاص منطوق دلیل ہے۔ دیکھو یہاں عام دلیل خاصہ منطوقہ دلیلوں کا مقابلہ نہیں کر سکی بلکہ اس عام دلیل کے حکم سے شوہر نا دیدہ اور غیر حائضہ اور حاملہ عورتیں ان دلائل خاصہ منطوقہ کی دلالت کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں۔ اور قرآن کریم میں ویسی مثالیں بہت ہیں ویسا ہی چونکہ آیت و ما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ اور آیت و ان من اهل الكتاب الالیوم من بہ قبل موته حضرت عیسیٰ ابن مریم کی حیات کے لیے خاص منطوق دلیل ہے اس لیے یہ عام دلائل پیش کردہ قادیانی مناظر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ۱۲ مرتب

افسوس کہ موضوع مناظرہ حیات و وفات ابن مریم ہے اور قادیانی مناظر نے مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کے مسئلہ کا بھی ذکر کر دیا جو ایک علیحدہ بحث ہے ۱۲

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ”مسئلہ وفات مسیح پر بحث کرنے کا فائدہ۔“ اس مسئلہ پر بحث کرنے کے دو فائدے ہیں ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس سے پتہ لگ جائے گا کہ آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں یا وفات پا گئے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صدق و کذب ظاہر ہو جائے گا کہ آیا آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں یا جھوٹے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود تحفہ گولڈ ویہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”ایسا رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں۔ اور اگر وہ درحقیقت قرآن کریم کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو۔ (تحفہ گولڈ ویہ ایڈیشن دوم ص ۱۶۶)۔ علاوہ ازیں اگر غور کیا جائے تو ہمیں مسیح ناصری کی وفات ثابت کرنے کے لیے دلائل دینے کی

۲۔ اس مناظرہ سے یہ نہایت روشن ہے کہ اسلامی مناظر نے شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ حیات مسیح علیہ السلام قرآن کریم سے ثابت کر دیا ہے اور قادیانی مناظر شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں آ کر کوئی تردید نہیں کر سکا۔ پس حسب فیصلہ جناب مرزا صاحب کے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہوئے۔ جزا اللہ خیر الجزاء۔ ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں۔ زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا۔ اور مرزا صاحب کا تمام مسائل مختلف فیہا میں سے فقط مسئلہ حیات و وفات مسیح کو ہی اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دینا اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو یہ پورا اطمینان تھا کہ میرا فریق مخالف اس مسئلہ میں کبھی کامیاب نہ ہو گا لیکن الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔ حق کے انوار نے ایسی روشنی کی کہ شمس کو مکسوف کر کے حیات مسیح ثابت کر دکھایا۔ ۱۲ مرتب

بھی ضرورت نہیں ہمارا صرف یہ کہہ دینا کہ وہ ایک انسان نبی تھے اس لیے بشرط زندگی ان کا ارذل عمر تک پہنچنا اور عمر طبعی کے دائرہ کے اندر فوت ہو جانا ضروری تھا۔ لہذا وہ بھی باقی انسانوں اور دوسرے انبیاء کی طرح وفات پا گئے ہیں۔ کافی ہے کسی اور دلیل دینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ وہ شخص جو اس بات کا مدعی ہے کہ مسیح ابن مریم انبان ہو کر اور تمام انسانوں کے خواص اپنے اندر رکھ کر اب تک خلاف نصوص قرآنیہ و حدیثیہ و برخلاف قانون فطرت کے مرنے سے بچا ہوا ہے اس کے ذمہ ہے کہ وہ اس کی حیات کا ثبوت دے۔ مثلاً ایک شخص جو تین چار سو سال سے مفقود الخمر ہے اس کی نسبت جب دو شخص کسی قاضی کی عدالت میں اس طور پر بحث کریں کہ ایک اس کی نسبت یہ بیان کرتا ہے کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ اور دوسرا یہ بیان کرتا ہے کہ وہ اب تک زندہ ہے تو ظاہر ہے کہ قاضی ثبوت اس سے طلب کرے گا جو خارق عادت زندگی کا قائل ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو شرعی عدالتوں کا سلسلہ درہم برہم ہو جائے پس مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ اگر قرآن مجید میں وفات مسیح کی ایک دلیل بھی نہ پائی جاتی تو پھر بھی وفات مسیح ثابت تھی جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل قرآن مجید سے نہ پیش کی جاتی۔ اور آپ کی وفات دیگر سوا لاکھ انبیاء کی وفات کی طرح تسلیم کرنی پڑتی۔ مگر ہمارا قادر عالم الغیب خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس کے مخالفین اس بات پر زور دیں گے اور عیسائیوں کے معبود کی زندگی کو ثابت کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنے اس قول سے عیسائیوں کی حمایت کریں گے اور فتنہ برپا کریں گے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس کو لوگوں کی ہدایت کے لیے اس نے اتارا مسیح ناصری کی وفات پر ایک دلیل نہیں بلکہ کئی دلائل بیان فرمائے چنانچہ ان دلائل میں سے چند دلائل میں صاحبان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

پہلی دلیل: خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ اِلٰى وَاَنْتَ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتَ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبُ عَلَيْهِمْ۔ (مائدہ رکوع آخری) ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مسیح سے سوال کرے گا کہ یہ جو لاکھوں کروڑوں انسان تجھے اور تیری والدہ کو پوجتے رہے اور معبود سمجھتے رہے۔

ایہ پندرہ بلحاظ صورت دلائل ہیں اور درحقیقت مغالطات ہیں جیسا کہ روئے ادمنظرہ سے واضح ہے۔ اور یہ آیت تمام اس طرح ہے وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاٰمِی الْهٰیۤیۡنَ مِنْ دُوۡنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوۡنُ لِیْ اَنْ اَقُوۡلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقِّیْ اِنْ کُنْتَ قُلْتَ فَقَدْ عَلِمْتَۤ اَنْتَ عَلٰمُ الْغُیُوۡبِ مَا قُلْتَ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتُۤنِیْ بِهٖ اَنْ اَعْبُدُوۡا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیۡدٌ اِنْ تَعٰذِبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیۡزُ الْحَکِیۡمُ۔ (مائدہ) یعنی اور جب اللہ نے کہا یا کہے گا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سواء دو معبود بنا لو۔ کہا تو پاک ہے مجھے کہاں شایاں تھا کہ میں وہ کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو تجھے ضرور اس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تو مخفی رکھتا ہے کیونکہ تو غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے میں نے ان سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں تھا پھر جب تو نے مجھے توفی دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔ اس دلیل کی اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس آیت کے الفاظ کے مفہوم کے لحاظ سے تردید کی ہے۔ جس کی تشریح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

کیا تو نے ان کو یہ تعلیم دی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا مدلل جواب دیتے ہوئے فرمائیں گے کہ اس شرک کا الزام تین ذاتوں پر لگ سکتا ہے۔ خدا پر کہ شاید اس نے یہ تعلیم دی ہو تو اس کی تردید تو لفظ ”سجائک“ میں کر دی کہ شرک کرنا تو ایک گناہ اور بدی ہے اور جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ مسیح کو جو خدا

(بقیہ) نے فرمایا ہے اللہ يتوفى الانفس حين موتها والتي لم تمت فى منامها فيمسك التى قضى عليها الموت ويرسل الاخرى الى اجل مسمى (الزمر پ ۲۴) یعنی اللہ تعالیٰ جانوں کو قبض کرتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو مرے نہیں ان کی نیند میں پھر روک رکھتا ہے جن پر موت کا حکم کیا ہوتا ہے اور دوسری جانوں کو ایک مقرر وقت تک بھیج دیتا ہے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ توفی کے معنی اور موضوع مطلق قبض ہے نہ موت۔ ورنہ ”الانفس“ کے ذکر کی کیا ضرورت تھی اور نیز بلحاظ والتى لم تمت فى منامها اجتماع ضلہین لازم آئے گا جو باطل ہے اور جو مستلزم باطل ہو وہ خود باطل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ لفظ توفی کے معنی اور موضوع نہ مطلق قبض ہے نہ موت۔ ہاں موت اور نیند توفی کے دونوع ہیں۔ اور آیت فلما توفيتى پشتگوئی یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ کے وقوع کا بیان ہے اس لیے ہم پہلے آیت یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ کی تفسیر کرتے ہیں اور پھر آیت فلما توفيتى پشتگوئی یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ کے وقوع کا بیان ہے اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القيمة۔ (آل عمران پ ۳) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے توفی دینے والا اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا اور تجھے ان سے پاک کرنے والا جو کافر ہیں اور جنہوں نے تیری پیروی کی انہیں ان پر جنہوں نے انکار کیا فوقیت دینے والا ہوں قیامت کے دن تک۔ یہ آیت مانند آیت و ما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ

تسلیم کرتے ہیں تو منشاء الہی کے ماتحت یہ غلط ہے کیونکہ اے خدا تو ہر ایک بدی سے پاک ہے۔ پس تیرا تمام نقائص اور بدیوں سے پاک ہونا اس خیال کی تردید کے لیے کافی دلیل ہے۔ اس کے بعد دوسرے درجہ پر حضرت مسیح تھے کہ شاید انھوں

(بقیہ) حضرت عیسیٰ بن مریم زندہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں لفظ عیسیٰ سے مراد نہ فقط جسم ہے اور نہ ہی فقط روح بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ عیسیٰ۔ اس وجہ سے کہ متوفیک سے مراد منیمک ہوگی یعنی میں تجھے سولانے والا ہوں۔ یا ممیک ہوگی یعنی میں تجھے موت دینے والا ہوں۔ اور یہ امر صاف ظاہر ہے کہ نیند اور موت زندہ انسان کو لاحق ہوتے ہیں۔ نہ مردہ کو۔ اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ ہر چہار ضمیروں خطاب کا مخاطب وہی ایک عیسیٰ زندہ بعینہ ہے۔ کیونکہ ضمیر خطاب معرفہ ہے۔ بلکہ بعد ضمیر تکلم اعرف المعارف ہے۔ اور بوجہ تقدیم عطف و تاخیر ربط اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت سے پہلے پہلے بعینہ حضرت عیسیٰ زندہ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اور صیغہ اسم فاعل آئندہ زمانہ کے لیے بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ دیکھو انا لجاعلون ما علیہا صعباً جزاً (کہف) یعنی اور ہم یقیناً اسے جو اس (زمین) پر ہے ہموار میدان سبزہ سے خالی بنانے والے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو بھی اس آیت یا عیسیٰ انسی متوفیک کا الہام ہوا تھا حالانکہ مرزا صاحب اس الہام کے بعد بھی زندہ رہے (براہین احمدیہ ص ۵۱۹) اب اگر ہم متوفیک سے مراد منیمک لیں تو مطلب صاف ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو سوتے ہوئے اٹھالیا تا کہ آپ کو خوف لاحق نہ ہو۔ اور اگر متوفیک کے معنی ممیک کئے جائیں تو ہر چہار ضمیروں خطاب کا مخاطب ایک عیسیٰ زندہ بعینہ ہونے کے لحاظ سے تقدیم تاخیر کا قول کہا جائے گا جو قواعد عربیت کے خلاف نہیں کیونکہ تمام نحو یوں کا اس پر اتفاق ہے کہ واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری نہیں۔ اور محاورات

نے خود ہی شرک کی تعلیم دی ہو تو اس کے لیے فرماتے ہیں مایکون لی ان اقول
مالیس لی بحق کہ میں یہ تعلیم دے ہی کیسے سکتا تھا جبکہ میں نبی ہوں اور نبی تو
وہی بات کہا کرتا ہے جس کا اسے حق ہوتا ہے اور یہ کلمہ کہنا کہ مجھے معبود مانو کسی نبی

(بقیہ) قرآنی بھی اس عدم وجوب ترتیب کی شہادت دیتے ہیں۔ دیکھو اللہ اخرجکم
من بطون امہاتکم لاتعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافتدة
(نحل) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا۔ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے
اور تمہیں کان اور آنکھوں اور دل دیئے۔ اس آیت میں واو عاطفہ ہے اور مضمون اخراج من
بطون الامہات ذکر میں مقدم ہے لیکن اس کا وقوع پیچھے ہوا کرتا ہے۔ اور مضمون جعل
لکم السمع والابصار والافتدة ذکر میں موخر ہے لیکن اس کا تحقق پہلے ہوا کرتا ہے۔
اور دیکھو ادخلوا الباب سجداً وقلوا حطۃ (بقرہ) وقلوا حطۃ وادخلوا
الباب سجداً (اعراف) سورہ بقرہ کی آیت میں مضمون امر بدخول الباب ذکر میں مقدم
ہے اور مضمون امر بقول حطۃ ذکر میں موخر ہے۔ اور سورہ اعراف میں ان ہر دو مضمونوں کا ذکر
برعکس ہے اور ہر دو آیتوں میں واو عاطفہ ہے۔ اگر واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی
عندہ کا تطابق ضروری تسلیم کیا جائے تو ان ہر دو آیتوں کے درمیان تعارض لازم آئے گا وہو
کما ترئی۔ اگر کہا جائے کہ پھر متوفیک ذکر میں کیوں مقدم ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو فرقوں کو افراط و تفریط تھا۔ ایک نصاریٰ کہ ان کو الہ مانتے
تھے۔ دوسرے یہود کہ ان کو غیر طاہر جانتے تھے۔ اور نصاریٰ کی غلطی یہود کی غلطی سے بڑی
ہوئی تھی۔ کیونکہ غیر الہ کو الہ ماننا زیادہ بعید ہے نبی کو غیر نبی جاننے سے اگرچہ کفر دونوں میں
ہے۔ اس لیے متوفیک کو جبکہ بمعنی ممیتک ہو مقدم کیا کہ اس میں ابطال ہے عقیدہ نصاریٰ کا کیونکہ
موت منافی ہے الوہیت کے پھر رد فرمایا عقیدہ یہود کو اس طرح سے کہ ان کے لیے رفع الی

کا حق نہیں چنانچہ فرمایا ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الكتاب والحکم والنبوة
ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللہ ولكن کونوا ربانیین بما
کنتم تعلمون الكتاب و بما کنتم تدرسون. ولا یامرکم ان تتخذوا
الملئکة والنبيين ارباباً ایا مریکم بالكفر بعد اذ انتم مسلمون۔ (آل

(بقیہ) السماء ثابت کیا جو مستلزم ہے طہارت جسمانی کو اور تطہیر مطلق ثابت کی جو مستلزم ہے
طہارت روحانی کو۔ اس طرح دونوں فرقوں پر رد ہو گیا اور متوفیک کی تقدیم مناسب ہوئی۔
چونکہ آیت فلما توفیتیٰ پیشگوئی انسی متوفیک ورافعک الی الخ کے وقوع کا بیان
ہے اس لیے توفیتیٰ یا بمعنی امتی ہوگا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اس سوال و جواب میں زمانہ رقابت
زیر تنقیح ہے۔ علم تثلیث زیر بحث نہیں۔ اس لیے علم ہونا یا نہ ہونا دونوں برابر ہیں۔ سوال یوں
ہوگا کہ کیا آپ نے اے حضرت عیسیٰ دنیا میں اپنی زیر نگرانی کہہ کر تثلیث پھیلائی تھی تو آپ
جواب دیں گی۔ کہ جب سوتے ہوئے تو نے میرا رفع جسمانی کیا تو میری رقابت اور ذمہ
داری ختم ہو چکی اور اپنی ڈیوٹی پوری کر چکا۔ بعد کی حالت کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ زمانہ تجدید
اسلام میں بنی اسرائیل بلکہ کسی کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ صرف تجدید و ترقی اسلام آپ کا فرض
ہوگا اس لیے یہ زمانہ زیر بحث نہ ہوگا۔ اور اگر توفیتیٰ بمعنی امتی ہو تو یہ واقعہ قیامت کو ہوگا جیسا کہ
قادیانی مناظر نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے پس اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ
قیامت سے پہلے وفات پا چکے ہوں گے۔ آج وفات کا ثبوت نہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی غلط گوئی کا الزام قرآن کریم کے الفاظ پر غور نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ سوال علم سے نہ
ہوگا۔ بلکہ صرف یہ سوال ہوگا کہ اے عیسیٰ تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو
جیسا کہ انت قلت للناس اتخذونی و امی الہین من دون اللہ سے ظاہر ہے۔ پس
در اصل اسی سوال کا جواب دینا حضرت عیسیٰ کے ذمہ ہوگا اس سے زائد نہیں چنانچہ وہ بھی صرف
اسی سوال کا جواب دیں گے کہ میں نے نہیں کہا تھا جیسا کہ قال سبحانک ما ینکون

عمران) کسی انسان کے لیے یہ بات شایاں نہیں کہ خدا اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ تم میرے بندے بنو۔ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا پرست ہو کر رہو اس لیے کہ تم لوگ دوسروں کو کتاب الہی پڑھاتے رہتے ہو اور خود بھی پڑھتے رہے ہو اور وہ تم سے کبھی بھی نہیں کہے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو خدا مانو بھلا ایسا ہو سکتا ہے جب تم اسلام لا چکے ہو۔ پھر وہ تمہیں کفر کرنے کو کہے۔ اور اگر میں نے یہ بات کہی ہے تو تو اس کو جانتا ہے۔ تو میرے دل کی بات بھی جانتا ہے مگر میں نہیں جانتا بے شک تو علام الغیوب ہے۔“ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اچھا اگر صراحتاً آپ نے یہ تعلیم نہیں دی۔ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی تعلیم دی ہو جس سے وہ سمجھتے ہوں کہ تو الوہیت کا مدعی ہے اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ما قلت لہم الا ما امرتني بہ کہ میں نے تو ان کو وہی بات کہی جس کا تو نے حکم دیا یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اس پر یہ سوال ہو سکتا تھا کہ تم نے اگر ایسی بات بھی نہیں کہی جس سے غلط فہمی

(بقیہ) لی ان اقول ماليس لي بحقي ان كنت قلته فقد علمته تعلم ما في نفسي ولا اعلم ما في نفسك انك انت علام الغيوب ما قلت لہم الا ما امرتني الخ۔ سے ظاہر ہے اور فقرات ان اقول اور ان كنت قلته اور ما قلت قابل توجہ ہیں۔ رہی زائد بات۔ اس کا بتلانا نہ ان پر واجب نہ مفید اس لیے خاموشی اختیار کر کے استظهار بالرحمۃ کی طرف توجہ فرمائیں گے جس کی بنا و رحمتی وسعت کل شئی اور ان رحمتی سبقت غضبی پر ہے اور کہیں گے ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزيز الحكيم یعنی ان نالائقوں کو اگر تو بخش دے تو کون تجھ کو روک سکتا ہے۔ سبحان اللہ اسلامی مناظر نے تو اس آیت کے مرکز سے جواب نکالا ہے لیکن قادیانی مناظر نے اس دلیل کی طرز استدلال میں صرف اپنے خیالات سے کام لیا ہے۔ ۱۲ مرتب

لگ سکے تو ہو سکتا ہے کہ وہ خود بخود اپنی مرضی سے تجھے پوجنے لگے ہوں اور تو نے انہیں روکا نہ ہو۔ تو اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں و کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم کہ ایسا بھی نہیں ہوا کیونکہ میں جب تک ان میں رہا تو میں ان کے عقائد اور اعمال سے غافل نہیں رہا بلکہ ہر وقت ان کی نگرانی اور محافظت کرتا رہا۔

میری موجودگی میں یہ عقیدہ ان میں نہیں آیا۔ اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ پھر یہ عقیدہ ان میں کب آیا تو فرمایا فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم یعنی مجھے کچھ علم نہیں اگر بگڑے ہوں گے تو میری وفات کے بعد بگڑے ہوں گے کیونکہ میری وفات کے بعد تو ہی ان پر نگران تھا وفات کے بعد کا حال مجھے معلوم نہیں۔

پس فقرہ و کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتی سے ہم دو طریق پر وفات مسیح پر استدلال کرتے ہیں۔ ایک تو اس طرح کہ مسیح علیہ السلام اقرار کرتے ہیں کہ نصاریٰ کا بگڑنا اور مجھے معبود بنانا اگر ہوا تو میری وفات کے بعد ہوا۔

نہ کہ میری موجودگی میں اور آیت لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم سے ثابت ہوتا ہے کہ نزول قرآن کے وقت نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا بنا چکے تھے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ دوسرا

طریق یہ ہے کہ مسیح نے اس آیت میں اپنی دو حالتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک نصاریٰ میں موجودگی اور ان پر نگران اور محافظ ہونے کی۔ اور دوسری ان کے اندر عدم موجودگی اور ان پر نگران نہ ہونے کی حالت اور ان دونوں کے درمیان حد

فاصل تو فی ہے۔ اور تیسری کوئی حالت آپ پر نہیں گزری۔ پس یا تو مانو کہ حضرت عیسیٰ نصاریٰ میں موجود ہیں یا وفات پا گئے ہیں۔ پہلی شق تو باطل ہے کیونکہ آپ خود بھی مانتے ہیں کہ وہ اس وقت ان میں موجود نہیں ہیں پس دوسری شق ثابت

ہوئی اور وہ وفات کی حالت ہے۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ مسیح نے اپنی تیسری حالت کوئی بیان نہیں کی۔ صرف دو ہی حالتیں بیان کی ہیں۔ ایک مادمیت فیہم کی اور دوسری کنت انت الرقیب علیہم کی اور یہ دوسری حالت تو فی کے بعد کی ہے۔ پس اگر وہ زندہ ہیں تو ان کی نصاریٰ میں موجودگی اور ان پر نگران و محافظ ہونا ضروری ہے۔

مگر ان کی نصاریٰ میں موجودگی اور ان پر نگرانی آپ کے نزدیک بھی باطل۔ پس جو مستلزم باطل ہو وہ بھی باطل۔ اور دوسری حالت جو عدم موجودگی کی ہے وہ وفات کے بعد کی حالت ہے۔ پس مسیح کی وفات ظاہر ہے۔ چنانچہ یہی آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمائی ہے جیسا کہ بخاری میں آیا ہے کہ مشر کے دن چند صحابہ پکڑ کر لے جائے جائیں گے تو آپ فرمائیں گے کہ یہ تو میرے صحابہ ہیں تو جواب دیا جائے گا لا تدری ما احد ثواب بعدک تجھے نہیں معلوم کہ انھوں نے تیرے بعد کیا کیا باتیں کیں۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ افساقول کما قال العبد الصالح و کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم یعنی میں بھی کہوں گا جس طرح مسیح نے کہا

اس کا جواب اسلامی مناظر نے اس طرح دیا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت میں اشتراک ہو جس کی توضیح یہ ہے کہ التشبیہ ان یدل علی مشارکۃ امر الآخر فی معنی (مطلوب ص ۲۸۶) یعنی تشبیہ سے مراد بیان کرنا مشارکت ایک چیز کی ساتھ دوسری چیز کے کسی وصف میں۔ مثلاً زید کا لاسد میں اتنا ضروری ہے کہ زید اور اسد کسی وصف میں مشارک ہوں جیسی شجاعت۔ اور یہ ضروری نہیں کہ زید شیر کی ہر ایک وصف میں مشارک ہو ورنہ لازم آئے گا کہ تشبیہ زید کا لاسد اس صورت میں صحیح ہو کہ زید سوائے ماہیت کے تمام عوارض شیر میں اس کا مشارک ہو۔ وہو کما تری۔ پس فاقول کما قال العبد الصالح۔ الخ

ہے کہ میں بھی ان پر نگراں تھا جب تک کہ میں ان میں تھا مگر جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان کا نگراں تھا فیقال ان هولاء لم يزاوا مرتدين على اعقابهم منذ فارقتهم (بخاری۔ کتاب التفسیر) کہ تیری وفات کے بعد جبکہ تو ان سے جدا ہوا ان کی یہ حالت رہی کہ وہ مرتد بنے رہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی دوہی حالتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک اپنی قوم میں موجودگی۔ اور دوسری قوم سے عدم موجودگی۔ تیسری حالت آپ پر بھی کوئی نہیں۔ پہلی حالت میں تو صحابہ نہیں بگڑے جن کو کہ حشر کے دن پکڑا گیا ہے اسی لیے آپ نے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ تو میرے پیارے صحابہ ہیں۔ ان کا بگڑنا چونکہ آپ کی عدم موجودگی میں وفات کے بعد ہوا تھا اس لیے آپ فرماتے ہیں کہ فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم کہ اے خدا جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان کا نگراں تھا مجھے اس وقت کا علم نہیں۔ اس آیت کے پڑھنے کے بعد جواب دیا گیا کہ وہ مرتد ہو گئے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں حالتوں اور اپنی امت کے چند لوگوں کے مرتد ہونے کو صبح کی دونوں حالتوں اور ان کی قوم

بقیہ۔ میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشبہ ہے اور قول عیسیٰ علیہ السلام مشبہ یہ ہے اور وجہ تشبیہ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ مقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مقول عیسیٰ علیہ السلام ایک الفاظ بعینہا ہوں۔ اور یہاں تو ضرورت سے زیادہ ان الفاظ کے معنی میں بھی ایک نوع کی مشارکت ہے کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول توفیتی سے مراد ان متنی لی جائے تو قبض روح کے معنی میں مشارکت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبارت میں قبض روح مع الامساک مراد ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبارت میں قبض روح مع الارسال مراد لے جائے گی۔ اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول توفیتی سے اتنی مراد ہو تو پھر ایک زیادہ نوعی مشارکت ہو جائے گی۔ ۱۲ مرتب

کے مرتد ہونے کے مطابق بیان فرمایا ہے اور اپنے متعلق وہی الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو مسیح نے اپنے متعلق کہے۔ پس جس طرح کہ چند اصحاب کے بگڑنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے اسی طرح عیسائی قوم کے بگڑنے سے پہلے مسیح کی وفات ہو چکی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں عدم موجودگی آپ کے وفات پا جانے کی وجہ سے ہے اسی طرح مسیح کی عدم موجودگی اپنی قوم میں ان کے وفات پا جانے کی وجہ سے ہے۔ فافہم۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلما توفیتی سے مراد یہ نہیں کہ جب تو نے مجھے وفات دی بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھے آسمانوں پر اٹھالیا تو یہ مندرجہ بالا وجوہ سے باطل ہے۔ (۱) مندرجہ بالا حدیث اس کی تردید کرتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے حق میں استعمال فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ جس طرح مسیح اپنی قوم سے وفات پا کر جدا ہوئے ویسے ہی میں بھی وفات پا کر اپنی قوم سے جدا ہوا۔ (۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام علماء و فضلاء کو بدین الفاظ چیلنج دیا تھا کہ اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد نظم نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ باب تفعل سے خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی مثلاً قبض جسم کر کے آسمان پر اٹھانے کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حص ملکیت کا فروخت کرا کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا اور آئندہ اس کے کمالات حدیث دانی و قرآن دانی کا اقرار کر لوں گا۔ اس چیلنج پر تیس سال کا عرصہ گزر جانا اور اس لمبے عرصہ میں اس کا

جواب کسی سے نہ ہو سکتا اور تمام علماؤں کا عاجز آ جانا اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ اس چیلنج کے مطالبہ کو کوئی شخص پورا کر سکتا۔ اگر مفتی صاحب کو اپنی قابلیت اور علمیت جتلا نا مقصود ہے تو وہ لغت عرب نظم و نثر قصائد عرب و دیگر کتب عربی و قرآن مجید و احادیث سے ایک ایسی مثال تو پیش کریں کہ جس میں ۱۔ تونی باب تفعل کا کوئی مشتق استعمال ہوا ہو اور اس کا فاعل خدا تعالیٰ اور مفعول کوئی ذی روح چیز ہو اور پھر وہ قبض روح کے علاوہ آسمان پر اٹھانے کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہو۔ مگر کیا مفتی صاحب ایسی مثال پیش کریں گے۔ نہیں ہرگز نہیں (۳) لغت عرب میں کوئی ایک بھی ایسی مثال موجود نہیں ہے کہ جس میں تونی کا لفظ باب تفعل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل اور مفعول کوئی ذی روح چیز ہو اور پھر اس

اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ لفظ تونی کا معنی موضوع لہ مطلق قبض ہے نہ موت۔ ورنہ ان قیود کی کیا ضرورت تھی کہ فاعل خدا ہو اور مفعول ذی روح ہو۔ بے شک موت اور غیث وغیرہ تونی کے انواع ہیں جیسا کہ آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والی لم تمت فی منامھا الخ سے ظاہر ہے۔ اور یہ زور دینا کہ تونی باب تفعل کا کوئی صیغہ ہو اور فاعل خدا ہو اور مفعول ذی روح ہو تو وہاں ضرور مراد معنی قبض روح ہوں گے۔ ایسا ہے جیسا کہا جائے کہ مصدر خلق کا کوئی صیغہ ہو اور فاعل خدا ہو اور مفعول آدم اور حواء ہوں تو اس جگہ خلق سے ضرور مراد نطفہ سے پیدا کرنا ہوگی تو اس بنا پر یہ کہنا کب صحیح ہو سکتا ہے کہ خلق کے معنی نطفہ سے پیدا کرنا ہے بلکہ خلق کا موضوع لہ مطلق پیدا کرنا ہے۔ اور نیز جب تونی بمعنی موت تسلیم کرنے سے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ مفصل گزر چکا ہے۔ تو پھر اس بات پر کیوں زور دیا جاتا ہے کہ تونی بمعنی موت ہے۔ اور اس زور دکھلانے میں قادیانی مناظر کو کیا فائدہ ہے۔ بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت مسلمانوں کو مخالطہ میں ڈالنا چاہتی ہے۔ ۱۲ مرتب

کے معنی قبض روح کے نہ ہوں۔ توفی اللہ زیداً جب بھی بولا جائے گا تو اس کے معنی یہی ہوں گے کہ خدا تعالیٰ نے زید کی روح قبض کر لی اور وہ مر گیا۔ ملاحظہ ہو (۱) توفی اللہ فلانا قبض روحہ (اقرب الموارد) (۲) توفاه اللہ اماتہ الوفات الموت (المصباح) (۳) توفاه اللہ امے قبض روحہ (صحاح)۔ قاموس (۴) توفاه اللہ اذا قبض نفسه (لسان العرب) (۵) توفاه اللہ عز وجل اذا قبض نفسه (تاج العروس) (۶) توفاه اللہ تعالیٰ ای قبض روحہ (منتہی الارب) (۴) قرآن مجید میں یہ لفظ زیر بحث آیتوں کے علاوہ اسی طریق پر تیس جگہ استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی کسی جگہ بھی قبض جسم مع الروح کے نہیں ہیں بلکہ قبض روح کے ہی ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں (۱) توفنا مع الابرار (آل عمران) (۲) توفنا مسلمین (اعراف) (۳) توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین (یوسف) (۴) وامانرینک بعض الذی نعدہم اوتوفینک (یونس) (۵) حدیث میں جہاں کہیں مذکورہ بالا تحریر پر توفی کا لفظ وارد ہوا ہے تو وہ بھی آسمان پر لے جانے کے معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہے تو مفتی صاحب کوئی مثال پیش کریں۔ نماز جنازہ میں جو دعا پڑھی جاتی ہے اس سے تو مفتی صاحب ناواقف نہیں ہوں گے کیونکہ اس میں بھی یہ لفظ قبض روح کے معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے۔

پس مذکورہ بالا آیت قطعی اور یقینی طور پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔

دوسری دلیل: خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم۔ اور لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ۔ (مائدہ) کہ وہ لوگ جو مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور تثلیث کے

قائل ہیں کافر ہیں۔ ان دونوں آیات سے ظاہر ہے کہ مسیح ناصری کو معبود من دون اللہ مانا جاتا ہے۔ دوسری جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے و یوم نحشرهم جميعاً ثم نقول للذین اشرکوا مکانکم انتم و شرکاءکم فزیلنا بینہم وقال شرکائہم ما ینکم ایانا تعبدون فکفی باللہ شہیداً بیننا و بینکم ان اءکنا عن عبادتکم لغافلین (یونس) ”اور جس دن ہم سب کو اکٹھا کریں گے پھر مشرکین کو یہ حکم دیں گے کہ تم اور جن کو تم نے خدا کا شریک بنایا تھا ذرا اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے اور ان کے شرکاء کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے پس اب ہمارے اور تمہارے درمیان بس خدا ہی شاہد ہے۔ ہم کو تو تمہاری پرستش کی مطلق خبر نہیں۔“ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں ورنہ اگر انہیں زندہ مانا جائے اور پھر دوبارہ انہی کا نزول ہو اور آکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک بنایا جاتا ہے اور ان کی عبادت کی جاتی ہے۔ پھر حشر کے دن خدا تعالیٰ کے حضور کہیں کہ مجھے تو ان کی عبادت کرنے کی بالکل خبر نہیں۔ صریح

ایہ عجیب استدلال ہے۔ نہ اس دلیل میں حضرت عیسیٰ کا شخصی طور پر ذکر ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ ہے جس کا مفہوم موت ہو۔ اور اس استدلال کی بناء استغراق پر ہے جو بالکل صحیح نہیں ہو سکتا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس جو تثلیث کا اقوم ثالث ہے وہ ان کے شرک سے بے خبر ہو۔ وہو کماتری۔ اور نیز یہ عام دلیل ہے جو خاص منطوق دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی جیسا کہ انا خلقنا الانسان من نطفة عام دلیل خلقہ من تراب خاص دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور یہی وجہ ہے کہ مولوی نور الدین صاحب جن کی مرزا صاحب نے توثیق کی ہے لکھتے ہیں۔ لفظ جمع کا ہو تو اس سے مراد کلہم اجمعون نہیں ہو گا جب تک کہ تصریح نہ ہو بلکہ مراد بعض سے ہوتی ہے۔ (اخبار بدر مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۱۳ء ص ۱۴) ۱۲ مرتب

جھوٹ ہے جو کسی نبی کی شان کے شایاں نہیں۔ خدا تعالیٰ تو سچا ہے کہ وہ یہ جواب دیں گے۔ اور مسیح ناصری کا یہ جواب بھی صحیح ہوگا کیونکہ وہ وفات پا چکے ہیں جیسا کہ دلیل اول میں ہم بتا چکے ہیں کہ مسیح ناصری نے ایسی بات سے لاعلمی ظاہر کی ہے کہ انہیں خدا کے سوا معبود بنایا گیا ہے اور بتایا ہے اگر بنایا بھی ہو تو میری وفات کے بعد بنایا ہوگا جس کا مجھے علم نہیں۔ پس مسیح تو اس بات میں سچے ہیں لیکن وہ علماء اپنے دعوے میں سچے نہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح زندہ ہیں۔ اور باوجود عیسائی قوم کو دیکھتے ہوئے کہ وہ ان کو خدا بتا رہے ہیں قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولیں گے کہ مجھے تو ان کی عبادت کی بالکل خبر نہیں۔

تیسری دلیل: - او ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض رسول ہیں آپ سے پہلے جو بھی رسول تھے وہ گزر گئے اگر آپ بھی مرجائیں یا قتل کئے جائیں تو تم کو اپنی ایڑیوں پر نہیں پھر جانا چاہیے۔ اور اسلام کو نہیں چھوڑ دینا

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس تیسری دلیل کا تفصیلی جواب بھی اس طرح دیا ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ خلت بمعنی مات نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یہ ہر دو فقرے قرآنی یعنی سنۃ اللہ النبی قد خلت ولن تجد لسنة اللہ تبدیلاً متعارض ہوں۔ بلکہ خلت خلوص سے ہے جس کے معنی نکل مکانی ہے و اذا خلوا الی شیطانیہم یا زمانے کا گزرنا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ اور خلوص مکان اور ذی زمان کی صفت بالعرض ہوا کرتی ہے۔ پس بہر تقدیر آیت زیر بحث کے معنی یہ ہوں گے کہ جگہ خالی کر گئے یا گزر چکے ہیں پیشتر اس کے کئی رسول اور یہ معنی زندوں اور مردوں دونوں میں صادق آسکتے ہیں۔ جس طرح ہم کہا کرتے ہیں کہ اس شہر میں سے کئی حاکم ہو گزرے ہیں۔ یہ فقرہ اس حاکم کو جو مر گیا ہو اور اس حاکم کو جو تبدیل ہو گیا ہو اور اس حاکم کو جو بعد اختتام میعاد نوکری گھر میں چلا گیا ہو شامل ہے۔ ۲ مرتب

چاہیے۔ پس اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر رسول تھے فوت ہو گئے ہیں۔ پس اس آیت سے مسیح کی وفات بین طور پر ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایک رسول تھے۔ اور لفظ خلت کیا بلحاظ لغت۔ خلا فلان ای مات (لسان العرب تاج العروس) اور کیا بلحاظ قرینہ فقرہ آیت افان مات او قتل موت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دوسرے رسول فوت ہو گئے اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی فوت ہو گئے ہیں۔ (شان نزول) یہ آیت جنگ احد میں اس وقت نازل ہوئی جبکہ آپ کو قمرہ مہارثی

الاسلامی مناظر نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے کہ جنگ احد کے واقعہ میں سالہ کلیہ کی تردید ہے جو مہملہ سے ہو سکتی ہے۔ جو قوت موجبہ جزئیہ میں ہے اور اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ خلت بمعنی مات ہے تو پھر ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ جنگ احد میں جب یہ غلط خبر اڑ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور بعض لوگوں نے نبوت اور موت میں منافات سمجھی جو سالہ کلیہ کا مصداق ہے اور ارتداد کا راستہ اختیار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال باطل کی تردید کے لیے یہ آیت نازل فرمائی اور ظاہر کر دیا کہ نبوت اور موت میں منافات نہیں۔ پس الف لام الرسل میں استغراقی نہیں بلکہ جنسی اور جنس لا بشرط شے کے مرتبہ میں ہوتی ہے نہ بشرط لا کے مرتبہ میں۔ اور قد خلت من قبلہ الرسل قضیہ موجبہ مہملہ ہے جو قوت موجبہ جزئیہ میں ہے۔ اور سالہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔ اور آیت ولقد اتینا موسیٰ الكتاب و قفینا من بعدہ بالرسل کو غور سے پڑھنا چاہیے کہ یہی لفظ الرسل بصیغہ جمع بالف و لام موجود ہے اور یہاں استغراقی افراد قطعاً باطل ہے۔ کیونکہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب دی اور اس کے پیچھے اس کے آئین پر کئی رسول بھیجے نہ یہ کہ سب رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھیجے گئے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ سب سے پہلے رسول نہیں ہیں بلکہ کئی رسول آپ کے پہلے ہوئے اور کئی آپ کے بعد ۱۲ مرتب

نے پتھر مارا جس سے آپ کے دو دانت شہید ہو گئے اور آپ کا خود آپ کے سر میں گھس گیا۔ اور آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے تو کفار نے یہ مشہور کر دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں تب مسلمان گھبرائے اور بعض نے میدان جنگ سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا تو اس وقت یہ آیت مومنوں کی تسلی کے لیے نازل ہوئی اور اس میں یہ بتایا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے خدا تعالیٰ پر قیاس کیا ہے کہ آپ کو مرنا نہیں چاہیے حالانکہ آپ تو ایک رسول ہی ہیں اس لیے آپ کو رسولوں پر قیاس کرنا چاہیے پس جس طرح کہ پہلے رسولوں کا خلو ہو چکا ہے اسی طرح ان کا بھی ہو جائے تو تمہیں گھبرانا نہیں چاہیے۔ پس آپ کی الوہیت کی تردید اور رسالت کا اثبات لفظ خلو سے کیا ہے اور خلو کی تفسیر موت اور قتل سے کی ہے کیونکہ افان مات او قتل کی جگہ اگر لفظ خلا رکھا جائے تو معنی ایک ہی ہوں گے۔ اور ان کا ایک ہی مفہوم ہو گا۔ لیکن اگر لفظ قد خلت من قبلہ الرسول میں خلو کا ایک طریقہ آسمان پر چلے جانا بھی تسلیم کیا جائے تو نہ ہی مات او قتل کہنا درست ہو سکتا ہے اور نہ ہی صحابہ کے خیال کی تردید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح پر فلاں رسول زندہ ہے ویسے ہی آپ کو بھی زندہ رہنا چاہیے۔ چنانچہ ہمارے اس قول کی تائید و تصدیق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ سے ہوتی ہے جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پڑھا۔ جس میں آپ نے فرمایا

۱۔ اسلامی مناظر نے اس کا جواب اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح دیا ہے کہ حضرت ابو بکر کی نظر افان مات الخ پر ہے۔ اسی لیے انھوں نے اس موقع پر یہ آیت بھی پڑھی انک مبست و انھم میتون اور اس کی توضیح یہ ہے کہ قد خلت من قبلہ الرسول سالبہ کلیہ کی تردید ہے بلکہ حضرت ابو بکر کی نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے ممکن ہونے کے لیے الخافن مات الخ پر ہے اس وجہ کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت ابو بکر نے اس وقت حاضرین کو پڑھ کر سنائی تھی۔ وہ آیت یہ ہے انک مبست و انھم میتون یعنی اے پیغمبر تو (اپنے وقت مقررہ پر) مرنے والا ہے اور یہ کفار بھی اپنے اپنے اوقات مقررہ پر مرنے والے ہیں۔ ۲۔ مرتب

من كان يعبد محمدا فان محمدا قدماء و من كان يعبد الله فان الله حي لا يموت

کہ جو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا معبود خیال کرتا تھا تو وہ سن لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے ہیں۔ اور جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ پھر آپ نے ماحمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کی تلاوت فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق جو استعجاب صحابہ کرام کے دلوں میں پیدا ہوا تھا اسے سابقہ رسول کی موت سے دور کر دیا اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت ہونا کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ اس سنت میں وہ سب رسول داخل ہو چکے ہیں جو آپ سے پہلے ہو گزرے پس حضرت ابو بکر کے اس خطبہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کا پہلا اجماع جس بات پر ہوا وہ یہی تھی کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے جس قدر بھی رسول تھے خواہ موسیٰ خواہ عیسیٰ علیہ السلام سب فوت ہو گئے ہیں اور

یہ قادیانی صاحبان کا عجیب اجماع ہے۔ یہ اجماع صحابہ نہیں بلکہ صحیح اجماع صحابہ وہ ہے جس کو اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت بالتصریح پکار رہی ہے کہ وہ صحابہ کے درمیان آیت و ان من اهل الكتاب الالبومنن بہ قبل موتہ میں موتہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام کو شخصی طور پر قرار دے کر آپ کا نزول ثابت کر رہے ہیں اور اس تصریح نزول کے موقع پر کوئی صحابہ نہ نفس مضمون یعنی نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرتا ہے اور نہ حضرت ابو ہریرہ کے ضمیر موتہ کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دینے کو غلط کہتا ہے اور نہ آپ کے استدلال کو ضعیف قرار دیتا ہے پس صحابہ کا اجماع حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوا نہ کہ وفات پر کیونکہ آیت و ان من اهل الكتاب الالبومنن بہ قبل موتہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شخصی طور پر مذکور ہیں اور آیت قد خلت من قبلہ

الرسل کا الف لام بقرینہ لفظ قبل استغراق کا ہے جس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت

بات بالکل صاف ہے کہ عام دلیل خاص منطوق شخصی دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ مرتب

اسحان اللہ کیا کہئے۔ جناب من! آیت قد خلت من قبلہ الرسل میں من قبلہ قرینہ اس بات کا نہیں کہ الرسل میں الف لام استغراقی ہے بلکہ یہ من قبلہ اس امر پر قرینہ قطعیہ ہے کہ الرسل میں الف لام استغراقی نہیں ہے جیسا کہ اسی مضمون کی طرف اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اشارہ کیا ہے کہ اگر ہم بخوشنودی مناظر صاحب ان کے معنی لیں تو لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں۔ پس موجب کلیہ نہ ہوا۔ اور اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر ہم بالفرض تسلیم کر لیں کہ خلت بمعنی مات ہے تو پھر ہم یہ نہیں تسلیم کرتے کہ الرسل میں الف لام استغراقی ہے۔ بلکہ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ الف لام استغراقی نہیں کیونکہ قد خلت من قبلہ الرسل میں من قبلہ بالرسل کی لغت نحوی ہوگی یا الرسل سے حال نحوی ہوگا۔ اور یہ دونوں متقین باطل ہیں۔ شق اول اس وجہ سے باطل ہے کہ تمام نحویوں کا اتفاق ہے کہ لغت نحوی منعوت نحوی پر ذکر میں مقدم نہیں ہوتی اور شق ثانی اس لیے باطل ہے کہ بروئے قواعد نحوی حال اپنے ذوالحال پر ذکر میں اس وقت مقدم کیا جانا چاہیے جب ذوالحال نکرہ ہو۔ اور مانحن فیہ میں الرسل معرفہ ہے پس معلوم ہوا کہ من قبلہ خلت کے متعلق ہے۔ قادیانی مناظر کی رائے کے مطابق آیت قد خلت من قبلہ الرسل کے یہ معنی ہوئے کہ تمام رسول محمد ﷺ سے پہلے فوت ہو چکے ہیں اور یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ اس آیت کے پہلے فقرے ما محمد الا رسول ثابت ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور فقرے قد خلت من قبلہ الرسل سے بوقت استغراق مراد لینے کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) رسول نہیں۔ وھل هذا الاتناقض فی القرآن وھو بدیہی البطلان۔ پس ثابت ہوا کہ من قبلہ اس بات کا قرینہ قطعیہ ہے کہ الرسل میں الف لام استغراقی نہیں۔ ۱۲ مرتب

صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل کے رسولوں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں اور اگر الرسل سے مراد بعض رسول ہوتے تو ال کے لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ اس صورت میں ال کا لانا محل مطلب ٹھہرتا ہے اور نہ استدلال صحیح ہو سکتا تھا اور نہ ہی جنگ احد کے دن صحابہ کے دلوں میں پیدا شدہ شبہ کا ازالہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ معترض کہہ سکتا ہے کہ جب تمام کے لیے خلو بالموت یا قتل ضروری نہیں اور بعض اس سے مستثنیٰ ہیں تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان بعض مستثنیٰ میں کیوں داخل نہیں اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اس بات پر کس طرح صبر کرتے تھے۔ کہ مسیح تو آسمان پر زندہ موجود ہو اور رسول کریم فوت ہو جائیں۔ وہ اس گھائے سودے پر کبھی بھی راضی نہیں ہو سکتے تھے۔ ان کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے سوا کسی کی پرواہ نہیں تھی جیسا کہ آپ کے حریثہ بن حسان بن ثابت لکھتے ہیں۔

كنت السواد لنا ظري فعمى عليك الناظر

من شاء بعدك فليمت فليک كنت احاذر

اور نیز وہ بات کہ آپ محض ایک رسول ہیں خدا نہیں ثابت نہیں ہو سکتی۔ اگر خلو کی ایک صورت آسمان پر زندہ جانا بھی مان لی جائے۔ لیکن اگر الرسل سے مراد تمام رسول ہوں اور خلو موت اور قتل سے ہی مانا جائے تو اعتراض بھی اٹھ جاتا ہے۔ اور پیدا شدہ شبہ کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور نیز یہی آیت مسیح کے لیے بھی استعمال ہوئی ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرمایا ہے۔ **إِذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ الْا** رسول قد خلت من قبله الرسل پس جس طرح کہ اس آیت میں قد خلت من

اس آیت **مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ الْا** رسول قد خلت من قبله الرسل میں بھی الف لام استغراقی نہیں ہو سکتا ورنہ بروئے قواعد نحویہ مذکورہ لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں۔ وهو کما تروی ۱۲ مرتب

قبلہ الرسل سے مسیح سے پہلے کے تمام رسول مراد ہیں اسی طرح ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام رسول جن میں مسیح بھی شامل ہیں۔ مراد ہے۔ اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی اور صرف ما المسيح ابن مریم الا رسول کی ہی آیت ہوتی تو کوئی شخص یہ کہہ سکتا تھا کہ مسیح الرسل میں شامل نہیں اس لیے انھوں نے وفات پائی نہیں خدا تعالیٰ نے ما محمد الا رسول والی آیت نازل کر کے مسیح کو جو پہلی آیت سے باہر تھا اس کو بھی مریدوں میں شامل کر دیا تفکر فیہا حق التفکر۔

چوتھی دلیل:- آیت لقد کفر الذین قالوا اللہ هو المسيح ابن مریم اور لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثة سے ثابت ہے کہ مسیح کو خدا تعالیٰ کے سوا معبود مانا جاتا ہے اور اس کی پرستش کی جاتی ہے۔ اس سے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور سورہ نحل رکوع میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احياء و ما یسعون ایان یعثون کہ وہ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں اور ان کی طرف خلق

اسجان اللہ یہ کیا عجیب دلیل ہے نہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ ہے جس کے معنی موت کے ہوں۔ مناظر اسلامی نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس دلیل کا تفصیلی جواب دیا ہے کہ ویسا ہی آیت والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احياء قضیہ مطلقہ عامہ ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس فوت ہو چکے ہوں اور نیز آیت انکم میت و انھم میتون سے بھی اس کا قضیہ مطلقہ عامہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور توضیح اس کی یہ ہے کہ قضیہ مطلقہ عامہ وہ قضیہ ہے جس میں یہ حکم کیا جائے کہ محمول موضوع کے لیے کسی وقت ثابت ہے یا محمول موضوع سے کسی وقت مسلوب ہے اور اموات غیر احياء اس آیت میں مطلقہ عامہ کا محمول ہے اور مطلب آیت کا

منسوب کرتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود عالم خلق سے ہیں یعنی ان کو خدا تعالیٰ نے خلق کیا ہے وہ مردے ہیں زندہ نہیں اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ موت کے بعد قیامت کے دن کب اٹھائے جائیں گے۔ پس ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری وفات پا گئے ہیں کیونکہ ان کو خدا تعالیٰ کے سوا معبود مانا جاتا ہے اور آیت اموات غیر احیاء سے ثابت ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ کے سوا معبود مانے جاتے ہیں جن کی طرف خلق منسوب کی جاتی ہے اور ان سے دعائیں کی جاتی ہیں وہ مردہ ہیں زندہ نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مسیح ناصری بھی وفات پا گئے ہیں زندہ نہیں ہیں۔ فافہم۔

پانچویں دلیل :- اما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل و امه صديقة كانا يا كلان الطعام انظر كيف نبين لهم الآيات ثم انظر انى يوفقون۔ مسیح ابن مریم تو ایک رسول ہی ہیں آپ سے

(بقیہ) یہ ہے کہ جو معبودات باطلہ اللہ کے سوا پرستش کئے جاتے ہیں وہ کسی وقت میں مرنے والے اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ تمام معبودات باطلہ مر چکے ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس جو تثلیث کا اقوم ثالث ہے فوت ہو چکا ہو تو پھر مرزا صاحب کی نبوت کا سلسلہ کیسا جاری رہا۔ اور نیز آیت انک میت وانہم میتون سے اموات غیر احیاء کے قضیہ مطلقہ عامہ ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نزول کے وقت زندہ تھے اور بعد میں بھی زندہ رہے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین جن کو میتون کہا گیا زندہ تھے اور زندہ رہے۔ ۱۲ مرتب

۱۱۔ قادیانی مناظر نے اپنے دعویٰ وفات مسیح پر بہت دلائل پیش کئے ہیں جن سے ان کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ سامعین پر اچھا اثر پڑے کہ انھوں نے بکثرت دلائل پیش کئے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ درحقیقت قادیانی مناظر نے ایک بھی ایسی دلیل نہیں بیان کی کہ جو بروئے

پہلے رسول گزر چکے ہیں اور آپ کی والدہ صدیقہ ہیں۔ آپ اور آپ کی والدہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ اس آیت سے پہلے عیسائیوں کا قول پیش کیا ہے کہ عیسائی مسیح کو خدا بناتے ہیں حالانکہ مسیح خدا نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ آپ تو ایک رسول ہی ہیں۔ اس کے تین دلائل بیان فرمائے ہیں۔ (۱) قد دخلت من قبلہ الرسل (۲) امہ صدیقہ (۳) کانا یا کلان الطعام۔ اس وقت میں جس سے وفات مسیح

(بقیہ) قواعد و محاورات عربیت دعویٰ وفات مسیح کو ثابت کر سکے۔ بلکہ سب مغالطات ہیں جیسا کہ اس مناظرہ سے اظہر من الشمس ہے اور اس دلیل کا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ ایسا ہی آیت کانا یا کلان الطعام میں صیغہ ماضی ان کی ماں کی وجہ سے تغلیب ہے جیسے کانت من القاتلین میں۔ اگر سوال ہو کہ ابن مریم کیا کھاتے ہیں تو ہم یہ حدیث سنائیں گے لست کاحد کم اولست کھیتکم انی بطعمنی ربی ویسقینی۔ اور اس کی تشریح یہ ہے کہ کانا صیغہ مذکر کا ہے اور مذکر کو مونث پر غلبہ دے کر دونوں سے یعنی عیسیٰ اور مریم سے مذکر کے صیغہ کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے۔ جیسا کانت من القاتلین میں۔ اور کانا کی ماضویت حضرت عیسیٰ کی ماں کی وجہ سے ہے یعنی حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں مریم صدیقہ بہ بیت مجموعی زمانہ گذشتہ میں کھانا کھایا کرتے تھے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جیسا کہ مریم صدیقہ فوت ہو چکی ہیں ویسا ہی حضرت عیسیٰ بھی فوت ہو گئے ہوں مثلاً جب یہ کہا جائے کہ مرزا صاحب اور ان کی بیوی صاحبہ دونوں مل کر زمانہ گزشتہ میں باغ کی سیر کیا کرتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر بالفرض ان دونوں میں سے ایک صاحب فوت ہو جائیں تو دوسرے صاحب بھی ضرور فوت ہو جائیں۔ اگر سوال کیا جائے کہ اب حضرت عیسیٰ آسمان پر کیا کھاتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ طعام یا بطعم یہ کانا نام ہے یعنی جو طعام اور غذا ہو کر مایہ حیات بنے۔ اور طعام میں یہ ضروری نہیں کہ وہ خوب ارضی وغیرہ ہی ہوں۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو صوم الوصال سے نہی فرماتے ہیں۔

پر استدلال کرنا چاہتا ہوں وہ آخری فقرہ ہے اس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مسیح اور آپ کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے اور سب لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کیوں کھانا کھاتا ہے اور کیوں کھانا کھانے کا محتاج ہے۔ اس میں اصل بھید یہ ہے کہ ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل کا جاری ہے یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ و جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرے بدل مانتھل ہو جاتا ہے اور ہر ایک قسم کی غذا جو کھائی جاتی ہے اس کا بھی روح پر اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ کبھی روح جسم پر اپنا اثر ڈالتی ہے اور کبھی جسم روح پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ جیسے کہ اگر کوئی روح کو یک دفعہ کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اس خوشی کے آثار یعنی بشت اور چمک چہرہ پر بھی نمودار ہوتی ہے۔ اور کبھی جسم کے ہنسنے رونے کے آثار روح پر بھی پڑتے ہیں۔ اب جبکہ یہ حال ہے تو کس قدر مرتبہ خدائی سے یہ بعید ہوگا کہ اپنے اللہ کا جسم بھی ہمیشہ اڑتا رہے اور سات برس کے بعد اور جسم آئے اور ماسوا اس کے کھانے کا محتاج ہونا بالکل اس مفہوم کے مخالف ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں مسلم ہے اب ظاہر ہے کہ مسیح ان تمام حاجت مند یوں سے بری نہ تھے جو تمام انسانوں کو لگی ہوئی ہیں۔ پس آپ کی حالت کا متغیر ہونا آپ کے حدوث کی دلیل ہے کہ آپ حادث اور کھانے کا محتاج ہونا اور بیرونی و اندرونی عوارضات سے متاثر ہونا اس بات کی دلیل ہے

(بقیہ) اور صحابہ عرض کرتے ہیں کہ انک تو اصل یا رسول اللہ آپ پھر کیوں صوم الوصال رکھتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ لست کاحد کم اولست کھیتکم انی یطعمنی ربی و یسقینی (بخاری جلد اول ص ۲۹۳) یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے اللہ تعالیٰ طعام دیتا ہے اور پلاتا ہے۔ اس حدیث میں حبوب ارضی وغیرہ کے سوا کسی اور طعام کا بیان ہے۔ ۱۲ مرتب

کہ مسیح خدا نہیں۔ پس اس آیت میں مسیح کے کھانے اور اس کے حالات کے متغیر ہونے کو اس کی الوہیت کے بطلان کی دلیل بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی بصیغہ ماضی بیان کر کے ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ اب نہیں کھاتے۔ پس دو ہی صورتیں ہیں کہ وہ زندہ ہوں اور کھانا نہ کھاتے ہوں پس اگر پہلی صورت تسلیم کی جائے تو ایک تو اس کی الوہیت ثابت ہوگی اور دوسرے خدا تعالیٰ نے جو دلیل دی ہے وہ صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ جب وہ کھانے کا محتاج نہیں ہوگا تو غیر متغیر ہوگا اور اس کا کھانا کھانا اور متغیر ہونا ہی اس کی الوہیت کو باطل کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے پیش کیا تھا۔ لیکن وہ دونوں باتیں اس کی زندگی میں نہیں پائی گئیں۔ اس لیے وہ صرف رسول ہی نہ ہوئے بلکہ خدا بھی ثابت ہوئے۔ اور نیز یہ آیت وما جعلناہم جسدًا لا یأکلون الطعام و ما کانوا خالداً دین کے بھی خلاف ہوگی۔ چونکہ اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن کی طرف خدا تعالیٰ وحی کرتا ہے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے جو کھانا نہ کھاتے ہوں پس زندگی کی حالت میں اس آیت کے مطابق کھانا ضروری ہوا۔ اور قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت کھانا نہیں کھاتے۔ تیسرے حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ولا مستغنی عنہ ربنا (بخاری) کہ اے ہمارے خدا ہم اس کھانے سے مستغنی نہیں ہیں۔ پس کھانے سے پاک اور مستغنی صرف خدا تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ پس اگر مسیح کو زندہ مان کر کہا جائے کہ وہ کھانا کھانے سے مستغنی ہیں اور کھانا نہیں کھاتے تو وہ ان کی الوہیت کی دلیل ہے۔ اب دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ وفات پا گئے ہوں اور کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اس کے سوائے تیسری صورت کوئی نہیں ہو سکتی۔ پس آیت کانا یا کلان الطعام سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں۔

چھٹی دلیل: لا اوصانی بالصلوة والزکوة ما دمت حیا (مریم) مسج
 علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے تاکید کی حکم دیا ہے کہ جب تک میں
 زندہ رہوں نماز پڑھتا رہوں اور زکوٰۃ دیتا رہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ
 دیتے ہیں تو کس کو؟ آیا فرشتوں کو یا خدا کو؟ اگر کہو کہ ان کے پاس تو مال نہیں وہ
 زکوٰۃ کیسی دیں۔ تو ہم کہیں گے کہ خدا تعالیٰ کا خاص طور پر انہیں حکم دینا کہ جب
 تک تم زندہ رہو زکوٰۃ دو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زکوٰۃ دینے کے قابل تھے
 ورنہ خاص طور پر ان کو حکم نہ دیا جاتا۔ دوسرے ہم کہتے ہیں کہ آسمان کا عرصہ تو دو
 ہزار برس کا تو قریباً ہو چکا ہے اور آسمان میں مستحقین کا وجود بھی نہیں پایا جاتا پس
 اس لیے مادمت حیا کی قید کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے تو مادمت علی

اس چھٹی دلیل کا جواب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح دیا ہے کہ نماز کے
 آسمان پر ادا ہونے میں تو کوئی اشکال نہیں۔ کیا آسمان جائے عبادت نہیں اور شب و روز
 فرشتے تسبیح و ذکر الہی میں مشغول نہیں رہتے۔ اور زکوٰۃ کے متعلق دو جواب ہیں۔ پہلا یہ کہ
 زکوٰۃ سے مراد پاکیزگی و طہارت ہے جیسا کہ بیشتر اس کے حضرت یحییٰ کے ذکر میں فرمایا و
 حنا من لدنا و زکوٰۃ (مریم) یعنی ہم نے یحییٰ کو اپنے پاس سے نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی
 ہے اور نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پیشتر بشارت دی گئی ہے۔ لاهب لک غلاماً
 زکياً (مریم) یہاں بھی لڑکا پاکیزہ مراد ہے۔ پس اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے
 مجھے حکم کیا ہے کہ جب تک زندہ رہوں نماز ادا کرتا رہوں اور پاکیزہ رہوں۔ دوسرا جواب یہ
 کہ زکوٰۃ سے مراد صدقہ مفروضہ ہے۔ لیکن فرضیت ادا، زکوٰۃ اس وقت ہے جب انسان
 صاحب نصاب ہو۔ میرے قادیانی مناظر صاحب پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن کریم
 یا صحیح حدیث سے صاحب نصاب ہونا ثابت کریں پھر ہم زکوٰۃ کا مصرف بتائیں گے۔ ۱۱
 مرتب۔ اللهم اغفر الکاتبہ ولوالدیہ وللمؤمنین۔

الارض کہنا ہی صحیح ہو سکتا تھا۔ مادمیت حیا۔ پھر اس کے علاوہ سوال یہ ہے کہ وہ کوئی نماز پڑھتے ہیں۔ اسرائیلی نماز یا محمدی؟ اگر کہو اسرائیلی تو ماننا پڑے گا کہ ابھی پہلی شرایع منسوخ نہیں۔ حالانکہ جمیع مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ پہلی شرایع منسوخ ہو گئی ہیں۔ اور اگر کہو محمدی نماز تو پھر یہ سوال ہے کہ ان کو کس نے بتائی۔ اگر کہو کہ نبی کریم یا صحابہ نے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان میں سے آسمانوں پر کوئی نہیں گیا۔ اور اگر کہو کہ معراج میں بتائی ہوگی تو اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ کیونکہ نمازوں کے فرض ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسیح سے ملاقات ثابت نہیں۔ اور اگر کہو کہ وہ ان کو الہاماً بتائی گئی تو اس سے حضرت عیسیٰ کے دوبارہ نزول کو تسلیم کر کے ماننا پڑے گا کہ وہ تشریحی نبی ہیں۔ کیونکہ شریعت کا ایک حصہ دونوں پر نازل ہوا۔ پس حضرت عیسیٰ اس وجہ سے نماز پڑھیں گے کہ وہ حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور ایسا ہونا آیت خاتم النبیین کے خلاف ہے پھر علاوہ ازیں یہ سوال ہوگا کہ آیا حضرت عیسیٰ دارالعمل میں ہیں یا دارالجزاء میں؟ اگر کہو دارالعمل میں تو ان کو سب اعمال کا بجالانا ضروری ہے اگر کہو کہ وہ ایسی جگہ ہیں کہ جہاں وہ یہ اعمال بجا نہیں لا سکتے تو اس پر یہ سوال ہوگا کہ آیا وہ ایسے مقام پر بخوشی خاطر اپنے ارادہ سے ٹھہرے ہوئے ہیں یا مجبوری؟ اگر کہو کہ اپنے ارادہ سے تو یہ غلط ہے۔ اگر کہو کہ مجبوری تو پھر یہ سوال ہوگا کہ آیا شریعت محمدیہ کے احکام پر عمل کرنے سے تقویٰ اور تقرب الی اللہ میں ترقی ہوتی ہے۔ یا تنزل۔ اگر کہو تنزل تو یہ فریقین کے نزدیک باطل ہے۔ اگر کہو ترقی ہوتی ہے تو مسیح کو اس ترقی سے کیوں محروم کیا گیا ہے۔ اگر کہو کہ دارالجزاء میں ہیں تو دارالجزاء میں جاننا وفات کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اور دارالجزاء کا نام ہی جنت ہے اور جنتیوں کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ و ما ہم منها بمخرجین کہ وہ جنت سے نکالے

نہیں جائیں گے۔ اس لیے مسیح دینا میں نہیں آسکتے اور اگر کہو کہ وہ اس دارالجزاء سے پھر دوبارہ دارالعمل میں بھیجا جائے گا تو اس سے مسئلہ تباہ کو صحیح ماننا پڑے گا۔ پس سوائے اس کے کہ اعمال نہ کرنے کا باعث وفات کو تسلیم کیا جائے اور مانا جائے کہ وہ زندہ نہیں ہیں اس لیے اب ان سب اعمال کے بجالانے کے مکلف نہیں ہیں اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ فافہم۔

ساتویں دلیل :- ۱۔ و سلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم

ابعث حیا مسیح علیہ السلام اپنی سلامتی کے تین دنوں کا ذکر فرماتے ہیں۔ ایک تو پیدائش کے دن دوسرے موت تیسرے بعث بعد الموت کے دن کا۔ حالانکہ اگر بغور دیکھا جائے تو اس وقت جبکہ تمام یہود آپ کے قتل کے درپے تھے اور چاہتے تھے کہ آپ کو جان سے مار دیں تو اس وقت آپ کو آسمان پر اٹھالینا ایک بڑا سلامتی کا دن تھا مگر اس کا آپ ذکر تک نہیں کرتے اس کا ذکر نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہوتا تو ضرور اس کا بھی ذکر کرتے کہ اس دن بھی سلامتی ہے جس دن کہ مجھے آسمان پر اٹھایا جائے گا اور اس دن بھی سلامتی ہے

اس ساتویں دلیل کا جواب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح دیا ہے کہ عدم ذکر شے اس شے کی نفی لازم نہیں آتی۔ جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا (براہین احمدیہ ص ۵۴۵) اور نیز اس آیت سے پیشتر رفع اور نزول کا ایک فقرہ وسیعہ کے ساتھ ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا وجعلنی مبارکاً این ما کنتم یعنی حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے برکت والا کیا ہے جہاں کہیں میں ہوں۔ ہم مقابلہ چند برکات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور برکات مرزا صاحب ذکر کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت : دشمنی۔ سد بغض کا دور ہو جانا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔

ولتذهب الشحناء والتباغض والتحاسد (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۴۷۲)

جس دن کہ میں دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گا اور ان تین مواقع میں تو سب نبی ان کے شریک تھے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ کے لیے بھی یہی تینوں باتیں خدا تعالیٰ نے فرمائی ہیں۔ پس جن دواہم اور عظیم الشان واقعات کی مسج کے ساتھ خصوصیت ہے یعنی آسمان پر جانا اور آسمان سے واپس آنا۔ یہ سلامتی کے ساتھ ذکر کرنے کے زیادہ قابل تھے۔ خصوصاً جبکہ یہ کلام وحی الہی کے ماتحت تھی۔

(بقیہ) مرزا صاحب کی برکت: بغض کی آگ لگ جانی اور ایسی عداوت کا پیدا ہو جانا جس سے ایک دوسرے سے جدائی اور قطع تعلق بلکہ رحم نتائج نکل رہے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: مال کا کثرت سے ہو جانا حتیٰ کہ زکوٰۃ کے قبول کرنے والے نہیں ملیں گے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد (مشکوٰۃ ص ۱۷۱)۔

مرزا صاحب کی برکت: مسلمانوں کا سخت محتاج اور فقر کی حالت میں ہونا۔ اگر ایک شخص خیرات کا دروازہ کھولے تو اس کثرت سے فقراء کا جمع ہو جانا کہ اسے دروازہ بند کرنا پڑے۔ اور بعض کا افلاس کے بارے ارتداد کی طرف مائل ہونا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: دلوں میں آخرت کی تیاری کی فکر اور دنیا سے بے رغبتی کا پیدا ہو جانا۔ حتیٰ تکون السجدہ الواحدة خیراً من الدنيا و ما فیہما (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۱۷۱)۔

مرزا صاحب کی برکت: لالچ اور طمع نفسانی کا بڑھ جانا حتیٰ کہ حلال و حرام کی تمیز نہ رہنا۔ رشوت ستانی اور خیانت اور غبن کا کثرت سے وقوع میں آنا۔ اور بعض کا لالچ کے مارے بے دینی اختیار کر لیتا۔ عاقبت کو بھلا دینا۔ اور دنیوی فائدوں کو پیش نظر رکھنا۔

آٹھویں دلیل: خدا تعالیٰ بنی آدم کے لیے ایک قانون بیان فرماتا

ہے۔ فیہا تحیون و فیہا تموتون و منها تخرجون کہ اے بنی آدم تم اسی زمین میں ہی زندگی بسر کرو گے اور اسی میں مرو گے اور پھر اسی سے اٹھائے جاؤ گے۔ پس یہ ایک عام قانون ہے جو ہر ایک فرد بشر پر حاوی ہے تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ مسیح فیہا تحیون کے صریح خلاف آسمان پر زندگی بسر کریں۔ چنانچہ دوسری آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً ولکم فی الارض مستقر و

(بقیہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت: کثرت سے بارش کا ہونا اور دودھ اور پھلوں کا معمول سے زیادہ ہونا اور جو امر عام خلق اللہ کے حق میں مضر ہوں ان کا رک جانا۔
مرزا صاحب کی برکت: خشک ممالی اور ہر جنس کی گرائی خصوصاً گھی دودھ کا کم ہو جانا اور آئے دن نئی بیماریاں اور وباں اور طاعون اور زلزلے اور بہت سی مصیبتیں دنیا میں عام طور پر بد امنی اور بے آرامی کا ہونا۔

خلاصہ جواب: یہ کہ القرآن کلمۃ واحدہ ہے لہذا آیت بل رقعہ اللہ الیہ اور آیت رافعک الی اور آیت وان من اهل الكتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ اور آیت وجعلنی مبارکاً این ما کنْتَ قابل غور ہیں۔ ۱۲ مرتب

اس آٹھویں دلیل کا مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ آیت فیہا تحیون و فیہا تموتون و منها تخرجون اور آیت ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حسین وغیرہ سے وفات عیسیٰ بن مریم ثابت نہیں کیونکہ یہ حصر بلحاظ مقرر طبعی واصلی کے ہے یعنی انسان کے لیے طبعی اور اصلی مقرر زمین ہے لیکن عارضی طور پر آسمان میں رہ سکتا ہے خاص کر وہ انسان جس کو فرشتوں کے ساتھ کمال مناسبت ہو۔ جیسا کہ فرشتوں کا مقرر طبعی واصلی آسمان ہے۔

مَتَاعِ الْحَيٰۤاتِ حِيْنَ كَمْ تَمَّارَ لِيْۤے زَمِيْنِ هٰۤی قَرَارْ گاہ ہے اور اِيْکِ وَقْتِ تَحْ نَفْعِ اُٹھانا ہے۔ پھر اِسی طَرَحِ خُدا تَعَالٰی فرماتا ہے۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کِفَاتًاۤ اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًاۙ کہ جاندار و غیر جاندار اور مردوں اور زندوں کے لیے ہم نے زَمِيْنِ کو قَبْضِ کرنے والی اور سَمِيْنِے والی اور اپنے ساتھ ملائے رکھنے والی بنایا ہے اس آیت میں خُدا تَعَالٰی نے مُسْلَمَہ کَشْشِ ثَقْلِ کا بَيَانِ فرمایا ہے کہ زَمِيْنِ میں یہ اِيْکِ خَاصِيَّتِ ہے کہ وہ اپنی چِزِ کو باہر نہیں ٹھہرنے دیتی۔ اور اگر کسی مانع کی وجہ سے اس سے اوپر کوئی چِزِ چلی جائے تو پھر وہ اس کو اپنی طَرَفِ کھینچ لیتی ہے۔ پس مَسْجِ عَلِيْہِ السَّلَامِ کو اگر فرشتے آسمان کی طَرَفِ اُٹھا کر لے گئے تو آسمان پر رہنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اِيْکِ تو یہ کہ فرشتے انہیں پکڑے رکھیں۔ دوسری یہ کہ آسمان کو بھی زَمِيْنِ کی طَرَحِ قَرَارِ دیا جائے یا زَمِيْنِ کے اس حصہ کی جس کے مُقَابِلَہ میں مَسْجِ عَلِيْہِ السَّلَامِ ہو وہ خَاصِيَّتِ ہی ماری گئی ہو۔ بہر حال جو بھی صورت اختیار کی جائے اس کا ثبوت دینا ضروری ہے لیکن موت کی صورت میں ان سوالات میں سے کوئی سوال بھی وارد نہیں ہوتا خُدا تَعَالٰی فرماتا ہے کہ اِنْسَانِ زَنْدَہ ہو یا مُرَدَہ اس کے لیے زَمِيْنِ ہی رہنے کی جگہ ہے۔ پس مَسْجِ زَنْدَہ ہو یا مُرَدَہ تو اس کے لیے زَمِيْنِ میں ہی رہنا

(بقیہ) لیکن زَمِيْنِ پر بھی عارضی طور ان کی آمد و رفت رہتی ہے اور نیز جہاں جَعْلِ تَکْوِيْنِ پایا جائے وہاں مَجْعُولِ اِلَیْہِ الزَّمِ نَہیں ہوتا بلکہ عارضی۔ دیکھو وَجَعَلْنَا اللَّیْلَ لِبَاسًا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا میں یہی صَحیحِ مُطْلَبِ ہے کہ آرام اور نیند کا اصلی وقت رات ہے مگر عارضی طور دن کو بھی آرام و نیند کر سکتے ہیں۔ اور مَعَاشِ کا اصلی وقت دن ہے لیکن عارضی طور پر رات کو بھی کما سکتے ہیں۔ ۱۲۔ اَللّٰهُمَّ اَعْفِرْ لِقَاتِبِہِ وَالدِّیَہِ وَلا تَسْتَذِیْہِ۔

ضروری ہے۔ پہلی شق تو آپ کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ وہ زمین پر زندہ ہوں۔
پس دوسری شق ہی صحیح ہے کہ وہ وفات پا گئے ہیں اور زمیں میں ہی مدفون ہیں۔

نویں دلیل: اذ قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول
اللہ الیکم مصداقاً لما بین یدی من التوراة و مبشراً برسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد فلما جاءهم بالبينات قالوا هذا سحر مبين۔ بقول
آپ کے اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح ناصری نے اپنی موت کے بعد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بشارت دی ہے لیکن اگر ان کی حیات کو تسلیم کیا
جائے اور مانا جائے کہ وہ پھر دوبارہ نزول ہوں گے تو اس آیت کا صریح خلاف ہو
گا۔ اور ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پیشینگوئی کے مصداق نہیں
کیونکہ اس وقت یہ صادق آئے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ کے قبل مبعوث ہوئے ہیں اور حضرت عیسیٰ
آپ کے بعد میں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی صداقت مسلمہ
فریقین ہیں۔ پس مسیح کا زندہ ہونا باطل ہو گیا اور ان کی وفات متعین ہو گئی۔

۱۱۔ اس نویں دلیل کا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ بعدی دونوں
صورتوں یعنی بعد الموت و بعد الغیوبت کو شامل ہے۔ دیکھو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ تبوک کے موقع پر اہل و عیال کی خبر گیری کے لیے مدینہ میں
چھوڑا تو اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا
انہ لانی بعدی۔ ۱۲

دسویں دلیل: اَو من تعمره ننكسه فى الخلق افلا يعقلون ہم جس کی عمر زیادہ کرتے ہیں تو اس کی بناوٹ میں اس کو الٹاتے گھٹاتے چلے جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنْكُمْ مَنْ يَتُوفى و منكم من يرد الى ارضه العمر لكيلا يعلم بعد علم شيئا۔ (حج ع ۱) اور تم سے وہ ہے جس کو وفات دی جاتی ہے اور تم میں سے وہ بھی ہیں جن کو ارذل ترین عمر (انتہائی بڑھاپا) کی طرف لوٹایا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ جاننے کے بعد نہ جاننے والا بن جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ ان آیات میں فرماتا ہے۔ کہ انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو انتہائی درجہ کا بڑھاپا پانے سے پیشتر وفات پا جاتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جن پر انتہائی درجہ کا بڑھاپا آتا ہو جس کی وجہ سے ان کے تمام اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کی قوتیں زائل ہو جاتی ہیں اور علم وغیرہ بھی باقی نہیں رہتا۔ پس مسیح بھی اس قانون سے باہر نہیں رہ سکتے پس یا تو ان کو ان دونوں قسموں میں شامل کر دینا مانو کہ وہ انسان نہیں بلکہ کچھ اور ہیں۔ اور اگر تم ان کو دوسری قسم میں شامل کر دو تو دو ہزار سال کی عمر میں سمجھ لو کہ ان کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ یا پہلی قسم میں شامل کر دو کہ وہ وفات پا گئے ہیں۔ تیسری کوئی صورت خدا تعالیٰ نے بیان نہیں کی۔ پہلی صورت تو آپ کو بھی منظور نہیں اور نہ آپ تسلیم

۱۔ اس دسویں دلیل کا اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ ان آیات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمیشہ کے لیے موت سے بچنے والا نہیں اعتقاد کرتے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ فوت ہو کر میرے مقبرے میں میرے پاس مدفون ہوں گے۔ ۲۔ مرتب

کرتے ہیں۔ پس دوسری صورت ہے کہ وفات پا گئے ہیں تسلیم کرنی پڑے گی۔

گیارہویں دلیل: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو کان

موسیٰ و عیسیٰ حین لما و معہما الا اتباعی (ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۴۶)

والیوقت والجواہر وغیرہ) کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری

پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اس حدیث میں تو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی

وفات کا اکتھا ذکر کیا۔ اور دو اور حدیثیں ہیں جن میں سے ایک میں تو صرف موسیٰ

کا نام آیا ہے اور ایک میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چنانچہ حضرت موسیٰ کے

متعلق فرمایا ہے لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی اور تیسری حدیث جس میں صرف

حضرت عیسیٰ کا ذکر ہے جو فقہ اکبر مطبوعہ مصر ایڈیشن اول کے ص ۱۰۰ پر ہے۔

ویقتدی بہ لیظہر متابعتہ لتبیینا علیہ السلام کما اشار الی ہذا المعنی صلعم

المفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث صحاح ستہ

میں نہیں بلکہ مشکوٰۃ میں بروایت جابر اس طرح ہے ولو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا

اتباعی (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں۔

اور نیز مشکوٰۃ میں ایک اور جگہ یہ حدیث یوں مذکور ہے ولو کان حیاً و ادرك نبوتی لا تبعنی رواہ

الدارمی۔ اور اس میں نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں۔ خلاصہ یہ کہ غیر مستند حدیث

کیوں پیش کی جاتی ہے۔ اس کا راوی کون ہے۔ احادیث مستندہ صحیحہ کے خلاف ایک منکر

حدیث کو پیش کرنا کونسا اسلام ہے۔ اور الیواقیت والجواہر نے فتوحات مکیہ کا حوالہ دیا ہے۔

اور فتوحات مکیہ میں صرف لو کان موسیٰ حیاً مذکور ہے۔ اور نیز وہ حدیث جس میں عیسیٰ کا ذکر ہے

بلحاظ شرط نمبر ۲ بوجہ اس کے کہ نص قرآنی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے صحیح نہیں اور اگر اس

حدیث کے ان الفاظ کو بالفرض صحیح تسلیم کیا جائے تو تعارض بین الاحادیث کو دور کرنے کے

لیے اس کا یہ معنی ہوگا۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حین علی الارض الخ۔ ۱۲ مرتب

لو کان عیسیٰ حیا ما وسعه الاتباعی یعنی مسیح موعود مہدی کی اقتدا کریں گے تاکہ ظاہر کریں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں اس مدعا کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگر عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا چارہ نہ تھا۔ پس ان کا پیروی نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔ اس دلیل کو میں ایک مثال سے واضح کرتا ہوں جو یہ ہے مثلاً ایک ساکل ہم سے ایک روپیہ مانگے اور ہم جواب میں اسے یہ فقرہ کہیں کہ اگر ہمارے پاس روپیہ ہوتا تو ہم دے دیتے تو اس فقرہ کا نتیجہ اور مقصود اور مال یہ ہے کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر موسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے وہ میری پیروی کرتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔

بارھویں دلیل: ابو اخیسنی ان عیسیٰ ابن مریم عاش مائتہ و عشرين سنة والا ارانی الا ذہبا علی راس ستین (حج الکرام ص ۳۲۸) وحاشیہ تفسیر جلالین زیر آیت متوکل مطبوعہ دہلی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مستدرک میں حاکم اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنی مرض الموت میں فرمایا ہے کہ جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور میری عمر

المفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث اس وجہ سے کہ نص قرآنی اور احادیث مستندہ صحیحہ کثیرہ کے متعارض ہے غیر صحیح بلکہ موضوع ہے ورنہ مرزا صاحب کی عمر تیس سال ہونی چاہیے تھی۔ اگر بالفرض صحیح تسلیم کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ عیسیٰ بن مریم نے زمین پر یہ عرصہ گزارا ہے۔ عیش خوردنی و آنچہ بدایا زیست

نمائندہ (ملفوظات الارب جلد ۳ ص ۲۲۸) ۱۲ مرتب

ساتھ برس کی ہوگی۔ اور مصنف حج الکرام نے اس حدیث کو روایت کر کے لکھا ہے
 رجالہ ثقات کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اور پھر جلالین کے حاشیہ پر جو یہ
 حدیث بیان ہوئی ہے تو وہ ابن حجر نے روایت کی ہے۔ یہ حدیث بالوضاحت
 دلالت کرتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ برس کی عمر پا کر وفات پا
 جائیں گے ویسے ہی مسیح ایک سو بیس برس کی عمر پا کر وفات پا گئے ہیں۔ اور اگر
 انہیں زندہ تسلیم کیا جائے تو ان کی عمر آپ کے وقت میں ایک سو بیس نہیں بلکہ سات
 سو برس کے قریب ہونی چاہیے۔ کیونکہ کسی کی زندگی میں جو زمانہ گزرتا ہے وہی
 اس کی عمر ہوتی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمادیا اور اپنی مرض
 الموت میں فرمایا تا کہ یہ بات بطور وصیت کے لوگ یاد رکھیں کہ حضرت عیسیٰ ایک
 سو بیس برس کی عمر پا کر وفات پا چکے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ
 برس کی عمر پا کر وفات پا گئے۔
 تیسرے سوال و لیل: معراج کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ

المنفی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ جواب دیا ہے کہ میرے مناظر
 صاحب کو معراج کی تمام حدیثوں پر احاطہ نہیں۔ سنن ابن ماجہ میں ہے عن عبد اللہ ابن
 مسعود قال لما كان ليلة اسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم لقي
 ابراهيم وموسى وعيسى فتذاكروا الساعة فبدأوا ابراهيم فسالوه عنها
 فلم يكن عنده منها علم ثم سالوا موسى فلم يكن عنده منها علم فرد
 الحديث الى عيسى ابن مريم فقال قد عهد الى فيما دون وجبتها فاما و
 جبتها فلا يعلمها الا الله فذكر خروج الدجال قال فانزل فاقطعه الحديث
 (سنن ابن ماجہ ص ۹۰۳) یعنی جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرایا گیا اس
 رات آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی۔

وسلم نے مسیح ناصری اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو ایک جگہ اکٹھے دیکھا ہے۔ بعض حدیثوں میں تو دوسرے آسمان میں اور بعض احادیث میں چوتھے آسمان میں اب سوال یہ ہے کہ مردوں کا مقام زندوں کا کیسے ہو سکتا ہے۔ البتہ مردوں میں وہی رہ سکتا ہے جو مردہ ہو نہ کہ زندہ۔ اب اس مقام کے متعلق ہم پوچھتے ہیں کہ آیا وہ مقام جنت تھا یا برزخ۔ اگر کہو مقام برزخ تو پھر بھی مسیح نہیں آ سکتے اور نہ ہی وہ زندہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ مقام برزخ مردوں کے لیے ہے نہ کہ زندوں کے لیے۔ اور مقام برزخ میں رہنے والا دنیا میں نہیں آ سکتا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے حتیٰ اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انہا کلمۃ ہو قائلہا و من وراثمہم برزخ الی یوم یبعثون۔ پس جو برزخ مقام میں پہنچ گیا قیامت کے دن تک اس کا ٹھکانا برزخ ہی ہے نہ کہ دنیا اور اگر کہو کہ جنت میں ہیں تو جنت ہی مرنے کے بعد حاصل ہوتی

(بقیہ) تو ان سب میں قیامت کی بابت ذکر چلا۔ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا گیا آپ کو قیامت کے وقوع کی بابت کوئی خبر نہ تھی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ آپ کو بھی کچھ معلوم نہ تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باری آئی تو آپ نے کہا کہ ہاں قیامت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا مجھ سے عہد ہے لیکن قیامت کے واقع ہونے کا وقت سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ پھر آپ نے دجال کا ذکر کیا اور کہا پھر میں نازل ہوں گا اور اس کو قتل کروں گا۔ دیکھو اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی نزول ثانی کو بیان فرماتے ہیں۔ اس حدیث نے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرب قیامت میں نازل ہونے کی بابت ذکر کر رہے ہیں اس حدیث کی تصریح کے مقابلہ میں قادیانی مناظر کی وہی اور خیالی باتوں کا کچھ اثر نہیں۔ ۱۲۔ اللہم اغفر لکاتبہ ووالدیہ وامتادہ و من سعی فیہا۔

ہے اور پھر جو جنت میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کو پھر وہاں سے نکالا نہیں جاتا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما ہم منها بمخرجین۔ پس کوئی صورت اختیار کرو معراج کی حدیث سے مسیح کی وفات اور اس کا دوبارہ دنیا میں نہ آنا ثابت ہے۔

چودھویں دلیل: طبقات کبیر لمحمد بن سعد جو کہ حالات شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالات صحابہ کرام بلکہ ابتدائی اسلامی تاریخ کی جڑ ہے اس کے جلد ثالث ص ۲۶ پر بھیرہ بن مریم سے روایت کی ہے کہ لما توفي علي ابن ابي

اگو اس چودھویں دلیل کا جواب دینا اسلامی مناظر کا فرض نہیں تھا کیونکہ بروئے شرط نمبر ۱ کا دیانی مناظر کا فرض تھا کہ قرآن کریم اور حدیث کے سوائے کوئی دلیل پیش نہ کرتا اور اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ کا قول تاریخی رنگ میں پیش کیا ہے۔ لیکن پھر بھی اسلامی مناظر نے جواب دیا ہے۔ جس کی توضیح یہ ہے کہ بلحاظ آیت فنسفحتا فیہا من روحنا (الانبیاء) و آیت فارسلنا الیہا روحنا (مریم) اور بلحاظ حدیث شفاعت ولكن علیکم بعیسیٰ فانہ روح اللہ تعالیٰ (الشفاء ص ۳۶۶ جلد ۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ ہونے میں خصوصیت ہے اور اسی وجہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم سے روح کے ساتھ تعبیر فرمائی ہے اور اضافت روح کی طرف حضرت عیسیٰ ابن مریم کے اضافت بیان یہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عرج فیہا بالروح الذی ہو عیسیٰ ابن مریم الخ۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے فقرہ ولقد قبض استعمال فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے لیے لفظ عرج فیہا بولا ہے۔ اور اسی کتاب طبقات ابن سعد کی یہ عبارت اس مضمون کی تائید کرتی ہے عن ابن عباس و ان اللہ رفعہ بجسده و انه حی الآن و سیرجع الی الدنیا فیکون فیہا ملکاً ثم یموت کما یموت الناس (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۶) یعنی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسده العصری اٹھالیا ہے۔ اور وہ اس وقت زندہ ہے اور عنقریب دنیا میں دوبارہ آئے گا پھر اس میں بادشاہ ہوگا پھر وہ فوت ہوگا جیسا اور لوگ فوت ہوتے ہو۔ ۱۲ مرتب

طالب قام الحسن بن علی فصعد المنبر وقال ایہا الناس قد قبض
 اللیلة رجل لم یسبقہ الاولون ولقد قبض فی اللیلة التی عرج فیہا
 بروح عیسیٰ ابن مریم لیلۃ سبع و عشرين من رمضان بھیرہ ابن مریم
 نے کہا کہ جب علی ابن ابی طالب فوت ہوئے تو حسن بن علی علیہما السلام کھڑے
 ہوئے اور منبر پر چڑھ کر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو آج رات وہ شخص فوت ہوا ہے
 جس سے نہ تو پہلے بڑھے اور نہ پیچھے آنے والے لوگ ان کو پہنچیں گے۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جنگ پر روانہ فرماتے تھے تو حضرت جبریل ان کی رہائی
 طرف اور حضرت میکائیل ان کی بائیں طرف سے اسے گھیر لیتے تھے۔ تو آپ نہیں
 واپس ہوتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح دیتا تھا۔ اور واللہ یقیناً وہ اس معرف
 و مشہور رات میں فوت ہوا ہے جس کو تم جانتے ہو کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کی روح اوپر چڑھائی گئی تھی اور رمضان کی ستائیسویں رات ہے پس اس حدیث
 میں صاف طور پر مسیح کے رفع روح کی خبر دی گئی ہے۔ پھر اس کی خاص تاریخ اور
 خاص وقت بھی بتلایا گیا ہے اور وہ بھی ایسے الفاظ کے ساتھ جن کے کوئی اور معنی
 نہیں ہو سکتے۔ پھر ایسی طرز سے کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سب مخاطبین
 صحابہ اور تابعین اس وقت اور اس تاریخ کو اس وصف کے ساتھ پہلے سے جانتے
 تھے کہ حضرت مسیح کی روح اس میں اٹھائی گئی۔ پھر مجمع بھی کوئی تھوڑا نہیں بلکہ
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا موقعہ ہے اور اس اجتماع کے موقعہ پر امام حسن
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح اٹھائی گئی نہ کہ جسم اور وہ
 ستائیسویں رمضان کی ہے۔ اور اس وقت کوئی صحابیہ کوئی تابعی کوئی عالم بھی یہ نہیں

کہتا کہ حضور آپ کیا فرما رہے ہیں وہ بحسدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اور اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور پھر اس پر طرفہ یہ کہ ہم کو بھی ساتھ شریک کرتے ہیں کہ یہ بھی اس کو جانتے اور مانتے ہیں کہ وہ فلاں رات میں فوت ہوئے ہیں۔ لیکن کوئی نہیں بولتا اور سب سکوت اختیار کر کے ان کی بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ دیکھ لو دنیا کی اصلاح کے لیے دو قدرتیں مبعوث ہوا کرتی ہیں۔ قدرت اولیٰ۔ وہ نبی کا وجود ہوتا ہے اور قدرت ثانیہ اس کے جانشین ہوتے ہیں۔ قدرت اولیٰ کی وفات ہوتی ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تو اس وقت قدرت ثانیہ کا پہلا فرد اٹھتا ہے اور آیت ما محمد الا رسول قد خلت

من قبلہ الرسل اور انک میت و انہم میتون اور آیت ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افان مت فہم الخالدون۔ وغیرہ آیات پڑھ کر مسیح کی وفات

ایک فقرہ سے جس میں عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر ذکر نہیں۔ اجماع صحابہ نکالنا ایک خیالی امر ہے بلکہ اجماع صحابہ درحقیقت وہ ہے جس کو اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے حدیث والذی نفسی بیدہ لبوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم الخ ذکر کر کے فرمایا فاقراوا ان شتم و امن اهل الكتاب الا لیومن بہ قبل موتہ اور اس تصریح نزول ابن مریم کے موقعہ پر کوئی صحابی نہ تو نفس مضمون یعنی نزول ابن مریم سے انکار کرتا ہے اور نہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ضمیر قبل موتہ کا مرجع ابن مریم کو قرار دینے کو غلط کہتا ہے اور نہ ہی آپ کے استدلال کو ضعیف قرار دیتا ہے اور قدرت ثانیہ کے چوتھے فرد کے فوت ہونے پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ولقد قبض فی اللیلۃ الی عروج فیہا بروح عیسیٰ ابن مریم الخ اور اس عبارت کا صحیح مطلب وہی ہے جو گزر چکا ہے تو اس لحاظ سے اس موقعہ پر بھی حضرت عیسیٰ ابن مریم کے زندہ بحسدہ العصری مرفوع ہونے پر اجماع صحابہ ثابت ہو انہ کہ جیسا قادیانی مناظر نے زعم کیا ہے۔ ۱۲ مرتب

ثابت کرتا ہے اور سب لوگ اپنی خاموشی سے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ پھر خلفاء اربعہ میں سے یعنی قدرت ثانیہ کا چوتھا فرد جب فوت ہوتا ہے تو موجودہ خلافت راشدہ کا آخری فرد بھی اٹھ کر حضرت مسیح کی وفات کو ثابت کرتا ہے اور اس کا اعلان کرتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری بحسبہ العصری آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ ان کی روح کا رفع ہوا ہے اور وہ وفات پا گئے ہیں۔

پندرہویں دلیل :- امام بخاری اپنی صحیح میں کتاب بدء الخلق کے باب واذ کرفی الکتاب مریم میں چند احادیث لائے ہیں جن پر غور کرنے سے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گئے ہیں اور آنے والا ابن مریم اور ہے جو امت محمدیہ سے ہی ہوگا۔ چنانچہ پہلے وہ دو حدیثیں لائے ہیں (۱)

المشتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ لفظ مسیح کے دو مصداق قرار دینا مرزا صاحب کی ساخت و پرداخت ہے۔ کسی اسلامی کتاب میں۔ کسی امام۔ صحابی اہل مذہب کا کوئی قول موید نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کو علم حدیث اور اصول حدیث کی واقفیت نہ تھی ورنہ خود محدثین نے حضرت مسیح علیہ السلام کے مختلف حلیوں کی تطبیق دی ہوئی ہے، وہ یہ کہ گندم گون رنگت کو جب صاف کیا جائے تو سرخ معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے بال قدرے جودت کے منافی نہیں ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ آپ کی تروتازگی کی حالت کا بیان فرمایا چنانچہ فرماتے ہیں کسانہ خسر ج من دیماس گویا آپ حمام سے ابھی غسل کر کے نکل رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ حدیث حلیہ میں تو اختلاف الفاظ سے دو مسیح آپ نے سمجھ لیے اور کہہ دیا کہ ایک میں دو حلیے جمع نہیں ہو سکتے ہیں مگر بحکم۔ ”منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا، منم محمد و احمد کو مجتبیٰ باشد“ حضرت موسیٰ و حضرت محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے دو مختلف حلیوں کا ایک شخص میں جمع ہونا کیسا تسلیم کیا گیا ہے۔ اور نیز صحیح بخاری جلد ۱ ص ۴۸۹ میں ہے۔

عن ابن عمر قال قال النبی ﷺ رایت عیسیٰ و موسیٰ و ابراهیم فاما عیسیٰ فاحمر جعد عریض الصدر (بخاری جلد ۲ ص ۱۵۵ مطبوعہ مصر) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے معراج کی رات موسیٰ و عیسیٰ و ابراهیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا حضرت عیسیٰ کا حلیہ یہ تھا کہ وہ سرخ رنگ کے ہیں اور بال گھنگریالے اور سینہ چوڑا ہے۔ (۲) عن نافع قال عبد اللہ ذکر النبی ﷺ و ارانی اللیلة عند الکعبة فی المنام فاذا رجل آدم کا حسن مایری من ادم الرجال تضرب لمتہ بین منکبہ و فی الحدیث الثانی فاذا رجل آدم سبط الشعر رجل الشعر یقطر رأسہ ما و اصنعا یدہ علی منکبہ رجلین یطوف بالبت قلت من هذا فقالوا المسیح ابن مریم الحدیث آپ فرماتے ہیں کہ مجھے کعبہ کے پاس خواب میں دکھایا گیا کہ ایک آدمی جو گندم گوں ہے اور بہت عمدہ رنگ ہے اس کے بال شانوں کے درمیان تک ہیں۔ گنگنی کئے ہوئے بالوں والا ہے۔ دوسری روایت میں جو اس کے ساتھ متصل آئی ہے یہ ہے کہ وہ گندم گوں ہے اور اس کے سر کے بال سیدھے ہیں اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے تو انھوں نے کہا کہ یہ مسیح ابن مریم ہے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ مسیح سے آگے دجال طواف کر رہا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو لا کر امام بخاری نے یہ سمجھایا ہے کہ ابن مریم دو ہیں اور ان دونوں

(بقیہ) حدثنا احمد قال سمعت ابراهیم عن ابیہ قال لا والله ما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعیسیٰ احمر الخ۔ اس سے بھی صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ احمر اور آدم سے مراد ایک شخص ہے۔ کیونکہ اگر احمر و آدم دو شخص ہوتے تو ایک شخص کا سرخ رنگ اور دوسرے کا گندم گوں ہونا ناممکن اور غیر واقعی نہیں مانا جا سکتا تو پھر حلقی نفی کا کیا معنی ۱۲ مرتب

حدیثوں میں اس پر دو دلیلیں دی ہیں۔ پہلی دلیل تو امام بخاری نے حلیتین سے دی ہے کہ ابن مریم کے دو حلیے بتائے گئے ہیں۔ ایک میں سرخ رنگ دوسرے میں گندمی۔ ایک میں سیدھے بال دوسرے میں گھنگریالے بال۔ پس اختلاف حلیتین اس بات پر دال ہے کہ ابن مریم دو ہیں ایک نہیں۔ کیونکہ ایک شخص کے دو حلیے نہیں ہو سکتے۔ ہاں ایک نام دو شخصوں کا ہو سکتا ہے۔ دوسری دلیل یہ دی ہے کہ پہلے ابن مریم یعنی مسیح ناصری کو تو معراج کی رات مردوں کے ساتھ دیکھا ہے۔ اور دوسری حدیث میں جس میں ابن مریم کا ذکر ہے اس کو آئندہ آنے والے دجال کے پیچھے۔ پس زندہ مردوں میں نہیں جاسکتا اور مردہ زندوں میں نہیں آسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابن مریم دو ہیں۔ معراج کی رات جسے دیکھا وہ اور ہے اور جس کو دجال کے پیچھے دیکھا وہ اور ہے۔ اس کے بعد اس ترتیب سے وہ دو حدیثیں لاتے ہیں۔

ایک تو وہ حدیث جس میں فاقول کما قال عبد الصالح و کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اور دوسری حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و اما مکم منکم۔ پہلی حدیث میں تو پہلے ابن مریم کی جسے معراج کی رات میں دیکھا وفات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور آیت کی بجائے حدیث پیش لائے ہیں۔ اس لیے کہ حدیث بیان کرنے میں ایک مزید فائدہ تھا وہ یہ کہ علماء جو توفیتی کے معنی رفعتی کے کرتے ہیں غلط ہیں۔ پس حدیث پیش کر کے بتا دیا کہ توفیتی کے معنی اتنی کے ہیں اور انہی معنوں میں مسیح نے استعمال کیا ہے جن معنوں میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دوسری حدیث میں امام بخاری نے بتایا ہے کہ وہ ابن مریم جس کو آپ نے دجال کے پیچھے طواف کرتے دیکھا ہے اور جس کا کام اس حدیث سے پہلی حدیث میں کسر صلیب اور قتل خنزیر بتایا گیا ہے وہ تم میں سے پیدا ہوگا کہیں باہر سے نہیں

آئے گا بلکہ وہ امت محمدیہ سے ہی ہوگا۔

پس! امامکم منکم ہی بتایا کہ وہ مسیح اسرائیلی جس کی وفات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے وہ نہیں آئے گا بلکہ آنے والا مسیح اس امت محمدیہ سے ہی ہوگا چنانچہ وہ مسیح آگیا اور وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں اور آپ نے باوازا بلند پکار کر کہا۔

۲۔ چوں مرا نورے پے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بہادہ اند
سوئے من اے بدگماں از بد گمانہا میں
فتنہ بانگرچہ قدر اندر ممالک زادہ اند
میدر خشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب
کور چشم آتا نکہ در انکار مم افتادہ اند

۱۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس حدیث یعنی کیف انتہم اذنزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم کا یہ جواب دیا ہے کہ و امامکم منکم حال ہے جس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے۔ کیف تھلک امتہ انسا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح اخرہا (مشکوٰۃ ص ۵۷۵) ۲ مرتب

۲۔ قادیانی مناظر عجیب لیاقت کا آدمی ہے کہ جا بجا مرزا صاحب کے اشعار پیش کرتا ہے حالانکہ اسلامی مناظر جس کے مقابلہ پر یہ اشعار پیش کئے جاتے ہیں وہ مرزا صاحب کو مفتری اور متنبی سمجھتے ہیں اور مرزا صاحب کو یہ نور بھی نرالا دیا گیا کیونکہ مرزا صاحب کے انوار کے چمکار ہر طرف سے ایسے نمودار ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ مثلاً صائب کہتا ہے۔

بشنوید اے طالبان کز غیب بکندایں ندا
مصلحے باید کہ درہر جا مفاسد زادہ اند
صاد قم وارظرف مولیٰ بانثانہا آدم
صدور علم و ہدیٰ بروئے من بکشادہ اند

پیارو! غور کرو فکر کرو۔ دیکھو یہود نے مسیح ناصری کے وقت کہا کہ جب تک

ایلیا آسمان سے نہ آئے تب تک ہم تجھے نہیں مانیں گے۔ کیا کوئی ایلیا آسمان سے

اتر آیا نہ مطابق حدیث السعید من وعظ بغیرہ نصیحت پکڑو اور ڈر جاؤ۔ اور اس

بات پر مت زور دو کہ جس کی خرابی تم پر عیاں ہو چکی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہوا ہے کہ میری امت بھی یہود کا طریق اختیار کرے گی۔

(بقیہ)

ارے خود غرض و خود کام مرزا	ارے منحوس نافر جام مرزا
غلای چھوڑ کر احمد بنا تو	رسول حق باستحکام مرزا
مسح و مہدی موعود بن کر	بچائے تو نے کیا کیا دام مرزا
ہوا بحث نصارے میں باختر	سیحائی کا یہ انجام مرزا
مینے پندرہ بڑھ چڑھ کے گزرے	ہے آہتم زندہ اے ظلام مرزا
تری تکذیب کی شمس و قمر نے	ہوا حجت کا خوب اتمام مرزا
ڈبویا قادیاں کا نام تو نے	کہیں کیا اے بد و بدنام مرزا
کہاں ہے اب وہ تیری پیشینگوئی	جو تھا شیطان کا الہام مرزا
اگر ہے کچھ بھی غیرت ڈوب مر تو	بظاہر اس میں ہے آرام مرزا

مطابق شرط نمبر ۲ ہم نے مذکورہ بالا پندرہ دلائل وفات مسیح پر قرآن مجید و حدیث ۲ صحیح سے لکھے ہیں۔ جن پر غور کرنے سے ہر ایک عقلمند انسان صحیح نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں۔

دستخط پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ

کرم داد۔ ازدولمیاں

دستخط جلال الدین شمس مولوی فاضل۔ مناظر منجانب جماعت احمدیہ از

قادیان

۱۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء

ایک ذریعہ دلائل کو غور سے پڑھا اور مفتی صاحب اسلامی مناظر نے جو ان کی تردید کی ہے وہ بھی نہایت تدبیر سے ذہن نشین کی۔ جس سے یہ ظاہر ہوا کہ اسلامی مناظر نے ہر ایک دلیل کے طرز استدلال کو شرط نمبر ۲ اور شرط نمبر ۳ کے تحت میں رہ کر ایسا توڑا اور بے اصل ثابت کیا کہ قادیانی مناظر کی کسی دلیل کا طرز استدلال وفات مسیح ابن مریم کو ثابت نہ کر سکا۔ بلکہ قادیانی مناظر نے جو قرآنی دس دلیلیں ذکر کی ہیں ان میں سے سوائے پہلی دلیل کے کسی دلیل میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کی وفات کا ذکر ہی نہیں۔ اور پہلی دلیل کے متعلق خود قادیانی مناظر نے تسلیم کیا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا۔ اور قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ آج وفات کا ثبوت نہیں۔ ۱۲ مرتب ۲ قادیانی جماعت بڑے فخر سے یہ کہتی تھی کہ ہم وفات مسیح ابن مریم قرآن سے ثابت کر سکتے ہیں اور حیات مسیح ابن مریم پر ہمارے مخالف فریق کے پاس کوئی قرآنی دلیل نہیں بلکہ اگر پیش کرتے ہیں تو حدیث۔ اس مناظرہ میں ان کا یہ مصنوعی فخر بخوبی ٹوٹ گیا ہے اور قادیانی مناظر کو اپنے دلائل پر ایسی بے اعتباری اور بے اطمینانی تھی کہ اس نے زرہ دلائل میں چند ایسی احادیث بیان کر دیں جن کا حال گزر چکا ہے اور مفتی صاحب اسلامی مناظر نے شرط نمبر ۲ اور شرط نمبر ۳ کے تحت میں رہ کر حیات مسیح ابن مریم کو قرآن کریم سے ثابت کیا جس کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہ دے سکا۔ اگر حیات مسیح ابن مریم کو حدیثوں سے تلاش کیا جائے تو فن حدیث اس مضمون سے لبریز ہے۔ ۱۲ مرتب

تردید دلائل وفات مسیح از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ فان

تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ و الی الرسول۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم آسمان ثانی پہ ہے وہ محترم

وہ ابھی داخل نہیں اموات میں ہے یہی مضمون بیس آیات میں

میں انہایت افسوس کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب نے کوئی دلیل قرآنی

یا حدیثی پیش نہیں کی جس سے وفات ابن مریم ثابت ہو۔ اپ قرآن کریم کے

الفاظ میں غور کریں۔ آپ نے کوئی فقرہ ایسا پیش نہیں کیا جس سے بلحاظ الفاظ و

قواعد عربیت وفات ابن مریم ثابت ہو۔ مثلاً آیت واذ قال اللہ یعیسیٰ ابن

مریم انت قلت للناس اتخذونی ارحم کیونکہ اس کے لفظوں پر غور کرنے سے

اتنا ہی ثابت ہوا کہ لما توفیتی وعدہ انی متوفیک ورافعک الی کے

وقوع کا بیان ہے۔ اب اگر بلحاظ آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتھا و التی

لم تمت فی منامھا۔ توفیتی سے اُمتی مراد لی جائے تو اس سوال و جواب میں

زمانہ رقابت زیر تنقیح ہے۔ علم تثلیث زیر بحث نہیں اس لیے علم ہونا یا نہ ہونا دونوں

برابر ہیں۔ سوال یوں ہوگا کہ کیا آپ اے حضرت عیسیٰ دنیا میں اپنی زیر نگرانی کہہ

کر تثلیث پھیلاتے تھے تو آپ جواب دیں گے کہ جب سوتے ہوئے میرا رفع

اس کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے دلائل وفات مسیح ابن مریم اپنے زعم کے مطابق پیش کئے

ہیں لیکن قرآن کریم یا حدیث میں سے کوئی ایسی دلیل نہیں بیان کی جو بلحاظ الفاظ و قواعد عربیت وفات

ابن مریم کو ثابت کرے۔ ۱۲ مرتب

جسمانی ہوا تو میری ذمہ داری اور رقابت ختم ہو چکی اور اپنی ڈیوٹی پوری کر چکا۔ اور اگر توفیتی سے اتنی مراد لی جائے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا اور اذ استقبال کے لیے بھی آتا ہے۔ فسوف يعلمون اذا الاغلال فی اعناقہم۔ اور مولوی نور الدین صاحب اس کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں ”اور جب کہے گا اللہ۔“ (فصل الخطاب ص ۱۷۸) پس اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ابن مریم قیامت سے پہلے وفات پا چکے ہوں گے۔ آج وفات کا ثبوت نہیں۔ اور ابن مریم کی غلط گوئی کا الزام قرآن کریم کے الفاظ پر تدبر نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ سوال علم سے نہیں ہوگا۔ بلکہ سوال صرف یہ ہوگا کہ اے عیسیٰ تو نے لوگوں کو کہا کہ تثلیث پھیلائی تھی۔ چنانچہ وہ اسی سوال کا جواب دیں گے کہ میں نے نہیں کہا۔ رہی زائد بات۔ اس کا تلافی ان پر واجب نہ مفید اس لیے خاموشی اختیار کر کے استظہار بالرحمتہ کریں گے اور کہیں گے ان تعذبہم فانہم عبادک و ان تغفرلہم فانک انت العزیز الحکیم اور فاقول کما قال العبد الصالح میں یہ ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت میں اشتراک ہو۔ اور قال کا ماضی ہونا۔ اس کے متعلق اتنا کہنا کافی ہے کہ ماضی بمعنی مضارع بکثرت قرآن کریم میں وارد ہے ونفخ فی الصور۔ و اشرق الارض و وضع الکتاب۔ جیسی بالنیین۔ قضی بینہم میں قال بمعنی القول ہو سکتا ہے اور ایسا ہی آیت

ارہایہ امر کہ ماضی سے کیوں تعبیر فرمایا۔ سو گویا نکتہ کو اصل مقصود میں کوئی دخل نہیں مگر تیرا بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی حکایات بیان فرمائیں کہ میں قیامت میں اس طرح کہوں گا۔ اس بیان سے پہلے صحابہ یہ آیت سن چکے تھے و اذ قال اللہ یا عیسیٰ انت قلت للناس الی ان تعذبہم فانہم عبادک الیہ پس مقتضایا غت کا ہوا کہ حکایت کے ماضی ہونے کو بمنزلہ محکی عنہ کے ماضی ہونے کے ٹھہرا کر صیغہ ماضی استعمال فرمایا۔ یا یوں کہا جائے کہ قیامت کے

قد خلت من قبله الرسل الخ کیونکہ غلت کا معنی مات نہیں۔ دیکھو سنۃ اللہ
 التي قد خلت اور دیکھو ولن تجد لسنة الله تبديلاً۔ بلکہ خلو کے معنی نقل مکانی
 ہے و اذا خلوا الى شياطينهم یا زمانے کا گزرنا بسما اسلفتم فی الايام
 الخالية اور ذی مکان اور ذی زمان کی صفت بالعرض ہوا کرتا ہے۔ اور جنگ احد
 کے واقعہ میں سائبہ کلیہ کی تردید ہے جو مہملہ سے ہو سکتی ہے جو قوت موجبہ جزئیہ میں
 ہے اور حضرت ابو بکر کی نظر افان مات الخ پر ہے۔ اسی لیے انھوں نے اس موقع پر
 یہ آیت بھی پڑھی انک میت و انھم میتون اور ویسا ہی آیت والذین یدعون
 من دون الله لا یخلقون شیئاً و هم یخلقون اموات غیر احياء قضیہ مطلقہ
 عامہ ہے ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس فوت ہو چکے ہوں۔ اور نیز آیت انک
 میت و انھم میتون سے بھی اس کا قضیہ مطلقہ عامہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور ایسا ہی
 آیت کانا یا کلان الطعام میں صیغہ ماضی ان کی ماں کی وجہ سے تغلیب ہے جیسے
 کانت من القانتین میں۔ اگر سوال ہو کہ ابن مریم کیا کھاتے ہیں تو ہم یہ حدیث

(بقیہ) روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول پہلے ہو چکے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول صادر
 ہو گا تو حضور کے قول کے وقت چونکہ وہ قول ماضی ہو چکا ہے۔ اس لیے صیغہ ماضی سے تعبیر فرمایا۔
 قرآن کریم میں بھی اس کی نظیر ہے۔ قال تعالیٰ یوم یاتی بعض ایات ربک لا ینفع نفساً
 ايمانها لم تکن ائت من قبل (الانعام) یہ یقینی بات ہے کہ تکلم کے وقت کے اعتبار سے لم تکن
 امت مستقبل ہے مگر باعتبار وقت لا ینفع کے ماضی تھا اس لیے ماضی لائے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر بعض
 جگہ تو مستقبل سے مستقبل کو بھی ماضی سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ قال تعالیٰ و علی الاعراف رجال
 یعرفون کلاً بسیمائهم ونا دوا اصحاب الجنة (الاعراف) اس میں یقیناً بعد معرفت کے
 ہے پھر عرفون کو مستقبل لائے اور ندا جو اس مستقبل سے بھی مستقبل ہے اس کو ماضی سے تعبیر فرمایا۔ ۱۲

سائیں گے لست کا حد کم اور لست کھنیتکم انی بطعمنی ربی و
 یسقینی اور ایسا ہی آیت و اوصانی بالصلوة الخ کیونکہ نماز کے آسان پر ادا
 ہونے میں کوئی اشکال نہیں۔ اور زکوٰۃ کے متعلق یہ جواب ہے کہ زکوٰۃ سے مراد
 پاکیزگی ہے جیسا وحناناً من لدنا و زکوٰۃ اور نیز لاهب لک غلاماً زکیا
 قابل غور ہے۔ اور اگر زکوٰۃ سے صدقہ مفروضہ مراد لیا جائے تو پہلے میرے
 مناظر صاحب ابن مریم کا صاحب نصاب ہونا قرآن یا حدیث سے ثابت کریں
 پھر ہم مصرف بتا دیں گے۔ اور ایسا ہی آیت والسلام علی یوم ولدت و یوم
 اموت الخ کیونکہ عدم ذکر شے سے اس شے کی نفی لازم نہیں آتی۔ جیسا مرزا
 صاحب کہتے ہیں کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا (براہین احمدیہ ص ۵۳۵)
 اور نیز لفظ وسیع اس سے پیشتر مذکور ہے۔ وجعلنی مبارکاً اینما کنت اور ایسا
 ہی آیت ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین اور آیت فیہا تحیون
 و فیہا تموتون۔ کیونکہ یہ حصر بلحاظ مقربطبی کے ہے مانند ملائکہ کی۔ اور نیز جعل
 تکوینی میں یہ لازم نہیں کہ محمول الیہ لازم ہو۔ وجعلنا اللیل لباساً وجعلنا
 النهار معاشاً اور ایسا ہی مبشراً برسول الخ کیونکہ بعدی ہر دو صورتوں یعنی
 بعد الموت اور بعد الغیوبت کو شامل ہے۔ دیکھو حدیث انت منی بمنزلۃ
 ہارون من موسیٰ الا انہ لانبیٰ بعدی بوقت غیوبت فرمائی گئی۔ اور ویسا ہی
 آیت و من نعمرہ ننکسہ اور آیت و منکم من یتوفی و من مریرد الی
 ازل العمر کیونکہ ہم ابن مریم کو ہمیشہ کے لیے موت سے بچنے والا نہیں اعتقاد
 کرتے اور ویسا ہی حال احادیث کا ہے۔ مثلاً لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین
 الخ کیونکہ یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں بلکہ مشکوٰۃ میں بروایت جابر رضی اللہ عنہ یہ
 حدیث اس طرح پر ہے لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الاتباعی الخ (رواہ احمد)

اور نیز بلحاظ شرط نمبر ۲ بوجہ خلاف قرآن ہونے کے غیر صحیح ہی اگر مانی جائے تو اس کا معنی بقرینہ تطبیق بین الاحادیث حسین علی الارض ہو گا۔ اور ایسا ہی حدیث ابن عیسیٰ ابن مریم عباس مائتہ و عشرين سنة کیونکہ بصورت صحت اس کا مطلب یہ ہے کہ ابن مریم نے زمین پر یہ عرصہ گزارا کیا ہے۔ عیش خوردنی و آنچہ بداں زیست نماید (منتہی الارب جلد ۳ ص ۲۷۸)۔ اور حدیث معراج کے متعلق یہ گزارش ہے کہ میرے مناظر صاحب نے معراج کی تمام حدیثوں پر نظر نہیں کی۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ میں ہے عن عبد اللہ ابن مسعود قال لما كان ليلة اسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم لقي ابراهيم و موسى و عيسى فتذاكروا الساعة فبدأ و بابراهيم فسألوا عنها فلم يكن عنده منها علم ثم سألوا موسى فلم يكن عنده منها علم فرد الحديث الى عيسى ابن مریم فقال قد عهد الى فيما دون و جبتها فاما و جبتها فلا يعلمها الا الله فذكر خروج الدجال قال فانزل فاقطله الحديث۔ اور روایت طبقات ابن سعد کے متعلق اتنا کہنا کافی ہے کہ بوجہ خصوصیت روح اللہ ہونے کے ابن مریم سے بالروح تعبیر کی گئی ہے اس کی تائید اسی طبقات ابن سعد میں ہے یحیی عن ابن عباس و ان الله رفعه بجسده و انه حي الآن و سير جمع الى الدنيا فيكون فيها ملكا ثم يموت كما يموت الناس۔ ایسا ہی احادیث حلیہ۔ کیونکہ گندم گوں رنگت کو جب صاف کیا جائے تو سرخ معلوم ہونے لگتا ہے۔ اور سیدھے بال قدرے جمودت کے منافی نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن مریم کا حلیہ تروتازگی کی حالت کا بیان فرمایا۔ چنانچہ بیان فرماتے ہیں کانہ خرج من دیماس گویا آپ حمام سے ابھی غسل کر کے نکل رہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ حدیث حلیہ میں تو اختلاف الفاظ سے دوسرا آپ نے

سمجھ لیے۔ مگر بحکم۔

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد
حضرت موسیٰ و حضرت محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے دو مختلف حلیوں کا ایک شخص
میں جمع ہونا کیسا تسلیم کیا گیا ہے۔ اور حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم
فیکم و امامکم منکم میں امامکم منکم حال ہے جس کی تائید یہ حدیث
کرتی ہے کیف تہلک امتہ انا اولہا و المہدی وسطہا و المسیح
آخرہا (مشکوٰۃ)

دستخط: مفتی غلام مرتضیٰ۔ اسلامی مناظر
دستخط: مولوی غلام محمد پریزیدنٹ اسلامی جماعت
از گھوڑہ ضلع پٹان

۱۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء
پرچہ نمبر ۲
تردید دلائل حیات مسیح۔ از جلال الدین صاحب قادیانی مناظر
بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پہلی دلیل حیات مسیح پر جو مفتی صاحب نے پیش کی ہے وہ آیت بل رفعہ
اللہ الیہ ہے۔ اس آیت کے فقرہ بل رفعہ اللہ سے مفتی صاحب استدلال کرتے
ہیں کہ وہ آسمان پر بحکمہ العصری زندہ اٹھائے گئے۔ اور اس بات کے ثبوت میں
لفظ رفع کی لغوی تحقیق پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لغت عرب میں رفع کے حقیقی
معنی ”اوپر کی طرف اٹھانا“ ہے۔ آگے آپ نے مثالیں دی ہیں۔ مگر میں مفتی
صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ لغت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا نام رفع ان
معنوں میں استعمال نہیں ہوتا جیسا کہ لسان العرب میں لکھا ہے۔ و فی اسماء اللہ

الرافع ا۔ الذی یرفع المومنین بالاسعاد و اولیاء بالتقرب اس کے سوا اور کوئی معنی خدا تعالیٰ کے نام رافع کے نہیں جبکہ مفعول ذی روح انسان ہو اور رافع کا فاعل خدا تعالیٰ ہو تو اس کے معنی سوائے تقرب اور اسعاد کے نہیں ہوتے۔ اور اگر ہوتے ہوں تو مفتی صاحب کوئی ایک مثال پیش کریں۔ پس مسیح کے لیے جو لفظ رافع کا استعمال ہوا ہے وہ اسی طریق پر ہوا ہے کہ اس کا فاعل خدا تعالیٰ ہے

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ میں بلحاظ سیاق و سباق و بروئے قواعد عربیت ایسی رفع جسمانی مراد ہے جس کو اعزاز لازم ہے اور اعزاز بوجہ لازم ہونے کے معنی کنائی ہوں گے اور فن بیان کا قانون ہے کہ معنی حقیقی اور معنی کنائی دونوں معا مراد لیے جاسکتے ہیں۔ لان الکناية مستعملة فی غیر ما وضعت له مع جواز اراادته (مطلوب بحث حقیقت و مجاز ص ۳۲۸) ۱۲ مرتب

آقا دیانی مناظر نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور مفعول ذی روح انسان ہو تو اس کے معنی سوائے تقرب اور اسعاد کے نہیں ہوتے بلکہ قادیانی مناظر نے ایک پرچہ کی تقریر میں یہ ظاہر کیا کہ اگر مفتی صاحب ایسی مثال پیش کریں کہ رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور مفعول ذی روح انسان ہو اور معنی مراد سوائے تقرب اور اسعاد کے ہوں تو میں مفتی صاحب کو پچاس روپیہ انعام دوں گا۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں بعد ختم ہونے زور و جوش قادیانی مناظر کے اس کی تردید یوں کی کہ حدیث میں ہے ثم رفعت الی سدرۃ المنتهی (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۵۴۹)۔ دیکھو اس فقرہ میں رفعت کو ماضی مجہول الفاعل ہے لیکن جیسا کہ خلقت میں خلق ایسا فعل ہے جس کا فاعل درحقیقت خدا تعالیٰ ہے پس اس فقرہ میں رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہے اور مفعول ذی روح انسان ہے اور معنی مراد سدرۃ المنتهی پر اٹھائے جانا ہے۔ اگرچہ بطور کنایت اس رفع کو تقرب لازم ہے۔ اس موقع پر بعض فضلاء نے کہا کہ اب قادیانی مناظر سے پچاس روپیہ وصول کرو۔ لیکن مفتی صاحب اسلامی مناظر نے کہا کہ میں قادیانی کا روپیہ لینا پسند نہیں کرتا۔ ۱۲ مرتب

اور مفعول ذی روح انسان ہے۔ اور اس طریق پر ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ ان میں باوجود سماء کا لفظ ہونے کے بھی آسمان پر لے جانے کے معنی نہیں چنانچہ حدیث میں آتا ہے اذا تواضع العبد رفعه الله الى السماء السابعة (کنز العمال) کہ جب کوئی بندہ خدا کساری کرتا ہے تو خدا تعالیٰ ساتویں آسمان تک اس کا رفع کرتا ہے اور اسی طرح حدیث میں آیا ہے ماتواضع احد الا رفعه الله اسی طرح قرآن مجید سے مثالیں ملاحظہ ہوں

ولو شئنا لرفعناه بها ولكن اخلد الى الارض (۲) فی بیوت اذن الله ان ترفع اور حدیث میں ان الله يرفع بهذا الكتاب اقواما و يضع به اخرين (ابن ماجہ) ان مثالوں سے واضح ہے کہ جب خدا تعالیٰ رفع کا فاعل ہو اور مفعول کوئی انسان ہو جیسا کہ مسج کے لیے وارد ہوا ہے تو اس کے معنی مع الجسم اٹھانا نہیں ہوتے۔

۲ دوسری بات جو آپ فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ الیہ سے مراد آسمان کی طرف اٹھانا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ ہر ایک جگہ ہے تو اس کی تعین آپ کس

المفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھا ہے کہ بلحاظ سیاق و سباق و بروئے قواعد عربیت مجوزہ فریقین اس آیت میں فقرہ بل رفعه الله الیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بجسدہ العصری آسمان پر اٹھائے جانے کے سوائے اور کوئی معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔ تو اگر لفظ رفع کسی اور جگہ کسی دیگر معنی میں مستعمل ہو تو مضمر نہیں کیونکہ عربی لفظوں کے لیے مستعمل فیہ معانی کثیرہ ہوا کرتے ہیں الخ۔ اب قادیانی مناظر کا اس مضمون کو پڑھ کر اور سن کر پھر ایسی مثالیں پیش کرنا اس کی کم علمی کا نتیجہ ہے۔ اور نیز ان مثالوں میں ایک بھی رفع الی اللہ کی مثال نہیں اور اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اسی طریق سے تردید کی ہے۔ ۱۲ مرتبہ قادیانی مناظر کی علمی لیاقت پر افسوس کیونکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ مضمون درج کیا ہے اور رفع الی اللہ سے حقیقی طور پر رفع الی اللہ مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے اور بلحاظ صفت علم وغیرہ اس کو تمام مکانات اور تمام کمینوں کے ساتھ ایک ہی نسبت ہے۔ بلکہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان پر اٹھانا ہے جو فرشتوں پاک ہستیوں کا مقرر ہے جن کی شان میں لا یعصون الله ما امرهم و يفعلون ما یأمرون (تحریم)

قرینے سے کرتے ہیں کہ اس سے مراد ضرور آسمان ہی ہے اور اگر اس بات کو تسلیم بھی کیا جائے تو معلوم ہوا کہ الیٰ س انتہاء غایت کے لیے آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے متعلق استویٰ علیٰ العرش قرآن مجید میں وارد ہوا ہے اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان پر ہے۔ تو پھر کیوں یہ نہ تسلیم کیا جائے کہ وہ ساتویں آسمان پر خدا تعالیٰ کے دائیں طرف بیٹھا ہے جو کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کیوں دوسرے اور تیسرے یا چوتھے آسمان پر ٹھہرایا جاتا ہے۔ اگر مثال چاہیں تو ٹھہرا۔ اتموا الصیام الی اللیل پر غور کر لی۔ اور نیز ہم بتا چکے ہیں کہ رافع کے معنی جبکہ خدا تعالیٰ فاعل ہو بحکمہ العصری اٹھانا ہوتے ہی نہیں بلکہ رافع روحانی ہوتا ہے۔ تو آسمان وغیرہ کا جھگڑا ہی نہیں رہتا اور جو آپ نے مثالیں پیش کی ہیں ان میں سے کسی میں بھی ہماری شرائط پورے طور پر نہیں پائی جاتیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی

(بقیہ) شہادت خداوندی ہے الخ۔ اس مضمون میں اسلامی مناظر نے آسمان کی تعیین کا قرینہ اور دلائل بیان کر دیے ہیں اب قادیانی مناظر کا مطلب قرینہ جہالت محضہ ہے۔ ۱۲ مرتبہ ۱۳ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ الرحمن علیٰ العرش استویٰ سے یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش مکان ہے۔ جیسا کہ تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ رحمان من حیث الرحمانیت عرش پر مستویٰ ہے جیسا کہ حدیث قدسی ان رحمٰنی سبقت غضبی سے ظاہر ہے۔ اور چونکہ رفع الی اللہ سے رفع الی السماء مراد ہوتا مدلل ہو چکا ہے اس لیے بلحاظ اس امر کے کہ الیٰ انتہاء غایت کے لیے ہوتا ہے فقرہ بل رفعہ اللہ الیہ کا یہ مقتضا ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں نہ یہ کہ ساتویں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور پھر قادیانی مناظر نے جو مثال یعنی ثم اتموا الصیام الی اللیل اپنی تائید میں پیش کی ہے وہ مثال درحقیقت ہماری تائید کرتی ہے کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جب آفتاب غروب ہو جائے اور رات کا شروع ہو تو اسی وقت روزہ افطار کیا جائے اور اس میں ہماری تائید ہے۔ اور حسب تقریر قادیانی مناظر اس آیت کا یہ مطلب ہونا چاہیے کہ جب تمام رات گزر جائے تو آخری جزورات میں افطار کیا جائے۔ وھو کماتری۔ ۱۲ مرتبہ

امفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ مرزا صاحب کی عبارتوں سے صرف یہ فائدہ حاصل کیا گیا ہے کہ رفع الی اللہ سے مراد مرزا صاحب کے نزدیک بھی آسمان کی طرف اٹھائے جانا ہے اور رفع جسمانی ثابت کرنے کے لیے ہم نے بل کو میدان

عبارتیں جو پیش کی گئی ہیں ان سے بھی یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ رفع کے معنی بحسمہ العصر کی زندہ اٹھالینا مراد ہے بلکہ رفع روحانی جو دوسرے لفظوں میں تقرب کے معنی ہیں مراد ہے۔ اور مرنے کے بعد روحوں کا علیین میں جانا رفع کے منافی نہیں۔ اور روح کا مرنے کے بعد آسمان پر جانا مسلمانوں کا عقیدہ ہے اس لیے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مطابق آیت وهو اللہ فی السموات و فی الارض زمین و آسمان میں ہے اس لیے مسیح کا رفع زمین کی طرف بھی ہوا اور آسمان کی طرف بھی۔ یعنی جسم چونکہ زمینی چیز تھی اس لیے وہ زمین میں چلا گیا اور روح چونکہ آسمانی چیز تھی وہ آسمان پر چلا گیا۔ اور روح و جسم کے درمیان تفریق کا نام ہی موت ہے۔ اور پھر عجب بات یہ ہے کہ جیسے کہ جسم زمینی اور مادی چیز ہے اس کے اٹھانے والے بھی انسان ہیں۔ اور روح چونکہ لطیف اور آسمانی چیز ہے اس لیے اس کے اٹھانے والے اور لے جانے والے بھی فرشتے ہیں جو لطیف ہیں اور نظر نہیں آتے۔ اور آپ کی یہ وجہ کہ چونکہ یہود جسم مع الروح کو قتل کرنا چاہتے تھے اس بات کی دلیل ہے

(بقیہ) مناظرہ میں چھوڑ دیا ہے جو اس کا مقابلہ کرے گا انشاء اللہ شکست کھائے گا جیسا کہ قادیانی مناظر نے شکست کھائی ہے اور مرزا صاحب نے صراحتاً آسمان کا لفظ بولا ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ اور فقرہ بل رفعہ اللہ الیہ بلحاظ سیاق آیت وقواعد عربیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بحسمہ العصری آسمان پر اٹھائے جانے کو ثابت کرتا ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ زمینی چیز زمین میں چلی گئی اور آسمانی آسمان میں چلی گئی۔ یہ خیالی اور ہی ڈبکوسلے ہیں جو بل رفعہ اللہ الیہ کے مدلول قطعی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور نیز قادیانی مناظر نے ان خیالی اور وہی باتوں کے پیش کرنے کی وجہ سے دو شرطیں مذکورین نے تجاوز کی ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی تردید یوں کی ہے کہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ بل ابطالیہ میں ضمیر صفت مبطلہ اور ضمیر صفت مثبتہ دونوں کا مرجع ایک شے بعینہ ہوگی اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتاً بل احياء میں صفت مبطلہ اموات ہے اور صفت مثبتہ احياء ہے اور ان دو صفتوں کے ضمیروں کا مرجع من یقتل فی سبیل اللہ بعینہ ہے نہ فقط من کیونکہ

کہ بل رفعہ اللہ میں جسم مع الروح ہی مراد ہے۔ غلط ہے کیونکہ قتل تو اخراج الروح من الجسد کا نام ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جو ایک جگہ مراد ہو۔ دوسری جگہ ضمیر سے بھی وہی مراد ہو۔ یہ غلط ہے کہ جب دو ضمیروں کا مرجع ایک ہو تو ضروری ہے کہ ایک ہی حیثیت سے اس کی طرف دونوں ضمیریں پھیری جائیں۔ قرآن مجید میں اس کے برخلاف مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔ اور اسی طرح اَنَا لِلَّهِ وَ اَنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کیونکہ اسی جسم اور روح کے ساتھ ہم خدا تعالیٰ کی طرف جانے والے نہیں۔ اور اعرابی زبان میں جائز ہے کہ ایک چیز کی طرف ضمیر اور معنوں کے لحاظ سے اور دوسری ضمیر دوسرے معنوں کے لحاظ سے پھیر دی جائے اور ایسا کرنے کا نام علم بدیع میں صنعت استخدام ہے۔ چنانچہ مختصر معانی میں اس کی مثال نسقی الفضا

(بقیہ) الموصول ما لا یتسم جزاء الا بصلۃ و عائد۔ ایسے مغالطے اردو خوانوں اور انگریزی خوانوں کو دیا کریں۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون میں پہلے تو بل ابطالیہ نہیں اس لیے یہ استشہاد مع الفارق ہے اور نیز یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ دونوں ضمیریں متکلم مع الخیر سے ایک شے بعینہ مراد ہے۔ ۱۲ مرتب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ صنعت استخدام کے اختیار کرنے میں یہ ضروری ہے کہ وہ مقتضا حال اور وضوح دلالت کے منافی نہ ہو۔ دیکھو۔ علم البدیع ہو علم یعرف بہ وجوہ تحسین الکلام بعد رعاۃ المطابقتہ و وضوح الدلالۃ (مطلوب) اور نیز ایک مرجع بعینہ قرار دینے سے قرینہ مانع ہو جیسا کہ وسعی الغضاد الساکینہ و ان ہم۔ شبو لابین جوائح و ضلوع پہلی ضمیر سے مراد مکان ہے اور دوسری سے بقرینہ شبوہ آگ ہے۔ اور وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں صنعت استخدام اختیار کرنا مقتضا حال اور وضوح دلالت کے منافی ہے جیسا کہ پرچہ نمبر ۱ میں مفصل گزر چکا ہے اور نیز اس آیت میں ایک بعینہ مرجع مراد لینے سے کوئی قرینہ مانع نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر نے کسی سے طوطے کی طرح صنعت استخدام کا قصہ پڑھ لیا ہے اور اصل ماہیت کا کچھ پتہ نہیں ورنہ اس آیت میں صنعت استخدام کا ذکر نہ کرتا (۱۲ مرتب)

والساکنیہ وانہم۔ شبوہ بین جوانحی و ضلوعی دی گئی ہے۔ پس اگر صرف رفع روحانی بھی لیا جائے تو عربی قواعد کی رو سے کوئی بھی اشکال لازم نہیں آتا۔ مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم جو اس کے معنی کرتے ہیں تو وہ مقرب کے کرتے ہیں۔ یہود کا مقصد قتل سے یہ تھا کہ وہ ثابت کریں کہ وہ نعوذ باللہ ملعون ہیں۔ کیونکہ استثناء ۲۳/۲۱ میں لکھا ہے کہ جو پھانسی دیا جاتا ہے وہ ملعون ہے لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ملعون نہیں بلکہ میرا مقرب ہے۔

اور دوسری وجہ کا یہ جواب ہے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہم نے صلیب پر لٹکا کر قتل کر کے ملعون ثابت کر دیا مگر خدا تعالیٰ ان کی اس بات کی تردید کرتا ہے کہ انھوں نے ملعون ثابت نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کو اپنا مقرب بنایا ہے پس یہاں پر قصر قلب بھی مائیں تو ان کے خیالات میں ہو سکتا ہے۔ مخاطب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے ملعون کیا۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انھوں نے قتل نہیں کیا کہ وہ

قادیانی مناظر نے توریت باب ۲۱ وغیرہ کو پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہے اور بل ابطالیہ اور قصر قلب کے مقتضا پر اہونے کی کوشش کی لیکن مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اس کی دو طریق سے تردید کی۔ اول یہ کہ بلحاظ آیت فاسئلوا اہل الذکر انکتُم لاتعلمون توریت کی طرف رجوع اس وقت جائز ہوتا جب ہم کو قرآن کریم سے یہود کا وہ عقاد جس کی و ما قلوہ تردید ہے معلوم نہ ہوتا۔ حالانکہ قرآن کریم نے یہود کے اس اعتقاد کو ان لفظوں میں وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ دوم یہ کہ قادیانی مناظر نے قرآن کریم اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت سے متجاوز ہو کر توریت کے ساتھ جا کر پناہ لی جو یہود کی محرف منسوخ شدہ کتاب ہے لیکن توریت محرف منسوخ شدہ کتاب نے بھی اس بیچارے قادیانی مناظر کی امداد نہ کی۔ کیونکہ توریت میں یہ نہیں کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہے بلکہ توریت کا یہ مضمون ہے کہ جو کسی جرم میں مصلوب ہو وہ ملعون ہے (استثناء باب ۲۱ ص ۳۰۳) اور قرآن کریم میں ہے۔

ملعون ہو بلکہ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے۔

اور تائید میں جو کان اللہ اے عزیزاً حکیم کو پیش کیا ہے وہ کسی طرح بھی مفتی صاحب کی تائید نہیں کرتا۔ کیونکہ عزیز تو وہ ہوتا ہے جو غالب ہو۔ مگر مسیح کو آسمان پر لے جانے سے عزیز ثابت ہوتا ہے یا ضعیف ہوتا؟ کیونکہ طاقتور غالب اپنی چیز کو مقابلہ کے وقت چھپایا نہیں کرتا۔ اور پھر اس سے تو اتنا ضعیف ثابت ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس کو آسمان پر اٹھالیا۔ پھر بھی اسے فکر پڑی کہ کہیں یہودی آسمان پر بھی آ کر مسیح کو نہ لے جائیں۔ اس لیے اس کی بجائے مسیح کی شکل کسی اور کو دی تاکہ وہ اسے پھانسی پر لٹکا دیں۔ پس بتاؤ کہ اس طرح وہ عزیز ثابت ہوتا ہے یا ضعیف۔ بلکہ عزیز ہونا اس کا تب ہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی تمام

(یٰقِیْس) اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقْتَلُوْا
وِیُصلَبُوْا وَتُقطعْ اَیْدِیْہُمْ وَاَرْجُلُہُمْ مِنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنْ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لِمَنْ حٰزٰی
فِی الدُّنْیَا وَلِمَنْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (مائدہ) پس اس سے واضح ہے کہ عند اللہ ملعون وغیر
ملعون ہونے کا سبب صلاح و فساد ہے نہ قتل و صلب۔ قادیانی مناظر نے توریت کے پیش کرنے میں
ایک تو دشرطیں مذکورین سے تجاوز کیا ہے اور دوسرا اس نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پاس قرآن کریم
اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت کے مطابق کوئی جواب نہیں۔ ۱۲ مرتب

قادیانی مناظر کے یہ خیالی اور وہی مضامین ہیں کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے مقدرات کو محدود و محدود
سمجھ لیا ہے اور درحقیقت مطابق ان اللہ علی کل شیء قدیر اللہ تعالیٰ کے مقدرات غیر محدود و
غیر محدود ہیں۔ کسی کو یا سار کونی برڈا و سلاما کہہ کر نجات دیتا ہے اور کسی کو ہجرت کا حکم دے کر
غلبہ دیتا ہے اور کسی کو دریا سے پار اتار کر۔ اور اس کے دشمن کو فرق کر کے نجات عطا کرتا ہے اور کسی کو
بوقت حملہ دشمنان آسمان پر اٹھا کر محفوظ کرتا ہے اور اس کے دشمنوں میں سے ایک شخص پر اس کی شکل
ڈال کر باقی دشمنوں سے اس کو قتل کراتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ سب کان اللہ عزیز اے کے نتائج ہیں ۱۲

تدبیریں کر گزریں مگر خدا تعالیٰ اس کو بچالے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت کیا مخالفوں نے آگ میں ڈال دیا مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا سارے کوئی بردا و سلاما علی ابراہیم اور اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا واذیمکربک الذین کفروا الی لیخرجوک انک انھوں نے آپ کو مکہ سے نکال دیا لیکن خدا تعالیٰ نے پھر ان پر غلبہ اور فتح عطا فرمائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کوئیں میں ڈال دیا مگر خدا تعالیٰ نے انہیں بچالیا۔ بس یہ عزیز ہونے کا ثبوت ہے۔ اور حکیم کہ وہ اس طرح اپنی حکمت سے دشمنوں کے پیچھے سے بچالیا کرتا ہے اور مطابق وعدہ کتب اللہ لا غلبن اننا ورسولی رسولوں کو دنیا میں غلبہ دیتا ہے۔ اور جو حکمت آپ نے بیان فرمائی ہے اہل علم تو ضرور اس کی داد دیں گے۔ جناب مفتی صاحب! اگر مسیح کی پیدائش کلمہ کن اور نفخ روح سے ہوئی تو کیا باقی آدمیوں کی پیدائش نفخ روح سے نہیں ہوا کرتی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فی رسل اللہ الملک فینفخ فیہ اور ثم سواہ و نفخ فیہ من روحہ میں ہر انسان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نفخ روح ہوتا ہے اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو آپ کو کامل خدا تسلیم کرنا چاہیے کیونکہ اس میں تو خدا تعالیٰ نے خود روح پھونکی۔ جیسا کہ فرمایا و نفخت فیہ من روحی دیکھئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان مثل عیسیٰ عند اللہ

۱۱ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ بلحاظ فارسلنا الیہا روحہ (مریم) اور بلحاظ لم یمسسہ بشرو لم اک بغیا (مریم) کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فطرت میں ایک خصوصیت ہے جس کی وجہ سے ان کو فرشتوں کے ساتھ ایک خاص تشابہ ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حکیمانہ فرما کر یہ اشارہ کیا کہ حکمت ایزدی کا یہی اقتضا ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مناسب فطرت جگہ دی جائے ۱۲ مرتب

کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون۔ مسج کی پیدائش کو کوئی عجیب قسم کی پیدائش خیال نہ کرو۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی طرف غور کر کے سمجھ لو کہ اس کی پیدائش میں اس سے بڑھ کر کون سی بات پائی جاتی ہے۔

پھر آپ نے حدیث پیش کی ہے۔ اور اس میں ایک تو لفظ نزول سے استدلال کیا ہے۔ مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اس سے ظاہر طور پر مع الجسم اترنا ہی مراد نہیں ہوتا۔ دیکھو قرآن مجید سے اس کی مثالیں۔ ان من شیئی الا عندنا خزائنه و ما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ اور انزل الیکم من الانعام ثمانية ازواج اور قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً۔ قد انزلنا علیکم لباساً اور انزلنا الحديد فیہ باس شدید۔

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھا ہے اور اس حدیث میں نزول سے یہی معنی فرد آدمین مراد ہیں۔ ہاں جس جگہ نزول سے یہ معنی مراد لینے سے کوئی قرینہ روکتا ہو تو وہاں حسب قرینہ معنی مراد ہوں گے اور یہ معنی نہیں الخ قادیانی مناظر کی عجیب لیاقت ہے کہ جن مضامین کی تردید میرے پرچہ نمبر ۱ میں موجود ہے۔ ان مضامین کو اس نے پھر بھی درج کر دیا ہے۔ دیکھو مثلاً انزلنا الحديد وغیرہ میں بقرینہ الحدید معنی پیدا ہونے کے لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں نزول ہو وہاں پیدا ہونے کے معنی مراد ہوں گے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ حدیث فی منزل عند المنارة البیضا شرتی دمشق بین مہزودتین واضعا کفیہ علی اجنحة ملکین (مسلم جلد ۱ ص ۴۰۱) کے معنی استغفر اللہ یہ ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ دورنگین کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے پیدا ہوں گے اول تو یہ مطلب کیسا مہمل ہے۔ پھر افسوس کہ مرزا صاحب مدعی مسیحیت میں یہ صفت بھی نہیں پائی جاتی۔ ۱۲ مرتب

اور اس حدیث کے ظاہری معنی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتے۔ ایک تو اس لیے کہ کون بے غیرت مسلمان ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو کھودے جبکہ کوئی اپنے باپ کی قبر کو بھی کھودنا گوارا نہیں کرتا۔ اور من قبر واحد اور معی فی قبری بتا رہے ہیں کہ مسیح آپ کے ساتھ دفن ہوگا۔ اور حضرت عائشہ سے موطا امام مالک میں حدیث ہے کہ آپ نے اپنے حجرہ میں تین چاند دیکھے نہ کہ چار اور فتح الباری میں لکھا ہے۔ قول عائشہ فی قصة عمر كنت اريده ولا وثرنه

۱ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ قبر سے مراد گورستان ہے اور یہ اعتراض جو قادیانی مناظر نے کیا ہے یہ تو نفوذ باللہ من ذالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے نہ مجھ پر۔ ۲ مرتبہ

۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی تردید کی ہے جس کی تشریح یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے حضرت عائشہ صدیقہ کی خواب کی صحیح تعبیر نہیں سمجھی۔ اور صحیح تعبیر یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے خواب میں اپنے حجرہ میں تین چاند دیکھے۔ نہ آفتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ مستغیر و مستفیض ہیں بمنزلہ آفتاب ہیں اور شیخین اور حضرت مسیح مجدد وقت ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونے اور آپ کے نور سے مستغیر ہونے کی وجہ سے آپ کے مقابلہ میں بمنزلہ چاند کے ہیں و بیان جميع ذالك ان جرم القمر في نفسه كمدا رزق مظلم غير نوراني كسيف صقيل انما يستضي بضياء الشمس (شرح چھینی ص ۹۰)

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاند ہی نہیں بلکہ آفتاب اور دو چاند یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی قبریں حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں ہو چکی ہیں اس لیے تیسرا چاند یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہونی اور ان کا اس حجرہ میں مدفون ہونا باقی ہے۔ اور نیز اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاند کی صورت میں دکھائی دیتے تو آپ کے دفن کے وقت یہ حدیث کیوں پیش کی جاتی کہ انبیاء

ہوتا۔ سنئے! پیشگوئیوں میں حقیقت اور مجاز دونوں مراد ہو سکتی ہے۔ دیکھئے نہایہ ابن اثیر میں جعل منهم القردة و الخنازیر کے ماتحت لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ وہ حقیقی طور پر بندر بن گئے ہیں اور یہ بھی ہے کہ مجازی طور پر ان کو بندر اور سور کہا گیا ہو۔ اور پھر قسطلانی جلد ۵ ص ۴۹۹ میں یکسر الصلیب کے معنی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حقیقۃً کسر صلیب بھی ہو سکتی ہے اور عقیدہ صلیبی بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کے خیال کے ہی لوگ ہوتے تو پیشگوئی اسرع کن لحوقابی اطول کن بداً کو جھٹلا دیتے اور کہہ دیتے کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ حقیقت معذرت نہیں تھی۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت کا آپ مطلب نہیں سمجھے۔ آپ یہ

الاسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس طرح تردید کی ہے کہ فن بیان میں ہے اما المعجاز المفرد فهو الكلمة المستعملة في غير ما وضعت له في اصطلاح به الخطاب على وجه يصح مع قرينة عدم ارادته اى ارادة ما وضعت له (مطول ص ۳۲۸) اس تعریف مجاز سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حقیقت اور مجاز مطلقاً جمع نہیں ہو سکتے نہ پیشگوئیوں میں اور نہ غیر پیشگوئیوں میں۔ تو قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ پیشگوئیوں میں حقیقت اور مجاز دونوں مراد ہو سکتے ہیں ثمرۂ جہالت ہے۔ اور ابن اثیر اور قسطلانی کی تحریر کو پیش کرنا ایک تو دونوں شرطین مذکورین سے تجاوز ہے۔ اور دوسرا ان کی تحریر کا یہ مطلب ہے کہ حقیقت مراد ہے اور اگر حقیقت کا مراد لینا معذرت ہو تو مجاز مراد ہو سکتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲۔ مرزا صاحب کی یہ عبارت ہے۔ ”بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں“ (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) قانون فن بیان اور مرزا صاحب کا تسلیم امکان اور مٹو ظلیت دو شرطین مذکورین نے قادیانی مناظر کو عاجز کر دیا ہے۔ ۱۲ مرتب

نہیں مانتے کہ حقیقی طور پر وہی مسیح ناصری دنیا میں واپس آئے گا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ ہاں ان کی یہ خاص مراد کشف والہاماً و عقلاً و فرقاً نا مجھے پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ کہ وہ لوگ سچ کچھ کسی دن حضرت مسیح بن مریم کو آسمان سے اترتا ہوئے دیکھیں گے۔ سو اس بات پر ضد کرنا کہ ہم تب ہی ایمان لائیں گے کہ جب مسیح کو اپنی آنکھوں سے آسمان سے اترتا ہوا مشاہدہ کریں گے ایک خطرناک ضد ہے۔ اور یہ قول ان لوگوں کے قول سے ملتا جلتا ہے جن کا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ وہ حتیٰ نری اللہ جہرۃ کہتے رہے اور ایمان لانے سے بے نصیب رہے (ازالہ ص ۲۰۰) پھر ص ۱۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”مجھے اس بات کے ماننے اور قبول کرنے سے معذور فرمائیے کہ وہی مسیح ابن مریم جو فوت ہو چکا ہے اپنے خاکی جسم کے ساتھ پھر آسمان سے اترے گا۔“

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کا جو قول پیش کیا گیا ہے اس میں محض لوگوں کو دھوکا دیا گیا ہے۔ دیکھئے ”ہر جگہ استعارات وغیرہ نہیں لینے چاہئیں۔“ ہر جگہ سے مراد آپ نے عبادات اور تمدن اور معاشرت کے مسائل کو لیا ہے (ضمیمہ ازالہ اوہام) اور پیشگوئیوں کے متعلق فرماتے ہیں۔ ”مگر جو کچھ پیشگوئیوں میں مذکور ہے اور جو کچھ انبیاء علیہم السلام کے مکاشفات اور روایا صالحہ میں نظر آتا ہے وہ عالم مثال میں ہوا کرتا ہے۔۔۔۔۔ پس ایسے موقع پر علوم ضرور یہ یقینہ الہامات صادقہ و مشاہدات و حقائق نفس الامر یہ اور قواعد شرعیہ ان نصوص کو لا محالہ ظاہر سے اور معنوں کی طرف لے جائیں گے۔“ اور مسئلہ متنازعہ فیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ ”یاد رکھو کہ مجھ تکمیر

الاسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ مولوی نور الدین صاحب کا فقرہ (ہر جگہ) آپ کو کوئی تاویل کرنے نہیں دیتا۔ کیونکہ الاعتبار لعموم اللفظ لا لخصوص الممورد۔ چونکہ اسباب حقہ اور موجبات قویہ حقیقت کے مراد ہونے کو چاہتے ہیں اس لیے حقیقت مراد ہوگی اور مجاز مراد نہیں لی جاسکتی۔ ۱۲ مرتب

کو آگاہ کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا قصہ بدوں کسی قسم کی تاویل اور کسی قسم کے استعارہ و مجاز کے کسی قوم نے تسلیم نہیں فرمایا۔ یہ میری بات سرسری نہ سمجھو۔ نمونہ کے طور پر دیکھ لو کہ ہمارے اکثر مفسرین حضرت مسیح کے قصہ میں انسی متوفیک و رافعک میں کیا کچھ ہیر پھیر نہیں کرتے۔ اب معاملہ صاف ہے پس حضرت خلیفۃ المسیح اول کا قول ہماری تائید میں ہے نہ کہ تردید میں۔ اور یہ آپ نے خلاف شرط کیا ہے۔ ہم نے دوسرے ائمہ کے حوالہ جات موت مسیح کے متعلق مثلاً یہ کہ حضرت امام مالک کا مذہب ہے کہ مسیح وفات پا گئے ہیں اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی وغیرہ اپنے سکوت سے ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کی وفات کے قائل ہیں۔ پیش نہیں کئے لیکن آپ نے خلاف شرائط بہت سی باتیں پیش کی ہیں۔ ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ خلفاء مسیح موعود کی نیک بتائی ہوئی بات یا ان کے عقائد کے خلاف ہمارے عقائد ہیں۔ یا ان کی واجب الاتباع بات ہم ماننے کے

الاسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کے متعلق یہ کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک کا کسی طرح سے ذکر کرنا دو شرطین مذکورین سے تجاوز ہے اور پھر ان ائمہ رضوان اللہ علیہم کا ذکر قادیانی مناظر کو مفید بھی نہیں بلکہ مضر کیونکہ امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ و خروج الدجال و یاجوج و ماجوج و طلوع الشمس من المغرب و نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء و سائر علامات یوم القيمة علی ماوردت به الاخبار الصحیحة حق کائن (فقہ اکبر) اور یہی مذہب ہے کل ائمہ شافعیہ کا یعنی سب اسی عیسیٰ ابن مریم بعینہ نہ بمثلہ کے نزول پر متفق ہیں چنانچہ ائمہ صحاح ستہ اور شیخ سیوطی وغیرہ کی تصریح سے ظاہر ہے۔ اور ائمہ مالکیہ کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ شیخ الاسلام احمد نفراوی المالکی نے فواکہ دوانی میں تصریح کر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اشراط ساعت سے ہے۔ ۱۲ مرتب

لیے تیار نہیں ہرگز نہیں۔

۱۔ پھر جناب والا کو معلوم رہے کہ وفات مسیح ماننے سے عیسائیت کو تقویت نہیں پہنچتی بلکہ اس کی بیخ کنی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح تھوڑی سی دیر کے لیے وفات پا کر آسمان پر زندہ اٹھالیا گیا۔ اور آپ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ مسیح آسمان پر اٹھالیا گیا۔ اور تفسیروں میں ایسے کئی اقوال موجود ہیں کہ چند گھنٹے مسیح نے وفات پائی اور پھر وہ آسمان پر اٹھالیا گیا۔

۲۔ سچے جناب! اس عقیدہ کو ماننے سے حضرت مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ماننا پڑتا ہے۔ اور عیسائیوں کی تائید ہوتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ جتنی

۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ حیات مسیح ابن مریم مذہب اسلام کے مناسب ہے اور وفات مسیح ابن مریم مذہب اسلام کے نامناسب اور ناظرین کو غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ قادیانی مناظر نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کیونکہ قادیانی مناظر نے یہاں لکھا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام تھوڑی دیر کے لیے وفات پا کر آسمان پر زندہ اٹھالیا گیا۔ تو اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک موت اور معبودیت میں منافات نہیں۔ ہاں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات تسلیم کی جائے تو عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ ۲۔ مرتب

۲۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ قادیانی مناظر کے یہ وجوہات بروئے قرآن کریم و حدیث نہیں بلکہ خیالی اور وہمی دھوکو سلع ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بروئے قرآن کریم اور حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفون ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر ہونا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں کیونکہ قرآن کریم اور حدیث کا یہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کمال الوہیت میں ہے اور انسان کا کمال عبودیت میں ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

کسی کو پیاری اور محبوب چیز ہو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ مگر تکلیفوں کے وقت مسیح

(بقیہ) یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناءً و انزل من السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم (الآیہ) (بقرہ پ ۱) اس آیت میں خداوند کریم نے انسان کو عبادت کا امر فرمایا ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبودیت کا نام ہے اور پھر ربکم اپنی صفت بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ میری صفت ربوبیت یعنی کمال تک پہنچانا اس وقت کام کرتی ہے۔ جب انسان اعلیٰ درجہ کی عبودیت میں لگ جاتا ہے۔ اور پھر اپنی چند صفات بیان کر کے اخیر میں صفت و انزل من السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم کو ذکر کیا ہے اور اس میں یہ بتایا ہے کہ زمین جو پستی کا مظہر ہے بوجہ پست ہونے کے آسمان سے جو بلندی کا مظہر ہے کس طرح فائدہ اٹھاتی ہے اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو عبادت یعنی اعلیٰ درجہ کی عبودیت میں لگا کر پستی کا مظہر بناتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بلند سے بلند ہستی ہے رحمت و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اور انسان جس قدر عبودیت میں ترقی کرتا ہے۔ اسی قدر زیادہ عند اللہ مقرب ہوتا ہے اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں لا شریک لہ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبودیت میں لا شریک لہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان مقامات میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کے اعزاز دینے کا ذکر ہے اور جہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس اعلیٰ اعزاز ملنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں نقص پیدا ہو گیا ہو اس بات کی شہادت دی ہے کہ باوجود ایسے اعلیٰ اعزاز ملنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا بلکہ عبودیت میں ترقی کی ہے۔ دیکھو سبحان الذی اسری بعبدہ اور فاوحی الی عبدہ ما اوحی اور تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ میں باوجود مقامات اعزاز ہونے کے خدا تعالیٰ نے عبد کی اضافت اپنی طرف کر کے سمجھا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوا بلکہ ترقی ہوئی ہے۔

کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور آنحضرت کو زمین پر چھوڑا۔ آپ نے پتھر کھائے۔
ایڑیوں سے خون بہا۔ دودانت شہید ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح خدا تعالیٰ کو

(بقیہ) ورنہ میں اپنی طرف اضافت نہ کرتا۔ اور اسی کمال عبودیت کا نتیجہ و رفع عنالک
ذکرک ہے۔ اور اسی کمال عبودیت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المرسلین بلکہ
افضل الملائکۃ المقربین ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قرب الہی
اور رفعت منزلت میں بدرجہا فوقیت ہے اور اسی کمال عبودیت کا یہ اقتضاء ہے کہ ازابتداء
پیدائش تا وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا رنگ رہے جو عبودیت کے مناسب ہو۔ یہی
وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر زمینی اسباب منعقد ہوئے اور تمام حیاتی زمین
پر بسر کی اور زمین پر ہی فوت ہوئے اور زمین میں ہی مدفون ہوئے جو پستی کا مظہر ہے۔ ایک
شاعر نے کہا ہے۔

ملک افلاک پر قرباں زمین پر نازیں صدقے جہاں کے خوہد قرباں زمانہ کے حسیں صدقے
زماں قرباں زمین صدقے مکاں قرباں مکین صدقے میرا دل ہی نہیں قرباں میری جاں ہی نہیں صدقے
نیاز و انکساری پر اللہ العالمیں صدقے اور حدیث میں ہے من توضع لله رفعة الله ۱۲ مرتب
ایہ وہی دھکوسلے ہیں قرآن کریم کا تو یہ ارشاد ہے وبشر الصابرين الذين اذاصابتهم
مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون اور بلحاظ آیت لقد كان لكم فی رسول
الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر و ذکر الله كثيراً (جزو ۲۱)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسوۂ حسنہ کاملہ میں اس لیے حکمت ایزدی کا یہ اقتضاء ہوا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام انبیاء سے سخت ترین مصائب نازل کی جائیں تاکہ صبر کا ظہور بھی بے
نظیر رنگ میں ہو ۱۲ مرتب

آپ سے زیادہ محبوب ہے دوسرے اس کو اعلیٰ مقام پر پہنچایا گیا اور اپنے پاس اٹھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین پر سلایا۔ بتاؤ ان میں سے افضل کون ہوا۔ تیسرے آپ نے مانا کہ مسیح کی پیدائش میں زمینیت کا کوئی دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے ان کا آسمان پر جانا صحیح ہوا۔ مگر بتائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آسمان پر نہ گئے اس لیے ان میں زمین کا دخل ہوا۔ چوتھے وہ دو ہزار برس سے بغیر کھانے پینے کے زندہ اور پھر اسی کو دوبارہ بھیجا جائے گا۔ اور قاعدہ ہے کہ جس کا کام اچھا رہا ہو اس کو دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ افضل ہیں اور ان میں روحانیت اور قدوسیت زیادہ ہے اس لیے ان کا دوبارہ بھیجا جانا تجویز کیا گیا۔ پانچویں وہ اپنے آسمان پر جانے اور ہزاروں برس زندہ رہنے اور پیدائش میں زمینیت سے پاک ہونے کی وجہ سے تمام بنی آدم سے نرالے ہیں۔ بتاؤ یہ عقائد صلیبی عقائد کی تائید کرتے ہیں یا ہمارے عقائد کہ وہ وفات پا گئے ہیں۔ سچ ہے۔

۲۔ مسیح ناصری راتا قیامت زندہ مے فہمند مگر مدفون بیثرب را ند اوند ایں فضیلت را
 زبوائے نافہ عرفاں چو محروم ازل بودند پسندیدند در شان شبہ خلق ایں ندلت را
 ہمہ عیسائی نرا از مقال خود مدد داوند دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را
 پس وفات ماننے سے صلیبی عقائد پاش پاش ہو جاتے ہیں اور اس کی حیات ماننے سے اسے پورا خدا مان لینا پڑتا ہے۔

۱۔ اس عبارت سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر کا خدا کے مکین ہونے کا اعتقاد ہے حالانکہ تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ لامکان ہے۔ ۱۲ مرتب
 ۲۔ ایسے اشعار اسلامی مناظر کے مقابلہ پر پیش کرنے جن کے شاعر کو وہ مفتری سمجھتا ہے کمال درجہ کی جہالت ہے۔ ۱۲ مرتب

دوسری دلیل: آپ نے اس آیت میں ایک تو لیسو منن پر زور دیا ہے کہ اس کے معنی سوائے استقبال کے ہو ہی نہیں سکتے۔ آپ دعویٰ سے فرماتے ہیں کہ ”تمام محاورات قرآن و حدیث اس کی شہادت دیتے ہیں۔“ فی الحال میں آپ کے اس دعویٰ کو توڑنے کے لیے وہ مثالیں پیش کرتا ہوں غور سے پڑھیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وان منکم لمن لیبطن فان اصابکم مصیبة قال قد انعم اللہ علی اذلم اکن معہم شہیداً۔ ولئن اصابکم فضل من اللہ ليقولن کان لم تکن بینکم و بینہ مودة یا لیتنی کنت معہم فافوز فوزاً عظیماً۔** اس کے معنی بھی وہی پیش کرتا ہوں جو مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے کئے۔ ”اور تحقیق بعضے تم میں سے البتہ وہ شخص ہیں کہ دیر کرتے ہیں نکلنے ہیں۔ پس اگر پہنچ

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ **وان منکم لمن لیبطن** وغیرہ میں بھی بلحاظ قاعدہ نحوی اتفاق جو ہم نے پیش کیا ہے۔ استقبال ہی مراد ہے۔ آپ بھی کوئی قاعدہ نحوی پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ بوقت دخول لام تاکید و نون ثقلیہ غیر استقبال بھی مراد ہو سکتا ہے آپ ہرگز پیش نہ کر سکیں گے۔ اور جب حسب شرائط مقررہ ہم قرآن کریم اور حدیث اور قواعد عربیت کے مطابق مناظرہ کر رہے ہیں تو آپ گھبرا کر ہر ایک فقرہ میں شرائط سے کیوں تجاوز کر رہے ہیں۔ اور کبھی شاہ رفیع الدین صاحب کا نام لیا جاتا ہے اور کبھی خلاف واقع امام مالک کا ذکر کیا جاتا ہے اور یہی حال لشہدینہم سبنا کا ہے کیونکہ برتقریر تسلیم استمرار استمرار استقبال مراد ہوگا اور قادیانی مناظر نے جو قرآن کریم کا اس موقع پر یہ فقرہ یعنی **ولئن اصابکم فضل من اللہ ليقولن ان تح پیش کیا ہے اس سے بھی اس کی جہالت پگھلتی ہے کیونکہ ایک تو لیسو منن پر لام تاکید اور نون ثقلیہ داخل ہے اور دوسرا شرط پر حرف ان داخل ہے جو نیز استقبال کے لیے آتا ہے فان للاستقبال وان دخلت علی الماضي (کافیہ ابن حاجب) کیا فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ والرسول کے طریق پر مباحثہ کرنا اسی کا نام ہے ۱۲ مرتب**

جاتی ہے تم کو مصیبت۔ کہتا ہے تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر میرے جس وقت کہ نہ ہوا میں ساتھ ان کے حاضر۔ اور اگر پہنچ جاتا ہے تم کو فضل خدا کی طرف سے البتہ کہتا ہے کہ گویا نہ تھی درمیان تمہارے اور درمیان اس کے دوستی۔“ پھر آیت والذین جاهدوا فلنا لنهدينهم سبلنا میں استمرار کے معنی ہیں۔ خالص استقبال کے لیے نہیں۔

اور خلیفہ اول کا جو قول آپ نے پیش کیا ہے وہ اس وقت کا ہے جبکہ آپ اس جماعت میں شامل نہیں تھے۔ اور ان معنوں پر مجھے مندرجہ ذیل اعتراضات ہیں۔

۱۔ کیا وجہ ہے کہ جب مجاہد اور ابن عباس جیسے بزرگ تابعی اور صحابی نے قبل موت سے مراد کتابی کی موت لی ہے وہ صحیح نہیں۔ وجہ بیان کریں۔ اور لکھا ہے

۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ مولوی نور الدین وہ شخص ہے جس کی مرزا صاحب نے جو آپ کے پیغمبر ہیں توثیق کی ہے۔ اور توثیق کے بعد بھی مولوی نور الدین صاحب نے اس معنی میں کوئی ترمیم نہیں کی۔ ۱۲ مرتب

۲۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ مجاہد تابعی ہے جیسا کہ قادیانی مناظر نے لکھا ہے اور قرآن کریم کی تفسیر میں تابعی کا قول پیش کرنا شرط نمبر ۲ سے تجاوز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق قادیانی جماعت کا حال مانند افسوس منون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض ہے ورنہ ہم اور قادیانی جماعت مانحن فیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول پر فیصلہ کریں۔ عن ابن عباس وان الله رفعه بجسده وانه حي الان وسيجمع الى الدنيا فيكون فيها ملكاً ثم يموت كما يموت الناس (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۶) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسدہ العنصری اٹھالیا ہے اور وہ اس وقت زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے پھر بادشاہ ہوں گے پھر فوت ہوں گے جیسا کہ اور لوگ فوت ہوتے ہیں ۱۲ مرتب

کہ کوئی یہودی نہیں مرنے والا مگر وہ حضرت عیسیٰ پر اپنے مرنے سے پہلے ایمان لاتا ہے اس روایت سے تفسیریں بھری پڑی ہیں۔ اور ایسے ایمان کے لیے مسیح کی زندگی کی ضرورت نہیں۔

۲۔ قبل اہ موتہم کی قرأت آپ کے معنوں کی تردید کرتی ہے۔ آپ کہتے ہیں شاذہ قرأت قراء کی ہے۔ معلوم ہے یہ کس شخص نے روایت کی ہے۔ یہ ابی کی روایت جو عالم بالقرآن تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے قرآن سنا کرتے تھے۔ بہر حال قرأت شاذہ لغو اور متروک نہیں ہو سکتی۔ وہ قرأت مشہورہ کی تفسیر ہوا کرتی ہے۔

۳۔ یہ معنی کہ سب اہل کتاب ایمان لے آئیں گے آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة اور آیت و اغربنا بینہم

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ مضمون درج کیا ہے اور موتہ قراء متواترہ ہے جس کا قراءہ شاذہ مقابلہ نہیں کر سکتی اور قادیانی مناظر کی علمی لیاقت پر افسوس ہے کہ جن باتوں کا مکمل طور پر جواب پرچہ نمبر ۱ میں درج ہے اس سے چشم پوشی کر کے پھر بھی طوطے کی طرح یکھی ہوئی بات پیش کی جاتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة وجاعل الذین کفروا الی یوم القیمة کے متعلق نہیں بلکہ بروئے قواعد عربیت ہر چار واقعات مسیحیہ کے متعلق ہے۔ اور اگر اسی کے متعلق ہو تو نیز مضمر نہیں۔ کیونکہ فوقیت اور غلبہ کا کمال اسی صورت میں ہے کہ کفر معدوم ہو جائے جیسا کہ اس آیت سے صاف ظاہر ہے هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔ اس آیت کا مرزا صاحب یوں بیان کرتے ہیں یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے۔ اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا۔

العدواة والبغضاء کے خلاف ہیں کیونکہ اس میں فرمایا ہے کہ مسیح کے متبعین اور منکرین دونوں قیامت تک رہیں گے۔

۴۔ سیاق اسباق کے خلاف ہے کیونکہ پہلے اس کے فرمایا فلا یؤمنون الا قليلاً۔ کہ یہودی ایسے شریر ہیں کہ ان میں سے تھوڑے ہی ایمان لائیں گے۔ اور پھر کہہ دیا کہ سب ہی ایمان لے آئیں گے۔

۵۔ یہ معنی عبارة النص کے بھی خلاف ہیں۔ کیونکہ یہاں یہودیوں کی شرارتوں کا بیان کرنا مقصود ہے۔ اور یہ ان کی شرارتیں بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ اس کے آگے بھی ان کی شرارتوں کا بیان ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ پہلے شرارت بیان کر کے پھر اس کی تعریف کر کے پھر کہہ دیا کہ یہ بڑا بد معاش ہے۔ بتاؤ یہ طریق کلام شریفوں کا ہوا کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ بھی ان کی شرارت ہے کہ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔ یہ اہل کتاب مانتے رہیں گے کہ ہم نے اسے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا ہے۔ کیونکہ اگر یہ نہ مانیں تو ان کا مذہب باطل ہوتا ہے۔ ان میں سے جو نیک تھے ان کا آگے لکھنا

(بقیہ) اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا (چشمہ معرفت ص ۸۲، ۸۳) پس آیت اغربنا بینہم العدواة والبغضاء سے مراد طول زمان ہے ورنہ یہ آیت اور آیت هو الذی ارسل رسولہ الخ متعارض ہوں گی۔ ۱۲ مرتب

۱۱ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں جو آیت وقولہم انا قتلنا المسیح الخ اور آیت و ان من اهل الكتاب الا لیؤمنن بہ قبل موته کے درمیان ارتباط بیان کیا ہے۔ اس مضمون ارتباط میں غور کرنے سے یہ اعتراضات وارد نہیں ہوتے۔ تو پھر قادیانی مناظر کا ان اعتراضات کو درج کرنا کی علم کا نتیجہ ہے۔ ۱۲ مرتب

الراسخون میں لکن کے لفظ علیحدہ بیان کیا ہے۔

۶۔ اور اگر خدا نخواستہ اہل کتاب نے سمجھوتہ کر لیا کہ ہم نہیں مانتے تو خدا تعالیٰ کو بھی مشکل پڑ جائے گی۔ کیونکہ اگر وہ مارتا ہے تو اس آیت کے خلاف ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح کا مرنا اور اہل کتاب کا مرنا ان کے ایمان لانے پر موقوف ہے۔

اور جو استشہاد ابو ہریرہ کا پیش کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ ان کا دوسرا استشہاد کہ ما من مولود یولد الا نحسہ الشیطان وقت ولادته الا مریم و ابنہا عیسیٰ پر آیت فافراوا ان شتم انی اعیزہا بک و ذریئہا من الشیطان الرجیم صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں مس شیطان کا وقت ولادت کا ذکر ہے۔ اور حضرت مریم کی والدہ نے جو دعا کی تھی تو وہ ان کی پیدائش کے بعد کی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ کے مس شیطان سے محفوظ رہنے کا باعث مندرجہ بالا دعا قرار دینا بالکل غلط ہے اور اصول والوں نے لکھا ہے۔ ”القسم الثانی من

ایہ بھی خداوند کریم کے ساتھ استہزا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک ۱۲ مرتب۔

۱۲ صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے کپڑے کو بچھائے گا پس وہ نہ بھولے گا اس بات کو جو میرے سے سنی ہے۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا کپڑا بچھا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرماتے رہے پھر میں نے اس کپڑے کو اپنے ساتھ چسپاں کر لیا اس کے بعد جو حدیث میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اس کو بھولا نہیں۔ سبحان اللہ ابو ہریرہ پر جو ایسا جلیل القدر صحابی ہے محض اس وجہ سے کہ اس کی روایت قادیانی مناظر کے مخالف ہے اعتراض کئے جاتے ہیں اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ ابو ہریرہ سے ابو ہریرہ حقیقی معنوں میں مراد نہیں عجیب لیاقت ہے اور اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں حقیقت و مجاز کا قانون بیانی بیان کر کے اور مرزا صاحب کا تسلیم امکان حقیقت ظاہر کر کے ایسی حدیثوں سے مجازات مراد لینے کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اب قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ اس حدیث میں مجازات مراد ہیں یہ محض دعویٰ بلا دلیل ہے اور دونوں شرطیں مذکورین سے تجاوز ہے۔ ۱۲ مرتب

الرواة هم المعروفون بالحفظ والعدالة دون الاجتهاد والفتوى كابي
هريرة وانس ابن مالك“ (ملاحظہ ہواصول شاشی)

پس ابو ہریرہ کا یہ استشہاد صحیح نہیں۔ اور اسی آیت کے ماتحت نووی میں لکھا
ہے کہ اکثر علماء نے موتہ کا مرجع کتابی کو ٹھہرایا ہے اور جو حدیث ہے اس میں مجاز
ہی مجاز مراد ہے۔ اول تو اس کا راوی ابو ہریرہ ہے۔ جو حقیقی معنوں میں ابو ہریرہ
مراد نہیں ہے۔ اور اسی طرح منکم۔ اتم۔ فیکم۔ اما مکم میں کم کے حقیقی مخاطب صحابہ
ہیں اور مجازی طور پر ہم۔ اور اسی طرح ابن مریم بھی حقیقی نہیں۔ بلکہ مجازی مراد
ہے۔

اور جو آپ نے براہین احمدیہ سے عبارت پیش کی ہے وہ خلاف شرائط ہے
کیونکہ وہ آپ کے دعویٰ سے پہلے کی ہے۔ مگر پھر بھی میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

الاسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳۲ میں اس طرح جواب دیا ہے کہ براہین احمدیہ کی عبارت کو پیش کرنا
خلاف شرائط نہیں کیونکہ مرزا صاحب اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں۔ معلوم نہیں یہ کتاب کہاں اور
کب ختم ہوگی۔ اس کتاب کا ظاہر و باطن متولی خدا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کتاب کے
مضامین تصدیق شدہ خداوندی ہیں۔ اور نیز اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱۸ میں براہین احمدیہ کی یہ
عبارت پیش کر کے یہ لکھا ہے کہ میں نے اس عبارت کو بطور الزام نہیں پیش کیا بلکہ یہ بتانا ہے کہ جن
دنوں مرزا صاحب کو الہام و مجددیت کا دعویٰ تھا ان دنوں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
زندہ ہیں حالانکہ قرآن داتی میں ان دنوں بھی اس کمال کا دعویٰ تھا کہ تین سو دلائل قرآن کی حقانیت
کے قرآن ہی سے دینے کے ثبوت میں براہین احمدیہ لکھی تھی۔ اگر مسئلہ حیات مسیح اس قسم کا غلط ہوتا کہ
اس کی تردید قرآن مجید میں ہوتی تو ایسا قرآن دان قرآن کا حامی اس عقیدہ کو دل و دماغ میں رکھ کر
میدان مناظرہ میں نہ آتا اور قادیانی مناظر مرزا صاحب کا کوئی قول ہمارے مقابلہ پر پیش نہیں کر
سکتے۔ کیونکہ ہم بوجہ اس اعتقاد کے کہ مرزا صاحب مفتری ہیں یہی سمجھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو
عقیدہ براہین احمدیہ میں ظاہر کیا ہے وہ نیک نیتی سے ہے اور جو دعویٰ بعد میں کئے ہیں وہ بوجہ لالچ
و طمع نفسانی کے ہیں ۲ مرتب

آپ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔ ”اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رکی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ رہے۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رکی تھا۔ مخالفوں کے لیے قابل استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود علم غیب کا دعویٰ نہیں۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ خود نہ سمجھا دے۔“ (کشتی نوح ص ۷۴) پس جب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے قابل استناد نہیں مانتے۔ اور اصولی طور پر بھی قابل استناد نہیں۔ کیونکہ اصحاب یعنی الابقاء ما کان علیہ حجت نہیں ہوتا۔ تو پھر کسی کا کیا حق ہے کہ وہ اسے پیش کرے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی شخص ۲۲ فوول و جھک شطر المسجد الحرام کے نزول کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کو بطور سند پیش کر کے کہے کہ آپ اس لیے رسول آخر الزماں نہیں ہیں کہ اس کا قبلہ مکہ ہوتا تھا۔ اور آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ اسی طرح ۳ امام ربانی مجدد الف ثانی کے متعلق روضۃ القیومیہ ص ۸۹ میں لکھا ہے۔

مکتوب نمبر ۲۰۶ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے جو معارف توحید و جود و غیرہ کے بارے میں لکھے ہیں وہ محض عدم اطلاع سے لکھے گئے ہیں جب

۱۱ اصحاب کا ذکر بھی دو شرطیں مذکورین سے تجاوز ہے ۱۲ مرتب

۱۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کی ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مسئلہ حیات مسیح ابن مریم اعتقادات سے ہے اور تحویل قبلہ عملیات سے۔ اور نیز تحویل قبلہ والا معاملہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہے جس کو سب اہل اسلام نبی برحق اعتقاد کرتے ہیں۔ اور پہلے حیات مسیح ابن مریم کا قول کرنا اور پھر وفات کا قول کرنا۔ یہمذا صاحب کے ذریعہ ہے جن کو تمام اہل اسلام مفسری اعتقاد کرتے ہیں ۱۲ مرتب

۱۳ امام ربانی کا ذکر بھی دو شرطیں مذکورین سے تجاوز ہے ۱۲ مرتب

مجھے کام کی اصل حقیقت معلوم ہوئی تو جو کچھ ابتداء اور وسط میں لکھا گیا اس پر شرمندہ اور مستغفر ہوا۔

پس باوجودیکہ شرائط میں یہ طے ہو چکا تھا کہ قبل دعویٰ مسیحیت کی تحریر پیش نہیں کی جائے گی۔ مگر آپ نے خلاف شرائط اسکے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں لکھیں۔

ہمارے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ قرآن مجید سے جو دلائل پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ایک دلیل بھی حضرت مسیح کی حیات پر دلالت نہیں کرتی۔
نافہم۔

دستخط قادیانی مناظر جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل۔ دستخط کردار

دوالمیال۔ پریزنٹ

WWW.NAFSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAE JAMAAT"

از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

وقت تحریر پرچہ ایک گھنٹہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رب اشرح لی صدری و یسر لی امری و احلل عقدہ من لسانی

یفقہوا قولی۔

۱۔ آپ نے لکھا ہے۔ ”وہ ابھی داخل نہیں اموات میں ہے یہی مضمون تمہیں آیات میں“ آپ تمہیں آیات ہی نقل کر دیں جن میں یہ لکھا ہے کہ مسیح زندہ ہیں مردوں میں شامل نہیں۔ اگر آیات نہیں لکھ سکتے تو صرف سیپارہ سورۃ رکوع وغیرہ ہی لکھ دیں۔

۲۔ آپ مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں نے کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر پیش نہیں کی۔ مگر بعد میں پھر خود ہی میرے دلائل پیش کردہ کی تردید بھی کرتے

۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ شعروں کا مطلب یہ ہے کہ تمام قرآن کریم سے وفات ابن مریم ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ قرآن کریم سے حیات ابن مریم ثابت ہے۔ اور کوئی قرآنی آیت حیات کے خلاف نہیں ۱۲ مرتب

۲۔ اگر قادیانی مناظر اسلامی مناظر کی عبارت پرچہ نمبر ۴ کا مطلب سمجھتا تو یہ اعتراض نہ کرتا۔ کیونکہ اسلامی مناظر کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے اپنے زعم کے مطابق دلائل وفات مسیح ابن مریم پیش کئے ہیں لیکن قرآن کریم یا حدیث میں سے کوئی ایسی دلیل نہیں بیان کی جو بلحاظ الفاظ و قواعد عربیت وفات ابن مریم کو ثابت کرے جیسا کہ تردید سے ظاہر ہے۔ ۱۲ مرتب

ہیں۔ تو پھر آپ کا یہ کہنا کہ میں نے کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر پیش نہیں کی کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔

۳۔ آپ فرماتے ہیں کہ فلما توفیتی سے مراد انمتی ہے۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ مسیح کی صرف دو حالتیں ہیں۔ اور دونوں کے درمیان حد فاصل تو فی ہے اس سے ثابت ہوا کہ پہلی حالت میں کبھی تو فی نہیں پائی گئی۔ اور پہلی حالت کا اختتام تو فی سے ہوا۔ جس کے معنی حسب تفسیر آپ کے یہ ہوئے کہ مادمت کے زمانہ میں کبھی نہیں سوئے۔ اور یہ قرآن مجید کے الفاظ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ کا ترجمہ ہے جو مادمت کی حالت میں ان میں الوہیت کو ثابت کرتا ہے دوسرے تو فی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک غیند اور دوسری موت۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ نیند کی تو فی ایسی ہے جو بار بار آتی ہے۔ اور موت کے وقت جو تو فی ہوتی ہے وہ ایسی ہے جو ایک ہی دفعہ ہوتی ہے۔ اور یہ آیت بتاتی ہے کہ یہ تو فی ایسی ہے جو ایک ہی بار ہوئی۔ کیونکہ یہ دو حالتوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ اور دونوں حالتوں کو علیحدہ علیحدہ کرتی ہے۔ اس لیے وہ موت ہی ہے نہ کوئی اور۔

۴۔ آپ لکھتے ہیں کہ تثلیث زیر بحث نہیں ہے۔ اس کے لیے علم ہونا یا نہ

۱ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی تردید کی کی طرف یوں اشارہ کیا ہے کہ مطابق آیت اللہ بصوفی الانفس حسین مو تھا توفیتی سے معنی انمتی مراد لینے صحیح ہیں۔ اور قادیانی مناظر حد فاصل کہہ کر محض عوام کو مغالطہ میں ڈالنا چاہتا اور نہ معاملہ صاف ہے کیونکہ جب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے کہ توفیتی پیشگوئی انی متوفیک ورافعک الی کے وقوع کا بیان ہے تو نیند مع الرفع مراد کی جو حد فاصل بھی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲ اس مضمون کی تردید ہو چکی ہے لیکن اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی قادیانی مناظر کو یوں ہدایت کی ہے کہ آیت الخطاب تمام اس طرح ہے۔ واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم ائتہ قلت للناس اتخذونی و امی الہین من

ہونا دونوں برابر ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ مسیح نے جواب میں یہ بات کہی ہے یا نہیں۔ اگر بغرض تسلیم مان بھی لیا جائے کہ وہ اس سوال سے باہر تھی۔ مگر مسیح نے جو جواب میں اس کا ذکر کیا۔ تو ان کا کہنا یہ جھوٹ تھا یا سچ۔ اگر جھوٹ تھا تو (نعوذ باللہ) نبی جھوٹا ٹھہرتا ہے۔ اگر سچ تھا تو ان کی وفات ثابت ہے۔ کیونکہ وہ اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔

۵۔ توفیتی کے معنی نیند کرنا بالکل اغلط ہیں۔ کیونکہ نیند کے معنی توفی کے اس وقت ہوتے ہیں جب کوئی قرینہ منایا لیل وغیرہ ہو۔ اور یہ مسلمہ فریقین ہے اور پھر

(بقیہ) دون اللہ قال سبحانک ما یكون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلتہ وقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب۔ ما قلت لہم الا ما امرتہن بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم و کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتہن کنت انت الرقیب علیہم و انت علی کل شئی شہیداً۔ ان تعذبہن فانہم عبادک و ان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔ (مانندہ) اور آیت کے الفاظ میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زیر بحث قول ہے نہ علم۔ دیکھو انت قلت للناس اور دیکھو ما یكون لی ان اقول اور دیکھو ان کنت قلتہ اور دیکھو ما قلت لہم الا ما امرتہن یہ امر نہایت روشن ہے کہ سوال قول سے ہے۔ اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذمہ قول کے متعلق جواب دینا ضروری تھا نہ علم کے متعلق اور علم کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اور اس آیت میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے علم کی نفی کی ہے۔ ۱۲ مرتبہ ا قادیانی مناظر کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ توفی نیند کے معنی میں مجاز ہے بوجہ ضرورت قرینہ کے اور امامتہ کے معنی میں حقیقت ہے بوجہ عدم ضرورت قرینہ کے اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا بالکل باطل ہے کیونکہ آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والی لم تمت فی منامہا قیامک التی قضی علیہا الموت و یرسل الاخری الی اجل مسمی سے ثابت ہے کہ توفی کا حقیقی معنی اور موضوع الہ مطلق قبض ہے۔ نہ امامت کیونکہ اگر توفی کا موضوع امامت ہو تو

سوال یہ ہے کہ جب کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ اور تونی باب تفعل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل اور مفعول کوئی انسان ہو تو اس کے معنی سوائے امانت کے کوئی نہیں ہوں گے۔ اگر ہوتے ہیں تو کوئی مثال پیش کرو۔ اور ہم پہلے پرچے میں اپنے معنوں کی تائید میں آیات اور لغت کے حوالہ پیش کر چکے ہیں۔ توفنی مسلماً اور توفنا مع الابرار اور اما نرینک بعض الذی نعدہم اون توفینک وغیرہ۔

۶۔ آپ لکھتے ہیں اگر توفیتی سے مراد امتی لی جائے نہیں معلوم کہ جناب

(بقیہ) پھر حین موتھا لغو ٹھہرے گا اور والسی لم تمت اس لحاظ سے کہ یہ الانفس پر معطوف ہے۔ اجتماع ضدین یعنی موت اور عدم موت لازم آئے گا وھو باطل۔ پس ثابت ہوا کہ تونی کا حقیقی معنی مطلق قبض ہے اور نیند اور موت اس کے انواع ہیں۔ نہ بالخصوص موت موضوع لہ ہے اور نہ ہی نیند اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ تونی باب تفعل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول انسان یا روح ہو تو اس جگہ معنی قبض روح یا امانت کے ہوتے ہیں۔ اس امر کا اعتراف ہے کہ تونی کے حقیقی معنی امانت کے نہیں ورنہ ان کی ضرورت تھی۔ اس بات پر بڑی حیرانگی و تعجب آتا ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے معتقدین نے اس امر پر بڑا زور و جوش ظاہر کیا ہے اور کرتے ہیں کہ تونی باب تفعل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول ذی روح ہو تو اس جگہ قبض روح کے معنی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس زور و جوش ظاہر کرنے سے مرزا بیت کو کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اگر متوفیک بمعنی ممیک تسلیم کیا جائے تو پھر بھی بروئے قواعد عربیت یہ آیت تونی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر قطعی دلیل ہے اور اگر توفیتی بمعنی امتی مانا جائے تو پھر بھی بروئے الفاظ جیسا کہ یہ آیت مخاطب حیات ابن مریم پر دلیل نہیں ایسا ہی یہ آیت مخاطب ابن مریم کی وفات پر دلیل نہیں اور آیت تونی اور آیت مخاطب کے متعلق مفصل تقریر بیان ہو چکی ہے۔ پھر مرزا بیوں کو اس زور و جوش سے کیا فائدہ ہوا۔ ۱۲ مرتب

قادیانی مناظر نے ہر دو دن کی تقریروں میں تلفظ عموماً بکثرت غلط کیا اور خصوصاً قرآن مجید کو ایسا غلط پڑھا کہ حفاظ بے اختیار بول اٹھے کہ اے قادیانی صاحب اللہ قرآن مجید کو تو صحیح پڑھو۔

مفتی صاحب نے امتی کیسے لکھ دیا۔ ہم تو آپ کی شان سے بالکل بعید سمجھتے ہیں۔ غالباً انھوں نے امیت کو سقیت کی طرح سمجھ لیا ہے۔ کسی سے سنا ہوگا کہ سقیت واحد مخاطب مذکر ماضی کا صیغہ ہے۔ انھوں نے اماتہ سے بھی اسی وزن اماتہ بروزن سقایتہ پا کر واحد مخاطب ماضی کا صیغہ امیت بنا لیا۔ مگر جناب کو معلوم ہو کہ امامت میں ہمزہ زائدہ ہے اور سقایتہ میں سین اصلی ہے۔ اس لیے یہ لفظ امتی نہیں بلکہ امتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مفتی صاحب نے غلطی سے لکھ دیا ہوگا۔ کیونکہ انھوں نے تقریر میں بھی یہی بیان کیا تھا۔

(بقیہ) مگر وہ بیچارہ کیا کرے کہ صحیح پڑھنا تو اس کی طاقت سے باہر تھا۔ باوجود ایسے تلفظات کثیرہ کے مفتی صاحب اسلامی مناظر نے بلحاظ حدیث لکھل امرہ مانوی کوئی مواخذہ لفظی نہ کیا۔ اور اصل موضوع پر بلحاظ معانی مناظرہ کرتے رہے۔ لیکن قادیانی مناظر کو موضوع مناظرہ کے متعلق جب ناکامی ہوئی تو اس نے یہ مسئلہ امتی و امتی کا چھیڑ دیا۔ اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ قادیانی مناظر نے اپنے دلائل وفات ابن مریم میں ایک دلیل قیاساً توفیتی ارج بھی پیش کی جس کے جواب میں اسلامی مناظر نے کہا کہ اگر توفیتی بمعنی امتی ہو تو اس کی یہ تردید ہے اور اگر توفیتی بمعنی امتی ہو تو اس کی یہ تردید ہے جس سے اسلامی مناظر کا یہ مطلب تھا کہ اگر توفیتی بمعنی نیند ہو تو یہ جواب ہے اور اگر بمعنی موت ہو تو یہ جواب ہے۔ اب قادیانی مناظر کا یہ مواخذہ کرنا اس لحاظ سے کہ یہ مواخذہ لفظی موضوع مناظرہ سے چپاں ہیں لیس من داب المحصلین والمناظرین بل من داب المجادلین والمکابرین۔ اور نیز یہ تلفظ ایسا نہیں جس کی لغت عرب میں صحت کی کوئی صورت نہ ہو۔ کیونکہ یہ صیغہ واحد مذکر مخاطب اصل میں امتی ہے جس میں دو حرف ایک جنس کے جمع ہیں۔ اب اگر تاء کو تاء میں اوقام کیا جائے تو امتی پڑھا جائے گا اور اگر تاء کو یاء کے ساتھ بدل دیا جائے تو امتی پڑھا جائے گا۔ اور دو حرف ایک جنس میں سے ایک حرف کا یاء کے ساتھ بدل دینا تخفیف کے لیے لغت عرب میں بکثرت آیا ہے۔ فصول اکبری میں ہے۔ ”دیابدل ے آید از یکے از دو حرف یا سه حرف تصعیف چوں دینار اصله دنار و املیت اصله املتت و قصیت اصله قصصت انھی۔“

۷۔ پھر آپ نے اذقال کے معنی استقبال کے کرنے کے لیے مثال میں اذالاعلال کو پیش کیا ہے۔ جناب مفتی صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں کہ اغلال فعل نہیں بلکہ اسم ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو کسی مولوی سے پوچھ لیجئے کہ آیا الاغلال اسم

(بقیہ) اور شافیہ میں ہے والباء بدل من احد حرفی المضاعف نحو املیت و قصیت۔ اتھی۔ قادیانی مناظر نے یہ مجادلہ کے رنگ میں نہایت کمزوری دکھائی ہے۔ شجاعت تو یہ تھی کہ جیسا کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے قرآن کریم کے فقرہ بسل رفعہ اللہ الیہ کے ساتھ بروئے مل ابطالیہ و قصر قلب دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ حیات مسیح ابن مریم ایسا ثابت کر دیا ہے جس کے جواب دینے سے قادیانی مناظر ہی نہیں بلکہ کل کی کل قادیانی جماعت عاجز ہو گئی ہے ویسا ہی قادیانی مناظر بھی ایک فقرہ قرآن کریم کا ایسا پیش کرتا جس کے ساتھ دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر اپنا دعویٰ وفات مسیح ابن مریم ایسا ثابت کرتا جس کے جواب سے کم از کم اسلامی مناظر ہی عاجز ہو جاتا اور تمام حاضرین پر روشن ہے کہ قادیانی مناظر کے طول و طویل خیالی و وہمی ڈھکوسلوں کو اسلامی مناظر نے دو شرطیں مذکورین کے تحت میں رہ کر مختصر فقروں کے ساتھ رد کر دیا ہے۔ واقعی اسلامی مناظر مناظرہ کرتا رہا اور قادیانی مناظر مدعی مناظرہ ہو کر حقیقت میں مجادلہ یا مکابرہ کرتا رہا۔ ۱۲ مرتب

۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں یوں تردید کی ہے کہ قادیانی مناظر کا عقل کہاں گیا۔ کیونکہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس طرح لکھا ہے۔

اور اذ استقبال کے لیے بھی آتا ہے۔ فسوف یعلمون اذا لا غلال فی اعناقہم۔ اس مہر کی عبارت سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ اذالاعلال مثال کے اذ کے لیے ہے نہ ماضی کے لیے۔ اور ماضی کا معنی استقبال آنے کے لیے میں نے اپنے اسی پرچہ نمبر ۲ میں نفی وغیرہ کے ساتھ مثال دی ہے۔ پس قادیانی مناظر کا اذالاعلال میں ماضی کا ذکر کرنا زالی جہالت ہے۔ ۱۲ مرتب

ہے یا فعل۔ اور نیز اس بات کی ضرورت کیا تھی۔ ہم نے خود استقبال کے معنی کئے تھے۔ آپ ہماری دلیل کو بغور پڑھیں کہ انھوں نے قیامت کے دن اپنی بریت کرتے ہوئے اپنی قوم کا بگڑنا اپنی موت کے بعد قرار دیا ہے۔ اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیا ہے۔

پھر ۲ جناب مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کل مشابہت

اجتناب من اسلامی مناظر کا یہ مذاق نہیں کہ الزام پر اکتفاء کرے۔ بلکہ اس کا مذاق تحقیق ہے سبحان اللہ صداقت کا آفتاب اپنے انوار و تجلیات ظاہر کرنے سے کبھی نہیں رک سکتا دیکھو کہ قادیانی مناظر نے خود ہی تسلیم کر لیا ہے کہ یہ واقعہ انت قلت للناس اتخذونی ارنی قیامت کو ہوگا جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آج وفات ثابت نہیں ہوتی۔ مولوی گل احمد صاحب ساکن پٹنہ دادنجان نے بعد اختتام مناظرہ فرمایا۔

شس تیری چمک دیکھی اجالے میں اندھیرا ہے منور کس طرح ہو گا جسے گردش نے گھیرا ہے لڑائی باز کی اکثر ہوا کرتی ہے بازوں سے کوئی بیڑ جاڑھوٹھو کہ تو بھی اک بیڑا ہے غلام مرزا پہلے تو کر لے علم کی تحصیل غلام مرتضیٰ سے کم بہت کچھ علم تیرا ہے

۱۲ مرتب

۲ یہ خیالی اور وہمی باتیں پھر پھر پیش کی جاتی ہیں حالانکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس کا جواب دے دیا ہے۔ اور پھر بلا ضرورت اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی یوں تردید کی ہے کہ تشبیہ میں یہ ضروری نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت میں اشتراک ہو جس توضیح یہ ہے کہ التشبیہ ان بدل علی مشارکۃ امر لاخر فی معنی (مطلوب ص ۲۸۶)

ضروری نہیں ہوتی۔ صحیح مگر کیا آپ یہاں صرف لہجہ میں مشارکت مانتے ہیں کہ میں مسیح کے لہجہ میں کہوں گا۔ نہیں بلکہ آپ تو مسیح کی امت کے واقعات کو اپنی امت کے واقعات پر قیاس کر کے اپنا وہی جواب دیتے ہیں جو مسیح کا ہے اگر حدیث میں ان واقعات کی تشریح نہ ہوتی تو آپ یہ بات کہہ بھی سکتے تھے مگر اب تو حدیث میں جن واقعات میں مشارکت تھی تشریح کر دی گئی ہے۔

۹۔ قد خلت کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ خلو کے معنی نقل مکانی کے ہوتے ہیں۔ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آیت میں مکان کا تو ذکر نہیں۔ اس لیے نقل

(بقیہ) یعنی تشبیہ سے مراد بیان کرنا مشارکت ایک چیز کی ساتھ دوسری چیز کے کسی وصف میں مثلاً زید کا لاسد میں اتنا ضروری ہے کہ زید اور اسد کسی وصف میں شریک ہوں۔ جیسی شجاعت۔ اور یہ ضروری نہیں کہ زید شیر کی ہر ایک وصف میں شریک ہو ورنہ لازم آئے گا کہ تشبیہ زید کا لاسد اس صورت میں صحیح ہو کہ زید سوائے ماہیت کے تمام عوارض شیر میں اس کا شریک ہو۔ وہو کماتری۔ پس فاساقول کما قال العبد الصالح الخ میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشبہ ہے اور قول عیسیٰ علیہ السلام مشبہ یہ ہے اور وجہ تشبیہ کے لیے اتنا کافی ہے کہ مقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مقول عیسیٰ علیہ السلام ایک الفاظ بعینہا ہوں۔ اور یہاں ما نحن فیہ میں تو ضرورت سے زیادہ ان الفاظ کے معنی میں بھی ایک نوع کی شراکت ہے۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول توفیعی سے مراد انتمی لی جائے تو قبض روح کے معنی میں شراکت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبارت میں قبض روح مع الامساک مراد ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبارت میں قبض روح مع الارسال مراد لی جائے گی اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول توفیعی سے اتنی مراد ہو تو پھر ایک اور زیادہ نوعی مشارکت ہو جائے گی۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس دلیل قد خلت الخ کا جواب دیا ہے لیکن چونکہ قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ میں اس کے متعلق ادھر ادھر کی باتیں کی ہیں اس لیے اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی یوں تردید کی ہے کہ آیت سنة الله التي قد خلت۔

زمانی ہی خلو سے مراد ہو سکتی ہے۔ اور اس سے مراد یہی ہے کہ زندگی کا زمانہ گزار کر وفات پا گئے۔ نیز ہم نے لغت کے حوالہ جات سے ثابت کیا تھا کہ خلو کے معنی مرنے کے ہیں۔ اب میں ایک شعر بھی پیش کرتا ہوں جو یہ ہے۔

اذا سید منا خلا قام سید قول لما قال الکرام فعول

تمام شراح نے یہاں خلا کے معنی مسات کے کئے ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کی آیات (۱) تملک امة قد خلت لہا ما کسبت اور آیت و ان من قرية الا خلا فیہا نذیر اور آیت قد خلت من قبلہا امم وغیرہ سب میں خلو سے

(بقیہ) کا قادیانی مناظر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اگر ہم قادیانی مناظر کو خوش کرنے کے لیے یہ تسلیم کر لیں کہ قد خلت من قبلہ الرسل میں خلت بمعنی مات ہے تو پھر بھی یہ دلیل وفات مسیح ابن مریم کو ثابت نہیں کرتی۔ کیونکہ الرسل میں الف لام استغراقی نہیں اس وجہ سے کہ قد خلت من قبلہ الرسل میں من قبلہ الرسل کی لغت نحوی ہوگی۔ یا الرسل سے حال ہوگا۔ اور یہ دونوں شقیں باطل ہیں۔ شق اول اس وجہ سے باطل ہے کہ تمام نحویوں کا اتفاق ہے کہ لغت نحوی معنوت نحوی پر ذکر میں مقدم نہیں ہوتی۔ اور شق ثانی اس لیے باطل ہے کہ بروئے قواعد نحو حال کی تقدیم اس وقت ہونی چاہیے جب ذوالحال نکرہ ہو۔ اور مانحن فی میں الرسل معرفہ ہے۔ پس معین ہوا کہ من قبلہ خلت کے متعلق ظرف لغو ہے۔ اور قادیانی مناظر کی رائے کے مطابق آیت قد خلت من قبلہ الرسل کے یہ معنی ہوئے کہ تمام رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ اور یہ معنی بدیہی البطلان ہیں کیونکہ اس آیت کے پہلے فقرے یعنی ما محمد الا رسول سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور فقرے قد خلت من قبلہ الرسل سے بوقت استغراق مراد لینے کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ من ذالک رسول نہیں۔ وہل هذا الا نناقض فی القرآن وهو بدیہی البطلان۔ پس ثابت ہوا کہ من قبلہ اس بات کا قرینہ قطعیہ ہے۔ کہ الرسل میں الف لام استغراقی نہیں بلکہ جنس کے لیے ہے جو لا بشرط شے کے مرتبہ میں ملحوظ ہوتی ہے نہ بشرط لا کے مرتبہ میں۔ ۱۲ مرتب

مراد موت ہے۔ اور جو آیت و اذا خلوا الى شياطينهم ہے اس میں صاف قرینہ نقل مکانی کا موجود ہے۔

۱۰۔ احباب نے لکھا ہے کہ جنگ احد کے واقعہ میں سالہ کلیہ کی تردید ہے جو مہملہ سے ہو سکتی ہے۔ مفتی صاحب اصطلاح تو لکھنا جانتے ہیں۔ مگر حقیقت سے واقف نہیں۔ مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ صحابہ تو صحابہ دنیا میں کوئی انبیاء کو ماننے والا اس بات کا قائل نہیں کہ کوئی نبی نہیں مرا۔ جو سالہ کلیہ ہے بلکہ ان کو تو عیسائیوں کے قصہ کی وجہ سے یہ خیال ہو سکتا تھا کہ بعض نبی فوت نہیں ہوئے جو سالہ جزئیہ ہے اور جس کی تردید موجبہ کلیہ سے ہونی چاہیے اور موجبہ کلیہ یہ ہے کہ

افسوس کہ قادیانی مناظر نے مفتی صاحب اسلامی مناظر کے پرچہ نمبر ۲ کی عبارت کو نہیں سمجھا یا عمداً یہ خیالی باتیں کی ہیں۔ کیونکہ اسلامی مناظر کی عبارت پرچہ نمبر ۲ کا یہ مطلب ہے کہ جنگ احد میں جب یہ غلط خبر اڑ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ اور بعض لوگوں نے نبوت اور موت میں منافات سمجھی جو سالہ کلیہ کا مصداق ہے اور ارتداد کا راستہ اختیار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال باطل کی تردید کے لیے یہ آیت نازل فرمائی اور ظاہر کر دیا کہ نبوت اور موت میں منافات نہیں۔ پس الف لام الرسل میں استغراقی نہیں بلکہ جنسی۔ اور جنس لا بشرط شے کے مرتبہ میں ہوتی ہے۔ نہ بشرط لا کے مرتبہ میں اور قد خلت من قبلہ الرسل قضیہ موجبہ مہملہ ہے جو قوۃ موجبہ جزئیہ میں ہے۔ اور سالہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔ اور آیت ولقد اتینا موسیٰ الكتاب و قضینا من بعدہ بالرسل کو غور سے پڑھنا چاہیے کہ یہی لفظ الرسل بصیغہ جمع بالف و لام موجود ہے اور یہاں استغراق افراد قطعاً باطل ہے کیونکہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب دی اور اس کے پیچھے اس کے آئین پر کئی رسول بھیجے۔ نہ یہ کہ سب رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھیجے گئے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے رسول نہیں لیا بلکہ کئی رسول آپ کے پہلے ہوئے اور کئی آپ کے بعد ۱۲ مرتب

قد خلت من قبله الرسل کہ سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ پھر مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ موجبہ جزئیہ سے تردید ہونی چاہیے کیوں کیا موجبہ کلیہ سے تردید نہیں ہو سکتی۔ کل رسولوں کے فوت شدہ ہونے سے بعض رسولوں کا فوت شدہ ہونا بھی لازم آتا ہے۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ مفتی صاحب نے یہ عدم علم کی وجہ سے لکھا ہے یا جان بوجھ کر۔ جان بوجھ کر تو میں کہہ نہیں سکتا۔

۱۱۔ آپ کا یہ لکھنا کہ حضرت ابو بکر کی نظر افان مات پر تھی تو اس پر سوال یہ ہے کہ وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتے تھے کہ آپ کو فوت نہیں ہونا چاہیے کیا وہ سمجھتے تھے کہ بعض زندہ ہیں یا سب؟ ظاہر ہے کہ وہ بعض کو زندہ مانتے تھے۔ پس انہیں کی تردید مقصود تھی۔ جب یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی بھی زندہ نہیں تو انہوں نے مان لیا۔ اس لیے زیادہ تر نظر قد خلت من قبله الرسل پر ہی تھی۔

۱۲۔ آپ فرماتے ہیں والذین يدعون من دون الله الایة قضیہ مطلقہ عامہ ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ روح القدس فوت ہو گئے مگر جناب مفتی صاحب! آپ کو

۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس کی تردید کی ہے اور اس نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں قادیانی مناظر کو ہدایت کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس لحاظ سے کہ صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے متعلق اضطراب تھا اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے افان ممکن او قتل کہہ کر ان کا اضطراب رفع کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ایہا الناس من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات و من کان یعبد رب محمد فان اللہ حی لا یموت (مواہب لدینہ) ۱۲ مرتب

۲۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس دلیل یعنی والذین يدعون من دون الله لا یخلفون شیئاً و ہم یخلفون اموات غیر احياء و ما یشعرون ابان یبعثون (نحل)

معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں ان معبودان باطلہ کا ذکر ہے جن کی طرف خلق منسوب کی جاتی ہے اور وہ عالم خلق سے ہیں نہ عالم امر سے اور ان سے دعائیں کی جاتی ہیں۔ پہلے روح القدس کے متعلق یہ تینوں صفات ثابت کر دیں پھر اعتراض کریں۔ الباقی رہا یہ کہ یہ قضیہ مطلقہ عامہ ہے اس سے ان کا مرے ہوئے ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ یہ آپ کی خوش

(بقیہ) کا جواب دیا ہے۔ اور پھر اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں بھی قادیانی مناظر کی من گھڑت باتوں کا جواب دیا ہے کہ روح القدس جو تثلیث کا اقوم ثالث ہے۔ ان معبودات باطلہ میں داخل ہے جن کا اس آیت میں بیان ہے کیونکہ والذین يدعون من دون الله اور لا یخلقون شیئا اور وہم یخلقون یہ تمام صفات روح القدس میں پائی جاتی ہیں۔ اور اسم موصول میں عموم ہے۔ اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ وہ عالم خلق سے ہے نہ عالم امر ہے عجیب بات ہے کیونکہ جو چیز امر اللہ سے پیدا ہو کیا وہ عالم خلق اور مخلوق اللہ سے نہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ خداوند کریم نے معبودات باطلہ کی معبودیت کو کئی رنگوں میں باطل کیا ہے۔ اول اس طرح کہ لا یخلقون شیئا یعنی وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور معبود خالق ہوتا ہے۔ دوم اس طرح کہ وہم یخلقون یعنی وہ پیدا کئے جاتے ہیں اور معبود مخلوق نہیں ہوتا۔ سوم یہ کہ ان پر فی وقت من الاوقات موت آنے والی اور معبود پر موت کا آنا ناممکن ہے۔ چہارم یہ کہ ان کو علم نہیں کہ کب زندہ کئے جائیں گے اور معبود عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں یوں ہدایت کی ہے کہ چونکہ اس آیت میں معبودات باطلہ کی معبودیت باطل کرنا مقصود ہے اس لیے تاکیداً اموات غیوراً حیاء فرمایا۔ اور اگر یہ قضیہ مطلقہ عامہ نہ ہو تو اگر کوئی شخص یا کوئی قوم اس وقت کسی زندہ شخص کو معبود قرار دے۔ تو اس کو اس آیت کی رو سے جیتے جی کس طرح مردہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ پس آیت اپنے مطلب میں غیر کافی رہے گی جس سے قرآن کریم پاک ہے۔

فہمی ہے۔ کیونکہ اگر تمام معبودان باطلہ کو مرے ہوئے بھی مان لیا جائے تو پھر بھی مطلقہ عامہ کا اطلاق صحیح ہوگا اور یہاں محل موت مراد لینا بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ غیر احیاء اس کی تردید کر رہا ہے اور اس کے معنی کوئی نہیں بنتے بالکل مبہل کلام ہو جاتی ہے کہ ”وہ مرنے والے ہیں زندہ نہیں۔“ باقی رہا اس کی تائید میں انک میت پیش کرنا یہ صحیح نہیں۔ بے شک کسی حافظ سے پوچھ لیں کہ اس میں انک میت غیر حسی و انہم میتون غیر احیاء نہیں ہے۔ اور نیز آیت اموات۔ الذین کی خبر ہے۔ اور اسم۔ موصول استغراق کے لیے ہوتا ہے اس لیے کوئی فرد اس سے باہر نہیں۔

۱۳۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ کانا یا کلان الطعام میں تغلیب مریم کی وجہ سے کی گئی ہے حالانکہ یہاں تردید صرف مسیح کی الوہیت کی مقصود ہے پہلی آیات پڑھ لیں۔

(بقیہ) اور قادیانی مناظر لکھتا ہے کہ اگر تمام معبودان باطلہ کو مرے ہوئے بھی مان لیا جائے تو پھر بھی مطلقہ عامہ کا اطلاق صحیح ہوگا۔ افسوس کہ قادیانی مناظر کو خود تو مطلقہ عامہ کے مفہوم اور مصداق کے درمیان فرق معلوم نہیں اور خلاف تہذیب اسلامی مناظر کے متعلق لکھتا ہے کہ اصطلاح تو لکھ جانتے ہیں۔ لیکن حقیقت سے واقفیت نہیں۔ ۱۲ مرتب

اسحاق اللہ قادیانی مناظر کا کیا علم و فضل ہے کہ ایک مقام پر تو اس اسم موصول سے روح القدس کو خارج کر رہے ہیں جو معبودات باطلہ سے ہے اور اس مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ اسم موصول والذین یدعون۔ استغراق کے لیے ہے کوئی اس سے فرد باہر نہیں۔ ۱۲ مرتب

۲ قادیانی مناظر صاحب لکھتے ہیں۔ حالانکہ یہاں تردید صرف مسیح کی الوہیت کی مقصود ہے۔ پہلی آیات پڑھ لیں۔ قادیانی مناظر کے علم پر رونا آتا ہے۔ دیکھو اس آیت کا سیاق سابق یوں ہے۔ لقد

کفر الذین قالوا ان الله ثالث ثلاثة و ما من الہ الا الہ واحد

۱۔ دوسرے تغلیب جب مذکور مونث اکٹھے ہوں تو مذکر کی طرف سے ہوتی ہے جیسے القمر ان سورج چاند کے لیے کہا جاتا ہے شمس ان نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ شمس عربی زبان میں مونث ہے اور کانت من القانتین تو بالکل آپ کے مدعا کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ نے تغلیب مونث کی مثال دی ہے۔ اور طعام کے متعلق تو

(بقیہ) وان لم یتھوا عما یقولون لیمن الذین کفروا منهم عذاب الیم افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقہ کانا یا کلان الطعام انظر کیف نبین لہم الایات ثم انظر انسی یوفکون۔ (مائدہ) یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ ان آیات سے مقصود و امر ہیں۔ اثبات توحید۔ ابطال الوہیت عیسیٰ اور مریم۔ اثبات توحید کے لیے فرمایا ما من الہ الا الہ واحد۔ اور ابطال الوہیت کے لیے فرمایا ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقہ کانا یا کلان الطعام یعنی عیسیٰ اور مریم کی احتیاج الی الطعام ان کی الوہیت کو باطل کرتی ہے۔ اس آیت میں حضرت مریم کا ذکر اس لیے ہے کہ عیسائیوں میں سے بعض فرقوں کے نزدیک حضرت مریم بھی الوہیت کے مرتبہ تک پہنچ چکی ہیں جیسا کہ اسی سورۃ کے اخیر میں ہے انت قلت للناس اتخذونی و امی الہین من دون اللہ (مائدہ) اس مضمون بالا سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ کانا یا کلان الطعام میں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم دونوں کی الوہیت کا ابطال مقصود ہے نہ صرف مسیح کی الوہیت کا۔ پس قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ یہاں تردید صرف مسیح کی الوہیت کی مقصود ہے جہل مرکب کا ثمرہ ہے۔ ۱۲ مرتب

۲۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ سبحان اللہ قادیانی مناظر نے کیا گل کھلایا ہے کیونکہ میں نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے۔ (کانا یا کلان الطعام میں صیغہ ماضی ان کی ماں کی وجہ سے) اور میری مراد اس سے یہ ہے کہ کانا صیغہ ماضی کا حضرت مریم کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ اس وقت طعام نہیں کھاتے۔ اور پھر میں نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں لکھا ہے (تغلیب ہے جیسے کانت من القانتین میں) اور اس سے مراد میری یہ ہے کہ مذکور مونث اکٹھے ہو گئے۔

سوال یہ ہے کہ لفظ طعمنی ربی و یسقینی میں طعام مادی مراد ہے یا غیر مادی۔ ظاہر ہے کہ غیر مادی مراد ہے ورنہ وصال کا روزہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ اور کانا یا کلان الطعام میں زیر بحث طعام مادی ہے۔ غیر مادی نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مادی کھانے کے متعلق فرماتے ہیں ولا مستغنی عنه ربنا۔ نیز اس کے متعلق ثابت کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو یہ کھانا کھلاتا ہے۔

۱۲۔ اوصانی بالصلوة والزکوۃ کے متعلق جو اشکال تھا اس کو پہلے پرچہ میں کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ اور زکوۃ کے متعلق یہ کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں صلوۃ اور زکوۃ اکٹھے آئے ہیں وہاں فریضہ زکوۃ مراد ہے نہ کہ محض پاکیزگی جیسے اقموا الصلوۃ والزکوۃ۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ میں ان کے لیے

(بقیہ) جس میں تذکیر کو تانیث پر غلبہ دے کر مذکر کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے اور قادیانی مناظر ایسے الجمل المركب ہیں کہ بات تو ہماری بیان کر رہے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہم تردید کر رہے ہیں۔ ۱۲۔ مرتب

افسوس کہ قادیانی مناظر بے ربط اور بے اصل باتیں کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ طعام من حیث ہو هو ما یطعم بہ کو کہتے ہیں یعنی جو طعام اور غذا ہو کر مایہ حیات بنے۔ مادی ہو یا غیر مادی ہو جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے لست کاحد کم یطعمنی ربی و یسقینی (بخاری جلد ۱ ص ۲۶۳) دیکھو طعمنی جس کا اصل ماخذ طعام ہے اور کانا یا کلان الطعام میں زیر بحث احتیاج الی الطعام ہے مادی ہو یا غیر مادی کیونکہ مطلق احتیاج الی الہیہ کو باطل کرتی ہے۔ ۱۲۔ مرتب

۱۳۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ میں نے حناناً من لدنا و زکوۃ کو پیش کیا ہے۔ قادیانی مناظر نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ جہاں صلوۃ اور زکوۃ اکٹھے مذکور ہیں وہاں زکوۃ سے مراد صدقہ مفروضہ ہے۔ یہ استدلال استقرائی ہے۔ اور استقرائی ظنی دلیل ہوتی ہے یقینی نہیں ہوتی۔ پس اس سے اتنا تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ بے شک قرآن شریف میں اکثر جگہ ایسا ہی وارد ہے۔

نصاب اور ان کا مالدر ہونا ثابت کروں عجیب بات ہے۔ یہ تو بات تھاکہ میں ان کو زندہ ماننا ہوتا۔ یہ تو آپ پر لازم آتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر وہ صاحب مال نہیں تھے۔ تو ان کو تکلیف بالحال کیوں دی تھی۔ اور جعلی مبارککائیںماکنت تو صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو آسمان کے لیے بھی ثابت کر رہا ہے کہ ان کو یہ احکام بجالانے چاہئیں۔

۱۵۔ والسلام علی کی وجہ بیان کریں کیوں ان دو خاص دنوں کا ذکر نہ کیا۔ اگر جعلی مبارککائیں وہ دن آچکے ہیں تو کیا یوم اموت وغیرہ نہیں آچکے ان کی وجہ ذکر بیان کرو۔

۱۶۔ آیت ولکم فی الارض مستقر جب الیہ آپ کے نزدیک مقرر طبعی پر دلالت کرتی تھی۔ تو مسیح مقرر طبعی کو چھوڑ کر آسمان پر کیوں چلا گیا؟ اور فیہ

(بقیہ) مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر آئے اس جگہ خواہ مخواہ صدقہ مفروضہ ہی مراد لیا جاتا ہے۔ کیونکہ لغت اور عقل اس کی شہادت نہیں دیتے۔ ۱۲ مرتب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے۔ پہلے میرے مناظر صاحب ابن مریم کا صاحب نصاب ہونا قرآن کریم یا حدیث سے ثابت کریں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ ابن مریم کا کسی وقت صاحب نصاب ہونا ثابت کریں۔ ۱۲ مرتب

۲۔ یہ وہی باتیں ہیں۔ ۱۲ مرتب

۳۔ اس آیت کا کافی جواب گزر چکا ہے۔ اور قادیانی مناظر کے یہ خیالات و توہمات بفعل ما یشاء اور ان اللہ علی کل شیء قدیر کے خلاف ہیں۔ ۱۲ مرتب

تموتون بتا رہا ہے کہ یہاں میعاد کا ذکر ہے کہ موت تک زمین میں رہنا ہوگا۔
معلوم نہیں آپ اجل کے جال میں کیوں پھنس گئے۔

۱۷۔ اور آیت برسول یأتی ۲۔ من بعدی اسمہ احمد میں بعد
غیبت اور موت دونوں کو شامل ہے۔ اب سوال ہے کہ آیا منفرد آیا مجتمعا اگر مجرد
غیبت مراد ہے تو لانا نبی بعدی کو مثال میں پیش کر کے آپ نے ثابت کر دیا کہ آں
حضرت کے بعد بھی نبی آسکتا ہے۔ اور نیز محض غیبت مراد لینے کے لیے کوئی
آیت میں قرینہ بتانا چاہیے۔ اور اگر مجتمعا تو ہمارا مدعا ثابت ہے۔

۱۸۔ معصوم سے مراد لمبی عمر پانے والا ہے نہ ہمیشہ کی عمر۔ کیونکہ منکس

اجب جعل تکوینی قادیانی مناظر کو سمجھ نہ آیا تو کہہ دیا کہ آپ اجل کے جال میں کہاں پھنس
گئے۔ ۱۲ مرتب

۱۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ بعدی میں مطلق غیبت
ہے اور غیبت بالموت اور غیبت بغیر الموت اس کے انواع ہیں۔ چونکہ لابی بعدی میں
نکرہ حیز نفی میں ہے اس لیے اس کا یہ مطلب ہے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت
بالموت کے وقت کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت بغیر الموت کے
وقت کوئی نبی ہو سکتا ہے کیونکہ نکرہ حیز نفی میں مفید استغراق ہے۔ اس سے تو مرزا صاحب کی
نبوت بروزی وغیرہ بھٹی باطل ہو گئی۔ اور یستی من بعدی میں بعدی اثبات میں واقع ہے اور
اثبات میں غیبت کے ایک نوع کا تحقق کافی ہے یعنی غیبت بالموت ہو یا غیبت اس طرح
پر ہو کہ ابن مریم آسمان پر اٹھانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں۔ ۱۲ مرتب

فی الخلق ہونے کے لیے یا ازل العمر تک پہنچنے کے لیے دوامی زندگی کی شرط نہیں۔

۱۹۔ یہ ابھی آپ نے خوب کہی کہ حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ چونکہ خلاف قرآن ہیں۔ اس لیے میں نہیں مانتا جب تک آپ اسے خلاف قرآن نہ ثابت کریں اس وقت تک آپ کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس حدیث کو بڑے بڑے آئمہ نے لکھا ہے۔ مثلاً البواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۲۴ میں امام عبد الوہاب شعرانی نے اور مدارج السالکین میں امام ابن قیم نے اور تفسیر ابن کثیر میں حافظ ابن کثیر نے۔ تو صرف آپ کے کہنے کی وجہ سے ہم کیونکر اسے درست مان لیں۔ اور آپ نے علی الارض کی قید بڑھا کر ثابت کر دیا کہ ہمارا مدعا ثابت ہے۔ اور اصل حدیث کے وہی معنی ہیں جو ہم نے کئے ہیں اور آپ صرف عن الظاہر کرتے ہیں۔ جس کا دوسرا نام حمل علی المجاز ہے اور اس کے لیے کسی قرینہ کی ضرورت ہے وہ قرینہ پیش کریں۔ اور صحاح ستہ میں کسی حدیث کا بیان نہ ہونا کسی محدث نے وجہ ضعف کی قرار نہیں دی۔

۲۰۔ اور عمرہ والی حدیث کا بھی اس میں جواب آگیا ہے۔ اور نیز اس طرح

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حبیب الخ آیت وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کے بالکل خلاف ہے اور یہ وہ آیت ہے جس کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اور اگر حبیب علی الارض مراد لی جائے تو یہی آیت و دیگر آیات و احادیث حیات قرینہ ہوں گی۔ ۱۲ مرتب

۲۱۔ اگر اس عمرہ والی حدیث کو حسب تشریح قادیانی مناظر لیا جائے تو اس پر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ چونکہ قادیانی مناظر کے زعم میں مرزا صاحب نبی ہیں اس لیے مرزا صاحب کی عمر تیس سال ہونی چاہیے تھی۔ ۱۲ مرتب

تو ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساٹھ برس کی عمر زمین پر گزاریں گے۔ اور باقی کہیں اور۔ حدیث میں تو مقدار رہائش کا ذکر ہے نہ کھانے پینے کا۔ اور عمر کا بتانا مقصود ہے۔

۲۱۔ معراج کی حدیث کے متعلق جو ہم نے سوال کیا تھا وہ ایسے کا ویسا ہی قائم ہے جو صحیح بخاری وغیرہ کی حدیث کے مطابق پڑتا ہے کہ وہ فوت شدہ انبیاء میں کیوں گئے۔ ان کا مردوں میں کیا کام۔

۲۲۔ طبقات کبیر کی روایت پر جو آپ نے جرح کی ہے وہ بھی صحیح نہیں۔ افسوس ہے کہ آپ نے روایت کے الفاظ پر غور نہیں کیا۔ اس میں مسیح کو روح سے تعبیر نہیں کیا گیا۔ بلکہ روح کو مسیح بن مریم کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ آپ مضاف اور مضاف الیہ کے فرق کو بھی نہیں سمجھ سکے۔

پھر روح منہ میں مسیح کی روح کو کوئی خصوصیت نہیں۔ تمام پاک لوگوں کے ارواح خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہیں اور اسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔

۱ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ معراج کی حدیث جو سنن ابن ماجہ سے ملنے پیش کی ہے اس کے جواب دینے کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راوی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان کا نزول بعینہ نہ بمثلہ بیان فرماتے ہیں۔ تو پھر اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ ۱۲ مرتب

۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ میں تو مضاف اور مضاف الیہ کے فرق کو جانتا ہوں کیونکہ اس عبارت یعنی عروج بروح عیسیٰ الخ میں حضرت عیسیٰ سے تعبیر بالروح کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہاں اضافت نہ ہو کیونکہ بروح عیسیٰ میں اضافت بیانہ ہے یعنی عروج بالروح الذی ہو عیسیٰ الخ یہ قادیانی مناظر کا کمال ہے کہ لفظ تعبیر بالروح کو اضافت کے معنی سمجھتا ہے۔ ۱۲ مرتب

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی۔ ہم تو ایسے خیال سے بیزار ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ درجہ پانتے ہیں کہ شعر

صد ہزاراں یوسفے ینم دریں چاہِ ذقن و اں مسیح ناصری شد از دم او بی شمار
اور

تمت علیہ صفات کل مزیدہ ختمت بہ نعماء کل زمان

اور المہدی فی وسطہا کو پیش کرنے سے تو شیعوں کا عقیدہ ماننا پڑتا ہے کیونکہ ڈیڑھ ہزار برس امت کا زمانہ ہو تو ساڑھے سات سو برس ان کو زندہ ماننا پڑے گا۔ تب مسیح کو مل سکتے ہیں۔

چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اس لیے میں اسی پر ختم کرتا ہوں۔ والسلام۔ مناظر
مجانِبِ جماعت احمدیہ

جلال الدین شمس۔ مولوی قاضی
پریزیڈنٹ

چوہدری حاکم علی صاحب احمدی

ایہ سب تلمیحات ہیں ورنہ مرزا صاحب کے اس شعر پر غیرت نہیں آتی۔

منم مسیح زمان و کلیم خدا منم محمد و احمد کہ بختی باشد

۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس کی یوں تردید کی ہے کہ حدیث و کیف تہلک امة انا اولہا و المہدی و وسطہا و المسیح اخرہا میں میرے اوپر شیعوں کے ہم اعتقاد ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ جناب من ہر بات میں اہمیت کے مخالف نہیں بلکہ اس بات میں اتفاق ہے کہ حضرت امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت موجود ہوں گے۔ یہ دوسرا اختلاف ہے

کہ اب پیدا ہو چکے ہیں۔ یا نہ ۱۲ مرتب

اللہم اغفر لکاتبہ و لمن سعی فیہ۔

پس باوجودیکہ شرائط میں یہ طے ہو چکا تھا کہ قبل دعویٰ مسیحیت کی تحریر پیش نہیں کی جائے گی۔ مگر آپ نے خلافت شرائط اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں لکھیں۔

ہمارے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ قرآن مجید سے جو دلائل پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ایک دلیل بھی حضرت مسیح کی حیات پر دلالت نہیں کرتی۔
فافہم۔

دستخط قادیانی مناظر جلال الدین صاحب شمس۔ مولوی فاضل
دستخط کرمداد و المیال۔ پریزیڈنٹ

۱۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء بسم اللہ الرحمن الرحیم پرچہ نمبر ۳

از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم

فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ و الرسول۔

اللہ کا اسم رافع کا معنی اعزاز دہندہ رفع روحانی اور رفع جسمانی دونوں کو

لازم ہے جو معنی کنائی ہے اور جس کا حقیقت کے ساتھ معاً مراد لینا جائز ہے اور اذا

تواصع العبد رفعہ اللہ الی السماء اور ولو شئت لرفعناہ بہا اور فی بیوت

اذن اللہ ان ترفع اور ان اللہ یرفع بهذا الكتاب اقواما و یضع بہا اخرین

وغیرہ میں رفع جسمانی مراد نہ ہونا ہم کو مضرت نہیں اور اس کے خلاف نہیں کہ بل رفعہ

اللہ الیہ میں بلحاظ سیاق و سباق و بلحاظ قواعد عربیہ مجوزہ مناظرہ رفع جسمانی مراد

ہو جیسا کہ پہلے پرچہ میں بیان کیا گیا۔ اور میرے مناظر صاحب نے کوئی مثال

رفع الیہ یعنی الی اللہ کی نہیں پیش کی۔ اور الرحمن علی العرش استوی کا معنی

استوا من حیث الرحمانیت ہے اور آپ تحریف کر کے عیسائیت کے ہم عقیدہ ہونے کا الزام نہ لگادیں۔ اور ثم اتموا الصیام الی اللیل کا یہ مطلب ہے کہ رات تک روزہ کو پورا کرو اور رات ہوتے ہی افطار کیا جائے۔ اور مرزا صاحب کی عبارتوں سے فقط یہ فائدہ حاصل کیا گیا ہے کہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان کی طرف اٹھائے جانا ہے۔ اور رفع جسمانی ثابت کرنے کے لیے ہم نے بل کو میدان مناظرہ میں چھوڑ دیا ہے جو اس کا مقابلہ کرے گا انشاء اللہ شکست کھائے گا۔ اور مرزا صاحب نے آسمان کا لفظ بولا ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ جناب قرآن کے الفاظ میں بحث کریں دوسری باتوں کو چھوڑ دیں اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتا بل احياء میں صفت مبطلہ یعنی امواتا اور صفت مشتبہ یعنی احياء دونوں کے ضمیروں کا مرجع ایک من یقتل ہے نہ من کیونکہ الموصول مالا یتیم جزاء الابصلة وعائدا اور صنعت استخدام میں یہ ضروری ہے کہ وہ مقتضی حال اور وضوح دلالت کے منافی نہ ہو۔ اور نیز ایک معنی مراد لینے کو وہاں قرآن ۲ محذوّر ثابت کریں۔

۱۔ کیونکہ صنعت استخدام تحسین کلام کے وجوہ سے ہے اور تحسین کلام کے وجوہ میں یہ ضروری ہے کہ قواعد فن معانی وقواعد فن بیان کے منافی نہ ہوں جیسا کہ تعریف فن بدیع سے ظاہر ہے البدیع ہو علم یعرف بہ وجوہ تحسین الکلام بعد رعاية المطابقة و وضوح الدلالة (مطلوب) اور اگر وما قتلوه وما صلبوه وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں صنعت استخدام اختیار کی جائے تو وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں جو بل البطالیہ اور قصر قلب ہے ان کے منافی ہوگی۔ پس یہاں صنعت استخدام کا اختیار کرنا بدیع فن بدیع جائز نہیں۔ ۲۔ مرتب

۲۔ اور ما نحن فیہ میں یعنی وما قتلوه وما صلبوه وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں ہر چہ ہمارے منسوب متصل سے ایک معنی یعنی عیسیٰ زندہ بحسدہ العصری مراد لینے پر کوئی قرینہ روکتا نہیں۔

جیسا کہ۔ افسقی الغضا والساکنیہ و ان مم۔ شبوہ بین جوانح
وضلوع۔ پہلے ضمیر سے مراد مکان ہے اور دوسری ضمیر سے بقرینہ شبوہ آگ
ہے۔ قرآن کریم نے وقولہم انا قتلنا المسیح۔ الخ کے ساتھ یہود کا اعتقاد
بیان کر دیا تو اب تو رات استثناء باب ۳۱ آیت ۲۲ وغیرہ کو پیش کرنے میں میرے
مناظر صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پاس قرآن کریم اور قواعد عربیہ کے
مطابق کوئی جواب نہیں بلکہ توریت میں بھی وہ مصلوب ملعون قرار دیا گیا ہے جو کسی
جرم میں مصلوب ہوا اور ۳۰ لم یمنی بشر ولم اک بغیا کی خصوصیت کے
لحاظ سے حکیمائے معنی صحیح ہیں۔ میرے مناظر صاحب نے دیدہ دانستہ یا کسی
وجہ سے دوسرے پرچہ میں ایسے مضامین درج فرمائے ہیں۔ جن کی تردید میرے

(بقیہ) بلکہ بل البطالیہ اور قصر قلب قطعی طور پر اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ہر چہار ضمیروں سے مراد
حضرت عیسیٰ زندہ بحمدہ العصری ایک ہی بعینہ ہیں۔ ۱۲ مرتب
اور کچھ اس شعر میں صنعت استخدام ہے کیونکہ ضمیر مجرور جو الساکنیہ میں ہے اور ضمیر منصوب جو شبوہ
میں ہے دونوں کا مرجع الغضا ہے اور ضمیر مجرور سے مراد بقرینہ الساکنی مکان ہے اور ضمیر منصوب سے
مراد بقرینہ شبوہ آگ ہے۔ اور یہاں صنعت استخدام اختیار کرنا نہ قواعد معانی کے منافی ہے اور نہ ہی
قواعد بیان کے۔ اور نیز یہاں قرآن موجود ہیں جو ایک معنی مراد لینے سے روکتے ہیں۔ ۱۲ مرتب۔

۲ کیونکہ بلحاظ آیت فاسئلوا اهل الذکر انکتُم لاتعلمون بھی توریت کی طرف رجوع اس
وقت جائز ہوتا جب ہم کو یہود کا وہ اعتقاد جس کی و ماقلوہ الخ تردید ہے قرآن کریم سے معلوم نہ ہوتا
جیسا کہ انکتُم لاتعلمون سے روشن ہے۔ اور قرآن کریم نے اپنے اس فقرے قولہم انا قتلنا
المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کے ساتھ یہود کے اس اعتقاد کو واضح طور پر بیان کر دیا
ہے تو اب قادیانی مناظر کا قرآن کریم اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت سے روگردانی کر کے
توریت کو پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جواب دینے سے عاجز ہے۔ ۱۲ مرتب

۳ ترجمہ۔ اور حالانکہ نہ مجھے کسی نے نکاح کر کے چھوا ہے اور نہ میں بدکار ہوں۔ ۱۲ مرتب

پرچہ اول میں موجود ہے۔ مثلاً نزول انزلنا الحديد وغيره میں بقرینہ الحدید وغیرہ اور معنی مراد لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں نزول ہو وہاں پیدا ہونے کے معنی مراد ہوں گے ورنہ لازم آئے گا کہ حدیث ۱۲ فی نزول عند المنارة البیضا شرقی دمشق بین مہزودتین واضعا کفیه علی اجنحة ملکین کے معنی (استغفر اللہ) یہ ہوں گے کہ عیسیٰ دور نگین کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے پیدا ہوں گے۔ اور قبر سے مراد گورستان ہے۔ یہ اعتراض تو (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے نہ مجھ پر۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خواب میں تین چاند دیکھنے کی تعبیر اس کی عظمت کو بالائے طاق رکھنے سے کی گئی ہے ورنہ صحیح تعبیر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ آفتاب ہیں اور شیخین اور مسیح موعود بمنزلہ چاند کے ہیں۔ مرزا صاحب کے اقوال ہم پر حجت نہیں ہو سکتے بلکہ آپ پر۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ حقیقت و مجاز جمع ہو سکتے ہیں بالکل فن بیان کے خلاف ہے۔ ہاں حقیقت اور معنی کنائی جمع ہو سکتے ہیں۔ کنایت اور مجاز میں شاید آپ فرق نہ سمجھتے ہوں گے۔ اور مولوی نور الدین صاحب کا فقرہ (ہر جگہ) آپ کو کوئی تاویل کرنے نہیں دیتا۔ کیونکہ ۱۲ الاعتبار لعموم اللفظ لا لخصوص المورد اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر امام مالک وغیرہ کا نام لینا یہ آپ کی کمزوری ہے کیونکہ میں تو من حیث انا مسلم مناظر ہوں۔ پس بس اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین میں مدفون ہونا اور حضرت عیسیٰ کا آسمان پر ہونا اس سے حضرت عیسیٰ کا افضل ہونا نہیں ثابت ہوتا۔ کیونکہ افضل یا غیر افضل ہونا ہم بروئے قرآن کریم اور صحیح حدیث کے سمجھیں گے۔ اور قرآن اور

۱۲ یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اس منارہ سفید کے پاس جو دمشق کی شرق کی جانب واقع ہے دور نگین کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے۔ ۱۲ مرتب

۲ یعنی لفظ کا عموم معتبر ہوتا ہے اور خصوصیت نزول شان ملحوظ نہیں ہوتی۔ ۱۲ مرتب

حدیث کا یہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کمال الوہیت میں ہے اور انسان کا کمال عبودیت میں ہے۔ قرآن کریم میں ہے ایسا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم الی و انزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم اس آیت میں خداوند کریم نے انسانوں کو عبادت کا حکم فرمایا ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبودیت کا نام ہے اور پھر اپنے چند صفات ذکر کے اخیر میں صفت و انزل من السماء الخ کو بیان فرمایا ہے۔ اور اس میں یہ بتایا ہے کہ زمین جو پستی کا مظہر ہے آسمان سے جو بلندی کا مظہر ہے کس طرح فائدہ اٹھاتی ہے۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو عبادت یعنی اعلیٰ درجہ کی عبودیت میں لگا کر پستی کا مظہر بناتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ اور انسان جس قدر عبودیت میں ترقی کرتا ہے اسی قدر عند اللہ زیادہ مقرب ہوتا ہے۔ اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں لاشریک لہ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبودیت میں لاشریک لہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان مقامات میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کے اعزاز دینے کا ذکر ہے اور جہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس اعلیٰ اعزاز ملنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں نقص پیدا ہو گیا ہو اس بات کی شہادت دی ہے کہ باوجود ایسے اعلیٰ اعزاز ملنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا بلکہ عبودیت میں ترقی ہوئی ہے دیکھو۔

انہی آیت تمام اس طرح ہے یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذین جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء و انزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم۔ (البقرہ) یعنی اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بنو۔ وہ جس نے زمین جو تمہارے لیے قرار گاہ بنایا اور آسمان کو عمارت اور اوپر سے پانی اتارا پھر اس کے ساتھ تمہارے لیے پھلوں سے رزق نکالا۔

۱۔ سبحان الذی اسرى بعبده اور دیکھو ۲۔ فاحی الی عبده ما اوحی ۔

ایہ کیا کمال اعزاز کا مقام ہے کیونکہ ملک الملوک ایک اپنے مقرب فرشتے جبریل کو براق دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجتا ہے اور حسب ارشاد الہی دست بستہ ہو کر عرض کرتا ہے کہ حضور براق پر سوار ہو کر آیات الہیہ کا معائنہ کیجئے۔ ایسے اعلیٰ اعزاز کے مقام میں یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں کسی قسم کا نقص آگیا ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سبحان الذی اسرى بعبده یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرایا اپنے بندے کو۔ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ عبد کے ساتھ تعبیر کر کے اور پھر عبد کو اپنی طرف مضاف کر کے اس بات کی شہادت دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا اور نہ اس سے لفظ عبد کے ساتھ تعبیر کر کے اپنی طرف اضافت نہ کرتا۔ ۱۲ مرتب

۲۔ یہ آیت ماقبل کے ساتھ یوں ہے دنیا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاحی الی عبده ما اوحی ۔ یہ کیسا اعلیٰ اعزاز و اکرام کا مقام ہے۔ اور اس کا بیان یہ ہے کہ دنیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات کے قریب ہوئے اور اس کی صفات کے مظہر اتم ہوئے۔ فتدلی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات کے قریب ہوئے۔ فکان قاب قوسین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مقدار دو کمانوں کے ہوا۔ یعنی دائرہ وجود کو جب خط مستقیم نے قطع کیا تو دو کمانیں پیدا ہو گئیں۔ ایک کمان وجوب اور دوسری کمان امکان اور اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اتنا فرق رہا کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممکن الوجود او ادنیٰ یہ فرق بھی نہ رہا۔ اب وہم پیدا ہوتا تھا کہ

اور دیکھو تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده۔ اور ملاحظہ ہواضافت عہد
طرف اللہ کی اسی وجہ سے اور فعنک ذکر ک ہے اور اسی کمال عبودیت کی
وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المرسلین ہیں اور آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ
السلام پر قرب الہی اور رفعت منزلت میں بدرجہا فوقیت ہے۔ اور اسی کمال
عبودیت کا یہ اقتضاء ہے کہ از ابتداء پیدائش تا وفات آپ کا ایسا رنگ رہے جو
عبودیت کے مناسب ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی پیدائش پر زمینی اسباب منعقد
ہوئے اور تمام حیاتی زمین پر بسر کی۔ اور زمین پر ہی فوت ہوئے اور زمین میں ہی
مدفون ہوئے جو پستی کا مظہر ہے۔ ملک افلاک سے پر قربان۔ الخ
اور دوسری دلیل کے متعلق جو یہ قول پیش کیا گیا ہے و ان منکم لمن

(بقیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں عبودیت نہیں رہی بلکہ الوہیت آگئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا
فاوحی الی عبده ما اوحی۔ اور عبودہ کے ساتھ شہادت دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
عبودیت میں ذرہ بھر فرق نہیں۔ "THE NATURAL"۔
ایہ آیت تمام اس طرح ہے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیكون للعلمین نذیراً۔
یعنی برکت والی وہ ذات ہے جس نے اپنے بندے (محمد) پر کتاب حق اور باطل کے درمیان فرق
کرنے والی نازل کی اس لیے کہ وہ تمام دنیا کی اصلاح کرے۔ یہ بھی اعلیٰ مقام اعزاز کا ہے۔ ۱۲
مرتب

۲ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی واجعل لی لسان صدق۔ اے خدایا
لوگوں میں میرا ذکر خیر چلا دے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عبودیت کا یہ ثمرہ ہے کہ بغیر
عرض کرنے کے خداوند کریم ان کو رفیع الذکر کر کے فرماتا ہے وفعنک ذکر ک اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم آیا ہم نے تیرا ذکر بلند نہیں کیا۔ وہ خلیل رنگ ہے اور یہ محبوبی رنگ ہے۔ ۱۲ مرتب
۳ لکھنؤ کے ایک پنڈت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری پڑھتے پڑھتے عشق محمدی نصیب
ہوا۔ اور وہ پنڈت صاحب نہایت فصیح شاعر تھے۔ انھوں نے یہ اشعار بصورت مخمس فرمائے۔

لیسطن وغیرہ۔ اس کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں مراد استقبال ہے بلحاظ قواعد نحو۔ آپ بھی کوئی قاعدہ نحوی پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ بوقت دخول لام تاکید و نون ثقیلہ غیر استقبال بھی مراد ہو سکتا ہے آپ ہرگز پیش نہ کر سکیں گے۔ اور جب حسب شرائط مقررہ ہم قرآن کریم اور حدیث اور قواعد عربیت کے مطابق مناظرہ کر رہے ہیں تو آپ گھبرا کر ہر ایک فقرہ میں شرائط سے کیوں تجاوز کر رہے ہیں۔ اور امام مالک کا کبھی نام لیا جاتا ہے اور کبھی شاہ رفیع الدین کا نام لیا جاتا ہے۔ کیا فان ا۔ تنازعتم الخ کے طریق پر بحث کرنا اسی کا نام ہے۔ اور یہی حال لنہدینہم پسبنا کا ہے۔ مولوی نور الدین صاحب کی مرزا صاحب نے جو آپ کے پیغمبر تھے توثیق کی۔ اور بعد توثیق بھی مولوی صاحب مدوح نے اس معنی میں کوئی ترمیم نہیں کی۔ جناب تابعی کا نام اور ذکر کیوں کرتے ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابی کو ہم ثالث تسلیم کرتے ہیں دیکھئے۔

"THE JOURNAL OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT"

(بقیہ)

ملک افلاک پر قرباں زمیں پر ناز نہیں صدقے جہاں کے خوہد قرباں زمانہ کے حسین صدقے
زماں قرباں زمیں صدقے مکان قرباں مکین صدقے میرا دل ہی نہیں قرباں میری جاں ہی نہیں صدقے
میاں و انکساری پر لاہ العالمین صدقے ۱۲ مرتب

ایہ آیت اس طرح ہے۔ فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ والرسول انکم تمونون باللہ والیوم الاخر یعنی اگر کسی چیز میں باہم جھگڑا کرو تو اسے اللہ (قرآن) اور رسول (حدیث) کی طرف لے جاؤ اگر تم اللہ پر اور آخر کے دن پر ایمان لاتے ہو۔ دیکھو قرآن کریم کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ امر متنازع فیہ اور مختلف فیہ میں قرآن کریم اور حدیث نبوی کے مطابق اس تنازع و اختلاف کو رفع کرو ورنہ تم مومن نہ ہو گے۔ اور قادیانی مناظر نے نہ اس قرآنی فیصلہ کو ملحوظ رکھا ہے اور نہ ہی اپنے شرائط مجوزہ کا پاس خاطر کیا ہے۔ ۱۲ مرتب۔

عن ابن عباس وان الله رفعه بجسده و انه حي الآن و
 سيرجع الى الدنيا فيكون فيها ملكاً ثم يموت كما يموت الناس
 (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۶) اور الى يوم القيمة كما مطلب حسب قواعد عربيت
 یہ ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت سے پہلے پہلے ہو جائیں گے۔ اور آیت
 اغرينا بينهم العداوة والبغضاء سے مراد طول زماں ہے ورنہ یہ آیت اس آیت
 کے متعارض ہوگی۔ هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره
 على الدين كله۔ کیونکہ مرزا صاحب اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ایک
 عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے (چشمہ معرفت) سبحان اللہ۔ جن باتوں کا جواب مکمل
 طور پر پرچہ نمبر ۱ میں درج ہے اس سے چشم پوشی کر کے پھر بھی طوطے والی بات سیکھی
 ہوئی پیش کی جاتی ہے۔ اور واہ واہ۔ ابو ہریرہ سے ابو ہریرہ حقیقی معنوں میں مراد
 نہیں۔ اور براہین احمدیہ کی عبارت کو پیش کرنا خلاف شرائط نہیں۔ کیونکہ مرزا
 صاحب اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں۔ ”معلوم نہیں کہ یہ کتاب کہاں اور کب
 ختم ہوگی۔ اس کتاب کا ظاہر باطن متولی خدا ہے۔“ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ
 اس کتاب کے مضامین تصدیق شدہ خداوندی ہیں۔ اور آپ مرزا صاحب کا کوئی
 قول مجھ پر حجت نہیں قائم کر سکتے۔ اور فول ۳ وجھک شطر المسجد

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بحمدہ العصری
 اٹھالیا ہے اور وہ حضرت عیسیٰؑ اس وقت زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ پس بادشاہ ہوں
 گے پھر فوت ہوں گے جیسا کہ اور لوگ فوت ہوتے ہیں ۱۲ مرتب
 ۲ اس کتاب چشمہ معرفت میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ”اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے
 کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی
 بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔“ (ص ۳۱۷) ۱۲ مرتب
 ۳ یعنی پس اے محمد اپنے منہ کو مسجد حرام کی طرف کر دو۔ ۱۲ مرتب

الحرام کا معاملہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ مسئلہ حیات مسیح اعتقادات سے ہے اور تحویل قبلہ، عملیات سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرے مناظر صاحب شرائط مقررہ سے دور بمر اعل جا رہے ہیں۔ اور انھوں نے میرے پرچہ نمبر ۱ کا کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر گھبرا کر تورات محرف کتاب کو اپنا بلحا قرار دیا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ کتاب بھی ان کی امداد سے انکاری ہے۔

اور آیت حتیٰ ا۔ اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون
لعلیٰ اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انہا کلمۃ ہو قائلہا و من ورائہم
برزخ الی یوم یبعثون۔ (مومنوں) میں ظالمین کا ذکر ہے اور نیز اس آیت کا
مصدق وہ لوگ ہیں جن پر موت آجائے۔ اور حضرت مسیح ابن مریم کو یہ آیت
شامل نہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب نے تہذیب کو جواب
دے کر کلا کو ابن مریم کے لیے کلا کہا۔ اور چونکہ ابن مریم کی توہین ہم برداشت
نہیں کر سکتے اور نہ ہی ابن مریم اس کے مصداق ہیں اس لیے مطابق جزاء سیئۃ
سیئۃ مثلہا۔ ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ بقول میرے مناظر کے مصنوعی مسیح موعود
اس آیت کا مصداق ہے۔ اور یہ کلا ان کے لیے کلا ہے۔

دستخط۔ مفتی غلام مرتضیٰ اسلامی مناظر۔

دستخط۔ مولوی غلام محمد۔ پریذیڈنٹ اسلامی جماعت۔

از گھوٹ ضلع ملتان۔

یعنی جس وقت تمہارے ایک پر موت آجائے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب مجھے واپس لوٹا تا کہ
میں اعمال صالحہ بجالاؤں۔ یہ بات ہرگز نہیں ہوگی۔ یہ صرف ایک بات ہے۔ جو وہ کہہ رہا
ہے۔ اور ان کے پیچھے ایک برزخ ہے قیامت کے دن تک۔ ۱۲ مرتب

۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء پرچہ نمبر ۴

از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
رب اشرح لی صدری الآیۃ۔

۱۔ مفتی صاحب مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں شرائط کے خلاف لکھتا ہوں۔ حالانکہ میں نے شرائط کے خلاف نہیں کیا۔ بلکہ مفتی صاحب خود شرائط کے خلاف کر رہے ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود کا براہین احمدیہ کا حوالہ اور خلیفہ اول کا قول اور دوسرے پرچہ میں حضرت ابن عباس وغیرہ کا قول سب باتیں خلاف شرائط

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں بھی اس کی یوں تردید کی ہے کہ دعویٰ نبوت کی جو تاریخ مرزا صاحب اور ان کے مریدین بیان کرتے ہیں وہ ہمارے حجت نہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی علت الہام ہے اس لیے جب سے وہ ملہم ہیں جب سے ہی وہ اپنے زعم میں نبی ہیں۔ اور بوقت تصنیف براہین احمدیہ مرزا صاحب ملہم تھے۔ اور نیز اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں براہین احمدیہ کی عبارت نقل کر کے یہ لکھا ہے ”میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے بلکہ یہ بتلانا ہے“ الخ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی مناظر نے براہین احمدیہ کی عبارت الزام پیش نہیں کی بلکہ مرزا کی کاریگری جتلاتی ہے اور ابن عباس صحابی ہیں تو ان کا ذکر شرط نمبر ۲ کے مطابق ہے۔ اور کمال تو قادیانی مناظر نے کیا ہے کہ شرط نمبر ۱ کا یہ مقتضا تھا کہ زمرہ دلائل میں قرآن کریم اور حدیث نبوی کے سوائے کوئی دلیل پیش نہ کی جائے لیکن قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ دلائل میں حضرت امام حسن کا قول تاریخی رنگ میں پیش کر دیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ قادیانی مناظر اپنے پیغمبر اور اپنے پیغمبر کے خلیفے مولوی نور الدین صاحب کی باتیں سنی نہیں چاہتا۔ حالانکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ میں نے مولوی نور الدین کے اقوال بحیثیت خلیفہ ہونے کے پیش نہیں کئے بلکہ اس حیثیت سے کہ مرزا صاحب نے مولوی صاحب کی دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توثیق کی ہے۔ ۱۲ مرتب

ہیں جو انہوں نے لکھی ہیں۔

۲۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا نام رافع رافع جسمانی اور روحانی دونوں کو شامل ہے۔ یہ بالکل لغت کے خلاف ہے کیونکہ لغت کا حوالہ جو میں نے پیش کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے معنی رافع جسمانی قطعاً نہیں ہوں گے۔ اور آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ایسی مثال پیش کرو جس میں الی بھی موجود ہو۔ مگر اس کی مثال پیش کرنا میرے ذمہ نہیں۔ کیونکہ لغت والوں کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے نام رافع کے معنی چاہے صلہ الی ہو یا نہ ہو اس کے معنی رافع جسمانی کے نہیں ہوتے۔ اور میری مثالیں آپ کے مدعا کو باطل ثابت کرتی ہیں کیونکہ الیہ سے آپ آسمان مراد لیتے ہیں۔ کہ آسمان کی طرف اٹھالیا۔ اور حدیث میں باوجود آسمان کا لفظ موجود ہونے کے اس کے معنی آسمان پر لے جانا نہیں ہیں۔ اس سے روح کا ۲ علیین میں لے جانا ہی مراد ہے پس حضرت مسیح موعود کا

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں پھر دوبارہ قادیانی مناظر کو یہ ہدایت کی ہے کہ میری مراد یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کا نام رافع رافع جسمانی اور رافع روحانی دونوں کو شامل ہے۔ بلکہ میری مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کی رافع جسمانی یا رافع روحانی کرے تو اس رافع کو اعزاز لازم ہے جو معنی کنائی ہوں گے اور لازم و ملزوم دونوں معا مراد ہو سکتے ہیں جیسا کہ فن بیان میں مصرح ہے۔ اور بل دفعہ اللہ الیہ میں رافع جسمانی و اعزاز دونوں معا مراد ہیں۔ ۱۲ مرتب

۲۔ اوہ رہے قادیانی مناظر صاحب۔ آپ کے فہم و ادراک پر افسوس۔ مرزا صاحب نے فقط علیین کا لفظ ہی نہیں کہا بلکہ آسمان کا بھی کہا ہے اور پھر قادیانی مناظر نے علیین اور آسمان میں غیریت سمجھی ہے حالانکہ حدیث میں بروایت براء ابن عازب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا روح فرشتے لے کر آسمانوں سے گزرتے ہوئے جب ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اکتبوا کتاب عبدی فی علیین اور علیین ساتویں آسمان میں سے ایک موضع کا نام ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۳۳) ۱۲ مرتب

قول بالکل حدیث کے مطابق ہے اور آپ کا حدیث کے خلاف اور الی تو دوسری مثالوں میں بھی ہے۔ مثلاً انی مہاجر الی ربی اور فقرہ الی اللہ اور انا الیہ راجعون اور اتوب الیہ وغیرہ میں کسی کے معنی آسمان پر لے جانا نہیں پس الی کا لفظ ثابت نہیں کرتا کہ آسمان پر جائیں۔ پھر ثم اتموا الصیام الی اللیل میں نے بتایا ہے کہ مسیح کو ساتویں آسمان تک جانا چاہیے تھا۔ یہ کیا وجہ ہے کہ وہ دوسرے آسمان پر ٹھہر جائیں۔ اور آپ مانتے ہیں کہ استوا صفت رحمانیت کے لحاظ سے ہے۔ اور مسیح کا آسمان پر لے جانا بھی صفت رحمانیت کے ماتحت ہے تو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا گیا اور اوپر کیوں نہیں لے جایا گیا؟

۱ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں یوں کہا ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ ان مثالوں میں سے کوئی ایسی مثال نہیں جس میں رفع الی اللہ یا عروج الی اللہ یا صعود الی اللہ ہو اور مراد الی غیر السماء ہو۔ ۱۲ مرتب

۲ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں کھول کر یوں تردید کی ہے کہ قادیانی مناظر نے اپنی تائید میں آیت ثم اتموا الصیام الی اللیل پیش کی ہے اور اس کو اتنا پتہ نہیں کہ یہ آیت میری تردید کر رہی ہے کیونکہ الی کا مدخول اللیل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب آفتاب غروب ہو جائے تو رات ہوتے ہی افطار کرو۔ یہ مطلب نہیں کہ جب تمام رات گزر جائے تو رات کے اخیر جزو میں افطار کرو۔ اور ویسا ہی آیت بل رفعہ اللہ الیہ سے جب الی السماء مراد ہے اور مدخول الی کا السماء ہے تو اس میں اتنا ضروری ہے کہ رفع الی السماء ہو یہ ضروری نہیں کہ ساتویں آسمان پر رفع ہو۔ اور قادیانی مناظر کا یہ فقرہ (اور مسیح کا آسمان پر لے جانا بھی صفت رحمانیت کے ماتحت ہے، تو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا گیا اور اوپر ہی کیوں نہ لے جایا گیا) داد دینے کے قابل ہے۔ ارے قادیانی صاحب تجلیات رحمانیہ کا ظہور اسی میں محصور ہے کہ مسیح کو دوسرے آسمان سے اوپر لے جایا گیا ہو۔ ۱۲ مرتب

۳۔ آپ نے بل کے متعلق لکھا ہے اور میں ۱۔ جو معنی کئے ہیں وہ بل اضرابیہ کے لئے کر کے ہیں۔ کیونکہ ۲۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صلیب پر لٹکا کر مارا ہوا جھوٹا نبی ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ نے استثناء کتاب کا مطالعہ نہیں کیا۔ کیونکہ

اس عبارت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر کے نزدیک بل البطالیہ اور ہے اور بل اضرابیہ اور ہے حالانکہ درحقیقت ابطال اضراب کا ایک نوع ہے ۱۲ مرتب۔

۲۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں پھر اس کی یوں تردید کی ہے کہ توریت کا ہم نے مطالعہ کیا ہوا ہے لیکن قرآن کریم کی آیت فاسئلوا اهل الذکر انکتُم لاتعلمون میں فقرہ انکتُم لاتعلمون توریت کی طرف اس مانحن فیہ میں رجوع کرنے کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ یہود کا وہ عقیدہ جس کی و ما قتلوه الخ تردید ہے قرآن کریم نے اپنے اس فقرے وقولہم انا قتلنا المسيح عیسیٰ الخ کے ساتھ صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔ اور نیز قرآن کریم میں ہے انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا ویصلبوا او تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لہم خزی فی الدنیا ولہم فی الآخرة عذاب عظیم۔ (مائدہ) یعنی سوائے اس کے نہیں کہ ان لوگوں کی جزا جو خدا اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا صلیب پر لٹکایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں الٹے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو جلاوطن کیا جائے یا ان کے لیے دنیا میں خواری ہے اور آخرت میں ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا۔ دیکھو کہ اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ لعنتی ہونے کا باعث جرم و عصیان ہے نہ صلیب پر لٹکا کر مارا جانا۔ اور نیز توریت محرف منسوخ شدہ میں مطلقاً قتل بالصلیب کو موجب لعن قرار نہیں دیا گیا بلکہ خاص اس شخص کو ملعون قرار دیا گیا ہے جو کسی سخت جرم واجب الصلیب کی سزا میں مصلوب ہو جیسا کہ سیاق و سباق عبارت سے ظاہر ہے (استثناء باب ۲۱ ص ۳۰۳) اور یہود کا رسول اللہ کہنا بطور استہزاء و افتخار ہے اور نبوت و قتل میں منافات نہیں جیسا کہ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم سے ظاہر ہے کیونکہ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ موت یا قتل سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ فوت شدہ یا مقتول نبی نہیں تھا۔ ۱۲ مرتب

اس میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔ اور صلیب پر جو لٹکایا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ اور آیت افسئلو اهل الذکر پر ہی غور کر لیتے۔ علماء اس سے کیا مراد لیتے ہیں۔ اور مسل بنی اسرائیل وغیرہ آیات سے ثابت ہے کہ ہر ایک آیت اس میں سے محرف و مبدل نہیں اور قرآن مجید سے بھی ان کا یہی مقصد ظاہر ہے۔ یعنی وہ آپ کو جھوٹا قرار دے کر لعنتی ثابت کرنا چاہتے ہیں اور خدا نے بل کے ساتھ اس کی تردید کی ہے اور بل سے ترقی کے لیے بھی ہوتا ہے۔ ملاحظہ وہ مسلم

۱۔ قادیانی مناظر نے یہاں فاسئلو اهل الذکر لکھا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا اخیری فقرہ انکتہم لا تعلمون بوجہ مضر ہونے کے قصد اذکر نہیں کیا۔ اس معاملہ میں قادیانی مناظر کی بعینہ وہی مثال ہے جو کسی نے ایک بے نماز کو کہا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے تو اس نے نماز نہ کرنے کا قرآن کریم کا یہ فقرہ لا تقربوا الصلوۃ تو نے نہیں پڑھا تو اس شخص نے کہا کہ آگے بھی پڑھو و التسم سکادی تو بے نماز نے کہا کہ قرآن کریم کے ایک فقرہ پر بھی عمل ہو تو غفیرت ہے۔ ۱۲۔ مرتب ۲۔ توریت کی ہر ایک آیت محرف و مبدل نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ آیت مانت فیہ غیر محرف و غیر مبدل ہے۔

۳۔ قادیانی مناظر کو درمیان اس بل کے جو ابطال کے لیے ہے اور اس بل کے جو ترقی کے لیے ہے تمیز نہیں۔ میں آپ کو فرق بتاتا ہوں۔ بل اضراب کے لیے آتا ہے اور اس سے مراد کبھی پہلے خیال کا ابطال ہوتا ہے اور اس بل کو ابطال یہ کہتے ہیں جیسا ام یقولون بہ جنۃ بل جاء ہم بالحق اور ماسئلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ اور کبھی ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف انتقال مراد ہوتا ہے اور اس کو بل ترقی کہتے ہیں جیسا قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی بل تو ثرون الحیۃ الدنیا (مغنی)

خاص قابل توجہ

قادیانی مناظر نے روئے اور مناظرہ مطبوعہ باراول کے ساتھ ایک ضمیمہ چسپاں کیا ہے۔

الثبوت۔ اور اس میں ترقی کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ وہ ملعون نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں۔

اور آپ نے پہلے پرچہ میں جو ”احد الوصفین دوسری وصف کا ملزوم نہ ہو“ لکھا ہے۔ اس جگہ ملزوم نہیں ہے۔ کیونکہ قتل بغیر رفع روحانی کے پایا جاتا ہے اور رفع روحانی بغیر قتل کے بھی خصوصاً جو قتل اس جگہ مراد ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ

(بقیہ) جس میں یہ لکھتے ہیں مفتی صاحب نے اپنے پرچہ میں لکھا ہے کہ جب جملہ مفتی ہو تو اس وقت بل ابطالیہ ہی ہوگا۔ قرآن مجید کی آیت وما یشعرون ایان یبعثون بل ادارک علمہم فی الآخرۃ کے صریح خلاف ہے کیونکہ یہاں بل ابطالیہ لے کر معنی درست ہو نہیں سکتے۔

قادیانی مناظر کا یہ نرالا جہل مرکب ہے

کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم انہما کو پہنچ کر رہ گیا یعنی ان کا علم وہاں تک نہ پہنچ سکا جس سے مراد ہے کہ وہ جاہل رہ گئے۔ اب دیکھو کہ اس آیت میں شعور منی کو بل باطل کر رہا ہے جیسا کہ وما قصلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں قتل مفتی کو بل باطل کر رہا ہے۔ اور اس آیت میں ادراک یعنی جہالت کو بل ثابت کر رہا جیسا کہ بل رفعہ اللہ الیہ میں رفع المسیح بحسدہ العصری کو بل ثابت کر رہا ہے اور شعور و جہالت دونوں ضدین ہیں جیسا کہ قتل المسیح اور رفع المسیح بحسدہ العصری کے درمیان ضدیت ہے۔ قادیانی صاحب! ہم آپ کا شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ خداوند کریم نے حسب فقرہ وما یشعرون بلا شعور آپ سے ہماری تائید کرائی۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھا ہے (اور یہ امر بدیہی ہے کہ رفع روحانی و اعزاز اس قتل کو لازم ہے جس میں مقتول مقربین سے ہو) دیکھو کہ اسلامی مناظر نے یہ نہیں کہا کہ مطلق قتل کو رفع روحانی لازم ہے بلکہ قتل المقرب الالہی کو لازم ہے اور مانحن فیہ میں بھی قتل المسیح کا ذکر ہے جو مقربین سے ہے۔ یہ قادیانی مناظر کی عدم لیاقت کے نتائج ہیں یا اس کی گھبراہٹ کے ثمرات ہیں۔ ۱۲ مرتب

ملازم نہیں بلکہ ضدیت موجود ہے۔

پس! ایک ہی مثال پیش کریں کہ خدا تعالیٰ رافع ہو اور انسان مرفوع تو اس کے معنی آسمان پر لے جانا ہوں۔ لیکن آپ قیامت تک نہیں پیش کر سکیں گے۔

اقادیانی مناظر نے اپنے پرچوں میں اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ خدا تعالیٰ فاعل و رافع ہو اور انسان ذی روح مفعول و مرفوع ہو اور مراد رفع الی السماء ہو۔ ایسی مثال کوئی نہیں اور اسلامی مناظر قیامت تک ایسی مثال پیش نہ کر سکے گا۔ اور قادیانی مناظر نے زبانی یہ بھی کہا کہ اگر اسلامی مناظر ایسی مثال پیش کرے تو میں مبلغ پچاس روپیہ ان کو انعام دوں گا۔ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ اس کا اس طرح جواب دیا ہے کہ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی۔ اس فقرہ میں رفعت اگرچہ ماضی مجہول ہے لیکن درحقیقت اس کا فاعل خدا تعالیٰ ہے۔ کیونکہ جیسا کہ خلقت میں خلق ایسا فعل ہے کہ جس کا فاعل موائے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں ہو سکتا وہی اسی رفع الی سدرۃ المنتہی ایسا فعل ہے جس کا فاعل بغیر خدا تعالیٰ کے نہیں ہو سکتا۔ اور مفعول انسان ذی روح ہے اور مراد آسمان پر لے جانا ہے۔ اس موقع پر اہل اسلام حاضرین میں سے بعض الفضلاء نے فرمایا کہ پچاس روپیہ انعام والا طلب کرو۔ لیکن مفتی صاحب اسلامی مناظر نے کہا کہ ہم قادیانی جماعت سے روپیہ لینا پسند نہیں کرتے۔ قادیانی مناظر نے اپنی روئداد مناظرہ مطبوعہ باراول کے ساتھ ایک ضمیمہ چسپاں کیا ہے جس میں یہ لکھا ہے ”(مفتی صاحب بھی کوئی ایک مثال رفع کی پیش نہیں کر سکے جس میں خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول ذی روح پھر رفع کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہو۔ اور رفعت الی ربی کی مثال پیش کی ہے جس میں فاعل مذکور نہیں دوسرے معراج کا واقعہ خود زیر بحث ہے،“ اس کے متعلق چند امور قابل توجہ ہیں (۱) یہ کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں صحیح بخاری کا یہ فقرہ ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی پیش کیا ہے جس میں درحقیقت رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہے اور مفعول ذی روح پھر رفع کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہیں۔ (۲) یہ کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے فقرہ رفعت الی سدرۃ المنتہی پیش کیا ہے۔ نہ رفعت الی ربی جیسا کہ قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔

اور آیت اہل احياء میں بل ہم احياء ہے۔ میں نے ۲ یہی پوچھا تھا کہ جس جسم سے ان کو مقتول نہ کہنے سے انکار کیا گیا ہے آیا اسی جسم سے ان کی زندگی ثابت کی گئی ہے یا کچھ اور۔ اور اگر اور ہے تو ہم کی ضمیر کا مرجع اور ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں صنعت استخدام میں قرینہ ہونا ضروری ہے تو اس میں ۳ قرینہ یہ ہے کہ اس کے تو معنی کسی طرح بھی آسمان پر بحکم عنصری جانے کے عربی زبان کے رو سے ہو نہیں سکتے۔

اور ۴ میں نے کہا تھا کہ نزول سے مراد یہی نہیں کہ آسمان سے اترنا ہی معنی

(بقیہ) (۳) یہ کہ رفعت اگرچہ ماضی مجہول ہے لیکن درحقیقت اس رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہے جو تنفیذاً بیان ہو چکا (۴) یہ کہ معراج کا واقعہ زیر بحث ہونا اس فقرے ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی کے معنی میں تبدیلی نہیں کرنا کیونکہ معراج عالم شہادت میں ہوا یا عالم رویا میں ہو دونوں صورتوں میں اس فقرہ کے الفاظ کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہی ہوں گے نہ غیر۔ ۱۲ مرتب

ایہ آیت تمام اس طرح ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أحياءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ (البقرہ) اس میں بل احياء ہے نہ کہ بل ہم۔ ۱۲ مرتب

۲ یہ عجیب فہم ہے۔ بات یہ ہے کہ جس جسم مقتول کو اموات کہنے سے نہی کی گئی ہے اسی جسم مقتول کے لیے احياء ثابت کیا گیا ہے۔ ۱۲ مرتب

۳ وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں صنعت استخدام اختیار کرنے کا کوئی قرینہ نہیں ہے۔ بلکہ بل ابطالیہ اور قصر قلب اس بات پر قطعی قرینے ہیں کہ یہاں صنعت استخدام نہیں۔ ۱۲ مرتب

۴ اسلامی مناظر اپنے پرچہ نمبر ۳ میں یوں تردید کر چکے ہیں کہ یہ اعتراض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے نہ ہم پر۔ اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فقرے یدفن معی فی قبری میں چونکہ قبر کے لفظ سے حقیقی معنی مراد لینے معذور ہیں اس لیے اس قدر مجاز اختیار کی جائے گی کہ قبر سے مراد مقبرہ ہے۔ لیکن بروئے قواعد بیان یہ مجاز اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں کہ قادیان کا مقبرہ مراد لی جائے۔ ۱۲ مرتب۔

ہوں۔ حدیث کے الفاظ ظاہر ہیں کہ ایک ہی قبر میں دفن ہوں گے نہ کہ ایک مقبرہ میں۔ ورنہ معنی کچھ نہیں اور لغت میں مقبرہ کا لفظ موجود ہے۔ اور آپ نے جو تاویل حضرت عائشہ کی حدیث کی ہے۔

امواہب لدنیہ میں ہے ثم قالوا این تدفونہ فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول ما هلك نبي قطا لا يدفن حيث تقبض روحه وقال علي وانا ايضا سمعة (مواہب لدنیہ ص ۵۰۰ جلد ۲) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے بعد صحابہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس جگہ دفن کیا جائے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی نبی فوت نہیں ہوا مگر وہ اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں اس کا روح قبض کیا گیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بھی اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے وقت حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما یہ حدیث پیش کرتے ہیں اور اسی پر فیصلہ ہوتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواب نہیں پیش کی جاتی۔ اور قادیانی مناظر نے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق بطور محکم ایک دعویٰ بلا دلیل پیش کر دیا ہے نہ اس دعویٰ پر قرآن کریم کا فقرہ پیش کیا گیا ہے اور نہ حدیث کا اور نہ ہی قول صحابہ کا۔ اور جب اس حدیث کے مطابق جس کو حضرت ابو بکر اور حضرت علی روایت کرتے ہیں اور جس پر تمام صحابہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بالاتفاق اجماع ہوا کہ سچے نبی کا یہ نشان ہے کہ وہ جہاں مرے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی جن کا دعویٰ تھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں رہ کر نبی بن گیا ہوں۔ فوت تو ہیضہ سے ہوئے لاہور میں اور مدفون ہوئے قادیان میں۔ کیا یہ واقعہ مرزا جی کے جھوٹا نبی ہونے پر کافی ثبوت نہیں اور بعد مرنے کے مرزا جی کی لاش کو لاہور سے لا کر قادیان لانے کے لیے سوائے ریل کی کتر درجہ کی گدھے گاڑی کے اور کوئی سواری نہ مل سکی حالانکہ اپنی تصنیفات میں مرزا جی ریل کو دجال کا گدھا لکھتے رہے۔ پھر جو شخص ساری عمر دجال کے گدھے پر سفر کرتا رہا ہو اور مرنے کے بعد بھی اس کی لاش کو دجال ہی کے گدھے پر سوار ہونا نصیب ہوا ہو۔ کیا ایسا شخص بقول مرزا صاحب سچا مسیح ہو سکتا ہے یا پورا پورا دجال۔ مرزائی دوستو! ہم کچھ نہیں کہتے اس بات کو آپ خود ہی سوچیں اور اپنے ضمیر سے جواب لیں فتفکروا فی انفسکم افلا تعقلون۔ ۱۲ مرتب

اس سے تو تین چاند اور ایک سورج بنا۔ لیکن حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت دفن ہوئے تو حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ ایک چاند ہے تین چاندوں میں سے۔ اور آپ کا اپنی خواب کو پیش نہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ انہیں تعبیر معلوم نہ تھی اور ہر ایک نبی کے لیے اپنے مرنے کی جگہ دفن ہونا ضروری نہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت یوسف کو مصر سے شام کو لایا گیا تھا اور حضرت یعقوب کو بھی مرنے کی جگہ دفن نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ یہاں اصل میں آنحضرت ہی مراد ہیں۔ اور خلیفہ اول نے جب خود ہر جگہ کی تفسیر کر دی ہے تو آپ کون ہوتے ہیں کہ کسی کی تفسیر کریں۔ میں نے مسیح کی فضیلت بلحاظ معاملہ کے جو خدا تعالیٰ نے ان سے کیا ثابت کی تھی۔ اس کی تردید نہیں کی۔ آخر آسمان پر لے جانا تو بری بات نہیں اچھی ہے تو وہ ان کی ۲ عبودیت کے نتیجہ میں ہی تو ہے۔ اور آیت ان منکم لمن لیطعن اور لیقولن کے معنی استقبال کے لے کر کچھ بھی نہیں بنتے۔ اور آیت لنهدینہم سبلنا کے بھی جب تک استمراری معنی نہ لیے جائیں صحیح نہیں۔ ۳ قرآن مجید نحو کے تابع نہیں بلکہ قرآن مجید نحو پر حاکم ہے۔

۱ فقرہ (ہر جگہ) کے متعلق اسلامی مناظر نے تفسیر نہیں کی بلکہ اتنا کہا ہے الاعتبار لعموم

اللفظ لا لخصوص المورد ۵-۱۲ مرتب

۲ قادیانی مناظر نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ افضلیت کا سبب کمال عبودیت ہے۔ نہ آسمان پر

اٹھائے جانا۔ ۱۲ مرتب

۳ اس عبارت میں قادیانی مناظر نے تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پاس ایسا نحوی قاعدہ کوئی نہیں

جس کو میں اپنی تائید میں پیش کر سکوں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ لغت عرب کو قواعد عربیت کے

مطابق سمجھنا ضروری ہے۔ اور قرآن کریم بھی عربی لغت میں ہے اور لنهدینہم سبلنا میں

بھی استمرار استقبالی ہے۔ ۱۲ مرتب۔

اور حضرت ابن عباس کے متعلق تفسیر فتح البیان کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ان کی طرف بہت سی روایات منسوب کی گئی ہیں۔ اور ان سے اعلیٰ طرق کی چکی

اquadیانی مناظر نے تفسیر فتح البیان کا حوالہ دینے میں شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ سے تجاوز کیا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ممیّک پیش کرنے میں شرط نمبر ۳ سے تجاوز کیا ہے۔ لیکن پھر بھی مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں اس کا اس طرح جواب دیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے جو متوفیک کی تفسیر ممیّک کی ہے اس سے قادیانی مناظر کا یہ دعویٰ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں بلکہ اس تفسیر اختیار کرنے کے بعد بھی یہ آیت یا عیسیٰ انی متوفیک الخ، مانند آیت وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بحمدہ العصری آسمان پر اٹھادے گئے ہیں جس کی توضیح یہ ہے۔ یہ آیت اس طرح ہے اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی و مضمرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ (آل عمران) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے فوت کرنے والا اور اپنی طرف تجھے اٹھانے والا اور تجھے ان سے پاک کرنے والا جو کافر ہیں اور جنہوں نے تیری پیروی کی ان کو ان پر جنہوں نے انکار کیا فوقیت دینے والا ہوں قیامت کے دن تک۔ اور اس آیت میں لفظ عیسیٰ سے مراد نہ فقط جسم ہے اور نہ ہی فقط روح بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ عیسیٰ کیونکہ توفی یعنی موت زندہ انسان کو لاحق ہوتی ہے نہ مردہ کو۔ اور یہ امر بالکل روشن ہے کہ ہر چہ اضمحیریں خطاب کا مخاطب وہی ایک عیسیٰ زندہ بعینہم ہے کیونکہ ضمیر خطاب معرفہ ہے بلکہ بعد ضمیر متکلم کے اعرف المعارف ہے۔ اور بوجہ تقدیم عطف و تاخیر ربط اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ زندہ بعینہم کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اور صیغہ اسم فاعل استقبال کے لیے بکثرت مستعمل ہوتا ہے۔ دیکھو وانا لجاعلون ما علیہا صعیداً جزاً (کہف) یعنی اور ہم

اور کچی روایات وہ ہیں جو امام بخاری نے کی ہیں۔ اور بخاری میں انہوں نے

(یقیناً) اسے جو اس (زمین) پر ہے ہموار میدان سبزہ سے خالی بنانے والے ہیں۔ اور مرزا صاحب کو بھی اس آیت یا عیسیٰ انی متوفیک الخ کا الہام ہوا تھا حالانکہ مرزا صاحب اس الہام کے بعد بھی زندہ رہے (براہین احمدیہ ص ۵۱۹) اب اگر ہم متوفیک سے حسب تفسیر حضرت ابن عباس ممیتک مراد لیں تو ہر چہار ضمیرین خطاب کا مخاطب ایک عیسیٰ زندہ یعنی ہونے کے لحاظ سے تقدیم و تاخیر کا قول کیا جائے گا جو قواعد عربیت کے خلاف نہیں۔ کیونکہ تمام نحو یوں کا اس پر اتفاق ہے کہ واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری نہیں اور محاورات قرآنی بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ واو عاطفہ میں ترتیب ضروری نہیں۔ دیکھو واللہ اخر جکم من بطون الامہاتکم لا تعلمون شیئاً وجعل لکم السمع والابصار والافئدة (نحل) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل دیئے۔ اس آیت میں واو عاطفہ ہے اور مضمون اخراج من بطون الامہات ذکر میں مقدم ہے لیکن اس کا وقوع پیچھے ہوا کرتا ہے اور مضمون جعل السمع والابصار والافئدة ذکر میں موخر ہے لیکن اس کا تحقق پہلے ہوا کرتا ہے۔ اور دیکھو وادخلوا الباب سجداً وقولوا حطۃ (بقرہ) وقولوا لحطۃ وادخلوا الباب سجداً (اعراف) سورہ بقرہ کی آیت میں مضمون امر بدخول الباب ذکر میں مقدم ہے اور مضمون امر بقول حطۃ ذکر میں موخر بنے اور سورہ اعراف میں ان ہر دو مضمونوں کا ذکر برعکس ہے۔ اور ہر دو آیتوں میں واو عاطفہ ہے۔ اگر واو عاطفہ میں ترتیب حکایت اور ترتیب محکی عنہ کا تطابق ضروری ہو تو ان ہر دو آیتوں کے درمیان تعارض لازم آئے گا۔ وہو کماتری۔ اور عقل بھی یہی فیصلہ کرتا ہے کہ اس آیت میں بر تقدیر تفسیر ممیتک تقدیم و تاخیر ہے کیونکہ اگر متوفیک کا وقوع پہلے فرض کیا جائے اور افعک الی سے

متوفیک کے معنی ممیتک کئے ہیں۔ اور عالمگیر غلبہ سے یہ مراد نہیں کہ ہر ایک فرد مان لے۔ اور ابو ہریرہ کے متعلق جو میں نے کہا ہے اسے آپ نہیں سمجھے۔ عبارت پر غور کریں۔ آپ ۳ میرے پرچہ میں ابن مریم کے لیے کلا کا لفظ نہیں دکھا سکتے۔ یہ

(بقیہ) رفع روحانی مراد لی جائے تو علاوہ مخالفت قواعد عربیت کے یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مقرب الہی ہیں اور بعد الموت ہر ایک مقرب الہی کی رفع روحانی تو ضرور ہوتی ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ورافعک الہی کی خصوصیت کی کیا وجہ ہے۔ ۱۲ مرتب۔

۱ اسلامی مناظر نے بوجہ تنگی وقت مرزا صاحب کا ایک فقرہ نقل کیا۔ اب تفصیلاً نقل کی جاتی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں ”ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین

کسلہ۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت و رہے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے۔ اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر

چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔“ (چشمہ معرفت ص ۸۲) دیکھو مرزا صاحب کے یہ فقرے ”چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا“ تا ”یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا“ قادیانی مناظر کے اس فقرہ ”اور

عالمگیر غلبہ سے یہ مراد نہیں کہ ہر ایک فرد مان لے“ کی صاف طور پر تردید کرتے ہیں۔ ۱۲ مرتب

۲ قادیانی مناظر نے حضرت ابو ہریرہ سے جو مراد ہے کیوں اب بیان نہیں کی۔ ۱۲ مرتب

۳ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۳ لکھا ہے۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میرے مناظر صاحب نے تہذیب کو جواب دے کر کلا کو ابن مریم کے لیے کلا کہا ہے۔ دیکھو کہ اسلامی مناظر نے یہ نہیں لکھا

کہ ”قادیانی مناظر نے کلا لکھا ہے“ بلکہ یہ لکھا ہے کہ ”قادیانی مناظر نے کلا کہا ہے“۔ ۱۲ مرتب

شخص الزام جو آپ نے مجھ پر لگایا۔

اب آپ کے اعتراضوں کے جواب دے کر میں چند اعتراضات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

- ۱۔ کیا تمام انبیاء میں سے صرف حضرت عیسیٰ کو آسمان پر مقرر ملائکہ میں مع جسم عنصری زندہ قرار دینا کمال صفائی سے تمام انبیاء پر ان کی فضیلت ماننا نہیں ہے؟
- ۲۔ وہ آسمان پر اٹھانے جانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا کے

اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں ان اعتراضات کے متعلق اتنا لکھا ہے کہ قادیانی مناظر نے جو نمبر دیگر قریباً ۲۲ باتیں لکھی ہیں یہ محض خیالی اور وہمی باتیں ہیں جو شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے سراسر خلاف ہیں کیونکہ یہ باتیں نہ قرآن کریم سے مستحکم ہیں اور نہ حدیث سے اور نہ اقوال صحابہ سے اور نہ قواعد عربیت سے بلکہ عقل و نقل ان کی تردید کرتے ہیں دیکھیے ہم نمبر واران کی منہاج نبوت پر تردید کرتے ہیں۔

۱۔ فضیلت کا سبب ہر لئے قرآن وحدیث کمال عبودیت سے نہ مقرر ملائکہ میں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ سے بھی افضل ہیں۔ کیونکہ ملائکہ میں فقط قوت ملکیت ہے قوت بہیمہ نہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا یعصون اللہ ما امرهم و یفعلون ما یومرون تو ملائکہ کی یہ تعریف نہیں ہو سکتی کہ وہ جرم نہیں کرتے کیونکہ ان میں جرم کرنے کی قوت ہی نہیں جیسا کہ عنین کی یہ تعریف نہیں کی جاتی کہ وہ زنا نہیں کرتا کیونکہ عنین میں زنا کرنے کی قوت ہی نہیں۔ اور جیسا مفلوج کی یہ تعریف نہیں کی جاتی کہ وہ چوری نہیں کرتا کیونکہ مفلوج میں چوری کرنے کی قوت ہی نہیں۔ اور انسان میں چونکہ قوت ملکیت اور قوت بہیمہ دونوں ہیں اس لیے جو انسان قوت بہیمہ کی خواہشات کو ترک کر کے قوت ملکیت کی خواہشوں کو پورا کرے اور عبودیت میں کمال پیدا کرے وہ انسان فرشتوں سے بھی افضل ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود انسان ہونے کے تمام انسانوں سے عبودیت میں زیادہ کمال پیدا کیا ہے اس لیے وہ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

۲۔ محبوبیت کی علت کمال عبودیت ہے نہ آسمان پر اٹھائے جانا۔ یہی وجہ ہے کہ

نزدیک زیادہ محبوب ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی زیادہ حفاظت کی گئی۔

۳۔ ان کو دوبارہ بھیجنے سے ان کی روحانیت اور قدسیت زیادہ ماننی پڑتی ہے کیونکہ جس کا کام اعلیٰ ہو اسی کو دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔

۴۔ اتنی دیر تک رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا خدا تعالیٰ اور مسیح نیا نہیں بنا سکتا

تھا؟

۵۔ خدا تعالیٰ نے مسیح کو دوسرے آسمان پر کیوں رکھا؟ اور ساتویں آسمان پر کیوں نہیں لے گیا کیا ان میں کوئی نقص باقی تھا؟

(بقیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں محبوبیت مطلقہ ہے جیسا کہ فاتبعونی بحبیکم اللہ سے ظاہر ہے اور جو محبوب اللہ ہوتے ہیں وہ دنیا میں مخلوق کے لیے اسوۂ حسنہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خدا کے راستے میں دکھ دیئے جاتے اور ستائے جاتے ہیں تاکہ صفت صبر کا بھی ظہور ہو۔ ۱۲ مرتب

۳۔ یہ سوال ایسا ہے جیسا کوئی کہے کہ اہل فارس و روم وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشرف باسلام نہیں ہوئے تو اگر خلیفہ اول یا ثانی یا ثالث یا رابع کے زمانہ میں وہ مشرف باسلام ہو جائیں تو لازم آئے گا کہ خلفاء کی روحانیت و قدسیت زیادہ ہے تو ایسے قائل کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ خلفاء رضی اللہ عنہم کی کاروائی چونکہ تائیس نبوی کی ترقی ہے اور اس بنیاد ڈالی ہوئی کی تعمیر ہے اس لیے وہ عینہ نبوی کاروائی کہلانے کا استحقاق رکھتی ہے ویسا ہی پیشگوئی آیت لیظہرہ علی الدین کلہ والی آخری خلیفہ نبوی یعنی مسیح ابن کے مریم زمانہ میں متحقق ہوگی۔ کیونکہ مسیح ابن مریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہو کر اور خلیفہ نبوی ہو کر تائیس نبوی کی تعمیر کریں گے۔ اس وجہ سے یہ تعمیر بعینہ تعمیر نبوی ہوگی۔ ۱۲ مرتب

۴۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون (انبیاء) یعنی اس اللہ سے اس کے متعلق پوچھا نہیں جاتا جو وہ کرتا ہے اور ان سے پوچھا جائے گا۔ ۱۲ مرتب

۵۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون۔ ۱۲ مرتب

۶۔ کیا وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جن انبیاء کو معراج میں دیکھا۔ اور جن کی وفات پر قرآن مجید میں کوئی نص موجود نہیں۔ زندہ نہ مان لیا جائے۔
 ۷۔ مسیح کی شبیہ بنانے میں کیا حکمت تھی۔ کیا یہود صرف پیچھا چھوڑانا مقصود تھا؟

۸۔ اس شخص کا جو مسیح کی بجائے مصلوب ہوا قرآن و حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے آپ حدیث صحیح مرفوع متصل نہیں کوئی ضعیف مرفوع متصل ہی پیش کریں۔

۹۔ اس فعل میں کہ حلیہ بدل کر ایک دوسرے شخص کو مروانے میں کیا حکمت

۶۔ جیسا کہ ملاقات موتی موجب موت نہیں ویسا ہی ملاقات احياء مستلزم حیات نہیں۔ انبیاء کی حیات سے تو قادیانی جماعت متنفذ ہے۔ اور ہم اسلامی جماعت کو تو اس نبی کی حیات کے ساتھ ایمان ہے جس کی حیات کی قرآن کریم یا حدیث نبوی شہادت دیں۔ ۱۲ مرتب
 ۷۔ مسیح ابن کے مریم کے شبیہ بنانے میں یہ حکمت تھی کہ یہود کو جو مسیح ابن مریم کے قتل کرنے کے لیے آئے ان کو مزادی جائے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران) یعنی یہود نے (عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور صلیب پر چڑھانے کی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی ایک تدبیر کی کہ آپ کو آسمان پر اٹھالیا اور ان یہود میں سے ہی ایک شخص کو مصلوب کرا کے قتل کروایا) اور اللہ تعالیٰ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ ۱۲ مرتب

۸۔ قرآن کریم میں اتنا ذکر ہے کہ مسیح ابن مریم کا شبیہ مصلوب ہوا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم اور اسی کے ساتھ ہمارا ایمان ہے۔ اور اس شبیہ کی شخصیت معلوم کرنی ضروری نہیں۔ ۱۲ مرتب

۹۔ اس فعل میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت و تدبیر محکم تھی کہ جو لوگ ایک مقرب الہی کو بے گناہ قتل کرنے کے ارادے پر آئے انہی میں سے ایک شخص کو انہی کے ہاتھوں سے مصلوب کرا دیا۔ ۱۲ مرتب

تھی اللہ تعالیٰ کی ذات سے بعید ہے کہ اس کی طرف کوئی لغو کام منسوب کیا جائے۔

پھر اس میں بھی سنئے کہ وہ کون تھا (۱) حواری تھا (۲) منافق (۳) طیطاؤس

(۴) یہودیوں کا چوکیدار تھا (۵) کوئی شخص تھا (۶) ایک پر شبیہ ڈالی گئی (۷)

جماعت پر شبیہ ڈالی گئی؟ اگر یہ واقعہ ہوا تھا تو اس میں زمین و آسمان کے فرق پائے

جانے کی کیا وجہ ہے؟

۱۰۔ کیا خدا تعالیٰ کو یہود سے اتنی محبت تھی۔ کہ ان کی خاطر خدا تعالیٰ نے کسی

اور کو مسیح کا ہم شکل بنا کر ان کو خوش کر دیا؟

۱۱۔ کوئی پیارے کو شکل کی ہٹک نہیں کرتا۔ اگر کسی کے باپ کی تصویر پر پیر رکھ

دیں تو وہ لڑنے کے لیے تیار ہو جائے گا۔ تو پھر خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے کی شکل

کو دوسرے کو دے کر کیوں اس کی بے قدری کی۔

۱۲۔ جب وہ یہود کی طرف رسول تھے اور خدا نے ان کو چھپا لیا۔ اور اس کی

جگہ ایک اور شخص کو مسیح کی شکل دی جسے انھوں نے مسیح سمجھ کر صلیب پر لٹکا کر مار

دیا تو یہود عند اللہ مجرم نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے مسلمات سے یہی بات تھی کہ

جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔ اور جو کاٹھ پر لٹکا کر مارا جائے وہ لعنتی ہے۔

۱۰۔ خدا تعالیٰ کو یہود سے محبت نہ تھی بلکہ ان کو اس وجہ سے کہ انھوں نے ایک مقرب الہی کے قتل

کا ارادہ کیا سزا دی مقصود تھی۔ ۱۲ مرتب

۱۱۔ اس شبہ ڈالنے سے اللہ تعالیٰ کو یہ مقصود نہ تھا کہ مسیح ابن مریم کی بے قدری کی جائے بلکہ اس

میں یہ حکمت تھی کہ تدبیر محکم کے ساتھ سزا دی جائے واللہ خیر الماکرین۔ ۱۲ مرتب

۱۲۔ یہ عجیب وہم ہے کیونکہ یہود تو اس وجہ سے مجرم ہیں کہ انھوں نے مسیح ابن مریم کے جو

مقرب الہی ہے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اور شبیہ کا مصلوب ہونا یہ تو سزا کا رنگ ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۳۔ ایسے ملعون شخص کو جو مسیح کا دشمن تھا بندر اور سور کی شکل دینی چاہیے تھی۔
 نہ کہ اپنے پیارے مسیح کی جو اس کا محبوب تھا۔ جیسے ومنہم من لعنہ اللہ وغضب
 علیہ وجعل منہم القردة والخنازیر سے ظاہر ہے۔

۱۴۔ جب ان کی مدت کل چالیس سال زمین میں پہلی اور آخری ملا کر ہے۔
 تو وہ بنی اسرائیل کی طرف بقول آپ کے صرف تین برس تک رہے۔ پھر آسمان پر
 وہ ہزار سال تک اٹھائے گئے تو انہیں رسولاً الی بنی اسرائیل نہیں کہنا چاہیے
 بلکہ رسولاً الی اہل السماء کہنا چاہیے۔

۱۳۔ وکان اللہ عزیزاً حکیمًا اور ان اللہ علی کل شیء قدید۔ کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی
 حکمتیں اور قدرتیں غیر متناہی و غیر محدود ہیں۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جب ایک موقع پر حکمت اور تجلی
 قدرت کا جس رنگ میں ظہور ہو تو دوسرے موقع پر بھی حکمت اور تجلی قدرت اسی رنگ میں جلوہ گر ہو
 کیونکہ کل یوم ہو فی شان ۱۲ مرتب

۱۴۔ مسیح ابن مریم کی عمر کتنی بھی ہو وہ رسولاً الی بنی اسرائیل کے منافی نہیں۔ اور قادیانی مناظر کا
 یہ فقرہ (بلکہ رسولاً الی اہل السماء کہنا چاہیے تھا) عجیب جہالت ہے کیونکہ اہل سماء یعنی فرشتے
 مکلف ہی نہیں جیسا کہ اس آیت میں وحملہا الانسان انه کان ظلم ما جھولاً۔ یعنی انسان
 اس لیے مکلف ہے کہ اس میں کمال بالفعل نہیں اور کمال حاصل کرنے کی اس میں قوت ہے کیونکہ ظلم
 وہ ہے جس میں عدل بالفعل نہ ہو اور عدل کے حاصل کر نیکی اس میں قوت ہو۔ اور جھول وہ ہے جس
 میں علم بالفعل نہ ہو اور علم کے حاصل کرنے کی اس میں قوت ہو یعنی انسان اس لیے مکلف ہے کہ اس
 میں قوت ملکیہ صفت بھمیہ دونوں ہیں۔ اور چونکہ باقی حیوانوں میں فقط قوت بھمیہ ہے قوت ملکیہ
 نہیں اور فرشتوں میں فقط قوت ملکیہ ہے بھمیہ نہیں اس لیے جیسا کہ باقی حیوانات غیر مکلف ہیں ویسا
 ہی فرشتے بھی غیر مکلف ہیں۔ اور رسول اہل تکلیف کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ نہ غیر اہل تکلیف کی
 طرف۔ پس ثابت ہوا کہ قادیانی مناظر کا فقرہ مذکورہ عجیب جہالت ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۵۔ نیز آسمان پر اٹھانے سے خدا تعالیٰ کو کمزور ماننا پڑتا ہے۔ کیونکہ کمزور ہی چیز کو چھپایا کرتا ہے۔ اور نیز آیت کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی کے بھی خلاف ہے۔

۱۶۔ مسیح میں وہ کوئی خاص صفت ایسی تھی۔ جو آسمان پر جانے کی متقاضی تھی اور دوسرے انبیاء میں وہ نہیں پائی جاتی۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ مابہ الامتیاز کوئی صفت ہے۔ اور پھر وہ صفت اچھی ہے یا بری۔ اگر بری ہے تو وہ آسمان پر لے جانے کی باعث نہیں ہو سکتی۔ اگر اچھی تو رسول اللہ اس سے کیوں محروم رہے ہم تو

۱۵۔ مسیح ابن مریم کے زندہ بحسدہ العصری آسمان پر اٹھانے سے خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ یہ رفع الی السماء کامل القدرة والے کے سوائے کوئی نہیں کر سکتا۔ اور نیز یہ رفع کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی کے بالکل مطابق ہے کیونکہ یہود کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول یعنی مسیح ابن مریم غالب ہوئے اور مسیح ابن مریم کو ایسا غلبہ ہوا کہ اخیر زمانہ میں خدا تعالیٰ اسی مسیح کو زمین پر نازل کرے گا۔ اور وہ مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خلیفہ ہو کر تجدید اسلام کرے گا اور اسی مسیح کے ہاتھ پر اہل الملة الیہود یہ شرف باسلام ہوں گے۔ یہ کیسا اعلیٰ غلبہ ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۶۔ مسیح ابن مریم میں نفع جبر ملی کی ایک جزوی خصوصیت ہے جس کی وجہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور یہ جزوی خصوصیت فضیلت کلی کا موجب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ فضیلت کلی کی علت کمال عبودیت ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں لاشریک نہ ہے ویسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبودیت میں لاشریک نہ ہیں۔ اور قادیانی مناظر نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند اشعار درج کئے ہیں۔ ان کے متعلق میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اشعار نہ مرزا صاحب نے دلی اعتقاد و اخلاص سے کہے ہیں اور نہ ہی قادیانی جماعت کو ان اشعار کے مضامین کے ساتھ اعتقاد ہے۔ بلکہ ایسے اشعار اسلامی جماعت کو شکار کرنے کے لیے کہے جاتے ہیں ورنہ مرزا صاحب یہ اشعار کیوں کہتے۔

کہ بلا یکت سیر ہر آنم حمد حسین است در گریبانم آدم نیز احمد مختار در برم جامہ ہما برابر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء مانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

یا عین فیض اللہ والعرفان ☆ یسعی الیک الخلق کا لظمان
وواللہ ان محمداً کر دافۃ ☆ وبہ الوصول بسد السلطان
اور بعد از خدا بشق محمد محترم ☆ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافر
اور ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم ☆ یک قطرہ ز بحر کمال محمد است
اور تمت علیہ صفات کل مزینہ وغیرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ہی تمام کمالات کے جامع ہیں۔

۱۔ مسیح کے دو ہزار سال میں ان کے قوی میں تغیر ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر ہوتا ہے تو دو ہزار برس میں جو ان کی حالت ہو گئی ہوگی اس کا اندازہ کر لیجئے۔ اور اگر

آنچہ داد است ہر نبی را جام خدا آں جام را مرہ تمام ☆ آنچہ من بشنوم ز وحی خدا ☆ بخدا پاک دانش
ر خطایا

بجو قرآن منزہ اش دائم ☆ از خطاہا ہمیں ست ایمانم ☆ انبیاء گریچہ بودہ اند بے پامن بعرقان نہ مکرم
ز کے (در شین ص ۱۸۷) اور نیز۔ منم مسیح زمان و منم کلیم خدا ☆ منم محمد و احمد کہ بختی باشد (تریاق
القلوب ص ۳) اور اسلامی جماعت کا با اخلاص یہ ایمان ہے۔

فاق النبیین فی خلقی و فی خلقی ولم یدانہ فی علم ولا کرم
و کلہم من رسول اللہ ملتصق عرفا من البحر اور شفا من الدیم
و کل آی اتی الرسل الکرام بہا فانما اتصلت من نورہ بہم
فانہ شمس فضل ہم کو اکبھا یظہرن انوار ہا للناس فی الظلم ۱۲ مرتب
۱۔ مسیح ابن مریم کے دو ہزار سال میں ان کے قوی کو قائم رکھنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے باہر
نہیں۔ در حقیقت یہ استعجاب ان اللہ علی کلی شئی قدیر پر ہے۔ ۱۲ مرتب

نہیں تو کیوں؟

۱۸۔ مسیح کو آسمان پر اتنی دیر رکھنے سے کیا فائدہ تھا۔ زمین پر کیوں نہ رکھا گیا تاکہ ان سے مخلوق خدا کو بھی فائدہ پہنچتا۔ خصوصاً جبکہ فرمایا واما ما ینفع الناس فیما کث فی الارمن۔

۱۹۔ اگر تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے تو آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا کے خلاف ہوگا۔ یہ نہیں کہ یہ وعدہ کسی وقت میں ہو گا بلکہ الی یوم القیمة کے الفاظ پر غور کر لیں۔

۲۰۔ اور علم فزیالوجی کے ماتحت ذی حیات چیز کے لیے پاور آف ایک کریشن اور پاور آف اسی وی میلیشن کا پایا جانا ضروری ہے مگر وہ اس وقت دونوں مسیح میں نہیں پائی جاتیں۔

۲۱۔ اگر مسیح دنیا میں دوبارہ آئیں تو وہ تمام جہان کی طرف رسول ہو کر آئیں

۱۸۔ قرآن کریم میں ہے لایسل عما یفعل وہم یسئلون۔ اور ماموصولہ غالباً غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ ۱۲ مرتب۔

۱۹۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچوں میں واضح کر دیا ہے کہ الی یوم القیامة ہر چہا رواقعات کے متعلق ہے جس کی تائید آیت لیظہرہ علی الدین کلہ کرتی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲۰۔ انسان اور انسان کے قوی اور قوی کے افعال اور کیلوس و کیموس ہونا اور خون کا بدل ماحلل بننا یہ سب چیزیں اس قادر مطلق کی مسخر اور محکوم ہیں۔ اور جیسا کہ وہ قادر مطلق انسان کی حیاتی کو بذریعہ مادی غذا کے قائم رکھتا ہے ویسا ہی وہ قادر مطلق انسان کی حیاتی بذریعہ غذا غیر مادی قائم رکھ سکتا ہے دیکھو حدیث لست بکاحد کم یطعمنی ربی و یتقینی۔

۲۱۔ دو امر قابل توجہ ہیں اول یہ کہ رسولاً الی بنی اسرائیل میں حصر نہیں ورنہ عبارت یوں ہوتی۔ الی بنی اسرائیل رسولاً۔ اور دوسرا یہ کہ مسیح ابن مریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مجدد ہو کر تشریف لائیں گے۔ ۱۲ مرتب

گے۔ تو یہ رسولاً الی بنی اسرائیل کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ وہ کہیں گے کہ میں تمام جہان کی طرف رسول ہوں۔ اور قرآن مجید کہے گا اور رسولاً الی بنی اسرائیل۔

۲۲۔ پھر یہ سوال بھی ہوگا کہ مسیح کی موت نہیں ہو سکتی جب تک کہ تمام اہل کتاب ایمان نہ لائیں۔ اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن تک سب یہود ایمان نہیں لائیں گے۔ پس ثابت ہوگا کہ مسیح کی وفات قیامت کے بعد ہوگی۔

پس یہ ابائیس سوال ہیں جو میں نے آپ کے تمام اعتراضوں کے جواب دے کر پیش کئے ہیں۔ اور نیز چھ سوال اور باقی وہ سوالات جو میرے پہلے پرچوں میں آچکے ہیں ان کے جوابات دیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ آپ کی یہ استطاعت نہیں کہ آپ ان کا جواب دے سکیں۔ پس حیات مسیح کا مسئلہ ایک ایسا

۲۲۔ یہ جان بوجھ کر قرآن کریم کے ساتھ نہیں ہے۔ ۱۲ مرتب

ان بائیس وہی سوالوں کی تردید عقل اور نقل کے ساتھ کی گئی ہے۔ اب ناظرین پر روشن ہو گیا ہے کہ جیسا کہ قادیانی مناظر نے اپنے پہلے پرچوں میں جا بجا شرط نمبر ۲ اور شرط نمبر ۲ کی خلاف ورزی کی ہے ویسا ہی ان بائیس وہی سوالوں میں اس نے شرطین مذکورین سے تجاوز کی ہے۔ اور نیز خیالی اور وہمی باتیں پیش کرنے سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ قادیانی مذہب کی بناء خیال اور وہم پر ہے نہ عقل اور نقل پر۔

۲۔ چھ ڈھکوسلے بصورت سوال بھی آپ پیش کر دیتے انشاء اللہ عقل اور نقل کے ساتھ ان کا بخیر ادھیرا جاتا ہے۔ ۱۲ مرتب

سرورنداد مناظرہ دیکھنے سے ناظرین یہ فیصلہ کریں گے کہ جواب دینے کی اسلامی مناظر کو طاقت نہیں یا قادیانی مناظر میں جواب دینے کی استعداد ہی نہیں۔ ۱۲ مرتب

مسئلہ ہے جس پر کئی سوالات اعتراضات وارد ہو سکتے ہیں۔ اور عیسائیوں کو یہ کہنے کا موقع ملتا ہے کہ ہمارا نبی زندہ ہے اور تمہارا نبی مردہ۔ اور قرآن مجید کہتا ہے کہ مردے اور زندے برابر نہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیح افضل ہیں۔ اور کفارہ کی بھی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ محض موت کو وہ کفارہ کا باعث نہیں مانتے بلکہ صلیبی موت کو۔ اور پھر اس کا آسمان پر جانا وغیرہ باتیں ان کے عقائد کی تائید کرتی ہیں۔ اور اگر مطلق موت نہیں تو جب بھی وہ مرے تو کفارہ ثابت ہو

واقعی جن لوگوں کو ایمان بالقرآن والحدیث نہیں ان کو اس مسئلہ حیات مسیح ابن مریم پر کئی سو خیالات باطلہ اور توہمات کا ذہن پیدا ہوتے ہیں۔ ۱۲ مرتب

۲ قرآن کریم کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ جن کی روحانیت زندہ ہے اور وہ لوگ جن کی روحانیت مردہ ہے برابر نہیں اور قرآن کریم کا یہ مطلب نہیں کہ جو لوگ زندہ ہیں وہ فوت شدہ سے افضل ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ مولوی بطال الدین صاحب شمس جو زندہ ہیں مرزا صاحب سے افضل ہوں جو فوت شدہ ہیں۔ ۱۲ مرتب

۳ ناظرین انصاف کیجئے۔ دیکھو یہ قادیانی مناظرہ کیا کہتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم بذریعہ صلیب فوت ہوئے ہیں۔ اور قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ صلیب سے اتر کر کچھ عرصہ کے بعد حنف اللہ کی موت کے ساتھ فوت ہوئے ہیں۔ عیسائیوں اور قادیانی جماعت کے درمیان اگرچہ مسیح ابن مریم کی موت کے اسباب میں اختلاف ہے۔ لیکن نفس موت میں متفق ہیں۔ اور اسلامی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح ابن مریم پر موت آئی ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ بحسدہ العصری آسمان کی طرف اٹھالیا۔ ہے اور وہ اب تک زندہ ہے اور قرب قیامت میں نزول فرما کر تجدید اسلام کریں گے۔ چونکہ کفارہ کی بنا مسیح ابن مریم کی موت پر ہے۔ اس لیے اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ مذہب جس میں مسیح ابن مریم کی موت کو تسلیم کیا گیا ہے کفارہ کی بنیاد کئی کرتا ہے یا وہ مذہب جس میں مسیح ابن مریم کی موت سے بالکل انکار کیا گیا ہے کفارہ کی بنیاد کئی کرتا ہے۔

جائے گا اور ہمارا عقیدہ کہ طبعی موت سے وہ وفات پا چکے ہیں کفارہ کو جڑھ سے کاٹ دیتا ہے سچ فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے۔

۱۔ قدمات عیسیٰ مطرقاً ونبیناً حی و ربی انہ و افانی

کیونکہ زندہ وہی ہوتا ہے جس کا کام زندہ ہو۔ جس کی قوم زندہ ہو۔ جس کا مذہب زندہ ہو۔ لیکن مسیح خود وفات پا چکے۔ اس کی قوم روحانیت کے لحاظ سے مر چکی۔ ان کی شریعت منسوخ ہو چکی۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں۔ اور کوئی نہیں۔ سہ فافہم۔

پریزیڈنٹ۔ حاکم علی بقلم خود۔ مناظر جماعت احمدیہ۔ جلال الدین شمس

(بقیہ) اسی کفارہ کی سیخ کنی کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما قصلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ البسہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں بلکہ ان کو زندہ اللہ تعالیٰ نے واقعہ صلیبی سے پہلے آسمان کی طرف اٹھالیا ہے۔ نہ بانس ہو گا نہ بانسری بجے گی۔ ۱۲ مرتب

۱۔ قادیانی مناظر کا مرزا صاحب کے اشعار کو جا بجا پیش کرنا شرائط مناظرہ کی کس قدر خلاف ورزی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲۔ چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نداء ابی و امی) قیامت تک زندہ نبی ہیں اور تمام دنیا میں یہی ایک کامل انسان ہے اس لیے اسلامی جماعت ان کو خاتم النبیین اعتقاد کرتی ہے اور ان کے ظل نبوت سے خارج ہو کر کسی متنبی کے زیر سایہ ہونا ایسا سمجھتی ہے جیسا کہ آگ جلتی ہوئی شعلہ زن میں داخل ہونا۔ لیکن افسوس کہ قادیانی جماعت زبانی تو یہ کہتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں اور کوئی نہیں۔ لیکن اعتقاد خاتم النبیین کا انکار کر کے مرزا صاحب کو نبی سمجھتی ہے۔ اور ایسے زندہ نبی اور انسان کامل کے ظل ظلیل سے خارج ہو کر متنبی کے زیر سایہ ہونا اعلیٰ درج کی ضلالت و شقاوت ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ذالک هو الفوز العظیم سے محروم ہیں۔ ۱۲ مرتب

سہ فافہم کے ساتھ شاید قادیانی مناظر نے یہ امر کیا ہے کہ اے اسلامی مناظر تو سمجھ لے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی لساناً کہہ رہا ہوں نہ اعتقاداً۔ ۱۲ مرتب

۱۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء پرچہ نمبر ۴

از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم فان
تنازعتم فی شئ فردوه الی الله والرسول.

مجھے افسوس ہے کہ باوجود میرے مناظر صاحب کے جواب نہ دے سکنے کے

پھر بھی وہ شرائط سے باہر ہو کر ادھر ادھر کی باتیں غیر متعلقہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ میں

نے رفع الی اللہ کے معنی رفع الی السماء کئے اور میرے مناظر صاحب نے رفع الی

اللہ کی کوئی مثال پیش نہیں کی اور دیگر مثالوں کو پیش کر کے رفع کے لیے اور معنی

ثابت کئے یہ ان کو کیسا مفید ہو سکتا ہے۔ دیکھئے کہ قرآن کریم میں بعل کا معنی زوج

ہے مگر اسد عون بعل میں بت مراد ہے۔ اور ہر جگہ قرآن کریم میں اسف کا معنی

حزن ہے مگر فلما اسفونا کا معنی فلما اغضبونا ہے۔ اور ہر جگہ قرآن کریم میں

کنز سے مراد مال ہے مگر کنز جو سورہ کہف میں ہے اس سے مراد صحیفہ علم ہے۔

وغیرہ وغیرہ جیسا کہ پرچہ نمبر ۱ میں درج ہے۔ اس کا کوئی جواب نہیں۔ میں نے

بل ابطالیہ کے مقتضا کو اور قصر قلب کے مقتضا کو لے کر فقرہ بل دفعہ اللہ الیہ

سے ابن مریم کی حیات ثابت کی۔ لیکن میرے مناظر صاحب نے اس کا بھی کوئی

جواب مطابق شرائط نہیں دیا۔ اور ہر چہ ارضائے کے معارفہ ہونے کے لحاظ اور ان کا

مرجع ایک ابن مریم زندہ بعینہ ہونے کے لحاظ سے بھی میں نے حیات ابن مریم کو ثابت کیا مگر میرے مناظر صاحب نے اس کا بھی کوئی جواب عنایت نہیں فرمایا۔ ہاں صنعت استخدام کا نام لے کر ایک شعر پڑھ دیا ہے لیکن علم بدیع کی طرف توجہ نہیں کی۔ البدیع ہو علم يعرف بہ وجوہ تحسین الکلام بعد رعاۃ المطابقة ووضوح الدلالة۔ تو صنعت استخدام اس جگہ مراد نہیں ہو سکتی جہاں اس کے اختیار کرنے سے مطابقت اور وضوح کے خلاف ہو۔ اور نیز قرینہ کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ شبوہ میں۔ اور قواعد نحو کے مطابق لیونین سے استقبال مراد ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ لیکن میرے مناظر صاحب نے قواعد نحوی کے رو سے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور قرآن کریم اور حدیث صحیح اور اقوال صحابہ اور لغت عرب اور صرف اور نحو اور معانی اور بیان اور بدیع امور مفسرہ قرار دیئے گئے تھے۔ اور میرے مناظر صاحب نے تو عجیب کام کیا ہے کہ کبھی توریت کا نام لیتے ہیں اور کبھی کسی تابعی کا ذکر کر دیتے ہیں اور کبھی شاہ رفیع الدین صاحب کو اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں اور کبھی آیات کو ان کے غیر مصداق پر پیش کر کے اس کو ان آیات کا مصداق قرار دیتے ہیں جیسا کہ کلام میں کہا گیا ہے اور کبھی جبر ثقل کا

یہاں لفظ کہا گیا ہے نہ لکھا گیا۔ ۱۲ مرتب

مسئلہ چھیڑ دیتے ہیں۔ اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین شروع کر دیتے ہیں۔

جونی الحقیقت ہماری توہین ہے۔ اس لیے مطابق ۳ جزء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔ الخ ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ یہ تو ظالموں کا ذکر ہے اور نیز ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر موت وارد ہو۔ اور حضرت عیسیٰ موعود تو اس کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مصنوعی مسیح صاحب چونکہ فوت ہو چکے ہیں اس لیے وہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ اور یہ کلا ان کے لیے کلا ہے۔ اور شعروں کا مطلب یہ ہے کہ تمام قرآن سے وفات ثابت نہیں ہوئی بلکہ قرآن کریم سے حیات ثابت ہوتی

۱۔ قادیانی مناظر نے یہ تقریر کی کہ قرآن کریم میں ہے کہ حتیٰ اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون لعلیٰ اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ہو قاللھا۔ الخ یہ آیت عیسیٰ کو واپس نہیں ہونے دیتی بلکہ یہ کلا مسیح کے لیے کلا ہے۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۴ وغیرہ میں اس کے متعلق یہ لکھا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کو قرآن کریم نے جلیل القدر نبی قرار دیا ہے۔ ہم مطابق آیت جزء سیئۃ سیئۃ مثلھا اتنا عرض کرتے ہیں کہ یہ آیت ظالموں کے حق میں ہے۔ اور نیز اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر موت وارد ہو۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا تو قرآنی دلائل سے قطعاً ثابت ہے۔ اس لیے وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مصنوعی مسیح یعنی مرزا صاحب چونکہ فوت ہو چکے ہیں اس لیے اس آیت کا وہ مصداق ہیں اور یہ کلا ان کے لیے کلا ہے۔ ۲۔ ارجب ۳۔ یعنی برائی کا بدلہ اس کی مثل برائی ہے۔ ۲۔ ارجب

ہے۔ اور کوئی آیت حیات کی مخالف نہیں۔ اور ان معنی جب مطابق آیت لیا گیا تو پھر کیا اعتراض ہے۔ اور فلما توفیتی کی آیت کے الفاظ میں غور کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ زیر بحث قول ہے نہ علم۔ اور اذا الاغلال کی مثال اذ کے لیے ہے نہ ماضی کے لیے۔ اور ماضی بکثرت بمعنی استقبال آتی ہے۔ و نفع فی الصور وغیرہ اور جب توفی بمعنی نیند اور موت ہے تو اس قدر تشبیہ کے لیے کافی ہے۔ کہ دونوں میں معنی قبض روح کے ہوں اور ایک میں قبض مع الارسال ہونا اور دوسرے میں قبض مع الامساک ہونا تشبیہ کے خلاف نہیں۔

جراحات اۛ السنان لها التیام ولا یلتام ما جرح اللسان

اور قد خلت من قبلہ الرسل میں سنة اللہ التي قد خلت کا کوئی

جواب نہیں دیا گیا۔ اگر ہم بخوشنودی مناظر صاحب ان کے معنی مال لیں تو لازم

آئے گا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول ۲ نہیں۔ پس موجبہ کلیہ نہ

یعنی نیزوں کے زخم مل جاتے ہیں اور جو زبان زخم کرے وہ نہیں ملتے۔ دیکھو اس شعر میں

کلمات کو جرح کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور ما بہ التشبیہ مطلق تاثیر ہے نہ خاص تاثیر

جرح۔ ۲ مرتب

۲ کیونکہ قد خلت من قبلہ الرسل میں بروئے قواعد نحو من قبلہ خلت کے

متعلق ہے۔ ۲ مرتب

ہوا۔ اور تلک امة قد خلعت میں بھی کوئی دلیل نہیں۔ ابو بکر کے متعلق

خصوصیت سے ہم نے جواب دیا کہ دوسرے مقاموں کا اور روح القدس بھی

بوجہ اقنوم ثالث ہونے کے معبودات باطلہ میں داخل ہے۔

اور الذین عام لفظ ہے۔ اور اموات غیر احياء میں اموات کی تاکید غیر

احیاء سے کی۔ اسی لیے کہ یہاں ان کی معبودیت کا باطل کرنا مقصود ہے کہ انا

یا کلان الطعام میں سبحان اللہ کیا گل کھلایا گیا۔ ہم نے تو یہی بات کہی ہے کہ انا کی

ماضی بوجہ مریم کے ہے اور مریم کی اس تعبیر برنگ تذکیر میں تغلیب ہے۔ تو مناظر

صاحب ہماری بات بیان کر رہے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہم تردید کر رہے ہیں۔

اور ۲ یا مریم اقتنی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین سے صاف

ثابت ہے کہ جیسا ہماری نماز کے ارکان قیام رکوع جود وغیرہ ہیں ویسا ہی عیسوی

نماز میں۔ اور اس بحث میں میں نے جو حنائاً من لدنا و زکوۃ کو پیش کیا اس کا

کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اور یہ اعتراض کہ بہت جگہ زکوۃ سے صدقہ مفروضہ مراد

ہے یہ اس امر کو ثابت نہیں کرتا کہ ہر جگہ یہی مراد ہو اور من بعدی میں اس آیت کو

ملاحظہ فرمادیں ۳ واتخذو قوم موسیٰ من بعده من حلیم عجل جسد اٰلہ

۱ کیونکہ جہاں فقرہ تلک امة قد خلعت ہے وہاں پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں اور جہاں حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کا ذکر ہے قد خلعت نہیں۔ قرآن کریم نکال کر سورہ بقرہ میں ملاحظہ کریں۔ ۱۲ مرتب

۲ یعنی اے مریم فرمانبرداری کرو اسطے رب اپنے کے اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنے والوں

کے۔ ۱۲ مرتب

۳ یعنی اور بنالیا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے پیچھے موسیٰ کے اپنے زیوروں سے پتھر محض ایک جسم جس

سے آواز نکلتی تھی۔ دیکھو اس آیت میں من بعده سے مراد من بعد غیوبہ موسیٰ ہے نہ کہ من

بعد موت موسیٰ۔ اور جیسا کہ اس آیت میں اثبات ہے ویسا ہی آیت مبشراً برسول یاتنی من

بعدی اسمہ احمد اثبات ہے۔ ۱۲ مرتب

خوار سبحان اللہ لانبی بعدی کو اور من بعدی کو ایک نظر سے دیکھا۔ جناب من! لانبی بعدی میں بوجہ ہونے نکرہ غیر نفی میں مرزا صاحب کی نبوت کا بطلان ہوتا ہے یہ فقرہ مشتمل بر نفی ہے اور من بعدی مشتمل بر اثبات ہے۔ ذرا غور کریں۔ اگر بات نہ بنے تو ویسا بلا سمجھے سوچے کچھ کہہ دینا مفید نہیں۔ اور من نعمہ میں اعطاء عمر و تکلیس کا بیان ہے۔ پس بس۔ اور حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ الخ آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے بالکل برخلاف ہے اور یہ وہ آیت ہے جس کا جواب آپ نے کوئی نہیں عطا فرمایا۔ معراج کی حدیث ابن ماجہ جو میں نے پیش کی ہے اس کا کوئی جواب دینے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ اس میں عیسیٰ ابن مریم کا نزول بعینہ ثابت ہے اور ایسا ثابت ہے کہ جس کا جواب کوئی نہیں۔ میں تو مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فرق سمجھتا ہوں آپ امتحان کر کے دیکھ لیں۔ اور حدیث کیف تہلک امة انا اولھا والمہدی اوسطھا والمسیح اخرھا میں میرے پر الزام لگایا گیا ہے کہ یہ شیعوں کا اعتقاد ہے۔ جناب من! ہم ہر حیثیت سے امامیہ صاحبان کے مخالف نہیں بلکہ اس امر میں اتفاق ہے کہ امام مہدی عیسیٰ کے وقت تشریف لاویں گے۔ یہ دوسرا اختلاف ہے کہ اب پیدا ہو چکے ہیں یا نہ۔

دستخط مفتی غلام مرتضیٰ اسلامی مناظر۔

دستخط مولوی غلام محمد پریزیدنٹ اسلامی جماعت۔ از گھوٹہ ضلع ملتان

یعنی چونکہ قادیانی مناظر کے پاس اس حدیث ابن ماجہ کا کوئی جواب نہیں اس لیے مجبوراً قادیانی مناظر کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ ۱۲ مرتب
۲ کیونکہ عرج فیہا بروح عیسیٰ الخ میں اضافت بیانی ہے۔ اے ای عرج بالروح الذی ہو عیسیٰ جیسا کہ عرج کے لفظ سے ظاہر ہے۔ ۱۲ مرتب

از مولوی جلال الدین صاحب قادیانی مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔
رب اشرح لی صدری و یسر لی امری و احلل عقدہ من لسانی
یفقہو قولی۔

اے آپ مجھ پر افسوس کرتے ہیں۔ لیکن جناب مفتی صاحب آپ کو افسوس
نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ آپ کی حالت پر مجھے افسوس آتا ہے کیونکہ یہ پرچہ میرے
تیسرے پرچہ کے جواب میں تھا نہ کہ چوتھے یا دوسرے پرچہ کے جواب میں کہ
آپ نے حیات مسیح کی دلیل لکھنی شروع کر دی۔ اہل علم آپ کو کیا کہیں گے سوائے
اس کے کہ وہ کہیں کہ مفتی صاحب گھبرا گئے تھے اور کچھ نہیں کہیں گے دیکھتے یہی
بیان آپ کے تیسرے پرچہ میں موجود ہے اور اسی کو آپ دوہرا رہے ہیں۔

۲ میں نے آپ کی تمام توجیہات کو خدا تعالیٰ کے فضل سے توڑ دیا اور قرینہ

قادیانی مناظر کو مفتی صاحب اسلامی مناظر کے پرچہ نمبر ۱ کا شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر کوئی
جواب نہیں آیا جیسا کہ رونداد مناظرہ سے روشن ہے۔ اس لیے گھبرا کر اور حیا کو دور کر کے اسلامی
مناظر کو گھبراہٹ کا الزام لگا رہا ہے۔ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ کے سوائے کوئی نئی بات بطور
دلیل پیش نہیں کی بلکہ بطور تردید اور قادیانی مناظر نے گھبرا کر اپنے پرچہ نمبر ۱ کے سوائے میں بھی نئی
دلیلیں پیش کی ہیں۔ مثلاً حضرت ابن عباس کی تفسیر مصبک جو متوفیک کے ذیل میں لکھی ہے
حالانکہ یسعسی انسی متوفیک الخ کو قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں نہیں پیش کیا۔ ۱۲
مرتب

۳ سبحان اللہ قادیانی مناظر نے اسلامی مناظر کی توجیہات کو اس طرح توڑا ہے کہ قرآن کریم اور
حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت کے مطابق وہ کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اس لیے گھبرا کر اس
قادیانی مناظر نے توریت کو پیش کیا جو یہود کی محرف اور منسوخ شدہ کتاب ہے۔

بھی بتا دیا۔ اور مل کے لفظ سے جو آپ تضاد ثابت کرتے ہیں اس کو لے کر بھی آپ کے معنوں کی تردید کر دی۔ اور اہل ترقی کے لیے ہوتا ہے۔ کوئی شرط نہیں ہے آپ اپنی طرف سے بڑھا رہے ہیں۔

میں خوب جانتا تھا کہ آپ مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ قرآن مجید نے جو دلائل وفات مسیح پر دیے ہیں کوئی نہیں جو انہیں توڑ سکے۔ آپ کی منطق دانی کی کیفیت تو میں تیسرے پرچے میں لکھ چکا ہوں۔ اب آپ کی صر فی قابلیت لفظ ۳ امتیازی سے ظاہر ہے۔ میں نے کہا تھا کہ آپ نے غلطی سے نہیں لکھا۔ بلکہ آپ کے

(بقیہ) اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس توریت کا ایک نسخہ پیش کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ توریت کا نسخہ ہے حضور ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا پس عمر رضی اللہ عنہ نے توریت کو پڑھنا شروع کر دیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے عمر تم کو کیا ہو گیا۔ دیکھتے نہیں کہ حضور کے چہرے کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو خوف زدہ ہو کر کہنے لگے اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ رضینا باللہ ربنا و بالاسلام دیننا و بمحمد نبینا۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اگر موسیٰ ظاہر ہوا اور مجھے ترک کر کے اس کی اتباع کرو تو یقیناً تم صراط مستقیم سے گمراہ ہوتے اور اگر موسیٰ زندہ ہوتا اور میری نبوت کے زمانہ کو پاتا تو ضرور وہ بھی میری اتباع کرتا۔ رواہ الداری (مشکوۃ)۔ یہ توریت وہ محرف منسوخ شدہ کتاب ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنا نہیں چاہا۔ لیکن قادیانی مناظر نے اس توریت کو اپنی تائید میں پیش کیا۔ اور افسوس کہ اس کتاب محرف منسوخ شدہ نے بھی اس بیچارے قادیانی مناظر کی امداد نہ کی کیونکہ قادیانی مناظر نے توریت سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہے اور توریت کا یہ مضمون ہے کہ جو کسی جرم میں مصلوب ہو وہ ملعون ہے آفتاب ہو (استنباب ۲۱ ص ۳۰۳) ۱۲ مرتب۔

۱۱ یہ کی علم کا نتیجہ ہے جیسا کہ ظاہر ہو چکا ۱۲ مرتب

۱۲ اسلامی مناظر نے تمام دلائل وفات کو توڑ دیا ہے جیسا کہ رونداد مناظر سے روشن ہے اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا محض حکم ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۳ قادیانی مناظر کا امتیازی پر زور دینا یہ اس کی شکست و مغلوبیت کی دلیل ہے کیونکہ قادیانی

علم میں ہی یہی ہے۔ اور علم صرف میں آپ کی تعلیمی حالت بہت کمزور ہے۔ حاضرین کو میں اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ مفتی صاحب کو بار بار کہا گیا کہ آپ پرچہ میں سے اپنے الفاظ امانات سمیت باب جس کی ماضی توفیتی کے مقابلے میں امتیازی ہوگی نہ امتیازی کیونکہ موت کا لفظ مظاہف نہیں بلکہ اجوف ہے۔ پڑھیں۔ مگر آپ نے نہیں پڑھے۔ لہذا مجبوراً مجھے ہی ان کی ڈیوٹی ادا کرنی پڑی ہے۔ سنئے مفتی صاحب۔ اس سے ایک تو آپ کی قرآن دانی کا بھی پتہ لگ گیا۔ کیا آپ نے قرآن مجید میں یہ آیت نہیں پڑھی کہ ربنا امتنا اثنتین و احیتنا اثنتین کیا قرآن مجید میں امتیاز ہے یا امتنا۔ پھر روح المعانی میں آیت فلما توفیتی کے ماتحت اس کے معنی امتی لکھے ہیں نہ کہ امتی۔ کتاب ہمارے پاس موجود ہے۔ اگر آپ کسی مبتدی سے بھی اس کی گردان کرائیں گے تو وہ بھی بتا دے گا کہ امانات امانات تو امانات امانات متن۔ امت۔ جب مذکور واحد مخاطب کے صیغہ پر آئے گا تو امت کہے گا۔ نہ امت اور ادغام کا بھی شاید آپ کو قاعدہ معلوم نہیں رہا کہ ادغام کس وقت ہوتا ہے اگر آپ صرف کی کوئی ابتدائی کتاب بھی پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ لفظ امتی ہے نہ امتی۔ توفیتی کے متعلق میرا پہلے پرچہ میں بالوضاحت لکھ چکا ہوں۔ نیز اذا اغلال کی مثال صرف اذ کے لئے تھی۔ کہ وہاں اذ آیا ہوا ہے۔

(بقیہ) مناظر ایسا کوئی مضمون پیش نہیں کر سکا جو موضوع مناظرہ سے چسپاں ہو کر یہ ظاہر کرے کہ اسلامی مناظر اس کا جواب نہیں دے سکا اور اس کے متعلق قادیانی مناظر کے پرچہ نمبر ۳ کے حاشیہ میں تفصیل کی گئی ہے اور نیز اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں یہ بھی لکھا ہے اور امتی کے متعلق مضمون پرچہ میں کاٹا گیا ہے اگر کوئی فقرہ رہ گیا ہو تو مضائقہ نہیں۔ ۱۲

مرتب

یا اس لیے کہ جب وہ فعل ماضی پر داخل ہو تو اس کے معنی استقبال کے ہوتے ہیں۔ جب اہل علم اس مناظرہ کو دیکھیں گے تو وہ آپ کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔ اور تشبیہ موت اور نیند میں نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ میں بتا چکا ہوں کہ تو فی جب بغیر قرینہ منام اور لیل وغیرہ کے استعمال ہو تو اس کے معنی نیند کے نہیں ہوتے۔ دوسرے حدیث میں حالات امت بیان کر کے آپ نے فرمایا ہے کہ میں وہی کلمات کہوں گا (جو مسیح نے کہے)

اور آیت قد خلت من قبلہ الرسل میں سنة اللہ الٰہی قد خلت کو پیش کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ کیا سہ بھی ذی روح ہے۔ چاہے تھا کہ آپ مثال ایسی پیش کرتے کہ جس میں خلا کا لفظ ذی روح کے لیے آیا ہوتا۔ ہم نے جو قرآن مجید سے مثالیں پیش کی ہیں ان میں ذوی الروح پر خلت کا لفظ آیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اقلک امۃ قد خلت میں موت مراد نہیں ہے۔ بہت

اسلامی مناظرے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں یہ لکھا ہے۔ اذ استقبال کے لیے بھی آتا ہے فـو یعلمون اذ الاغلال فی اعناقہم۔ اس عبارت سے دو امر ظاہر ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ یہ مثال فقط اذ کی ہے نہ ماضی کی۔ اور دوسرا یہ کہ اذ ماضی کے لیے بھی آتا ہے اور استقبال کے لیے بھی۔ جب اہل علم مناظرہ کو پڑھیں گے تو قادیانی مناظر کے فہم و ادراک پر افسوس کریں گے۔ ۱۲ مرتبہ اس کی کافی تردید اسلامی مناظر اپنے پرچہ نمبر ۲ میں کر چکا ہے جس کی توضیح حاشیہ میں کی گئی ہے۔ قادیانی مناظر ویسا بلا ربط باتیں لکھ دیتا ہے۔ ۱۲ مرتبہ

۳ قادیانی مناظر سخت اضطراب و گھبراہٹ میں ہے کیونکہ اس کو اتنا بھی یاد نہیں رہا کہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں دلیل قد خلت من قبلہ الرسل کی تردید کرتے ہوئے یہ مثال پیش کی ہے۔ واذا خلوا الیٰ شیطانیہم جس میں فاعل ذی روح ہے۔ ۱۲ مرتبہ

۴ قادیانی مناظر کا اضطراب موزن ہے کیونکہ وہ اسلامی مناظر کو مخاطب کر کے اپنے پرچہ نمبر ۵

ہی عجیب ہے۔ کیا پہلے جن کا ذکر ہے وہ آسمان پر چلے گئے تھے یا وفات پا چکے تھے۔ پھر لکھتے ہیں کہ اگر موجبہ کلیہ ہی مان لیں تو لازم آئے گا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت رسول نہیں ہیں۔ اور پھر پرچہ کے علاوہ آپ تقریر میں بیان فرماتے ہیں کہ من قبلہ کو صفت الرسل کی بنانا صحیح نہیں۔ کیونکہ صفت موصوف سے مقدم نہیں آتی۔ لیکن میں کہاں تک مفتی صاحب کو نحو سکھاؤں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ فاعل کے متعلق لکھا ہے۔ والاصل فی الفاعل ان یلے الفعل ولہذا جاز ضرب غلامہ زید و امتنع ضرب غلامہ زیداً کافیہ ہی پڑھ لیا ہوتا۔ پس الرسل جو خلت کا فاعل ہے۔ اور اصل فاعل میں یہ ہے کہ وہ فعل سے ملا ہوا ہو۔ اس لیے یہاں صفت محلا موخر ہے اور یہ جائز ہے۔ اور قرآن مجید میں بھی

(بقیہ) میں یہ لکھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ تلک امة قد خلت میں موت مراد نہیں۔ اور اسلامی مناظر کی عبارت پر چہ نمبر ۴ میں اس طرح ہے۔ ”اور تلک امة قد خلت وغیرہ میں بھی کوئی دلیل نہیں۔“ دیکھو اسلامی مناظر کی عبارت میں یہ فقرہ (موت مراد نہیں) کہاں ہے۔ بلکہ اسلامی مناظر کی اس عبارت کا (کوئی دلیل نہیں) یہ مطلب ہے کہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے وہاں قد خلت نہیں اور جہاں قد خلت ہے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں۔ ۱۲ مرتب

۱۔ قادیانی مناظر نے اسلامی مناظر کی تحریر و تقریر کا مطلب نہیں سمجھا۔ کیونکہ اسلامی مناظر کا یہ مطلب ہے کہ اگر خلت کے معنی مات کئے جائیں اور الرسل کا الف لام استغراقی تسلیم کیا جائے تو لازم آئے گا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول نہیں کیونکہ قد خلت من قبلہ الرسل میں من قبلہ بروئے ترکیب نحوی الرسل کی صفت ولغت نحوی نہیں ہو سکتی اس لیے کہ صفت ولغت نحوی تابع کا قسم ہے اور جو تابع ہو وہ ذکر میں متبوع سے موخر ہوتا ہے جیسا کہ تابع کی تعریف سے ظاہر ہے۔ السابع کل شان ای کل متاخر (کافیہ و شرح ج ۱ ص ۷۷) اور جب من قبلہ الرسل کی بروئے ترکیب نحوی صفت نہ ہو سکی تو وہ خلت کے متعلق ہوگا۔

صفت مقدم آئی ہے۔ جیسے صراط العزیز الحمید اللہ۔ پس آپ نے کافیہ نہیں تو قرآن مجید کو ہی پڑھ لیا ہوتا۔ اور میں نے لکھا تھا کہ روح القدس اموات میں تینوں باتوں کی وجہ سے شامل نہیں ہے۔ باقی تمام معبودان باطلہ جن کے متعلق تینوں باتیں ثابت ہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ فرماتے ہیں غیر احیاء کا لفظ لانے سے ان کی معبودیت کا باطل کرنا مقصود ہے۔ ٹھیک ہے۔ معبودیت ان کے

(بقیہ) جس کا یہ معنی ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں وہو کما تری۔ اور قادیانی مناظر نے جو کافیہ کی عبارت پیش کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ فاعل کا اصل محل فعل کے ساتھ متصل ہے جس کی وجہ سے ضرب غلامہ زید میں زید ضمیر مجرور کا مرجع ہو سکتا ہے اور اس سے یہ مراد لیتا ہوں غلط ہے کہ صفت ولغت نحوی بھی فاعل سے ذکر میں مقدم ہو سکتی ہے جیسا کہ قادیانی مناظر کو ضبط ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مناظر نے اردو اور انگریزی خوانوں کو دھوکھا دینے کے لیے کافیہ کے محض الفاظ یاد کئے ہوئے ہیں۔ اور صراط العزیز الحمید اللہ میں العزیز الحمید اللہ کی صفت ولغت نحوی نہیں۔ بلکہ العزیز الحمید مبدل منہ ہے۔ اور اللہ بدل ہے۔ اب یہ امر آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا کہ قادیانی مناظر کو نہ کافیہ آتا ہے اور نہ ہی قرآن کا فہم و ادراک ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر نے جن باتوں کا مکمل طور پر جواب دے دیا ہے۔ قادیانی مناظر عام لوگوں کو مغالطہ دینے کے لیے پھر پھر بیان کرتا ہے۔ والذین یدعون الخ عام ہے۔

اور الاعتبار لعموم اللفظ لالخصوص المورد۔ ۱۲ مرتب

اللهم اغفر لکاتبہ ولوالدیہ و من سعی فیہ۔

مردہ ہونے سے ہی باطل ہوگئی اور غیر احیاء نے اموات کے لفظ کی تفسیر کر دی۔ اور آیت کانا یا کلان الطعام میں جو تغلیب آپ نے لکھی تھی وہ حضرت مریم کے لحاظ سے تھی۔ اور اب آپ نے تسلیم کر لیا کہ تغلیب مسیح کے لحاظ سے ہے کیونکہ مقصود بالذات انہی کا ذکر ہے کہ وہ پہلے کھانا کھاتے تھے۔ لیکن اب نہیں کھاتے۔ اور آیت کانت من القانتین اور وار کعی مع الراکعین سے ہمارے استدلال پر بالکل زد نہیں پڑ سکتی۔

آپ ۲ فرماتے ہیں کہ حساناً من لدنا وزکوۃ کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت میں کیوں ذکر کرتا۔ شرط میں لکھا ہے۔ قرآن مجید کی قرآن مجید سے تفسیر کی جائے گی۔ لہذا میں نے اس سے تفسیر کی۔ کہ صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا جہاں کہیں قرآن مجید میں اکٹھا ذکر آیا ہے وہاں مالی زکوٰۃ ہی مراد ہے۔

اور ابن ماجہ کی حدیث کا میں پہلے پرچہ میں جواب دے چکا ہوں۔ کہ اقادیانی مناظر سخت گھبرا کر ادھر ادھر ہاتھ مار رہا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ اصل مطلب بالکل صاف ہے کہ مریم اور ابن مریم دونوں سے تغیر کرنے کے وقت تذکیر کو تانیث پر غلبہ کر کانا کلان الطعام کہا گیا اور کانت من القانتین اور وار کعی مع الراکعین کبھی کانا یا کلان کے نظائر ہیں۔ ۱۲ مرتب

۲ سبحان اللہ زکوٰۃ کی تفسیر میں آیت حساناً من لدنا وزکوٰۃ کو پیش کرنا یہ تفسیر القرآن بالقرآن نہیں تو اور کیا ہے۔ اور لفظ صلوٰۃ کے صدقہ مفروضہ میں کثرت استعمال سے یہ لازم نہیں آتا کہ جہاں لفظ صلوٰۃ ہو وہاں اس سے صدقہ مفروضہ ہی مراد ہو۔ ۱۲ مرتب

۳ اسلامی مناظر نے بنی ابن ماجہ کی وہ حدیث تردید میں پیش کی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ بن مریم کی زبانی ان کا نزول بعینہ بیان فرماتے ہیں۔ اب قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو مردوں کی جماعت میں دیکھا۔ عجیب بات ہے کیونکہ مردوں کی صحبت صحبت کرنے والے کی موت کو مستلزم نہیں۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب مردوں میں شامل ہوتے تو فوت ہو جاتے۔ ۱۲ مرتب

جب بخاری کی حدیث ثابت کرتی ہے کہ مسیح مردوں میں شامل ہیں تو یہ حدیث اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور بخاری کی حدیث امامکم منکم بھی اس کے خلاف ہے اور اس کی تردید کرتی ہے۔ ۲۔ من نحرہ میں دوائی عمر قطعاً مراد نہیں۔ اور ۳۔ حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ کا جواب میں پہلے پرچہ میں دے چکا ہوں۔ اور بڑے بڑے ائمہ نے اسے حدیث تسلیم کیا ہے۔ اس سے آپ نے مان لیا کہ اس سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے۔

اب رہی ۴۔ حدیث کیف تہلک امة انا فی اولہا والمہدی فی وسطہا و عیسیٰ بن مریم فی آخرہا اس حدیث میں امت کے وسط میں

ایمان ہو چکا ہے کہ امامکم منکم حال ہے جو غربت کو چاہتا ہے۔ ۲۔ مرتب ۱۲ اسلامی مناظر نے کہا ہے کہ اس سے مراد عمر ہے اور یہ نہیں کہا کہ دوائی عمر مراد ہے۔ ۳۔ مرتب ۱۳ قادیانی مناظر کے پیغمبر لکھتے ہیں۔ ”یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و حیات ہے۔ اگر درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کریم کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان ہے اس کو سوچو (تحفہ گوٹو ویہ ص ۱۶۶) دیکھو پیغمبر تو قرآن پر فیصلہ کرنے کی نصیحت کرتا ہے اور اس کا امتی قرآنی ثبوت دینے سے عاجز ہو کر ضعیف بلکہ موضوع حدیثوں پر زور دے رہا ہے۔ طرفہ یہ کہ ان سے بھی اس کا دعویٰ وفات مسیح ثابت نہیں ہوتا۔ ۲۔ مرتب

۴۔ یہ حدیث بروئے الفاظ اس طرح ہے۔ کیف تہلک امة انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح آخرہا (مشکوٰۃ) اور اسلامی مناظر نے بھی اپنے پرچہ نمبر ۴ میں اس حدیث کو انہی الفاظ کے ساتھ لکھا ہے۔ امامیہ کا ذکر کرنا یہ قادیانی مناظر کا ڈھکوسلہ ہے جس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

مہدی کا آنا قرار دیا گیا ہے۔ حضرات شیعہ صاحبان کے عقائد کی طرح آپ کا عقیدہ قرار دینے کی وجہ میں پہلے پرچہ میں لکھ چکا ہوں۔ اور سنیوں کی طرح ہمارا یہ فتویٰ نہیں کہ ان سے کھانا پینا اور ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ حضرت مسیح موعود سب کے متعلق فرماتے ہیں۔

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہدار کا خر کنند دعوائے حب پیہم
۲۔ رہا نبوت کے متعلق۔ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو مسیح ناصری کے نزول کو مانتے ہیں وہ اسے نبی بھی قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ حج الکرامہ میں لکھا ہے فانه وان كان خليفة في الامة المحمدية لكنه رسول و نبی کریم علی حالہ

۱۔ قادیانی مناظر جابجا شرائط مناظرہ سے تجاوز کر رہا ہے۔ اسلامی مناظر کا یہ فتویٰ نہیں بلکہ اس کا یہ فتویٰ ہے کہ ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست مؤمناً۔ اور قادیانی جماعت کے ہی تنگ دلی سے خلاف اسلام فتوے ظاہر ہو چکے ہیں۔ مثلاً مرزا صاحب نے جو خط عبدالحمید خان صاحب کو لکھا۔ اس میں یہ فقرہ ہے۔ ”ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“ اور میاں محمود صاحب خلف رشید مرزا صاحب رسالہ تحذیر الاذہان کے صفحہ ۱۳۹ پر یہ لکھتے ہیں۔ ”تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا حساب خدا کے ساتھ ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان کو ہو چکی ہے یا نہیں کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں۔ اس لیے چونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے ہم ان کو کافر کہیں گے۔ ۱۲ مرتب

۲۔ اسلامی مناظر توفان تشاز عثم فی شئی فرودہ الی اللہ والرسول کے مطابق مناظرہ کر رہا ہے اور قادیانی مناظر شرائط مناظرہ کی خلاف ورزی کر کے حج الکرامہ کی عبارت پیش کر رہا ہے۔ اصل بات یہ کہ نبوت کے دورخ ہیں بطون اور ظہور۔ ظہور میں انقلاب آسکتا ہے نہ بطون میں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو بطون میں انقلاب نہ ہوگا بلکہ ظہور میں انقلاب ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہو کر بذریعہ قرآن کریم تجدید اسلام فرمائیں گے۔ ۱۲ مرتب

لاکما یظن بعض الناس لانه یاتی واحداً من هذه الامة بدون نبوة
ورسالة اور انبیاء سے نبوت کا چھینا جانا آیت ذالک بان اللہ لم یک مغیراً
نعمة انعمها علی قوم حتی یغیروا ما بانفسهم اور سنیوں کے عقیدہ کے بھی
خلاف ہے۔ پس اب اہل دانش فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی نبی آنا چاہے تو اس
امت سے یا نبی اسرائیل سے۔ ظاہر ہے کہ مطابق آیت و ازواجہ امہاتہم اور
مطابق عقائد اسلامیہ کل رسول ابو امتہ آنحضرت ہمارے باپ۔ اور مطابق
حدیث بخاری الانبیاء اخوة علات۔ حضرت عیسیٰ ہمارے چچا ہیں۔ تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی وراثت کے ملنی چاہیے۔ عقل۔ نقل۔ قانون
رواج شریعت سب یہی کہتے ہیں کہ ایسا وارث ہوگا نہ چچا۔ پس نبی کا آنا تو آپ
بھی مانتے ہیں اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ وہ (آنے والا مسیح) نبی اللہ ہوگا۔ پس
ہماری بات کہ آنے والا اسی امت سے ہوگا صحیح ہے۔

ہمارے تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے
ہیں اور قرآن مجید اور احادیث سے ان کی وفات ثابت ہے۔ اور ان کی وفات

۱۔ قادیانی مناظر جہلاء کے لیے تو ملمع سازی کر سکتے ہیں لیکن فضلاء کے لیے ان کا مغالطہ موثر نہیں ہو
سکتا۔ سنئے جناب مناظر صاحب! حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حیثیت سے کہ بعد النزول وہ مومن
بالقرآن ہوں گے اور قرآن پر عامل ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے مستفیض ہوں گے۔
اور بذریعہ قرآن تجدید اسلام کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی بیٹے ہوں گے نہ
چچے۔ ۱۲ مرتب

۲۔ قادیانی مناظر نے اپنے زعم کے مطابق اپنے پرچہ نمبر ۱ میں وفات مسیح ابن مریم پر قرآن کریم سے
دس دلیلیں پیش کی ہیں جو درحقیقت مغالطات ہیں۔ کیونکہ نو دلیلیں تو ایسی ہیں جن میں مسیح ابن مریم کی
وفات کا ذکر تک نہیں۔ اور ایک پہلی دلیل اگرچہ ایسی ہے

سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی واسطے مسیح موعود فرماتے ہیں۔

قدمات عیسیٰ مطرقا ونبینا حی و ربی انہ و افانی

کیونکہ زندہ وہی ہوتا ہے جس کا کام زندہ ہو۔ جس کی قوم زندہ ہے۔ جس کا دین زندہ ہو۔ لیکن عیسائیت مرچکی۔ عیسائی بلحاظ دین مرچکے۔ اور حضرت عیسیٰ کا کام ختم ہو چکا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تازہ کرنے کے لیے آپ کے ۲ خادم ہی آئیں گے نہ کوئی اور۔ پیارو۔ آنے والا آچکا اور اس نے اپنے مقابل پر بلایا۔ اور اس نے تونی کے لفظ کے متعلق ایک سہ ہزار روپیہ انعام دینے

(بقیہ) جس میں مسیح ابن مریم کی وفات کا ذکر ہے۔ لیکن اس دلیل کے متعلق قادیانی مناظر نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا جس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم قیامت سے پہلے وفات پا چکے ہوں گے آج وفات کا ثبوت نہیں۔ اور پھر بھی اسلامی مناظر نے ہر ایک دلیل کی شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر اجمالی اور تفصیلی طور پر پوری تردید کی ہے جیسا کہ روکداد مناظرہ سے روشن ہے۔ اور ویسا ہی حال پانچ حدیثی دلیلوں کا ہے۔ اور اسلامی مناظر نے دو قرآنی دلیلیں اور دو حدیثی دلیلیں اپنے پرچہ نمبر ۱ میں اپنے دعوے حیات مسیح ابن مریم کے اثبات کے لیے بیان کی ہیں۔ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر ایسے استدلال کئے ہیں جن کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ ناظرین پڑھ کر خود فیصلہ کریں گے۔ ۱۲

مرتب

۱ اسلامی مناظر نے یہ بات مدلل کر دی ہے کہ علت افضلیت کمال عبودیت ہے نہ عمر کا زیادہ ہونا۔ ۱۲ مرتب

۲ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں امتی اور خادم ہونے کی قابلیت نہیں۔ ۱۲ مرتب

۳ یہ اردو خوانوں اور انگریزی خوانوں کے لیے سخت مغالطہ ہے۔ کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ تونی باب تتعل سے ہو اور فاعل خدا تعالیٰ ہو اور مفعول ذی روح ہو تو وہاں وہاں ضرور قبض کے معنی ہوتے ہیں۔

اگر اس کے برخلاف کوئی دکھائے تو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

کا وعدہ دیا۔ مگر کسی کو جرات نہ ہوئی۔ کہ وہ اس انعام کو حاصل کر سکے۔ پس اہل بیت وفات ثابت ہو گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بھی ثابت ہو گئی۔ پس ۲ یاد رکھو کہ مسیح کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے اور کوئی آسمان سے نہ

(بقیہ) تو اردو خوان اور انگریزی خوان سمجھتے ہیں کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں۔ اور بوجہ عربیت سے ناواقف ہونے کے یہ نہیں سمجھتے کہ توفی مع القيود المذكورہ سے قبض روح کے معنی مراد لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آیت تونی یعنی یسا عیسیٰ انی متوفیک ای ممیتک اور آیت مخاطب یعنی فلما توفیتنی ای امتنی۔ وفات مسیح ابن مریم کو ثابت کرتی ہیں۔ کیونکہ آیت تونی سے بر تقدیر تفسیر ممیتک بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور آیت مخاطب سے بر تقدیر تفسیر امتنی جیسا حیات مسیح ابن مریم ثابت نہیں ہوتی ویسا ہی وفات مسیح ابن مریم ثابت نہیں ہوتی جو مفصل بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ مرتب

۱۱ پس جب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں حیات مسیح ابن مریم قرآن کریم سے ثابت کر دی تو حسب تحریر مرزا صاحب مرزا صاحب کے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیچ ہوئے۔ ۱۲ مرتب ۲ یہ کیسا ڈھکوسلہ بدیہی البطلان ہے کیونکہ قیامت کا وقوع سب اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے اور تمام اہل اسلام کو قیامت کے وقوع کے ساتھ اس لیے ایمان ہے کہ منبر صادق اور قرآن کریم نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے۔ اگر قادیانی مناظر کے اس ڈھکوسلے کو صحیح مانا جائے تو قیامت کا وقوع بھی باطل ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ یوں کہہ سکتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ قیامت کا وقوع محض جھوٹا خیال ہے۔ قیامت کوئی نہ ہوگی۔ قیامت کے ماننے والے جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مرید گے اور کوئی ان میں سے قیامت کو نہ دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی قیامت کو نہ دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی وہ بھی قیامت کو نہ دیکھیں گے۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ دراز گزر چکا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر قیامت واقع نہیں ہوئی۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور اس عقیدہ کو ہی اختیار کریں گے کہ قیامت نہیں ہوگی۔ اور قیامت کا وقوع حق واجب الایمان ہے پس ثابت ہوا کہ یہ ڈھکوسلہ باطل ہے۔ قادیانی مناظر کے تمام پرچے ایسی ہی خیالی اور وہی باتوں سے ہی بھرے ہوئے ہیں۔

اترے گا ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مرے گئے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہ دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتا نہ دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ وہ بھی حضرت مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھیں گے۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر حضرت عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترے۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور اس عقیدہ کو ہی اختیار کریں گے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اور اگر مفتی صاحب ابھی ایک مثال جس میں کہ توفی باب تفعیل سے ہو اور خدا تعالیٰ فاعل اور مفعول ذی روح ہو اور اس کے معنی بحسدہ العصری آسمان پر لے جانے کے ہوں پیش کریں۔ تو میں ابھی نقد پچاس روپیہ مفتی صاحب کو انعام دوں گا۔ قرآن مجید۔ حدیث یا لغت سے پیش کریں۔ اب میں آخر میں دعا کرتا ہوں۔

اے ہمارے قادر خدا۔ ہماری عاجزانہ دعائیں

ایہ عوام کے لیے مغالطہ ہے ورنہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے یہ کب دعویٰ کیا ہے کہ میں توفی سے رفع جسمانی ثابت کرتا ہوں۔ بلکہ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ سے بلحاظ مل ابطالیہ وقصر قلب یہ امر ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بحسدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ ۱۲ مرتب

سن لے اس قوم کے کان اور دل کھول دے
 اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور
 زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد
 بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ اے خدا تو ایسا
 ہی کر۔ جو ہر ایک طاقت اور قدرت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین۔
 والسلام علی من اتبع الهدی۔

مناظر۔ جلال الدین شمس۔ مولوی فاضل۔

حاکم علی پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ

۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء

www.NAFSEISLAM.COM

۱۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء پرچہ نمبر ۵

از مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر

بسم الله الرحمن الرحيم

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم

فان تنازعتم فی شئی فردوه الی الله والرسول۔

حضرات سامعین! یہ میرا آخری پرچہ ہے آپ کو میں اس طرف متوجہ کرنا

چاہتا ہوں کہ میں نے رفع الی اللہ اور بل ابطالیہ اور قصر قلب بل رفعہ اللہ

اس کی تشریح یہ ہے کہ آیت وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ سے اسلامی مناظر نے شرط نمبر ۲

کے تحت میں رہ کر چند باتیں قطعی طور پر ثابت کر دی ہیں۔ پہلی یہ کہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان کی

طرف اٹھائے جانا ہے۔ اور اس تفسیر کی تائید میں دو حدیثیں اور ایک آیت اور عقلی شہادت پیش کی گئی

الیہ سے لے کر اور لام تاکید اور نون تاکید ثقیلہ اور مرجع ابن مریم ہونا لیومنن بہ قبل موتہ سے لے کر ان سپاہیوں سے ایک لشکر تیار کیا۔ اور پھر میں نے ان کو

(بقیہ) ہیں اور ہر اس تفسیر کی تائید میں مرزا صاحب کا قول پیش کیا گیا ہے اور دوسری یہ کہ اس آیت میں بقرینہ نفی بل ابطالیہ ہے اور بل ابطالیہ میں یہ ضروری ہے کہ وہ وصف جس کا ابطال مقصود ہو اور وہ وصف جس کا اثبات مقصود ہو ان دونوں وصفوں کے درمیان تثنائی و ضدیت ہو دیکھو آیت ام یقولون بہ جنة بل جائهم بالحق (مؤمنون) اور آیت ویقولون اننا لنار کوا الہوتنا لشاعر مجنون بل جاء بالحق (صافات) اور آیت وقالوا اتخذ الرحمن ولداً سبحانہ بل عباد مکرمون (انبیاء) پس بل ابطالیہ کے مقتضا کے لحاظ سے یہ ثابت ہوا کہ بل رفعہ اللہ الیہ سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم کو زندہ بحسدہ العصری آسمان کی طرف اٹھالیا ہے کیونکہ وہ وصف جس کا ابطال مقصود ہے یعنی قتل المسیح اور وہ وصف جس کا اثبات مقصود ہے یعنی رفع المسیح ان دونوں وصفوں کے درمیان تثنائی و ضدیت اسی صورت میں متصور ہوتی ہے کہ جب بل رفعہ اللہ الیہ سے بصورت زندگی رفع جسمانی مراد لی جائے۔ اور اگر رفع روحانی مراد لی جائے۔ تو قتل المسیح اور رفع المسیح کے درمیان تثنائی و ضدیت نہ ہوگی۔ اور قادیانی مناظر اس بل ابطالیہ کے استدلال کا شرط نمبر ۱ اور شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ جیسا کہ روئے داد مناظرہ سے روشن ہے اور میں نہایت زور سے اعلان کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی قیامت تک اس کا جواب نہ دے سکے گا۔ اور تیسری یہ کہ وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ قصر قلب ہے۔ اور قصر قلب میں یہ ضروری ہے کہ احد الوصفین دوسری وصف کا ملزوم نہ ہوتا کہ مخاطب کا اعتقاد متکلم کے اعتقاد کے برعکس متصور ہو۔ اور قصر قلب کا یہ معنی بھی اسی صورت میں پورا ہوتا ہے کہ جب بل رفعہ اللہ الیہ سے یہ مراد لی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم کو زندہ بحسدہ العصری آسمان کی طرف اٹھا لیا ہے۔ کیونکہ اگر رفع روحانی مراد لی جائے تو چونکہ مسیح ابن مریم مقربین سے ہے اس لیے قتل المسیح کو رفع المسیح لازم ہوگا اور یہ قصر قلب کے خلاف ہے۔

ہتھیار مطابق شرائط جنگ مناظرہ پہنا کر میدان میں بھیجا۔ الحمد للہ کہ اس میرے لشکر زبردست کا فریق مخالف مقابلہ نہ کر سکا۔ بلکہ اس نے شکست کھائی۔ میں نے یہ ہتھیار نہایت کوشش سے تیار کئے تھے۔ اور دو خادم یعنی دو حدیشیں بھی اس لشکر کو

(بقیہ) اور قادیانی مناظر اس قصر قلب کے استدلال کا بھی شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہیں دے سکا۔ جیسا کہ روئے اد مناظرہ سے واضح ہے۔ اور میں نہایت زور سے اعلان کرتا ہوں انشاء اللہ مرزائی جماعت میں سے کوئی فرد بھی قیامت تک اس کا جواب نہ دے سکے گا اور اس دلیل و ماقولہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں یہ خوبی ہے کہ یہ قرآن کریم کا فقرہ ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر نام و ذکر ہے اور رفعہ صیغہ ماضی کا ہے اور یہ جملہ خبریہ تجزیہ ہے۔ اور مرزائی جماعت جو مغالطات برنگ دلائل پیش کرتے ہیں ان میں قرآن کریم کا ایسا فقرہ کوئی نہیں جو ان صفات مذکورہ کا جامع ہو۔ اور آیت وان من اهل الكتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ کے متعلق اسلامی مناظرہ نے شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر چند امور ذکر کئے ہیں۔ اول یہ کہ تمام نحو یوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس فعل مضارع کے اخیر میں ثون تاکید ثقیلہ ہو اور ابتداء میں لام تاکید ہو اس فعل مضارع سے زمانہ استقبال اور خبر دینی مراد ہوتی ہے جیسا لیومنن میں۔ دوسرا یہ کہ موتہ کی ضمیر کا مرجع مسیح ابن مریم ہے۔ ایک سیاق کلام کے لحاظ سے اور دوسرا مولوی نور الدین صاحب نے بھی اس ضمیر کا مرجع مسیح ابن مریم کو قرار دیا ہے جن کی مرزا صاحب نے دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توثیق کی ہے۔ اور تیسرا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اسی کو ثابت کرتی ہے کہ موتہ کی ضمیر کا مرجع مسیح ابن مریم ہے۔ اور ان امور مذکورہ کے لحاظ سے آیت وان من اهل الكتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ کا یہ مطلب ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ تمام اہل کتاب موجودہ وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ چونکہ ابھی تک تمام اہل کتاب کا اتفاق علی الایمان نہیں ہوا اس لیے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔ قادیانی مناظر اس دلیل کا بھی شرط نمبر او شرط نمبر ۲ کے مطابق کوئی جواب نہیں دے سکا۔ جیسا کہ روئے اد مناظرہ سے روشن ہے۔ ۱۲ مرتب

الاسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۲ میں قرآنی دلائل کے علاوہ دو حدیشیں بھی پیش کی ہیں۔

رسد پہنچا کر تقویت دے رہی تھیں۔ اور پھر یہ بات قابل غور ہے کہ منطق دلائل

(بقیہ) ایک بنزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیزوج ویولد له الخ اور دوسری لبوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً۔ الخ اور ان دونوں حدیثوں سے اس طرح استدلال کیا گیا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے الفاظ سے حقیقی معانی مراد ہیں نہ مجازات کیونکہ بروئے قواعد فن بیان مجاز وہاں لی جاتی ہے جہاں حقیقت محذّر ہو۔ اور مرزا صاحب ان حدیثوں میں حقیقت کے امکان کے قائل ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ ”بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں (ازالہ اوہام ص ۹۶۸) اور لحاظ قانون فن بیان اور مرزا صاحب کے تسلیم امکان ان دو حدیثوں سے بھی حیات مسیح ابن مریم ثابت ہوگئی۔ اور قادیانی مناظر ان حدیثوں کا بھی شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے مطابق کوئی جواب نہیں دے سکا جیسا کہ روئے داد مناظرہ سے واضح ہے۔ ۲ مرتب

قادیانی مناظر نے جو قیاسات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے مفاہات برنگ دلائل پیش کئے ہیں ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے اور مسیح ابن مریم کی شخصیت کا ان میں کوئی ذکر نہیں۔ بھیے و سوم نحشور ہم جمیعاً ثم نقول للذین اشرکو امکانکم انتم و شرکائکم فزیلنا بینہم وقال شرکائہم ما کنتم ایا نا تعبدون فکفی باللہ شہیداً بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغافلین (یونس) اور ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلب تم علی اعقابکم۔ اور الذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً و ہم یخلقون اموات غیر احياء و ما یشعرون ایا ن یبعثون۔ اور فیہا تحیون و فیہا تموتون و منها تخرجون۔ ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین۔ اور الم نجعل الارض کفناً احياء و امواتاً اور ومن نعمہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون۔ اور ومنکم من یتوفی و منکم من یرد الی ارضہ لکیلاً یعلم بعد علم شیئاً۔ (حج)

کام دلائل مقابلہ نہیں کر سکتے۔ دیکھو والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثہ قروء میں حاملہ اور غیر حاملہ اور شوہر دیدہ اور شوہر نادیدہ اور حائضہ اور غیر حائضہ سب داخل ہیں۔ لیکن یہ آیت عام ان آیات خاص کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ یا ایہا

(بقیہ) اسلامی مناظر نے ان آیات عامہ کے تفصیلی جوابات دے کر پھر اپنے پرچہ نمبر ۵ میں اجمالی و اصولی طور پر بھی جواب دیا ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ یہ امر مسلم ہے کہ عام دلیل خاص منطوق دلیل کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دیکھو والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثہ قروء یعنی مطلقہ عورتوں کے لیے عدت تین حیضیں ہیں۔ یہ آیت اپنے عموم کے لحاظ سے حاملہ اور غیر حاملہ شوہر دیدہ اور شوہر نادیدہ حائضہ اور غیر حائضہ سب کو شامل ہے اور اس سے ان سب کی عدت تین حیضیں ثابت ہوتی ہے۔ اور دیکھو یا ایہا الذین امنوا اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیہن من عدة تعتدونها۔ یعنی اے ایمان والو جب تم ایمان والی عورتوں سے نکاح کرو اور پھر قبل مس ان کو مطلقہ کر دو تو ان عورتوں کے لیے کوئی عدت نہیں۔ یہ مطلقہ شوہر نادیدہ کے لیے خاص منطوق دلیل ہے۔ اور دیکھو اللتی یسن من الحيض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثة اشھر واللتی لم یحضن واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (یعنی وہ عورتیں جن کی وجہ کبر سنی کے حیض بند ہو چکی ہے اور وہ عورتیں جن کو ابھی حیض آئی ہی نہیں ان کی عدت تین مہینے ہے اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ یہ آیت غیر حائضہ اور حاملہ کے لیے خاص منطوق دلیل ہے یہاں یہ عام دلیل ان خاصہ منطوقہ دلیلوں کا مقابلہ نہیں کر سکی بلکہ اس عام دلیل کے حکم سے شوہر نادیدہ اور غیر حائضہ اور حاملہ عورتیں ان دلائل خاصہ منطوقہ کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں اور دیکھو انا خلقنا الانسان من نطفة اور خلقه من تراب۔ ویسأئى چونکہ آیت وما قتلوه یقناً بل رفعہ اللہ الیہ اور آیت و ان من اهل الكتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے لیے خاص منطوق دلیل ہیں۔ یہ عام دلائل پیش کردہ قادیانی مناظر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی مناظر نے قادیانی مناظر کے عام دلائل کا یہ اجمالی و اصولی

الذین امنوا اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن
فما لکم علیہن من علة تعتدونہا۔ اور والستی یحسن من المحیض من
نسائکم ان ارتبتم فعدتہن ثلثة اشهر واللالی لم بحیضن و اولات
الاحمال ان یضعن حملہن۔ اور آپ جو تاریخ نبوت بیان کرتے ہیں۔ وہ

(بقیہ) طور پر جواب دیا ہے۔ لیکن افسوس ہے مختوم محمد صدیق صاحب امیر جماعت احمدیہ کے فہم و
ادراک پر کہ انھوں نے اپنے اشتہار میں یہ لکھا ہے۔ ”طلاق اور حیض والی عورتوں کے مسائل سنانے
شروع کر دیئے۔ غیر متعلقہ مسائل کے بیان کرنے سے سمجھدار طبقہ پر ظاہر ہو گیا کہ مفتی صاحب سخت
گھبرا گئے ہیں اور ان کا علمی ذخیرہ ختم ہو گیا۔ تب ہی تو حیات مسیح کے مسئلہ کو چھوڑ کر حیض اور طلاق کے
مسائل بیان کرنے لگ گئے۔“ اتنی۔ اب اہل علم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر کا یہ
مضمون حسب قول مختوم صاحب غیر متعلقہ ہے یا موضوع مناظرہ کے ساتھ چسپاں و مربوط ہے۔
مختوم صاحب اس فہم و ادراک میں مضدور ہیں کیونکہ ان کی علمی بصاعت اسی قدر ہے۔ ۱۲ مرتب

اسلامی مناظر کا یہ مطلب ہے کہ دعویٰ نبوت کی جو تاریخ مرزا صاحب اور ان کے سریدین بیان
کرتے ہیں وہ ہمارے اوپر حجت نہیں۔ کیونکہ ہم ان کو مفتری اعتقاد کرتے ہیں اور اسلامی مناظر نے
مرزا صاحب کی تین کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ چشمہ معرفت، ازالہ اوہام، براہین احمدیہ۔ اب
دیکھنا یہ ہے کہ ان کتابوں کی تصنیف کے وقت مرزا صاحب کی کیسی حالت تھی۔ مرزا صاحب اپنی
کتاب چشمہ معرفت میں لکھتے ہیں۔ ”اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے میں اس
کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان
سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔“ (ص ۳۱۷) اور مرزا صاحب ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں۔ ”اور فرمان
جعلناک المسیح ابن مریم نے اس کو درحقیقت وہی بنا دیا ہے و کان اللہ علی کل شئی
قدیراً اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثل ہونے کی طرف اشارہ ہے
کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی
کی طرف یہ اشارہ ہے۔ و مبشراً برسول یاتنی من بعدی اسمہ احمد (ص ۱۷۵)

ہمارے اوپر حجت نہیں بلکہ اس لحاظ سے کہ الہام نے مرزا صاحب کو نبی بنایا ہے اس لیے جب سے وہ ملہم ہیں اسی وقت سے نبی ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ تو صحابی ہیں جو شرائط کے مخالف نہیں اور ابن عباس کا متوفیک سے ممیتک مراد لینا اس امر کو ثابت نہیں کرتا کہ ابن عباس کے نزدیک عیسیٰ مرچکے ہیں بلکہ اسی آیت انی متوفیک الخ سے رفع جسمانی ثابت ہوتی ہے اور الرفع کا معنی اعزاز دہندہ کو یہ معنی نہیں کہ رفع جسمانی بھی مراد لی جائے یا رفع روحانی ہی مراد لی جائے۔ اور ۳۱ متنی کے متعلق مضمون پرچہ میں کاٹا گیا ہے۔ اگر کوئی فقرہ رہ گیا ہو تو مضائقہ نہیں۔ اور ۳۲ فقرہ حدیث ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی میں ظاہر ہے کہ گو فاعل مذکور نہیں لیکن یہ رفع فی الحقیقت من جانب اللہ ہے جو اس لحاظ سے فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہے۔ اور انہی مہاجر الی ربی وغیرہ میں رفع الی اللہ

(بقیہ) اور اسلامی مناظر نے براہین احمدیہ کی عبارت بطور الزام نہیں پیش کی جیسا کہ اس نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں تصریح کی ہے۔ اور اگر بطور الزام پیش کی جائے تو پھر بھی شرط نمبر ۱ کے خلاف نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے دعوے نبوت کی علت الہام ہے اور بوقت تصنیف براہین احمدیہ مرزا صاحب ملہم تھے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ مرزا صاحب کے دعوے نبوت کی علت نفس الہام نہیں بلکہ کثرت الہام ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہلے اقرا باسم ربک الذی خلق کا وحی ہوا تو اسی وقت نبوت کا شروع ہو گیا نہ یہ کہ قرآن کے کثیر حصہ کے نزول کے بعد نبی بنے۔ تو اس لحاظ سے جب مرزا صاحب کا دعوے نبوت ہے تو ان کو اور ان کے مریدوں کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ مرزا صاحب جب سے ملہم میں تب سے ہی اپنے زعم میں نبی ہیں۔ ۱۲ مرتب

اس کا بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ مرتب ۲ کیونکہ کنایت اور حقیقت دونوں معامرا ہو سکتی ہیں۔ ۱۲ مرتب ۳ اسلامی مناظر نے جب یہ فقرہ لکھ دیا ہے تو تمام مناظرہ میں سے اسی بات پر زور دینا یہ قادیانی مناظر کی شکست کی دلیل ہے۔ ۱۲ مرتب ۴ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ ۱۲ مرتب

کا ذکر نہیں بلکہ ہجرت الی اللہ یا فرار الی اللہ وغیرہ۔ اور ثم اتموا الصیام الی اللیل سے صاف ظاہر ہے کہ رات ہوتے ہی افطار کیا جائے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ تمام رات گزار کر اخیر جزو رات میں افطار کیا جائے۔ تو یہی حال رفع الی اللہ یعنی رفع الی السماء کا ہے۔ اور مطابق فاسئلوا اهل الذکر انکتُم لاتعلمون جب وقولہم انا قتلنا المسیح سے یہود کا اعتقاد معلوم ہے تو پھر توریت کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے اور استثنایا باب ۲۱ ص ۳۰۳ میں درج ہے کہ مجرم مصلوب ملعون ہوتا ہے۔ نہ کہ مطلق مصلوب۔ اور ابن مریم کا بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آنا اس کے منافی نہیں کہ مجدد ہو کے اخیر زمانہ میں آئے۔ اور میرے مناظر صاحب نے جو کئی ایک نمبر دے کر قریباً ۲۲ باتیں لکھی ہیں ان کا قرآن کریم کے لفظوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ آپ کا فرض تھا کہ پہلے مضمون لکھتے اور پھر اس پر آیت قرآنی یا حدیث نبوی پیش کرتے۔ اور معراج کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عیسیٰ کو دیکھنا اس سے موت لازم نہیں آتی اور لکن شبہ لہم کے قصہ کو آپ نے کیوں پھینک دیا۔ ہم نے تو بل رفعہ اللہ الیہ سے مع لحاظ وقولہم انا قتلنا المسیح حیات مسیح ثابت کی ہے۔ بلکہ قابل غور یہ بات ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ میں اہل ہے۔ جو ماضی پر داخل ہے اور بلحاظ عام

اسلامی مناظر نے اس فقرے کے ساتھ مرزائی عقیدہ کی تردید کی ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم صلیب پر چڑھائے گئے لیکن تکلیف کھینچ کر زندہ اتر آئے اور کچھ عرصہ زمین پر گزار کر فوت ہو گئے۔ اور تردید کی تفصیل یہ ہے کہ آیت وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں بل ابطالیہ ماضی پر داخل ہے اور بل ابطالیہ جس ماضی پر داخل ہو اس ماضی کی ماضویت ماقبل بل کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ جیسا ام یقولون بہ جنۃ بل جاء ہم بالحق میں اتیان بالحق پہلے ہے اور نسبت جنون پیچھے ہے ویسا ہی بل رفعہ اللہ الیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کی رفع پہلے ہے اور واقعہ قتل پیچھے ہے۔ یعنی مسیح ابن مریم صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے۔ ۱۲ مرتب

یقولون بہ جنۃ بل جاء ہم بالحق وغیرہ ضروری ہے کہ اس ماضی کی ماضویت ماقبل کے لحاظ سے ہو۔ پس ثابت ہوا کہ واقعہ یہود پیچھے ہو اور پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ تو اس سے عقیدہ احمدی کی تردید ہوتی ہے۔ اور میرے مناظر صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر بڑا زور دیا۔ لیکن مرزا صاحب پھر یہ کیوں فرماتے ہیں۔

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

”اور پھر مرزا صاحب اپنی کتاب چشمہ معرفت میں کیوں بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس قدر معجزات دیئے گئے ہیں کہ اگر وہ معجزات ہزار نبی پر تقسیم کئے جاویں تو ہر ایک کی نبوت ثابت ہو جاتی ہے۔“ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہو کر شرف امتی حاصل کرنے کے لیے زندہ ہیں جو امت محمدیہ میں داخل ہو کر تجدید دین کریں گے۔ اور ہم لوگ تو اس بات کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کہ۔

ا۔ کلہم من رسول اللہ ملتئم غرقاً من البحر اور شفا من الدیم اور میں نے پہلے پرچہ میں لکھ دیا ہے کہ وان من اهل الكتاب بالالٰح۔

ایہ بیت قصیدہ بردہ کا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجمع کمالات ہیں اور دیگر انبیاء کے کمالات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے ساتھ وہ نسبت ہے جو ایک چلی کو دریا کے ساتھ نسبت ہے۔ یا ایک چوٹے کو باران کے ساتھ نسبت ہے۔ اور پھر یہ کمالات بھی دیگر انبیاء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ آفتاب ہیں اور دیگر انبیاء بمنزلہ چاند کے ہیں۔ ۱۲ مرتب

میں استثناء بعد نفی کے ہے جو مفید ایجاب ہے اور ایجاب میں اتنا ہی ضروری ہے۔
 کہ بوقت ثبوت محمول موضوع موجود ہو بشرطیکہ محمول وجود اور تقرر اور ذاتی نہ ہو۔
 افسوس! جان بوجھ کر چھیڑتے ہیں۔ اور دیکھو ایسا عیسیٰ انسی متوفیک
 الخ۔ میں حضرت عیسیٰ کا زندہ بجسدہ العصری مرفوع ہونا مطابق معنی ابن عباس
 نیز ثابت ہے۔ کیونکہ متوفیک سے صمیتک مراد لیا جائے تو بھی بلحاظ ہر چہار
 ضماں خطاب اور بلحاظ واو عاطفہ یہ مانا پڑتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم زندہ بجسدہ
 العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور واو عاطفہ کے متعلق قاعدہ نحوی متعلق عدم
 ترتیب ملاحظہ ہو۔ اور نیز ادخلوا الباب سجداً وقولوا حطّہ (بقرہ) وقولوا
 حطّہ وادخلوا الباب سجداً (اعراف) ملاحظہ ہو۔

اخیری فیصلہ

۱۲۔ قال رسول اللہ ﷺ بداء الاسلام غریباً وسیعود کما بداء اور
 نیز قال رسول اللہ ﷺ ان الایمان لیأزر الی المدینة کما تآزر الحیة
 الی جحرها۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ)

دیکھو کہ مدینہ طیبہ میں اس وقت کوئی احمدی جماعت میں سے نہیں ہے۔ بلکہ

اس کی تشریح ہو چکی ہے۔ ۱۲ مرتب

۲۔ یعنی فرمایا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام غربت میں شروع ہوا۔
 اور عنقریب غربت کی طرف رجوع کرے گا جیسا کہ شروع ہوا۔ اور نیز فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً ایمان واپس ہوگا طرف مدینہ طیبہ کی جیسا کہ سانپ اپنے
 سوراخ کی طرف واپس ہوتا ہے۔ ۱۲ مرتب

کلمہ دوسرے مسلمان ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس مذہب کا نام اسلام ہے مذہب احمدی اس میں داخل نہیں ہے بلکہ مذہب اسلام کے سوائے جو اور مذاہب ہیں پس ثابت ہوا کہ مطابق ان الدین عند اللہ الاسلام کے یہ مذہب احمدی حق نہیں۔

دستخط۔ مفتی غلام مرتضیٰ اسلامی مناظر۔

دستخط۔ مولوی غلام محمد پریزیڈنٹ اسلامی جماعت
(ازگھوٹہ ضلع ملتان)

WWW.NAFSEISLAM.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

دعا

اے ہمارے قادر مطلق ہماری مخلصانہ دعائیں سن لے۔ اس قوم کے کان اور دل کھول دے جو تیرے حبیب خاتم النبیین کے سایہ سے لوگوں کو نکال کر متبنی کے سایہ کے نیچے داخل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ مطابق پیشگوئی لیظہرہ علی الدین کلمہ تمام ادیان باطلہ اٹھ جائیں اور تمام دنیا میں دین اسلام ہی پھیل جائے۔ اور ہر جگہ اور ہر ملک میں محمد رسول اللہ کے نعرے بلند ہوں جو معلم توحید ہے۔ ۱۲ مرتب

ناظرین

غور فرمائیں کہ جو شخص مومن ہے وہ مطابق آیہ والذین امنوا اشد حبا للہ اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے۔ کیونکہ شدت محبت ہی کو عشق کہتے ہیں۔ اور معشوق جب ایک امر کے متعلق فیصلہ کر دے تو عاشق من حیث ہو عاشق کو یہ حق نہیں کہ اس فیصلہ کی مصلحت دریافت کرے۔ اگر مصلحت دریافت کرے تو وہ عاشق الہی نہیں۔ تو پھر مطابق آیہ مذکورہ وہ مومن بھی نہیں۔

رونداد مناظرہ کے پڑھنے سے روشن ہو گیا ہوگا کہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے آیہ مذکورہ پر پورا پورا عمل کیا ہے۔ اور قادیانی مناظر نے خلاف۔ اور نیز روشن ہو گیا ہوگا کہ مطابق اذا اجاء الاحتمال بطل الاستدلال کے اسلامی مناظر نے قادیانی مناظر کے تمام دلائل کے جانب مخالف کے احتمالات راجحہ بلکہ یقینیہ پیدا کر کے اس کے تمام استدلال کو باطل کر دیا ہے۔ اور قادیانی مناظر اسلامی مناظر کے دلائل کے جانب مخالف کا احتمال مرجوع بھی نہیں دکھا سکا۔

علماء و فضلاء حاضرین مناظرہ کثیر التعداد کے آراء حقہ متعلق مناظرہ موصول ہو چکی ہیں۔ ان میں سے بوجہ خوف طوالت فقط چند علماء و فضلاء کی آراء حقہ بطور مشتمل نمونہ خروار ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں جن کے مطالعہ سے مفتی صاحب اسلامی مناظر کے دلائل قویہ اور تبحر علمیہ کا پتہ چلتا ہے۔

عالم بے مثل فاضل بے بدل علامہ دہر مولانا حضرت جناب مولوی غلام محمد صاحب ساکن گھوٹہ ضلع ملتان پریزیڈنٹ (اسلامی جماعت)

احقر بحیثیت صدر جماعت اسلامیہ مناظرہ واقعہ موضع ہریا ضلع گجرات بتاریخ ۱۸، ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء ظاہر کرتا ہے کہ جماعت اسلامیہ کی طرف سے

ہمارے ملک کے مشہور فاضل مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانی ضلع شاہ پور مناظر تھے۔ اور قادیانی جماعت کے مناظر مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل تھے جن کا اس سے زیادہ کچھ پتہ نہیں۔ اس مناظرہ کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ:

۱۔ انعقاد مجلس مناظرہ کے متعلق مفتی صاحب کے مساعی جمیلہ قابل شکر یہ ہیں۔ یہ مفتی صاحب کا ہی اثر تھا کہ جس مناظرہ کی ذمہ داری بڑے بڑے افسر نہ لے سکے اس کا ذمہ دار مفتی صاحب کا ایک معتقد ہو گیا۔ مفتی صاحب نے بڑی کوشش کی کہ مناظرہ ضرور ہوتا کہ قادیانی جماعت کو حوصلہ نکالنے کا موقعہ دیا جائے اور ان کے خیالات کا پورا قلع قمع کر دیا جائے۔ گو قادیانی جماعت نے بے حد کوشش کی کہ مناظرہ نہ ہو سکے۔ مگر مفتی صاحب کی تدابیر نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔ اگر قادیانی جماعت حق شناس ہوتی تو اس کو مفتی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا۔

۲۔ مفتی صاحب نے ہر دو دن کے اجلاسوں میں اپنے اخلاق جمیلہ کا وہ ثبوت دیا کہ ہر کہ و مہ نے آفرین آفرین کہی۔ باوجودیکہ فریق مخالف کا مناظر نہایت بد خو تھا۔ اور دونوں اجلاسوں کے غیر مہذبانہ الفاظ جو مفتی صاحب کی ذات کے متعلق اس نے استعمال کئے جمع کئے جائیں تو کافی تعداد ہو جائے مگر مفتی صاحب نے اپنی کوہ وقاری و نبی و جبلی شرافت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان الفاظ کو غیر مسموع تصور کیا۔ میرے خیال میں فی زمانہ ایک مولوی صاحب کے لیے یہ حلم و بردباری تقریباً محال ہے۔

۳۔ قادیانی مناظر نے گو حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے متعلق حسب عادت فرقہ ہذا نہایت ناشائستہ الفاظ استعمال کئے۔ مثلاً کہا کہ ”مسیح (علی نبینا و

علیہ السلام کو) کلا کا کلا واپس نہیں آنے دیتا جس کا مطلب بیان کرنا بھی کفر ہے۔ اور بزرگوں کی اہانت کے کلمات سننے سے ہر مسلمان کو جوش آ جاتا ہے۔ مفتی صاحب بھی جوش میں آئے اور منساب تھا کہ جھوٹے مسیح کو بھی کلاٹھوکتے مگر آپ نے مرزا صاحب کے متعلق نہایت عزت کے الفاظ استعمال کئے جو کسی مسلمان کو نہ بھاتے تھے۔

۴۔ قادیانی مناظر نے دو دفعہ قرآن کریم کو سخت غلط پڑھا۔ ایک تو آیت انت قلت للناس الاية کو اور دوسرے ماکان لبشر الاية کو جس کی وجہ سے میدان مناظرہ میں سخت ابتری پھیل گئی اس واسطے کہ قرآن شریف کو غلط پڑھنا سخت قبیح ہے اور پھر عوام کے نزدیک تو یہ بالکل اچھ ہے۔ میں نے دیکھا کہ عوام مفتی صاحب اور احقر کے سکوت کو بے محل قرار دے کر فساد پر آمادہ ہیں۔ چنانچہ حافظ غلام محمد صاحب ساکن میانہ گوندل کا نام نامی مجھے یاد رہے اور ان کی وہ جھنجھلاہٹ والی شکل یاد ہے جس سے باور ہوتا تھا کہ قادیانی مناظر کو شاید نگل جائیں گے۔ مگر مفتی صاحب نے لوگوں کو سخت منع کیا اور فرمایا کہ ہماری طرف سے کوئی حرکت بھی نہ ہو۔ گو با محل بھی ہو۔ اس واسطے کہ ذمہ دار اس کا میں ہوں۔ اور شریف اپنی ذمہ داری کو نباہا کرتا ہے۔

۵۔ قادیانی مناظر کے سارے مناظرہ کے اجلاسوں کی بے قاعدگیاں یعنی خلاف ورزیاں شرائط مقررہ فریقین ۴۹ ہیں۔ اور مفتی صاحب نے ایک جگہ بھی شرائط کی پابندی کو نہیں چھوڑا۔ اگر تطویل کا خوف نہ ہوتا تو میں ایک ایک کو علیحدہ علیحدہ لکھتا۔

۶۔ مفتی صاحب کی ہر دلیل تحقیقی و الزامی تقریب تام سے مزین تھی۔ مگر قادیانی مناظر بالکل تقریب کے قریب نہ جاتا۔

۷۔ مفتی صاحب اپنا بیان تقریری و تحریری بڑے آرام اور نرمی سے سناتے تھے۔ مگر قادیانی مناظر کی زبان کی رفتار بہت تیز تھی۔ سامعین پر مفتی صاحب کی تقریر اپنا سکہ جماتی تھی مگر قادیانی مناظر کی تقریر کا مل تنفیر کا موجب ہوتی تھی۔ بلکہ بعض تو اٹھ کر چلے جاتے تھے۔

۸۔ قادیانی جماعت نے مفتی صاحب پر پہرہ لگا دیا کہ کسی سے مدد نہ لے سکیں۔ جب ہم نے بھی قادیانی مناظر کے متعلق ایسا انتظام کرنا چاہا تو مفتی صاحب نے روک دیا اور فرمایا کہ جس سے مدد لیں روکو نہیں۔ چنانچہ ایک پتلے دبلے عینک دار قادیانی مناظر کی کاپی کی اصلاح کرتے رہے اور مفتی صاحب کے علمی اعتماد نے انہیں اپنے ارمان نکالنے دیے مگر ہوا وہی جو منظور ایزدی تھی۔

۹۔ جب پہلے دن کا اجلاس ختم ہوا۔ تو اسلامی جماعت کو خیال آیا کہ مجمع کثیر ہے اور فرصت کو ہاتھ سے نہ کھونا چاہیے اور سلسلہ تبلیغ شروع کرنا چاہیے۔ تاکہ عوام آریہ وغیرہ کے خیالات سے متاثر نہ ہوں۔ چنانچہ اس کا اعلان کیا گیا۔ مگر قادیانی مناظر معہ قادیانی جماعت نہایت ناراض ہوئے۔ اور کہا کہ اگر تبلیغ وغیرہ کا ارادہ ہے تو ہم کو گوارا نہیں۔ پس ہم جاتے ہیں۔ لہذا تبلیغ کا سلسلہ روکا گیا۔

۱۰۔ قادیانی جماعت نے پہلے دن ایک صدر مقرر کیا اور دوسرے دن دوسرا صدر مقرر کیا۔ تاکہ کسی طرح سے مسلمان لوگ ہماری مخالفت کریں اور ہم دوسرے دن کا مناظرہ کئے بغیر نکل چلیں۔ احقر صدر اسلامی جماعت بار بار وقت کی پابندی کی تاکید کرتا تھا۔ مگر صدر قادیانی جماعت فرماتے تھے کہ ابھی وقت نہیں ہوا۔ اتفاقاً احقر کہہ بیٹھا کہ آپ کی گھڑی مجدد ہے یعنی نئی ہے جس پر قادیانی جماعت بگڑ گئی اور بڑے اصرار سے روبراہ ہوئی جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ بہانہ کر کے نکل چلیں۔

فتلک عشرۃ کاملۃ ولدینا مزید

اس سے ناظرین اندازہ لگالیں کہ کون مفتوح ہوا اور کون فاتح۔ میرا دل اس وقت یہ گواہی دیتا تھا کہ اگر مفتی صاحب کی تقریر مرزا صاحب خود بھی سنتے تو مسلمان ہو جاتے۔ مگر ہدایت مقدر نہ تھی۔
احقر غلام محمد ساکن گھوٹہ ضلع ملتان۔

جامع الفنون الثقلیہ والعلوم العقلیہ مولانا مولوی محمد نجم الدین صاحب
پروفیسر اور نٹیل کالج لاہور

بتاریخ ۱۸، ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء ایک تحریری مناظرہ اہل اسلام و اہل قادیان میں منعقد ہوا۔ سامعین میں سے ایک میں بھی تھا۔ اہل اسلام کے مناظر جناب مولانا مولوی مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن میانپن تھے۔ اور اہل قادیان کی طرف سے مولوی جلال الدین شمس تھے میں نہ صرف تقاریر و دلائل جاہلین میں حقانیت کے عنصر غالب کا متلاشی تھا۔ بلکہ یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ پابندی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی جانب متانت و ثقاہت۔ استقلال و تحمل سے کام لے رہی ہے۔ مجھے دو روزہ تجربہ کی بنا پر افسوس سے یہ اعلان کرنا پڑتا ہے کہ قادیانی مناظر نے متانت و سنجیدگی کو بالائے طاق رکھ کر نہ صرف شرائط مناظرہ کی پابندی سے آزادی کا عملاً اعلان کیا۔ بلکہ اسلامی مناظر کی شخصیت پر بار بار تحریروں میں شوخیانہ اور غیر شریفانہ حملے کر کے اپنی تنگ نظری و حقیر مائیگی پر شہادت دی۔ مفتی صاحب جہاں عزم و ثبات۔ وقار و استقلال ان کا طرہ امتازی تھا وہیں متانت و شرافت۔ تہذیب و شائستگی کے پیکر بن کر موافق و مخالف سے تحسین لے رہے تھے۔ قادیانی مناظر نے مولانا مفتی صاحب کے دلائل و شواہد کو توڑنے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ بلکہ ادھر ادھر کے غیر مربوط و غیر متعلق امور سے حاضرین کی تواضع کرتے رہے۔

مناظرہ آخر تک سکون و امن سے ہوتا رہا یہ سکون اور زیادہ ہو گیا جب آخر میں آفتاب صداقت کی ضیاء باری سے کذب و بطلان کی گھنگور گھٹاؤں کا شیرازہ سراسر منتشر ہو گیا۔ والسلام۔

نجم الدین پروفیسر اور ٹیل کالج لاہور

جناب مولانا مولوی ابوالقاسم محمد حسین صاحب مولوی فاضل
از کولوتاڑا ضلع گوجرانوالہ

مکرم بندہ حضرت مفتی صاحب سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہریا سے روانہ ہو کر میں جلالپور جٹاں پہنچا تھا۔ وہاں دو تین تقریریں مرزا جی

کے کفر و الحاد پر ہوئیں جن سے نہایت عمدہ اثر ہوا۔ اس کے بعد یہی مولوی جلال

الدین شمس قادیانی معہ ان چودھری صاحب کے جو وہاں جلسہ ہریا میں پریزیڈنٹ

تھے جلالپور آئے۔ شرائط مناظرہ طے نہ ہوئے۔ لہذا وہاں کی انجمن نے اعلان کر

دیا کہ مرزا صاحب قادیانی کے کفر و الحاد پر تقریر ہوگی۔ جلسہ ہوا۔ قادیانی بھی مجبوراً

آئے اور مناظرہ میں پھنس گئے کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی جس کا خلاصہ یہ

ہے کہ جس شخص نے مرزائیوں کو دعوت دی تھی اس نے بھی ان کی شکست کا اقرار

کیا۔ اور مرزائی پھد رسوائی وہاں سے بھاگے۔ شیعہ و سنی اخباروں میں ان کی

شکست کا حال شائع ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

مناظرہ ہریا کے متعلق خاکسار کی رائے

میں مناظرہ ہریا میں جو مابین مفتی غلام مرتضیٰ صاحب و مولوی جلال الدین

صاحب شمس دربارہ حیات مسیح منعقد ہوا تھا حاضر تھا۔ مناظرہ دو دن نہایت خوش

اسلوبی سے ہوا۔ حضرت مفتی صاحب موصوف نے قرآن کریم سے دو دلیلیں

حیات مسیح پر پیش کیں۔ جن کو انھوں نے نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا اور قواعد

عربیت سے نہایت محکم استدلال کے ساتھ ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ بحسدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ ان کا جواب مرزائی مناظر صاحب سے کچھ نہ ہو سکا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان ادلہ کا جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ اہل علم جو قواعد عربیت کے ساتھ قرآن کریم کی آیات سے حیات مسیح پر استدلال کرتے ہیں مرزائی مناظر ہر مناظرہ میں مبہوت رہ جاتے ہیں اور سوئے کج بحثی اور دفع الوقتی کے ان کا کوئی سہارا نہیں ہوتا۔ چنانچہ ٹھیک اسی طرح پر شمس قادیانی نے پندرہ دلیلیں جو درحقیقت مغالطات تھیں وفات مسیح پر پیش کیں مگر کسی کو بھی صاف طور پر وفات مسیح سے کوئی تعلق نہ تھا اور وہ اہل علم کی نظر میں صرف ابلہ فریبی اور دفعہ الوقتی تھی۔ اور یہی اس قوم کا مشن ہے جس کو مرزا صاحب نے اپنی اُمت کے لیے مستنون قرار دیا۔

مصرعہ "ولکل قوم سنة وامامها" الخرض شمس صاحب قادیانی اگرچہ زور نویسی کی وجہ سے نقل رسائل وغیرہ سے بہت سے اوراق سیاہ کر دیتے تھے اور خلاف شرائط مناظرہ بہت جلدی تقریر کر کے مرزائی تبلیغ بھی کرتے جاتے تھے۔ مگر مفتی صاحب ممدوح کے اولہ قطعیہ اور براہین یقینیہ کا جواب نہ دے سکے۔ ربنا لاتزعقلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

ابوالقاسم محمد حسین عفاعنہ مولوی فاضل از کولوناٹرا
مولانا مولوی محمد کامل الدین صاحب منشی فاضل از میلووال
حال مقیم رتو کالہ تحصیل بہلووال ضلع شاہپور

میں مناظرہ ہریا کے سب اجلاسوں میں شریک رہا۔ علامہ مفتی صاحب نے اپنا دعویٰ صرف ایک آیت و ماقلوہ الخ سے بھی ثابت کر دیا اور اس آیت سے اسی

طریقہ پر استدلال بر حیات مسیح کیا جو شرائط میں مشروط تھا۔ یعنی آیت کے ان معنی سے جو احادیث نبوی اور اقوال صحابہ و قواعد صرف۔ نحو۔ لغت۔ معانی۔ بیان۔ بدلیج کے عین مطابق تھے۔ مولوی جلال الدین احمدی اپنے دعوی وفات مسیح کے لیے تذبذب کی حالت میں کبھی کوئی آیت پیش کرتے تھے کبھی کوئی۔ کبھی توریت تحریف شدہ کو پیش کرتے تھے۔ کبھی اشعار مرزا صاحب زبان پر لاتے تھے جو شرائط مجوزہ کے بالکل خلاف تھا اور اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ خود ان کو کسی ایک آیت پر اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے پورا وثوق اور تسلی نہیں۔ بلکہ تمام حاضرین نے قادیانی مناظر کی گھبراہٹ اور علامہ مفتی صاحب کے استقلال کو اچھی طرح اس وقت پرکھا جبکہ مفتی صاحب دوسرا پرچہ لکھ کر مولوی جلال الدین صاحب کو دینے لگے تو انھوں نے مفتی صاحب کو کہا کہ آپ اخیر پرچہ میں ان الفاظ کے ساتھ قسم لکھ دیں۔ ”مجھے قسم ہے اللہ کی کہ میں نے یہ پرچہ اسی اجلاس میں لکھا ہے اور میں نے کسی غیر سے امداد نہیں لی۔“ چنانچہ حضرت مفتی صاحب نے بلا توقف یہ الفاظ لکھ دیئے۔ حالانکہ حضرت مفتی صاحب نے قادیانی مناظر سے پہلے کوئی قسم وغیرہ طلب نہیں کی۔ حالانکہ قادیانی مناظر سے ضرور قسم لینا چاہیے تھی۔ کیونکہ انھوں نے بعض امور کی بابت میرے ہم جماعت اور اپنے استاد مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل سے مدد لی ہے۔ جس کا مجھے ذاتی علم ہے اور اس بات پر میں مولوی صاحب موصوف کے ساتھ قسم اٹھانے کے لیے تیار ہوں۔ اور باوجود اس بات کے کہ مفتی صاحب کو آج تک کبھی کسی میدان مناظرہ میں آنے کا موقعہ نہیں ملا صرف ایک آیت میں اپنے مناظر کو لا جواب کر دیا۔ خصوصاً ایسی قوم کے مقابل کھڑا ہونا نہایت ہی مشکل ہے جو قرآن کریم میں تحریف کرنے اور احادیث میں رد و بدل کرنے سے ذرا بھر بھی نہیں جھکتی۔ اس

بات کا پورا ثبوت مرزا صاحب کے اس قول سے چلتا ہے جو انھوں نے اعجاز احمدی میں لکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ:

”جو حدیثیں میرے الہام کے خلاف ہوں ہم ان کو ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں“ یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ اگر مرزا صاحب کے وہ اقوال اور الہامات پیش کئے جائیں جو صراحۃً قرآن کریم اور احادیث کے خلاف ہوں تو ادھر سے پہلو تہی کر کے ان کا لقب متشابہات تجویز کیا جاتا ہے۔ مثلاً ”منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد“

دوران گفتگو جلسہ گاہ میں میرے سابق ہم جماعت مدرسہ حمید یہ لاہور مولوی محمد اسماعیل صاحب احمدی جلاپوری مولوی فاضل ونشی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے علامہ مفتی صاحب کی لیاقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ مفتی صاحب ایک مالی دماغ آدمی ہیں اور تقریر سے ان کی علمی لیاقت چمکتی ہے۔ بوقت تقریر مفتی صاحب کے حق میں لافض نوک کی صدائیں آرہی تھیں۔ رپورٹ شائع ہونے پر مولوی جلال الدین صاحب کو پتہ چلے گا کہ میں کیا اور کس سے باتیں کر رہا تھا۔

ستعلم لیلیٰ ای دین تدایت وای غریم فی التقاضی غریبھا

حکایت بود بے پایاں بخاموشی ادا کردم۔

حافظ کامل الدین منشی فاضل میلو والی۔ مقیم رتو کالہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۳ء

مولانا مولوی امام الدین صاحب ساکن کندوال تحصیل

پند دادن خان ضلع جہلم

بحث کا جو تھا نتیجہ آگیا مرجبا صد مرجبا صد مرجبا

مرزایوں کی نجائب گت بنی جب مباحثہ شہر ہریا میں ہوا

مرزائیوں سے جلال الدین تھا اہل سنت سے غلام مرتضیٰ
 بحث تھی عیسیٰ کی زندگی موت میں یعنی عیسیٰ زندہ ہے یا مر گیا
 معیار تھا قرآن ہم قول نبی فیصلہ اس پر مسلم ہو چکا
 مفتی صاحب جب پڑھا قرآن شریف لحن داؤدی سے جلسہ بھر دیا
 آیت انا قتلنا جب پڑھی رفعہ اللہ سے یہ ثابت کر دیا
 زندہ ہے عیسیٰ ابھی افلاک پر دیکھ لے نکتہ عجب بل میں پڑا
 ہے یہ اضرابیہ ابطالیہ بل اور قصر قلب ہے اس میں چھپا
 موت کو باطل کیا ماقبل نے جو کہ پہلے آ چکا نافیہ کا
 رفعہ سے یہ آوازے آ رہے زندہ ہے وہ آسمان پر چڑ گیا
 اس میں پہل اثبات جسد غصری اس کا منکر ہے نہیں جز اشقیاء
 بل کے اندر پھنس گیا جتنی شمس منہ پر پردہ پڑ گیا کسوف کا
 ہاتھ پاؤں مارے سب لیکن کہیں رستگاری کا منہ ہر گز راہ ملا
 سب کو روشن ہو گیا زندہ مسج موت کا قائل ہوا ہے روسیا
 ہر طرف سے آ رہی تھی یہ ندا آفریں صد آفریں مفتی غلام مرتضیٰ
 ہے امام الدین کی یہ التجا دست بالا ہو سدا اسلام کا
 راقم امام الدین از کند وال ڈا خانہ اللہ شریف

مولانا مولوی شیخ امام الدین صاحب ساکن ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات
 بحمد اللہ خدا بنمو د مارا غلام مرتضیٰ حق کا پیارا
 بہ ہریا قدم رنجہ چوں بفرمود دیا کر حق و باطل میں ستارا
 نوائے میرزائی منہدم شد بمیدان مباحثہ آشکارا
 غلام مرتضیٰ در ملک پنجاب چمکتا ہے ہدایت کا ستارا

بگوید شیخ از شادی ہمہ دم عجب ہیں عالم دینی دلار
ایضاً

بیا اے طالب صدق و صفائی ہمیں در صد شان کبریائی
چو آمد صدق و حق باطل نہاں شد عیاں شد صدق و حق راد لرہائی
گروہ احمدی زیر و زبر شد چو غالب شد بیان مرتضائی
چو بشنیدند علم مفتی دیں شکست آمد بشان میرزائی
بزیر سائہائے امغولاں مباحثہ گشت بہر رہنمائی
کہ تادا نند سنی حق و باطل کنند از فرقہ ضالہ جدائی
کمر بستہ درآمد مفتی دیں بر کردہ کلاہ چشتیائی
سلیمان وار بر کرسی نشست چو یوسف وارازا خواں رہائی
ایضاً

واہ سبحان اللہ رب خالق سوہنا کم بتایا جلسہ وچ میانی آہا ہرے رب لیایا
باغ قلوب اساڈیاں اتے مٹلی باد بہاری ہیاں گلیاں ہویاں شگفتہ آئی انہاندیواری
جہاں غریباں کدیں نہ ڈٹھا ایہ جلسہ فیضانی درافشانی ایہ حقانی دیکھ ہوئے قربانی
ہوئی زیارت لوکاں تائیں عالم گھروچ آئے کڈھ قرآن حدیث کتاباں مسئلے خوب سنائے
مفتی صاحب میانی والے وچ آہے سر کردے کاٹھاندے سنگ لوہے بہارے جان بیچارے نزدے
اس زمانے ظاہر جاہن ثانی تفتا زانی اغتش اتے مبرد وانگوں نحوی مرد حقانی
نص حدیثوں مفتی صاحب کل جواب لیایا قادیانوالے ملاں صاحب سائنس کل سنایا
حیات مسیح دی ثابت کیتی واہ حدیث قرآنوں نازل ہوئی وجہ زمانے آخر سچ بچھانوں
جسدم عالم قادیانوالا کردا سی تقریراں سننے والیاں تائیں ہر گز ہون نہیں تاثیراں
نال تحمل اتے تامل مفتی صاحب بولن خوش بیانی اتے مومن جند جاناں سب گھولن

علم بیانوں مفتی صاحب خوب بیان سنایا علم کلام معانی اندر ابلق تیز چلایا
مسئلہ نحو محقق کیا متن متین دکھایا جتنے قدم مبارک رکھیا کسے نہ پھیر اٹھایا
کتبہ، وصفہ مسکین شیخ امام الدین از قریہ ہریہ
جناب مولوی گل احمد صاحب ساکن پنڈ دادنخان ضلع جہلم

شمس تیری چمک دیکھی اجالے میں اندھیرا منور کس طرح ہو گا جسے گردش نے گھیرا ہے
لڑائی بازی اکثر ہوا کرتی ہے بازوں سے کوئی بیڑ جا ڈھونڈھو کہ تو بھی اک بیڑا ہے
غلام مرزا پہلے تو کر لے علم کی تحصیل غلام مرتضیٰ سے کم بہت کچھ علم تیرا ہے
ذرا دیکھو و ما قتلوا و ما صلبوا کی آیت کو تمہارے موت کے عقدے کو کیا اس نے بکھیرا ہے
اگر مطلوب زندگی ہے تو بل رفع کی بل دیکھو مسیح موعود کا چرخ بلندی پر بیڑا ہے
فلک کی کج ادائی نے لگایا شمس کو گہنا جمی تو سا کی دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے
گل احمد از پنڈ دادنخان ضلع جہلم
جناب مولوی بدر الدین صاحب ساکن رکن ضلع گجرات

بجہ اللہ کہ از فضل خداوند دل ہر اہل حق گردید خورسند
نماندہ مشتبہ دجال و عیسیٰ جلی شد کذب فرعون صدق موسیٰ
غلام مرتضیٰ مفتی حقانی رمیدہ ازوئے شمس قادیانی
دم از علم بیاں بروئے دمیدہ ہمیں حلقوم کاید چوں بریدہ
نئے گویم کہ عیسائے زمان است دلے دجال کشتن راجوان است
بدر الدین رکنوی

واعظ بینظیر و مبلغ خوش تقریر مولانا حضرت سید صدیق شاہ صاحب
ساکن منگوال تحصیل خوشاب ضلع شاہپور

حمد خدا صلوات محمد آل اصحاب دلائل اس تھیں پچھے واضح ہووے ساریاں مومنات تائیں
 مرزایاں تے مفتی صاحب شرطاں کیتیاں تائیں وچہ انہاندے جھگڑا کرے باہر جائے تائیں
 مفتی صاحب فاضل پورا شرماں والا بندا وچہ شرطاندے پورا اتریا چھوڑ نکماں دھندا
 کل شئی رجع الی اصل حضرت دا فرمانا جیسا اصل کیدا ہووے اس پاسے اس جانا
 ہر کوئی جانے مفتیانوالا ہے شریف گہرا نہ نال شرافت پورا اتریا چھڑ کے مکر بہانہ
 مفتی صاحب مرزایاں نوں خنجر ماری مل دی تائیں وچہ انہاندے سینے آتش غم دی بلدی
 عیسیٰ نوں آسمان اٹاتے مل چڑھایا جلدی مل انہاندے دل نکالے واہ نمی کوئی چلدی
 خوش رہویں اے مفتی شالا ہووے لی حیاتی اللہ پاک بنایا تینوں رحمت دی برساتی
 مردیاں دے دل زندے کیجے تیریاں خوش تقریراں دیتا تے رب زندہ رکھے تیں جیاں تصویراں
 ہے خوش خلقت ساری تیں تے رب ہووے خوش شالا توں اج مردیاں دلاں اندر جانی پاؤں والا
 توں ہن اپنے شعر ہنا کے بس کر شاہ صدیق مفتی صاحب چھوڑیا تائیں باقی کوئی دقیقہ
 صدیق شاہ از منگوال

خلاصہ

یہ ہے کہ جیسا مرزائی جماعت کے پاس دیگر مسائل مختلف فیہا میں اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے کوئی ایسی شرعی دلیل نہیں جس میں تقریب تام ہو ویسا ہی وفات مسیحی ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے ان کے پاس ایسی کوئی شرعی دلیل نہیں جس میں تقریب تام ہو۔ اس کی تائید میں ہم ایک مکالمہ پیش کرتے ہیں۔

مکالمہ مابین مفتی غلام مرتضیٰ صاحب و مولوی نور الدین صاحب

خلیفہ اول مرزا صاحب

جن دنوں مفتی غلام مرتضیٰ صاحب اسلامی مناظر مدرسہ نعمانیہ لاہور میں اول

مدرس تھے ان دنوں مولوی ابراہیم صاحب کے مکان واقع کشمیری بازار میں
بموجودگی مولوی ابراہیم صاحب و دیگر چند اصحاب بتاریخ ۱۲ یا ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء
مابین مفتی صاحب و مولوی صاحب موصوف یہ مکالمہ ہوا۔

مفتی صاحب: میں آپ کو مرزا صاحب کے معتقدین میں سے وسیع
المعلومات اعتقاد کرتا ہوں۔ اس لیے مجھے اشتیاق ہے کہ آپ وفات مسیح ابن
مریم پر کچھ تقریر فرمائیں۔

مولوی صاحب: تقریر شروع کرنے سے پہلے میں ایک حکایت بیان کرتا
ہوں۔ اس حکایت کو میری تمام تقریر میں ملحوظ رکھنا۔ وہ حکایت یہ ہے کہ:

ایک دن ایک سائل نے میرے سے دریافت کیا کہ اس مقدمہ کا کیا مطلب
ہے، اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ میں نے سائل کو کہا کہ تم نے اس مقدمہ کا
کیا مطلب سمجھا ہوا ہے۔ سائل نے کہا کہ میں نے اس کا یہ مطلب سمجھا ہوا ہے کہ
ایک دعویٰ مثلاً موجد ہے تو اس کی دلیل کے مقدمات و اجزاء بھی موجد ہوں گے
اور وہ دلیل اپنی ایجابی جانب کے لحاظ سے اس دعوے کو ثابت کرے گی۔ اور اگر
اس دلیل کے مقدمات و اجزاء کی جانب مخالف یعنی سلبی جانب کا احتمال ہو تو وہ
استدلال باطل ہوگا اور وہ دلیل اس دعویٰ کو ثابت نہ کرے گی۔ میں نے سائل کو کہا
کہ یہ مطلب غلط ہے۔ بلکہ اس مقدمے کا یہ مطلب ہے کہ اگر احتمالات پر غور کی
جائے تو کوئی شخص دلیل قائم ہی نہیں کر سکتا۔

مفتی صاحب: جناب میں نے اس حکایت کو سمجھ لیا ہے لیکن جس طریق سے
میں استفسار کروں اس طرز پر آپ تقریر فرمائیں۔
مولوی صاحب: کہئے۔

مفتی صاحب: یہ تو آپ کا عقیدہ ہے ہی مات عینی۔ لیکن میں یہ دریافت

کرتا ہوں کہ آپ کا عقیدہ مات عیسیٰ وہما ہے یا شکایا ظنا یا تقلیداً یا یقیناً۔

مولوی صاحب۔ میرا عقیدہ مات عیسیٰ یقیناً ہے۔

مفتی صاحب۔ تو پھر ضروری ہے کہ اس یقینی دعوے کے ثابت کرنے کے لیے جو دلیل آپ بیان فرمائیں گے اس دلیل کے مقدمات اور اجزا بھی یقینی ہوں۔

مولوی صاحب۔ یقینی دعوے میں یہ لازم نہیں کہ وہ اپنے ثبوت میں دلیل کا محتاج ہو۔

مفتی صاحب:- واقعی یقینی دعوے دو قسم ہیں۔ بدیہی اور نظری۔ بدیہی تو اپنے ثبوت میں دلیل کے محتاج نہیں لیکن نظری اپنے ثبوت میں دلیل کے محتاج ہیں۔ اب میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ آپ کا دعویٰ مات عیسیٰ یقیناً بدیہی ہے یا نظری۔

مولوی صاحب۔ نظری ہے۔

مفتی صاحب۔ جب آپ کا یہ دعویٰ نظری ہے تو پھر ضروری اپنے ثبوت میں دلیل کا محتاج ہے۔ اور چونکہ آپ کا یہ دعویٰ یقینی ہے اس لیے جو دلیل آپ بیان فرمائیں گے اس کے دلیل کے مقدمات اور اجزا بھی یقینی ہونے چاہئیں۔ ورنہ یہ دلیل اس یقینی دعوے کو ثابت نہ کر سکے گی۔

مولوی صاحب:- تو پھر کیا ہوا۔

مفتی صاحب۔ جناب پھر جو مطلب مقدمہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کا سائل نے بیان کیا ہے وہ صحیح ثابت ہوا۔ اور جو معنی آپ نے کئے ہیں وہ غلط ہوئے۔

مولوی صاحب آپ مآخذ فیہ کی طرف رجوع کیجئے۔

مفتی صاحب۔ رجوع کرتا ہوں۔ جناب من اتنا عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے دعویٰ مات عیسیٰ یقیناً کے ثابت کرنے کے لیے جو دلیل بیان فرمائیں گے۔ خواہ وہ دلیل قرآنی ہو یا حدیثی یا مجموعی اس دلیل کے متعلق اتنا فرما دیجئے۔ کہ اس دلیل میں تقریب نام ہے۔

مولوی صاحب۔ یہ تو میں کبھی نہ کہوں گا۔

مفتی صاحب۔ جناب جب آپ کا دعویٰ یقینی ہے۔ آپ کو اپنی دلیل پر پورا بھروسہ ہے تو پھر آپ یہ کیوں نہیں فرماتے۔

مولوی صاحب۔ یہ میں نہیں کہوں گا۔

اسی نزاع میں مکالمہ ختم ہوا۔ اور مولوی نور الدین صاحب نے اخیر میں فرمایا

کہ مفتی صاحب نے مناظرہ کا نیا ڈھنگ نکالا ہے۔

ناظرین غور فرمائیں کہ یہ مولوی نور الدین صاحب وہ ہیں کہ جن کو تمام

مرزائی جماعت کے اشخاص اپنی جماعت میں علمی حیثیت سے فائق سمجھے جاتے

ہیں۔ اور ان کے مضامین کے ساتھ مرزا صاحب ہمیشہ رطب اللساں رہے اور مرزا

صاحب کے انتقال کے بعد یہی مولوی صاحب موصوف خلیفہ اول ہوئے۔ با ایں

ہمہ پھر بھی یہ مولوی صاحب اپنا دعویٰ مات عیسیٰ یقیناً کے ثابت کرنے کے

لیے کوئی ایسی دلیل نہیں بیان کر سکے جس میں تقریب نام ہونے کا دعویٰ کریں۔

مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا صاحب کو مناظرہ کے لیے دعوت

مرزا صاحب کے خلیفہ اول کا حال تو ناظرین نے سن لیا ہے۔ اب ہم مرزا

صاحب کے خلیفہ ثانی یعنی مرزا محمود احمد صاحب کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ مفتی غلام

مرتضیٰ صاحب کے ساتھ مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم میں بمقام لاہور اس

طریق پر مناظرہ کریں کہ تمام مناظرہ کے دو پرچے ہوں۔ پہلے پرچہ میں مرزا محمود

احمد صاحب اپنے دعویٰ مات عیسیٰ یقناً کے ثابت کرنے کے لیے فقط ایک ہی دلیل ایسی تحریر کریں جس کے متعلق یہ لکھا ہوا ہو کہ اس دلیل میں تقریب تام ہے۔ اور طرز استدلال شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے عین مطابق ہو۔ اور ویسا ہی مفتی صاحب پہلے پرچہ میں اپنے دعویٰ حیات مسیح ابن مریم کے ثابت کرنے کے لیے فقط ایک ہی ایسی دلیل تحریر کریں جس کے متعلق یہ لکھا ہوا ہو کہ اس دلیل میں تقریب تام ہے اور طرز استدلال شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ کے عین مطابق ہو۔ اور دوسرے پرچے میں ہر ایک مناظر اپنے فریق مخالف کے پرچے اول کی مطابق شرط نمبر ۱ و شرط نمبر ۲ تردید تحریر کرے۔ اور ہر ایک مناظر اپنے ہر دو پرچوں کو عام اجلاس میں ایک وقت معین کے اندر بیان کرے۔

نوٹ:- ہم نے خاص کر مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم میں مناظرہ کرنے کے لیے اس لیے دعوت دی ہے کہ مرزا صاحب نے اس مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم کو ہی اپنے صدق و کذب کے لیے معیار و میزان قرار دیا ہے۔

OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT

ہدایات

قادیانی مناظر نے روئے اد مناظرہ کے ساتھ ایک ضمیمہ بعنوان ”چند ضروری باتیں“۔ چسپاں کر دیا ہے جس میں اس نے اختراعیات اور مغالطات درج کر دیئے ہیں جن کے متعلق چند ہدایات کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔ ”مشترکہ سطر ۲، ۳ میں لکھتا ہے کہ موضوع مناظرہ حیات و وفات مسیح ابن مریم تھا اور صرف اسی مسئلہ پر مباحثہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت نے اسی موضوع پر مناظرہ کرنا چاہا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ خود مفتی

صاحب نے کہا تھا کہ میں صرف اس مسئلہ پر ہی بحث کروں گا۔“

ہدایت

یہ نا فہمی ہے۔ کیونکہ مشتہر نے لکھا ہے کہ قادیانی جماعت نے اسی موضوع پر مناظرہ کرنا چاہا۔ اور قادیانی جماعت کا یہ چاہنا ہم ابتداء میں بعنوان ”تعیین موضوع مناظرہ“ مفصل لکھ چکے ہیں۔

مغالطہ

قادیانی مناظرہ نے لکھا ہے۔ مشتہر نے ہم پر شرط نمبر ۱، ۲ لکھ کر یہ الزام لگایا ہے کہ ہم نے ان کے خلاف کیا ہے۔ یہ تو مناظرہ کے پرچہ جات پڑھنے سے ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ دونوں مناظروں میں سے کس نے شرائط کے خلاف کیا ہے۔ براہین احمدیہ سے حوالے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی جماعت احمدیہ میں داخل ہونے سے پہلے کی تحریریں اور اپنے آخری پرچوں میں نئے دلائل پیش کرنا کیا شرائط کے خلاف نہیں تھا۔ جس کے مفتی صاحب مرتکب ہوئے۔

ہدایت

براہین احمدیہ کے حوالے خلاف شرط نمبر ۱، ۲ نہیں۔ کیونکہ پہلے تو اسلامی مناظرہ نے براہین احمدیہ کی عبارت نقل کرنے کے بعد اپنے پرچہ نمبر ۱ میں یہ لکھ دیا ہے کہ ”میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے بلکہ یہ بتلانا ہے“۔ الخ اور دوسرا یہ کہ دعویٰ نبوت کی تاریخ جو مرزا صاحب اور ان کے معتقدین نے بیان کی ہے وہ ہمارے پر حجت نہیں۔ کیونکہ ہم مرزا صاحب کو متنبی اور ان کی معتقدین کو معتقدین متنبی سمجھتے ہیں۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ نبوت کی علت ملہمیت کو قرار دیا ہے اور بوقت تالیف براہین احمدیہ مرزا صاحب بزعم خود ملہم

تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مرزا صاحب کے پیغمبر ہونے کی علت نفس الہام نہیں بلکہ کثرت ہے۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پہلی دفعہ یہ وحی ہوا۔ اقراء باسم ربک الذی خلق تو اسی وقت سے سلسلہ نبوت شروع ہو گیا۔ نہ یہ کہ قرآن کریم کے حصہ کثیر نازل ہونے کے بعد سلسلہ نبوت شروع ہوا۔ اور نیز مولوی نور الدین صاب کی تحریریں پیش کرنا شرط نمبر ۲ کے خلاف نہیں۔ کیونکہ مفتی صاحب اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھ دیا ہے کہ میں نے مولوی نور الدین صاحب کے اقوال کو اس حیثیت سے پیش نہیں کیا کہ وہ احمدی ہیں اور نہ ہی اس حیثیت سے کہ وہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہیں بلکہ اس حیثیت سے پیش کئے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوے نبوت کے زمانہ میں مولوی نور الدین صاحب کی دینی رنگ میں اعلیٰ درجہ کی توثیق کی ہے۔ اور ان اقوال پیش کردہ کی بعدہ مرزا صاحب نے ترمیم و تہجیح کی ہے اور نہ ہی مولوی صاحب موصوف پٹے۔ اور دلیا ہی مفتی صاحب اسلامی مناظر نے آخری پرچوں میں کوئی نیا مضمون بطور دلیل بیان نہیں کیا بلکہ بطور تردید۔ بے شک قادیانی مناظر نے شرط نمبر ۲ کے خلاف کثیر التعداد امور کا ارتکاب کیا ہے۔ مثلاً توریت کا پیش کرنا۔ حضرت امام مالک و حضرت امام ابو حنیفہ و حضرت امام شافعی کا ذکر کرنا۔ شاہ رفیع الدین صاحب و مجاہد کو پیش کرنا اور پرچہ نمبر ۱ دلائل میں حضرت امام حسن کا قول درج کرنا خیالی اور وہی باتوں سے اپنے پرچوں کو لبریز کر دینا جو مومن من حیث ہو مومن کا بھی حق نہیں کہ ایسی باتیں مومن کے مقابلہ میں پیش کرے۔ علم فزیالوجی کے مسائل کو بیان کرنا وغیرہ وغیرہ۔

مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے۔ پھر بل رفعہ اللہ الیہ آیت لکھ کر کہتے ہیں کہ

بل ابطالیہ میں ضروری ہے کہ وہ وصف جس کا ابطال مقصود ہو اور وہ وصف جس کا اثبات مقصود ہو ان میں تنافی اور ضدیت ہونی ضروری ہے مگر رفع روحانی و اعزاز اس قتل کو لازم ہے الخ۔ اس کا مفصل جواب ہم پرچوں میں لکھ چکے ہیں۔ مختصراً اس کا جواب یہ ہے کہ بل ابطالیہ بھی یہاں مان لیا جائے تو ہمارا مدعا ثابت ہے۔ کیونکہ یہود کے قتل کرنے سے مراد نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کو دعویٰ میں جھوٹا اور ان کی روح کو ناپاک اور ملعون ثابت کرنا تھا اسی وجہ سے انھوں نے اپنے قول میں رسول اللہ کا لفظ بڑھایا ہے۔ اور نیز خدا تعالیٰ کا ان سے وعدہ تھا کہ انسی متوفیک کہ میں تجھے طبعی موت سے ماروں گا۔ پس اگر وہ قتل ہو جاتے تو ان کا دعویٰ باطل ہو جاتا تھا جو رفع روحانی کے منافی ہے اس لیے یہود کے قول کی نفی کرتے ہوئے کہ انھوں نے اس کو قتل نہیں کیا یعنی دعویٰ میں جھوٹے ثابت نہیں کر سکے اس کی ضد کہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں کو لفظ بل سے ثابت کیا ہے۔

ہدایت

”ڈوبتے کو تنکے کا سہارا“۔ اب قادیانی مناظر کا بھی یہی حال ہو رہا ہے۔ دیکھو قادیانی صاحب فرماتے ہیں۔ اس کا مفصل جواب ہم پرچوں میں لکھ چکے ہیں۔ پرچوں میں انھوں نے جواب دیتے ہوئے توریت کو ہی پیش کیا ہے جو یہود کی محرف منسوخ شدہ کتاب ہے اور جس کا پیش کرنا بروئے قرآن کریم و حدیث نبوی جائز نہیں۔ اور نیز یہ کتاب محرف منسوخ شدہ قادیان مناظر کی امداد کرنے سے انکاری ہے، کیونکہ قادیانی مناظر نے توریت سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو مصلوب ہو وہ ملعون ہوتا ہے۔ اور توریت کا حقیقت یہ مضمون ہے کہ جو کسی جرم میں مصلوب ہو وہ ملعون ہے۔ اور قرآن کریم سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سب ملعونیت جرم ہے نہ مصلوبیت۔ ارشاد ہے۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ

ورسوله ويسعون في الارض فساداً ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع
 ايديهم وارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض ذلك لهم خزي في
 الحياة الدنيا ولهم في الآخرة عذاب عظيم۔ (پ ۶) دیکھو اس آیت میں
 خزی کا سبب قتل و صلب بوجہ جرائم یعنی محاربہ اور فساد فی الارض کو قرار دیا گیا ہے نہ
 مطلق مقتولیت اور مصلوبیت وغیرہ کو۔ اور پھر قادیانی مناظر لکھتے ہیں۔ کیونکہ یہود
 کے قتل کرنے سے مراد نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کو دعویٰ میں جھوٹا اور ان کی روح کو
 ناپاک اور ملعون ثابت کرنا تھا اسی وجہ سے انھوں نے اپنے قول میں رسول اللہ کا
 لفظ بڑھایا ہے۔ یہ کیسی اعلیٰ جہالت ہے کیونکہ اس مضمون کی صحت اس صورت میں
 موهوم ہو سکتی تھی جب قتل اور رسالت میں تنافی و ضدیت ہوتی۔ حالانکہ قتل اور
 رسالت میں تنافی و ضدیت نہیں۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے افسانہ مات
 او قتل انقلبتم علی اعقابکم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آیا اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا قتل کئے جائیں تو تم مرتد ہو جاؤ گے۔ یعنی اگر وہ فوت
 ہوں یا مقتول ہوں تو تب بھی تم کو اپنے ایمان پر مستحکم رہنا چاہیے۔ کیونکہ موت اور
 قتل رسالت کے منافی نہیں۔ اور یہود کا لفظ رسول اللہ کو بڑھانا بطور استہزاء ہے۔
 اور پھر قادیانی مناظر فرماتے ہیں۔ اور نیز خدا تعالیٰ کا ان سے وعدہ تھا کہ انسی
 متوفیک کہ میں تجھے طبعی موت سے ماروں گا۔ پس اگر وہ قتل ہو جاتے تو ان کا
 دعویٰ باطل ہو جاتا تھا۔ الخ یہ کیسی زالی جہالت ہے۔ کیونکہ بروئے قرآن کریم
 یہود کا عقیدہ ہے۔ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم اور قرآن کریم نے اس
 باطل عقیدہ کی تردید اپنے فقرہ وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کے ساتھ کی
 ہے اور ہم اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ قیامت سے پہلے اپنی طبعی موت
 سے مریں گے۔ قادیانی مناظر کی اس تحریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یا وہ مغلوب

الجبہالہ ہے یا اس نے بوقت سلامتی عقل یہ تحریر نہیں کی۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتے ہیں۔ اور مشتہر خود لکھتا ہے کہ احد الوصفین دوسرے وصف کا ملزوم نہ ہوتا کہ مخاطب کا اعتقاد و برعکس اعتقاد متکلم متصور ہو۔ ہر امر میں ایسا ہونا ضروری نہیں۔ ورنہ کیا یہ جمع نہیں ہو سکتے کہ ایک شخص زندہ ہو اور مرنوع الی اللہ نہ ہو۔ یہاں پر یہود کے اعتقاد کی رفع الیہ سے تردید کی گئی ہے، اور ثابت کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب تھے۔

ہدایت

یہ کیسی بے نظیر جہالت ہے۔ کیونکہ کلام اس میں ہے کہ قصر قلب میں یہ ضروری ہے کہ احد الوصفین دوسرے وصف کا ملزوم نہ ہو۔ اور قادیانی مناظر نے نہ تو قصر قلب کی کوئی مثال پیش کر کے نقص کیا ہے اور نہ ہی لزوم اور عدم لزوم کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ غیر مربوط یہ فقرہ لکھ دیا ہے۔ ورنہ کیا یہ جمع نہیں ہو سکتے کہ ایک شخص زندہ ہو۔ الخ

مغالطہ

قادیانی مناظر نے لکھا ہے کہ مفتی صاحب نے اپنے پرچہ میں لکھا ہے کہ جب جملہ منفی ہو تو اس وقت بل ابطالیہ ہی ہوگا۔ قرآن مجید کی آیت وما یشعرون ایان یبعثون بل ادرک علمہم فی الآخرۃ کے صریح خلاف ہے کیونکہ یہاں بل ابطالیہ لے کر معنی درست ہو نہیں سکتے۔

ہدایت

یہ قادیانی مناظر کا نرالا جہل مرکب ہے۔ کیونکہ نفی کے بعد بل ابطالیہ سے یہ مراد ہے کہ وصف منفی کو یہ بل باطل کرتا ہے۔ اور جس وصف پر داخل ہے اس کو

ثابت کرتا ہے جیسا کہ وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں قتل اسحٰی منفی ہے جس کو بل نے باطل کر دیا۔ اور رفع اسحٰی پر بل داخل ہے جس کو اس نے ثابت کر دیا ہے اور قادیانی مناظر نے جو آیت بطور تردید پیش کی ہے وہ درحقیقت اسلامی مناظر کی صاف طور پر تائید کرتی ہے۔ کیونکہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم انتہا کو پہنچ کر رہ گیا۔ یعنی وہ جاہل رہ گئے۔ دیکھو اس آیت میں شعور یعنی علم بالآخرۃ منفی ہے جس کو بل باطل کر رہا ہے اور جہل بالآخرۃ پر بل داخل ہے جس کو وہ ثابت کر رہا ہے اور جیسا کہ وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ میں قتل اسحٰی اور رفع اسحٰی کے درمیان لزوم نہیں بلکہ تنافی و ضدیت ہے ویسا ہی آیہ وما یشعرون ایسان یبغثون۔ بل ادراک غمہم فی الآخرۃ میں علم بالآخرۃ اور جہل بالآخرۃ کے درمیان لزوم نہیں بلکہ تنافی و ضدیت ہے۔ یہ عجیب اتفاق ہوا ہے کہ قادیانی مناظر نے تردید کی آیت وما یشعرون پیش کی ہے جس میں شعور کی نفی ہے اور یہ آیت اسلامی مناظر کی ایسی تائید کر رہی ہے کہ قادیانی مناظر کو اس تائید کا شعور نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت کی پردہ دری ہو کر اس کے مذہب کا بطلان آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو چکا ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ مشہر لکھتا ہے کہ یہ دلیل معدوم النظر ہے۔ بے شک اس سے جو استدلال کیا گیا ہے اپنی بے ہودگی میں معدوم النظر ہے۔ کیونکہ صحیح دلائل اور استدلالوں کے نظائر دنیا میں موجود ہوتے ہیں۔

ہدایت

بے شک قادیانی مناظر کا اس مقام اور ایسے استدلال پر لفظ بے ہودگی

استعمال کرنا بے ہودگی میں معدوم النظر ہے۔ کیونکہ اس نے اس بے ہودگی کی کوئی صحیح وجہ بیان نہیں کی۔ اور ہم نے جہاں قادیانی مناظر کی جہالت کا دعویٰ کیا ہے وہاں ہی اس جہالت کو مدلل و مبرہن کیا ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ پھر لکھتا ہے کیونکہ یہ جملہ خبریہ تجزیہ ہے۔ ایسا وفات مسیح ابن مریم کے متعلق کوئی فقرہ نہیں۔ اس آیت میں تورفع کے معنی بحسدہ العصری آسمان پر اٹھالینا ہی ثابت نہیں ہو سکتے تو یہ آیت آپ کے مفید کیسے ہو سکتی ہے۔

ہدایت

جناب من اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں بروئے محاورہ قرآنی و محاورات احادیث و بروئے قاعدہ نحوی متعلق بل و بروئے قاعدہ علم معانی متعلق قصر قلب آیت و مابقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ بحسدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں جس کا قادیانی مناظر کوئی جواب نہیں دے سکا جیسا کہ روئے اد مناظرہ پڑھنے سے روشن ہے۔ بلکہ قادیانی مناظر نے اس استدلال کے جواب میں توریت پیش کر کے اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ میرے پاس اس استدلال کا کوئی جواب نہیں۔ اور ہم نہایت زور سے اعلان کرتے ہیں کہ انشاء اللہ قادیانی جماعت میں سے کوئی فرد بھی شرط نمبر ۱، ۲ کے تحت میں رہ کر اس استدلال کا تا قیامت جواب نہ دے سکے گا جیسا کہ وقتاً فوقتاً علماء و فضلاء زمانہ پر اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر ہوتی رہے گی۔ تو پھر قادیانی مناظر کا یہ کہنا (تو یہ آیت آپ کے مفید کیسے ہو سکتی ہے) کیسی دیدہ دانستہ دلیری ہے۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ مفتی صاحب بھی کوئی ایک مثال رفع کی پیش نہیں کر سکے جس میں خدا تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول ذی روح پھر رفع کے معنی اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھانا ہوں۔ اور رفعت الی ربی مثال پیش کی ہے جس میں فاعل مذکور ہی نہیں۔ دوسرے معراج کا واقعہ خود زیر بحث ہے۔ حضرت عائشہ اور امام حسن و معاویہ کا یہی مذہب تھا کہ وہ آپ کا ایک کشف یا خواب تھا جیسا کہ بخاری کی حدیث واستیقظ وهو فی المسجد الحرام سے ثابت ہے کہ معراج کا واقعہ دیکھ کر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ اور اس کو واقعہ خاص کہہ کر پیچھا چھوڑنا نہایت مشکل ہے۔

www.NAFSEISLAM.COM

جناب من اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۵ میں آپ کے اس مضمون کی تردید میں صحیح بخاری کی حدیث کا یہ فقرہ پیش کیا ہے ثم رفعت الی سدرۃ المنتی۔ اور رفعت الی ربی پیش نہیں کیا۔ اور اس فقرہ حدیث میں طرز تردید یہ ہے کہ جیسا خلقت میں اگرچہ فاعل مذکور نہیں لیکن اس لحاظ سے کہ فعل خلق کا فاعل خدا تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں ہو سکتا۔ خلقت کا فاعل معین بمنزلہ مذکور کے ہے ویسا ہی رفعت الی سدرۃ المنتی اگرچہ مجہول الفاعل ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ فعل رفع الی سدرۃ المنتی کا فاعل سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں ہو سکتا رفعت الی سدرۃ المنتی کا فاعل معین بمنزلہ مذکور کے ہے۔ اب دیکھو کہ اس صحیح بخاری کی حدیث کے فقرہ میں رفع کا فاعل خدا تعالیٰ ہے۔ اور مفعول ذی روح انسان ہے اور مراد اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لینا ہے۔ اور پھر قادیانی مناظر نے کہا ہے۔ دوسرے معراج کا واقعہ خود زیر بحث ہے۔ الخ ہم اس کو اس

کے متعلق یہ ہدایت کرتے ہیں کہ اسلامی مناظر کی طرز تر دید یہ ہے کہ فقرہ ثَمَّ رَفَعَتِ الی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی میں فعل رفع ہے اور خدا تعالیٰ فاعل ہے اور مفعول ذی روح انسان ہے اور اس فقرہ کے الفاظ سے مراد اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لینا ہے۔ اور معراج کا واقعہ زیر بحث ہونا اسلامی مناظر کی طرز تر دید کو مضمر نہیں۔ کیونکہ معراج عالم رویا میں ہو یا عالم کشف میں یا عالم یقظہ میں ہو ہر صورت میں فقرہ ثَمَّ رَفَعَتِ الی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی کے الفاظ سے مراد تو اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لینا ہی ہے۔ قادیانی جماعت کے ان افراد کا جنہوں نے لالچ دنیاوی اور طمع نفسانی کی وجہ قادیانی مذہب کو اختیار کیا ہوا ہے ہمیشہ وطیرہ ہے کہ اردو خوانوں اور انگریزی خوانوں کو شکار کرنے کے لیے ایسی تحریریں عملاً پیش کرتے رہتے ہیں۔

www.NAFSEISLAM.COM

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ اس طرح تو انسی مہاجر الی ربی کے متعلق کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہاں آسمان پر جانا مراد ہے۔ ورنہ کسی کے لیے دکھاؤ تو سہی کہ قرآن کریم یا حدیث میں کسی نے اپنے لیے مہاجر اور الی ربی کا لفظ کہا ہو اور اسی طرح حضرت ابراہیم کا انسی ذاہب الی ربی سیہدین سے بھی کوئی ان کے آسمان پر جانے کا استدلال کرے تو کر سکتا ہے اور دلیل مانگی جائے تو آپ کی طرح کہہ دے کہ یہ واقعہ خاص ہے ورنہ یہ الفاظ کسی اور کے لیے آئے ہوں تو پیش کرو۔

ہدایت

یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اسلامی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ عروج الی اللہ اور صعود الی اللہ اور رفع الی اللہ کی ایک ہی صورت ہے۔ یعنی آسمان پر جانا یا لے جانا اور عروج اور صعود اور رفع میں بلندی کے معنی ہیں۔ اور

ہجرت اور ذہاب میں بلندی کے معنی ماخوذ نہیں۔

مغالطہ

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ جملہ خبریہ تجزیہ وفات مسیح کے متعلق قرآن مجید میں کنت انت الرقیب علیہم ہے۔ خود مسیح کہہ رہے ہیں اور صرف خدا تعالیٰ کے رقیب ہونے سے پہلے اپنے قول فلما توفیتی سے اپنی وفات کا اقرار کر رہے ہیں۔

ہدایت

تجزیہ سے یہ مراد ہے کہ اس میں شرط کے معنی نہ ہوں اور فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم میں لما بمعنی حین متضمن معنی شرط ہے۔ اور نیز کنت اور توفیتی کی ماضویت آج کے لحاظ سے نہیں بلکہ قیامت کے لحاظ سے جیسا کہ قادیانی مناظر نے اپنے پرچہ نمبر ۱ میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔

OF AHLE SUNNAT WAL JAMAT

قادیانی مناظر لکھتا ہے۔ اور جو بات ہم نے توریت سے پیش کی ہے۔ وہ یہود کا عقیدہ بیان کرنے کے لیے پیش کی ہے۔ وہ قرآن مجید کو خدا کا کلام نہیں مانتے۔ اور یہودیوں کے نزدیک مسیح مجرم ہی تھے اور انھوں نے آپ پر بغاوت کا الزام لگایا تھا۔ اور پھر توریت میں صاف لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا اور نیز استثناء ۲۱/۲۳ میں لکھا ہے۔ ”وہ جو بھانسی دیا جاتا ہے ملعون ہے“۔ اسی کے مطابق گلیتوں ۳/۱۳ میں پولوس کہتا ہے۔ ”مسیح ہمارے بدلے لعنت ہوا۔ کیونکہ لکھا ہے۔ جو کوئی کاٹھ پر لٹکا یا گیا وہ لعنتی ہے۔“

ہدایت

یہ تحریر قادیانی مناظر کی مناظرہ کے بعد کی ہے بلکہ اس قادیانی اجلاس کے

بعد کی ہے جس میں تمام قادیانی جماعت کے افراد شامل تھے۔ ایسے وقت کی تحریر میں قرآن اور حدیث اور اقوال صحابہ اور قواعد عربیت کو ترک کر کے پھر بھی توریت کو پیش کرنا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ قادیانی مناظر بلکہ تمام قادیانی جماعت نے اعتراف کر لیا ہے کہ ہمارے پاس شرط نمبر ۲ کے تحت میں رہ کر کوئی جواب نہیں۔ اور توریت محرف منسوخ شدہ کتاب کے پیش کرنے کی بھی قرآن کریم اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ قرآن کریم کا فقرہ وما قتلوا النجیہود کے جس عقیدہ کی تردید ہے اس عقیدہ کو قرآن کریم نے اپنے اس فقرہ انا قتلنا مسیح عیسیٰ ابن مریم النجیہ کے ساتھ صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔ پھر قادیانی مناظر نے بلحاظ آیت فاسئلوا اهل الذکر انکتُم لاتعلمون قرآن کریم کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور نیز قادیانی مناظر نے تسلیم کر لیا ہے کہ ہر ایک مصلوب ملعون نہیں بلکہ مجرم مصلوب ملعون ہے۔

قادیانی مناظر نے اور بھی اختراعیات اور مغالطات لکھے ہیں۔ لیکن ان کے متعلق ہدایت کرنے میں تضييع الاوقات ہے۔ کیونکہ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو بدیہی البطلان ہیں اور بعض ایسے جن کی تشریح و تردید ہو چکی ہے اور بعض ایسے جن کا موضوع مناظرہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں؟

اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين ربنا لا تؤاخذنا ان نبينا او اخطانا ربنا حملته ولا تحمّل علينا اصرا كما على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين۔ (مرتب)

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو
مناظرہ کے لیے دعوت

کئی سال سے قادیانی جماعت کے لوگ مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم پر
مناظرہ کرنے کے لیے مجھے دعوت دے رہے تھے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ آج کل کا
مباحثہ درحقیقت مناظرہ نہیں ہوتا بلکہ مجادلہ یا مکابرہ ہوتا ہے۔ میں اجتناب کرتا رہا
اور قادیانی جماعت نے اسلامی جماعت کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ تمہارے پاس
اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں ورنہ مفتی غلام مرتضیٰ مناظرہ سے اجتناب
نہ کرتا۔ اس پر اسلامی جماعت کے کثیر التعداد اشخاص کے عقائد میں تشویش اور
اضطراب پیدا ہو گیا۔ بلکہ اغلب امید ہو گئی کہ اگر مناظرہ نہ ہوا تو اسلامی جماعت
کے کثیر التعداد افراد مرتد ہو جائیں گے۔ اس حالت کے لحاظ سے مناظرہ کرنا فی
سبیل اللہ یعنی بغرض حفاظت عقائد حقہ میں نے منجانب اللہ اپنا فرض لازمی سمجھ کر
اعلان کر دیا کہ قادیانی جماعت کا فرد اعلیٰ یا متوسط یا ادنیٰ جو میدان مناظرہ میں
نکلے میں اس کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

چنانچہ مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل آمدہ از قادیان کے
ساتھ میرا مناظرہ تحریری و تقریری بتواریخ ۱۸، ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء بمقام ہریا ضلع
گجرات ہوا۔ جس کی تمام روئداد ہدیہ ناظرین ہے۔ بتابریں اب میرا استحقاق
ہے کہ قادیانی جماعت میں سے جس فرد کو مناظرہ کے لیے میں دعوت دوں وہ
میدان مناظرہ میں نکلے۔

چونکہ میاں محمود احمد صاحب کو قادیانی جماعت نے سب سے فائق سمجھ کر
صاحب کی خلافت کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور نیز میاں صاحب قریباً چالیس کروڑ
اہل اسلام اور کلمہ گو کی تکفیر کرنے میں مقتدا ہیں۔ اور مرزا غلام احمد صاحب لکھتے

ہیں۔

”یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیچ ہیں۔ اور اگر وہ درحقیقت قرآن کریم کے رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالفین باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان ہے اس کو سوچو۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۶۶)

اس لیے میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو دعوت کرتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم پر بمقام لاہور اس طریق سے مناظرہ تحریری و تقریری کریں کہ ہر ایک مناظر مطابق آیہ فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ والرسول اپنا اپنا دعویٰ قرآن کریم اور حدیث نبوی کے ساتھ ثابت کرے اور قرآن کریم و حدیث نبوی چونکہ عربی لغت میں ہیں اس لیے ان کی تفسیر میں امور مفصلہ ذیل کے سوائے کوئی پیش نہ کی جائے گی۔ قرآن۔ حدیث۔ اقوال صحابہ۔ لغت عرب۔ صرف۔ نحو۔ معنی۔ بیان۔ بدیع لیکن میں میاں صاحب کے مقابلہ میں مرزا صاحب اور مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول صاحب کے اقوال بھی پیش کر سکوں گا۔ کیونکہ میاں صاحب مرزا صاحب کو نبی اعتقاد کرتے ہیں اور میں مرزا صاحب کو نبی نہیں اعتقاد کرتا بلکہ متنبی سمجھتا ہوں۔

اب تمام ناظرین پر واضح ہو کہ اگر میاں صاحب میری دعوت کو قبول کر کے میدان مناظرہ میں آگئے تو ہم سمجھیں گے کہ میاں صاحب کے دل میں خلوص اور دیانت داری ہے اور اپنے عقائد ثابت کرنے کے لیے ان کے دل میں جرأت اور قوت ہے۔ اور اگر میاں صاحب نے میری دعوت کو قبول نہ کیا اور مناظرہ میں نہ

آئے تو یہ ثابت ہوگا کہ ان کے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی ان کے دل میں خلوص اور دیانتداری ہے بلکہ میاں صاحب کی تمام تلمیحات اور ڈھنگوں میں شکار بازی مقصود ہے اور ”زربدہ سخن درین است“ والا معاملہ ہے۔

اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير
المغضوب عليهم ولا الضالين آمين

خادم الاسلام والمسلمين
مفتی غلام مرتضیٰ



WWW.NATSEISLAM.COM

"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLE SUNNAT WAL JAMAAT"

ادارہ کی ایک اہم اور تحقیقی کتاب

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت بشریت



اس کتاب میں "نبی کریم ﷺ کی نورانیت و بشریت" قرآن و حدیث اور معروف مفسرین و محدثین کی کتب کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ نیز اسی موضوع کی تمام دیوبند کتب کا رد بھی مدلل پیش کیا گیا ہے۔ علماء و طلباء کیلئے بڑی اہم تحقیقی تصنیف ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔



تالیف:

محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی۔ بی ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ہدیہ

صفحات

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکے

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کی لاجواب کتب



✽ شرک کی حقیقت

✽ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (اول) (مطبوعہ)

✽ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (دوم) (مطبوعہ)

✽ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (سوم) (مطبوعہ)

✽ غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (چہارم) (زیر ترتیب)

✽ مجموعہ تصانیف حضرت علامہ محمد اسماعیل نقشبندی علیہ الرحمۃ

✽ دیوبند کا نیا دین (مطبوعہ)

✽ سرور کونین ﷺ کی بشریت و نورانیت (مطبوعہ)

✽ دیوبندیوں سے لاجواب سوالات (مطبوعہ)

✽ مجموعہ رسائل مفتی محمد شفیع جماعتی رحمۃ اللہ علیہ (مطبوعہ)

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونگی